صَلُّوْ کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ (بخاری)

بحمد اللہ تعالیٰ بفضل رب کریم احناف کثر اللہ سوادہم کی نماز کے متعلق احادیث کی تخریج اور مکمل حوالہ جات
مع عربی متن 2000 سے زائد کثیر الاحادیث و آثار تاریخ اسلام کی پہلی جامع اور مستند کتاب

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز

(مُدلّل)

تقاریظ

حضرت مولانا حافظ نثار الحسینی صاحب
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب
حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب
حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

پسند فرمودہ:
استاذ العلماء
حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب

مصنف

ابو علی معاویہ عفا اللہ عنہ

فاضل: ایم اے اسلامیات

دار النعمان

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ۔ (بخاری)

بحمد اللہ تعالیٰ بفضل رب کریم احناف کثر اللہ سوادہم کی نماز کے متعلق احادیث کی تخریج اور مکمل حوالہ جات مع عربی متن 2000 سے زائد کثیر الاحادیث و آثار تاریخ اسلام کی پہلی جامع اور مستند کتاب

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز

(مدلل)

تقاریظ

محقق اہلسنت والجماعت حضرت مولانا حافظ نثار الحسینی صاحب دامت برکاتہم
مہتمم جامعہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک

حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم
مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ گلشن معمار کراچی

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم
مہتمم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی جامعہ اشرف المدارس کراچی

حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب دامت برکاتہم
استاذ و مفتی جامعۃ الرشید کراچی

پسند فرمودہ
استاذ العلماء
حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب مدظلہم

مصنف
ابو علی معاویہ عفا اللہ عنہ
فاضل: ایم اے اسلامیات

دار النعمان
فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0300 4863819

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خاتم الانبیاء ﷺ کی نماز

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوعلی معاویہ عفا اللہ عنہ

طبع دوم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اکتوبر 2018

ضخامت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔736 صفحات

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔1100

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔550 روپے

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دار النعمان لاہور

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، اَحادیث رسول اور دینی و دیگر علمی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہاں بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے اپنی حتی الوسع میں نے اور میرے قابل احترام ساتھیوں نے کوشش کی ہے پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو اللہ کی رضا کے لیے اَز راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اِصلاح ہو سکے یاد رہے کہ اَحادیث میں نیکی کے کام میں تعاون کرنا صدقہ کے مترادف بتلایا گیا ہے۔

فہرست

تقریظ

محقق اہلسنت والجماعت حضرت مولانا حافظ نثار الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی أما بعد:

حضرت مولانا ابو علی معاویہ دامت برکاتہم کی کتاب ''خاتم الانبیاء ﷺ کی نماز'' چند مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا، ماشاء اللہ مولانا ابو علی معاویہ دامت برکاتہم کا مطالعہ وسیع اور علمی نظر گہری ہے اور انہیں مطالعہ اور علم کے ساتھ عنوان پر بھی مضبوط گرفت حاصل ہے۔

کتاب ''خاتم الانبیاء ﷺ کی نماز'' میں انہوں نے نماز کے مسائل کو مدلل بیان کیا ہے۔

عام اُردو خواں کے لئے مسائل کو دلائل سمیت ضرورت نہ ہوتی تھی، مگر ہندوستان میں پیدا ہونے والے فتنے (یعنی فقہاء کی تقلید کو گمراہی کہنے والوں) نے اب حالات ایسے پیدا کر دیئے کہ نمازی کے سامنے مسائل کے ساتھ ساتھ دلائل بھی بیان ہوں تو طریقۂ نماز پر اعتماد نماز کے سکون کا سبب بنتا ہے، جبکہ یہ فتنہ اب ہندوستان سے نکل کر مختلف ممالک میں پھیل چکا ہے اس لئے نماز کے متعلق ایسے کاموں کی ضرورت پہلے سے بڑھ رہی ہے۔

اللہ رب العزت مولانا ابو علی معاویہ مدظلہ کی اس محنت کو قبول فرماتے ہوئے جذبہ حسنات کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

خادم حافظ نثار الحسینی عفر اللہ لہ

مہتمم عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک

۱۱ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ

تقریظ

محقق اہل سنت والجماعت حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم

باسمہ تعالیٰ

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:

حمد ثناء اس ذاتِ اقدس کو روا ہے جو عرش و کرسی کا مالک ہے، آسمان و زمین جن و انسان و ملک کا خالق ہے، نزولِ رحمت اور سلام ہو ان ذات قدسیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہوں نے اپنی تمام تر صلاحتیں اور توانائیاں مخلوق کو خالق کے ساتھ جوڑنے میں صَرف کیں، توحید، نماز، روزہ، زکوۃ حج، ذکر اذکار، تلاوت و نوافل کا تحفہ اُمت کو دیکر فرش سے عرش تک پہنچایا، حلال و حرام کی معرفت اور تمیز کا علم دیکر حیوانات سے انسان کو ممتاز کرایا اور فرشتوں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا۔

ان کے بعد خدا اپنے ان بندوں پر رحم فرمائے جو دشت و بیاباں، صحراء و جبال، بَرّ و بحر، عرب و عجم میں افریقہ کے جنگلات میں توحید کا جھنڈا لیکر بھٹکی ہوئی اُمت کو دن رات، سردی و گرمی اور باد و باراں کی پروا کئے بغیر اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، چوروں، ڈاکوؤں، رہزنوں اور قاتلوں کو تہجد کا عادی بنا رہے ہیں، سینما گھروں میں قہقہے لگانے والوں اور شراب میں مخمور لوگوں کو مسجد میں رونے اور اپنے خالق کے سامنے الحاح وزاری کرنے والے بنا رہے ہیں، ائرکنڈیشن اور چھاؤں کو چھوڑ کر بلوچستان کے صحراؤں میں بستر کندھے پر رکھ کر بھوک و پیاس کی مشقتیں جھیل رہے ہیں۔

میری مراد ایک مرد قلندر کی قائم کردہ تحریک فریاد اور تحریک بکاء کے افراد الیاسی تبلیغی جماعت ہیں جو بے نمازیوں کو دیکھ کر ان کے لیے بے تاب اور بے قرار ہیں کہ یا اللہ! یہ لوگ کب نمازی بنیں گے کب اس گند کو چھور کر تیرا بندہ بنیں گے، نیز اللہ دستگیری فرمائے اپنے ان نیک بندوں پر جو روکھی سوکھی کھا کر چٹائیوں اور فرش پر بیٹھ کر شب و روز قرآن پڑھا رہے ہیں، پاکستان جیسے غریب الحال ملک میں دین دشمن حکمرانوں کے ظلم کے باوجود سالانہ ستر (۷۰۰۰) اسی ہزار (۸۰۰۰) حافظ اور ہزاروں علماء تیار کر رہے اور روزانہ درسِ قرآن اور درسِ حدیث دے کر لوگوں کو نماز کی طرف بلا رہے ہیں، یا اللہ! تو ان کا بھلا کر اور ان کی دستگیری فرما (آمین)۔

ان کے بالمقابل خدا اس جماعت کو ہدایت نصیب فرمائے جن کے مذہب میں یہودیت اور نصرانیت کوئی بڑا جرم نہیں بلکہ سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو آہستہ سے نماز میں آمین کہتا ہے، جو امام کے پیچھے جہری اور سری نمازوں میں فاتحہ نہیں پڑھتا، جو رفع الیدین قبل الرکوع اور بعد الرکوع نہیں کرتا، جو اپنے فہم اور سمجھ پر اعتماد نہیں کرتا بلکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے علوم اور تحقیق پر اعتماد کرتا ہے، جو سلف صالحین کو مشرک قرار نہیں دیتا، جو حافظ الحدیث عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ جن کی عمر (۱۰۵) سال حدیث میں گذری ہے کو مشرک قرار نہیں دیتا، جو شیخ الحدیث سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم جو کہ (۵۰) سال سے بخاری شریف پڑھا رہا ہے ان کو جاہل اور مشرک نہیں کہتا، جو در بدر، چپہ چپہ، قریہ قریہ، صحرا صحرا ٹھوکر کھانے والے مولانا جمشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ، بھائی عبدالوہاب صاحب دامت برکاتہم، مولانا احسان صاحب دامت برکاتہم اور مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم کو مشرک قرار نہ دے، جبکہ گمراہ طبقہ جن کا ہر فرد فروٹ بیچنے والا، ڈرائیونگ کرنے والا، ہر بات پر حدیث کا مطالبہ بھی کرے جو کلمہ طیبہ کے بارے میں بھی کہہ دے کہ اس کا بھی ثبوت نہیں چونکہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں نہیں ایسے عالم میں ایک آدمی حیرانِ سرگرداں ہے کہ یا اللہ الیاسی لوگوں نے شراب سے چھڑا کر نماز پہ لگایا اور نام نہاد الحدیث میری نماز کو بھی فاسد قرار دے رہے ہیں اور مجھے مشرک قرار دے رہے ہیں تو اب میں کدھر جاؤں۔۔۔۔۔۔اور جب مناظرہ کی بات ہوتی ہے تو ان کے محدث اعظم کو "لا صلوۃ لمہ یقرأہ بفاتحہ الکتاب" حدیث میں یہ بھی معلوم نہیں کہ من موصولہ ہے یا موصوفہ ہے اس لیے کہ ان کے ہاں اُردو پڑھنے والے محدثین کی کوئی کمی نہیں۔۔۔۔۔ایسے عالم میں انسان کیا کرسکتا ہے! لیکن تاہم ہماری ذمہ داری تبلیغ ہے ہدایت دینے والی ذات اللہ کی ہے ہاں اس دور میں ایک انسان کو تشویش سے بچانے کے لیے برادر مکرم مولانا ابو علی معاویہ صاحب نے یہ کتاب "خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز" ترتیب دی ہے جس کا انداز بالکل سہل اور ہر مسئلہ بالکل مدلل ہے اور یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ کتاب اَحناف کی نماز کے دلائل میں ایک انسائیکلو پیڈیا ہے اور اُمید ہے یہ کتاب پڑھنے کے بعد کسی کج ذہن کو جمہور اُمت مسلمہ اَحناف کی نماز پر اعتراض کی جرأت نہیں ہوگی۔۔۔۔۔اہل علم یہ کتاب پڑھ کر ضرور استفادہ فرمائیں۔

ماشاء اللہ کتاب قابلِ دید ہے اور مصنف قابل داد ہے اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے اور مؤلف موصوف کے لیے باعث نجات بنائے۔(آمین)

وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین!

مولانا منظور احمد مینگل عفا اللہ عنہ
مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ گلشن معمار کراچی

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

تقریظ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

فرزند عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ محمد حکیم اختر رحمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعمال میں ایمان کے بعد نماز کو جو درجہ حاصل ہے وہ کسی عمل کو حاصل نہیں، اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو اس کا اتنا اہتمام ہوتا کہ کوئی کمی نہ رہتی، لیکن ہماری بے توجہی اور غفلت نے اس کو بھی کوتاہیوں سے خالی نہیں چھوڑا، یہ بھی یاد رہے کہ نماز میں کوتاہی کا جو وبال ہے وہ دوسرے اعمال کی کوتاہیوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے، کیونکہ نماز ہر دن رات میں پانچ بار فرض ہے اور اس میں کوتاہی کرنا حق تعالیٰ کو دن میں پانچ بار ناخوش کرنا ہے۔

نماز بالاتفاق سب کے نزدیک ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے اور قیامت میں سب سے اول اسی کا مطالبہ ہوگا اس کے برخلاف نماز کا اہتمام اور اس کی وجہ سے گناہوں کا معاف ہونا جس کثرت سے روایات سے ذکر کیا گیا ہے اس کا احاطہ دشوار ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ بتاؤ اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر بہہ رہی ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ بالکل نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ جل شانہ ان کی وجہ سے گناہوں کو زائل کر دیتے ہیں، بہرحال ضرورت اس اَمر کی ہے کہ نماز جیسی اہم عبادت کے مسائل وآداب اور طریقہ سیکھا جائے اور اس کے مطابق اپنی نمازوں کو درست کیا جائے، اس سلسلے میں محترم مولانا ابو علی معاویہ صاحب نے ''خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز'' کے نام سے ایک بہترین کاوش کی ہے اور نماز سے متعلق ضروری باتوں کو جمع کر دیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ نماز کے ارکان سے متعلق سنن اور آثار کو بھی ذکر کر دیا ہے، اس سے ان لوگوں کے اعتراض کا جواب بھی جواب ہوگیا جو ہماری نماز پر اعتراض کر کے اور خلافِ سنت قرار دے کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں اور اُمید ہے اللہ رب العزت مؤلف کی اس کوشش کو عام و تام فرمائیں گے اور لوگوں کی نماز کی درستگی کا ذریعہ بنائیں گے (آمین)۔

مولانا محمد مظہر عفا اللہ عنہ

مہتمم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی جامعہ اشرف المدارس کراچی

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب دامت برکاتہم

اُستاذ و مفتی جامعۃ الرشید کراچی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

نماز اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے اہم رکن ہے ایمان کے بعد سب سے پہلا حکم نماز ہی کا ہے چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ: "مروا اولادکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین"
یعنی سات سال کی عمر سے اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو

اللہ تعالیٰ کے ہاں مسلمان کی عبادت کی مقبولیت دو باتوں پر موقوف ہے (۱) اخلاص (۲) وہ عبادت سنت کے مطابق ہو، اگر دونوں میں سے کوئی ایک بات نہ پائی جائے تو وہ عبادت قبولیت کا درجہ نہیں پا سکتی۔
نماز کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی تاکید ہے کہ سنت کے مطابق پڑھی جائے چنانچہ اِرشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ: "صلوا کما رائتمونی أصلی"۔ (ترجمہ) نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتا دیکھتے ہو، لہٰذا سنت کے مطابق نماز پڑھنے کے لیے اَحادیث مبارکہ سے رہنمائی لینا بہت ضروری ہے، اس لیے علماء اُمت نے مختلف ادوار میں عربی، فارسی، اُردو اور دیگر زبانوں میں اس موضوع پر کتابیں لکھی اور اُمت کی رہنمائی کی، اب حال ہی میں محترم جناب مولانا ابوعلی معاویہ صاحب نے بھی "خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز" کے نام سے ایک کتاب مرتب فرمائی ہے مولانا موصوف نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ نماز سے متعلق صحیح اَحادیث کو جمع فرمایا ہے اور مسائل فقہیہ کے عنوانات قائم فرما کر عربی عبارت کے ساتھ ساتھ سلیس اُردو میں حدیث کا ترجمہ مع حوالہ تحریر فرمایا۔
میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس کتاب کو ماشاء اللہ عوام وخواص دونوں کے لیے بہت مفید پایا خصوصاً فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والے ہمارے حنفی حضرات کے لیے مسائل نماز سے متعلق اَحادیث کا ایک ذخیرہ ہے بس ان اَحادیث کو یاد کر کے ان مسائل پر عمل کیا جائے تو نماز سنت کے مطابق ہوگی تو ان شاء اللہ ضرور قبول بھی ہوگی۔
آخر میں میری دُعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت سے نوازے اور مولانا موصوف کو مزید اس طرح کی کتابیں لکھ کر اُمت کی رہنمائی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
اُستاذ و مفتی جامعۃ الرشید کراچی
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

ابتدائیہ

اصل کتاب کے مطالعہ سے پہلے حسب ذیل قواعد اچھی طرح مطالعہ فرمالیں، یہ قواعد بہت ہی کارآمد ثابت ہوں گے۔

قاعدہ نمبر 1: اسناد کے لحاظ سے حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں مگر ہم صرف تین قسموں کا ذکر کرتے ہیں:

(1) حدیث صحیح (2) حدیث حسن (3) حدیث ضعیف

حدیث صحیح: وہ احادیث جس میں یہ چار خوبیاں پائی جائیں:

1۔ اس کی اسناد متصل ہو کر حضور اکرم ﷺ سے لے کر مؤلف کتاب تک کوئی راوی کسی جگہ سے چھوٹا نہ ہو۔

2۔ اس کے تمام راوی اول درجہ کے متقی، پرہیزگار ہوں اور کوئی فاسق یا مستور الحال نہ ہو۔

3۔ تمام راوی نہایت قوی الحافظہ ہوں کہ کسی کا حافظہ بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزور نہ ہو۔

4۔ وہ حدیث شاذ یعنی مشہور کے خلاف نہ ہو۔

حسن حدیث: وہ حدیث جس کے کسی راوی میں یہ صفات اعلیٰ درجہ کی نہ ہوں، یعنی کسی کا تقویٰ یا قوتِ حافظہ اعلیٰ درجہ کا نہ ہو۔

ضعیف حدیث: وہ حدیث ہے جس کا کوئی راوی متقی پرہیزگار یا قوی الحافظہ نہ ہوں یعنی جو صفات حدیث صحیح میں معتبر تھیں ان میں سے کوئی ایک صفت نہ ہو۔

قاعدہ نمبر 2: پہلی دو قسمیں یعنی صحیح اور حسن احکام وفضائل سب میں معتبر ہیں، لیکن حدیثِ ضعیف صرف فضائل میں معتبر ہے، احکام میں معتبر نہیں، یعنی اس سے حلال وحرام ثابت نہ ہوں گے، ہاں اعمال یا کسی شخص کی عظمت وفضیلت ثابت ہو سکتی ہے۔

قاعدہ نمبر 3: ضعیف حدیث جھوٹی یا غلط یا من گھڑت حدیث کو نہیں کہتے، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، بلکہ محدثین نے محض احتیاط کی بناء پر ایسی حدیث کو پہلے دو درجہ سے کم رکھا ہے۔

قاعدہ نمبر 4: اگر ضعیف حدیث کسی وجہ سے حسن بن جائے تو وہ بھی مطلقاً معتبر ہے، اس

سے اَحکام وفضائل سب کچھ ثابت ہو سکتے ہیں۔

قاعدہ نمبر 5: حسب ذیل چیزوں سے حدیث ضعیف حسن بن جاتی ہے:

1۔دو یا زیادہ سندوں سے روایت ہو جانا اگر چہ وہ سب اسنادیں ضعیف ہوں یعنی اگر ایک حدیث چند ضعیف روایتوں سے مروی ہو جائے تو اب وہ ضعیف نہ رہے گی بلکہ حسن بن جائے گی۔(مقدمہ مشکوٰۃ از مولانا عبدالحق دہلوی)(رسالہ اصول حدیث للجرجانی)

2۔علماء کاملین کے عمل سے ضعیف حدیث حسن بن جاتی ہے یعنی اگر حدیث ضعیف پر علماءِ دین عمل شروع کر دیں تو وہ ضعیف نہ رہے گی بلکہ حسن بن جائے گی، جیسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ھذا الحدیث غریب ضعیف والعمل علیه عند أھل العلم" یعنی یہ حدیث تو غریب یا ضعیف ہے مگر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

قاعدہ نمبر 6: اسناد کے ضعف سے متن حدیث کا ضعف لازم نہیں، لہٰذا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث ایک اسناد میں ضعیف ہو، دوسری اسناد میں حسن ہو اور تیسری اسناد میں صحیح ہو، اسی لئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ "ھذا الحدیث حسن صحیح غریب" یعنی یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی اور غریب بھی ہے۔(سنن ترمذی، رقم الحدیث 741)

قاعدہ نمبر 7: بعد کا ضعف اگلے محدث یا مجتہد کے لئے مضر نہیں ہوتا، لہٰذا اگر ایک حدیث حضرت امام بخاری یا حضرت امام ترمذی رحمہما اللہ کو ضعیف ہو کر ملی ہو کیونکہ اس میں ایک راوی ضعیف شامل ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہی حدیث حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو سند صحیح سے ملی ہو اور آپ کے زمانہ تک وہ ضعیف راوی اس حدیث کی اسناد میں شامل نہ ہو، مثلاً "من کان له امام قرأة الامام له قرأة" یعنی جو امام کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہو تو امام کی قرأۃ ہی مقتدی کی قرأۃ ہے والی حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ ضعیف ہیں اور جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۵ھ) میں پیدا ہوئے جبکہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات (۱۵۰ھ) میں ہے، لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حدیث بالکل صحیح سند کے ساتھ ملی تھی۔

قاعدہ نمبر 8: جرح مبہم کسی لحاظ سے بھی قابلِ قبول نہیں کیونکہ جرح میں راوی کا وجہ ضعف بیان کرنا ضروری ہے، لہٰذا متعصب، متعنت و متشدد کی جرح قابلِ قبول نہیں، مثلاً دار قطنی

اور خطیب بغدادی متعصب، اور ابن جوزی، عمر بن بدر موصلی، رضی صنعانی لغوی، جوز قانی، علامہ ابن تیمیہ، مجد الدین لغوی وغیرہ حضرات جرح میں متعنت شمار کئے جاتے ہیں، جبکہ ابو حاتم، نسائی، ابن معین، ابن قطان، یحییٰ قطان اور ابن حبان رحمہم اللہ حضرات جرح میں متشدد شمار کئے جاتے ہیں، لہٰذا یہ حضرات اگر کسی راوی کو ضعیف قرار دیتے ہیں تو ضروری ہے کہ ضعف کی وجہ اور راوی میں کیا ضعاف ہے اس کو بھی ساتھ بیان کریں گے اور اگر وجہ ضعف نہ بیان کی گئی ہو تو راوی ضعیف شمار نہ ہوگا، کیونکہ وجہ ضعف میں ائمہ کا اختلاف ہے، ایک چیز کو بعض عیب سمجھتے ہیں اور بعض نہیں مثلاً تدلیس، گھوڑے دوڑانا، مذاق کرنا، نوعمری اور فقہ میں مشغولیت کو بعض لوگوں نے راوی کا عیب شمار کیا ہے مگر احناف ان میں سے کسی کو عیب نہیں شمار کرتے۔ (نور الانور بحث طعن علی الحدیث)

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

وأما الجرح فانه لا يقبل الا مفسرا مبين السبب ....فلا بد من بيان سببه لينظر فيما هو جرح أم لا۔ (مقدمہ ابن الصلاح، صفحہ ۱۴۰، نوع ۲۳، طبع المکتبۃ السلفیۃ)

یعنی کوئی جرح اس وقت تک مقبول نہیں جب تک اس کا سبب بیان نہ کیا جائے کیونکہ بسا اوقات جارح ایسی جرح کرتا ہے جو موجب جرح نہیں ہوتی۔

امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

وقد ذكر ان الشافعي انما أوجب۔ (الکفایۃ، صفحہ ۱۰۸، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اسبابِ جرح کو بیان کرنا) ضروری ہے۔

امام عبد العظیم بن عبد القوی المنذری رحمہ اللہ (المتوفی ۶۵۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

لا يقبل الجرح الا مفسراً۔ (رسالۃ فی الجرح والتعدیل، ص ۴۰، طبع الکویت)

جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں کہ:

لانه يحصل بامر واحد ولا يشق ذكره ولان الناس مختلفون فی اسباب الجرح فيطلق أحدهم الجرح بناء على ما أعتقده جرحا وليس بجرح فی نفس الامر فلا بد من بيان سببه لينظر هل هو قادح أم لا؟ (تدریب الروی ۱/۲۶۱، طبع بیروت)

(جرح وہ قبول ہے جس کا سبب بیان کیا جائے) اس لئے کہ جرح کسی ایک بات کی وجہ سے بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس کا ذکر کرنا مشکل نہیں ہوتا اور اس لئے بھی کہ اسبابِ جرح میں علماء مختلف ہیں بعض علماء اپنے اعتقاد کے مطابق جرح کا اطلاق کرتے ہیں، حالانکہ وہ فی الحقیقت جرح نہیں ہوتی، لہٰذا جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے تا کہ دیکھا جا سکے کہ جرح قابلِ قدح ہے یا نہیں؟

قاعدہ نمبر 9: جرح کرنے والے کے بارے میں چند چیزیں ملحوظِ خاطر رکھی جائیں گی کہ آیا کہ جارح کا دور، علاقہ جس پر جرح کی جا رہی ہے اس کے مطابق ہی ہے اور دیکھا جائے گا کہ ان کی ملاقات بھی ثابت ہے اور اگر جارح صرف جرح نقل کرنے والا ہے تو دیکھا جائے گا کہ جس سے جرح نقل کی جا رہی ہے اس کی جس پر جرح کی جا رہی ہے اس سے ملاقات ثابت ہے کہ نہیں، اگر مذکورہ بالا شرائط نہیں پائی جا رہیں تو جارح کی جرح معتبر نہیں سمجھی جائے گی۔

قاعدہ نمبر 10: اگر جرح و تعدیل میں تعارض ہو تو تعدیل قبول ہے نہ کہ جرح یعنی ایک راوی کو محدث نے ضعیف کہا اور دوسرے نے قوی فرمایا، بعض تواریخ سے اس کا فسق ثابت ہوا اور بعض نے فرمایا کہ وہ متقی صالح تھا تو اسے متقی مانا جائے گا اور اس کی روایت ضعیف نہ ہوگی، کیونکہ مومن میں تقوای اصل ہے۔

قاعدہ نمبر 11: کسی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے اس کا ضعف لازم نہیں، لہٰذا اگر کوئی محدث کسی حدیث کے متعلق یہ فرمادیں کہ یہ صحیح نہیں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ یہ ضعیف ہے، ہو سکتا ہے وہ حدیث حسن ہو کیونکہ ضعیف اور صحیح کے درمیان بہت درجے ہیں۔

قاعدہ نمبر 12: صحیح حدیث کا دارومدار صرف بخاری و مسلم یا صحاح ستہ پر نہیں کہ ان کو صحیح کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی ساری حدیثیں صحیح ہیں اور ان کے سوا دوسری کتب کی ساری حدیثیں ضعیف ہیں، بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کتب میں صحیح حدیثیں زیادہ ہیں اور دیگر کتبِ اَحادیث میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔

قاعدہ نمبر 13: کسی عالم فقیہ کا کسی حدیث کو بغیر اعتراض قبول کر لینا اس حدیث کے قوی

ہونے کی دلیل ہے، اگر فقیہ عالم مجتہد ضعیف حدیث کو قبول فرمالے تو اس سے وہ ضعیف حدیث قوی ہوجاتی ہے۔

علامہ ولی الدین محمد ابن عبداللہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

وانی اذا اسندت الحدیث الیھم کانی اسندت الی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

(مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۱۰، طبع نور محمد کتب خانہ کراچی)

یعنی جب میں نے ان محدثین کی طرف منسوب کردیا تو گویا نبی کریم ﷺ کی طرف ہی منسوب کردیا۔

قاعدہ نمبر 14: اگر حدیث وقرآن میں تعارض نظر آئے تو حدیث کے معنی ایسے کئے جائیں گے کہ جس سے دونوں میں مطابقت وموافقت ہوجائے اور تعارض جاتا رہے، ایسے ہی اگر حدیثیں آپس میں مخالف معلوم ہوں تو ان کے ایسے معنی کئے جائیں گے کہ مخالف نہ رہے اور سب پر عمل ہوجائے، مثلاً

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں کہ:

فاقرء وما تیسر من القرآن۔ (سورۃ المزمل، آیت ۲۰)

جس قدر قرآن مجید آسان ہو (نماز) میں پڑھ لو۔

لیکن حدیث شریف میں ہے:

لا صلوٰۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔ (صحیح بخاری)

جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اب یہ حدیث مذکورہ بالا آیت کے مخالف معلوم ہوتی ہے، لہٰذا حدیث کے معنی یہ کرو کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی جبکہ مطلقاً قرأۃ نماز میں فرض ہے اور سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے تو اس طرح تعارض ختم ہوجائے گا اور قرآن وحدیث دونوں پر عمل ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں کہ:

واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۴)

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو۔

لیکن حدیث شریف میں ہے: لا صلوٰۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔ (صحیح بخاری)
یعنی جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔
اب یہ حدیث مذکورہ بالا آیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ قرآن مطلقاً خاموشی کا حکم دیتا ہے اور حدیث شریف مطلقاً سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتی ہے، لہٰذا حدیث کے معنی یہ کرو کہ تو اس طرح تعارض ختم ہو جائے گا اور قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو جائے گا، اس لئے قرآن مجید کا حکم مطلقاً سمجھا جائے گا اور حدیث شریف کا حکم اکیلے نمازی یا امام کے لئے ہے کیونکہ مقتدی کے لئے امام کا پڑھ لینا کافی ہے کہ یہ اس کی حکمی قرأۃ ہے۔
بخاری شریف میں چار روایتیں نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق ہیں جبکہ ابن ماجہ میں ایک روایت بیٹھ کر پیشاب کرنے کے متعلق ہے تو ان اَحادیث میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ بخاری شریف کی روایتوں میں آپ ﷺ کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے جبکہ ابن ماجہ میں آپ ﷺ کی سنت کو بیان کیا گیا ہے، مطلب یہ ہوا کہ کسی عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے لیکن سنت بیٹھ کر پیشاب کرنا ہی ہوگا۔
قاعدہ نمبر 15: یہ قاعدہ نہایت اہم ہے کہ اگر کوئی حدیث آیت قرآنی کے یا اپنی سے اوپر والی حدیث کے ایسے مخالف ملے کہ کسی طرح بھی مطابقت ہو ہی نہ سکے تو پھر قرآن کریم یا اس سے اُوپر والی حدیث کو ترجیح ہوگی اور یہ حدیث قابلِ عمل نہ ہوگی اور یہ حدیث منسوخ سمجھی جائے گی یا حضورِ اکرم ﷺ کی خصوصیت شمار ہوگی، اس کی بہت سی مثالیں ہیں مثلاً:
قرآن میں حکم بیک وقت چار شادیوں کا حکم ہے جبکہ آپ ﷺ کے نکاح میں بیک وقت سات عورتیں تھیں، یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔
رسول اللہ ﷺ نے سونے کے بعد بغیر وضو نماز پڑھائی جبکہ عامی آدمی کا سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اُٹھنے کے بعد نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنا لازمی ہے۔
قاعدہ نمبر 16: حدیث ضعیف ہونا اَحناف کے لئے مضر نہیں، کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں، بلکہ ان کی دلیل قولِ امام ہے، جبکہ قولِ امام کی تائید یہ روایتیں ہیں، ہاں امام کی دلیل قرآن و حدیث ہے، مگر امام صاحب کو جب حدیثیں ملیں تو صحیح تھیں کہ ان کی

اسنادیں یہ نہ تھیں جو بخاری و مسلم کی ہیں اس کی مثال ایسے ہے کہ اگر پولیس ملزم کو جیل دیدے تو پولیس کی دلیل حاکم کا فیصلہ ہے نہ کہ تعزیزاتِ ہند کے دفعات، ہاں یہ بات یاد رہے کہ حاکم کی دلیل یہ دفعات ہیں۔

محدثین کے چند عمومی اصول وقواعد:

(1) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر نبی کریم ﷺ سے دو افعال مبارک ثابت ہوں تو عمل کا دارمدار (یعنی عمل صرف) آپ ﷺ کے آخری فعل پر ہوگا۔

(صحیح بخاری ۱/۹۶، طبع قدیمی)(اخبار ابی حنیفه و أصحابه، صفحه ۱۱)

نوٹ: فقہ حنفی کا ہی یہ اعجاز ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل مبارک ہی لیا جاتا ہے جو کہ سب سے زیادہ معتبر اور قابلِ عمل ہوتا ہے، چند ائمہ کے اقوال ملاحظہ ہیں:

صدر الائمہ حضرت مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۶۸ھ) نے جلیل القدر محدث وامام حضرت یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۳ھ) سے بسند صحیح نقل کیا ہے کہ:

نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شہر کی تمام اَحادیث کو جمع کیا، پس آپ نبی کریم ﷺ کے آخری فعل کو لیتے تھے۔(اخبار أبي حنيفة و أصحابه، صفحه ۲۵)

(2) حافظ الحدیث امام حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۶۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام اہل کوفہ کے علم الحدیث اور فقہ کے امام تھے اور اپنے شہر کے رہنے والے محدثین تک نبی کریم ﷺ کے آخری افعال سے متعلق پہنچنے والی تمام اَحادیث کے حافظ تھے۔(اخبار أبي حنيفة و أصحابه، صفحه ۲۵)

(3) شارح مسلم شریف امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

محدثین کا عمومی قاعدہ ہے کہ پہلے منسوخ حدیث لاتے ہیں اور بعد میں ناسخ حدیث لاتے ہیں۔(نووی شرح مسلم ۱/۱۵۶، طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

(4) جب نبی کریم ﷺ سے نفی واثبات دونوں طرح کی روایات ملتی ہوں تو ترجیح نفی کی روایات کو ہوتی ہے، تفصیل کے لئے کا مطالعہ کریں۔

(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ۲/۲۰۲، طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

(5) علامہ حازمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۸۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

دو حدیثوں کے راوی اگر حفظ و ضبط میں ہم پلہ ہوں تو فقہاء کی روایت کو ترجیح ہوگی، علی بن خشرم محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۷ھ) نے فرمایا کہ ان دونوں سندوں میں تمہیں کون سی سند پسند ہے؟ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ حدیث جو فقہاء کی راہ سے آئے بلا شبہ اس حدیث سے بہتر ہے جو محدثین کی وساطت سے آئے۔

(الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار، الوجه الثالث والعشرون، صفحه۱۵)

(6) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

فقہاء کرام معانی حدیث زیادہ جانتے ہیں۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی غسل المیت)

(7) امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

مجھے فقہاء راویوں سے منقول حدیث زیادہ پسند ہے۔

(الجرح والتعدیل، باب فی عدول حاملی العلم انهم ینفون عنه التعریف والانتحال)

(8) خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

حدیث کو اس کے راوی کے فقیہ ہونے کی بناء پر ترجیح دی جائے گی، کیونکہ فقہاء کی مرکزی توجہ احکام پر دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

(الکفایة فی علم الروایة، باب القول فی ترجیح الأخبار، صفحه۴۳۶)

(9) علامہ ابو السعادات مجد الدین المعروف ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ محدثین کی سند کے صرف دو راوی ہوں اس کے باوجود فقہاء کی سند کے چار راویوں والی حدیث راجح ہوگی۔ (جامع الأصول فی أحادیث الرسول، الباب الثالث، الفرع الرابع فی المسند والاسناد)

(10) علامہ عبد العزیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ فقاہت روایت (فقیہ راوی کی روایت) وجہ ترجیح ہے۔

(فتح القدیر، باب صفة الصلوٰة)

کتب اُحادیث اوراُن کے مصنفین کا مختصر تعارف

کتاب کا نام: مسند امام زید
مصنف: زید بن علی بن حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۲ھ)

کتاب کا نام: مسند امام اعظم (بسند ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ)
مصنف: نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۰ھ)

کتاب کا نام: موطا امام مالك، المدونة الكبرىٰ
مصنف: مالک بن انس بن مالک بن عامر المدنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۷۹ھ)

کتاب کا نام: کتاب الآثار
مصنف: امام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۲ھ)

کتاب کا نام: موطا امام محمد، کتاب الآثار، کتاب الحجة علی اهل المدینه
مصنف: امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۹ھ)

امام شافعی، یحییٰ بن معین، محمد بن سماعہ، ہشام بن عبید اللہ، علی بن مسلم، عمر بن أبی عمر، قاسم بن سلام، یحییٰ بن صالح رحمہم اللہ آپ کے نامور شاگردوں میں شامل ہیں۔

کتاب کا نام: مسند امام شافعی، کتاب ألام
مصنف: ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن نافع رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ)

کتاب کا نام: مسند أبی داؤد طیالسی
مصنف: ابوداؤد سلیمان بن داؤد جارود رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ)

کتاب کا نام: مصنف عبدالرزاق
مصنف: امام عبدالرزاق ابن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۱۱ھ)

آپ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کے اُستاذ ہیں اور مسند احمد اور صحاح ستہ میں آپ کی سند سے کثیر حدیثیں روایت کی گئی ہیں، آپ سے امام بخاری نے 118 جبکہ امام مسلم نے 646 احادیث روایت کی ہیں۔

کتاب کا نام: مسند حمیدی
مصنف: امام عبداللہ بن زبیر الحمیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۱۹ھ)
آپ امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہیں۔

کتاب کا نام: کتاب الصلاۃ
مصنف: ابن نعیم الفضل بن عمرو بن حماد بن زہیر بن درہم القرشی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۱۹ھ)

کتاب کا نام: سنن سعید بن منصور
مصنف: ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبۃ الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۲۷ھ)

کتاب کا نام: مصنف ابن أبی شیبه
مصنف: امام عبداللہ بن محمد ابوبکر بن أبی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳۵ھ)
آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محدثین کی ایک بڑی جماعت جن میں امام بخاری، امام مسلم، امام احمد بن حنبل، امام نسائی اور امام ابو داؤد رحمہم اللہ احادیث روایت کرتے ہیں اور آپ کا شمار حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔

کتاب کا نام: مسند اسحاق بن راھویہ
مصنف: ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم الحنظلی المروزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳۷ھ)

کتاب کا نام: مسند احمد
مصنف: امام احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۴۱ھ)

کتاب کا نام: مسند عبد بن حمید
مصنف: ابو محمد بن نصر الکسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۴۹ھ)

کتاب کا نام: سنن دارمی
مصنف: ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۵ھ)

کتاب کا نام: صحیح بخاری
مصنف: امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۶ھ)

کتاب کا نام: صحیح مسلم
مصنف: امام مسلم بن حجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۶۱ھ)

کتاب کا نام: سنن ابن ماجه
مصنف: امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجه رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۷۳ھ)

کتاب کا نام: سنن ابو داؤد
مصنف: امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۷۵ھ)

کتاب کا نام: سنن ترمذی، شمائلِ ترمذی، جامع ترمذی
مصنف: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۷۹ھ)

کتاب کا نام: مسند بزار
مصنف: امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۲ھ)

کتاب کا نام: مختصر قیام الیل والوتر، اختلاف الفقهاء اختلاف العلماء
مصنف: ابوعبداللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۴ھ)

کتاب کا نام: کتاب الصیام
مصنف: ابوبکر جعفر بن محمد بن حسن الفریابی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۰۱ھ)

کتاب کا نام: سنن نسائی، سنن الکبریٰ
مصنف: امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۰۳ھ)

کتاب کا نام: مسند أبي یعلی
مصنف: امام احمد بن علی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۰۷ھ)

کتاب کا نام: المنتقع
مصنف: ابومحمد عبداللہ بن علی بن الجارود النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۰۷ھ)

کتاب کا نام: صحیح ابن خزیمه
مصنف: ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۱ھ)

کتاب کا نام: أخبار الفقهاء والمحدثين
مصنف: امام قیروانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۶ھ)

کتاب کا نام: مسند الصحيح أبي عوانه
مصنف: یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیساپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۶ھ)

کتاب کا نام: الأوسط في السنن والاجماع
مصنف: ابوبکر محمد بن ابراہیم المنذر النیساپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۹ھ)

کتاب کا نام: شرح معانی الآثار المعروف سنن طحاوی، احکام القرآن الکریم
مصنف: امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۱ھ)

کتاب کا نام: صحیح ابن حبان
مصنف: محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد التیمی ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۵۴ھ)

کتاب کا نام: المعجم الكبير، المعجم الأوسط، المعجم الصغير، مسند الشامين
مصنف: سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۶۰ھ)

کتاب کا نام: الكامل في ضعفاء الرجال
مصنف: ابواحمد بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۶۵ھ)

کتاب کا نام: سنن دارقطنی
مصنف: ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن النعمان بن دینار رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۸۵ھ)

کتاب کا نام: الناسخ والمنسوخ
مصنف: ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بن محمد المعروف ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۸۵ھ)

کتاب کا نام: المستدرك
مصنف: ابوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۰۵ھ)

کتاب کا نام: مسند أبي حنيفه
مصنف: ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۳۰ھ)

کتاب کا نام: المحلی
مصنف: ابو عبداللہ محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۶ھ)

کتاب کا نام: سنن الکبریٰ، شعب الایمان، خلافیات، معرفۃ السنن والآثار، کتاب القرأۃ
مصنف: امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۸ھ)

کتاب کا نام: الاستذکار، التمهيد لما فی الموطا من المعانی والأسانيد
مصنف: أبی عمر یوسف بن عبداللہ ابن محمد بن عبدالبر الأندلسی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۶۳ھ)

کتاب کا نام: شرح السنۃ
مصنف: ابو محمد الحسین بن مسعود بن الفراء البغوی رحمہ اللہ (المتوفی ۵۱۶ھ)

کتاب کا نام: الاحکام الکبریٰ
مصنف: عبدالحق بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن الحسین بن سعید بن ابراہیم رحمہ اللہ (المتوفی ۵۸۱ھ)

کتاب کا نام: المغنی
مصنف: ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد المقدسی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۰ھ)

کتاب کا نام: الاختارۃ المستخرج الاحادیث المختار
مصنف: علامہ ضیاء الدین ابی عبداللہ محمد بن عبدالواحد احمد بن عبدالرحمن المقدسی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۴۳ھ)

کتاب کا نام: الترغیب والترهيب
مصنف: امام الحافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رحمہ اللہ (المتوفی ۶۵۶ھ)

کتاب کا نام: جامع المسانید
مصنف: ابوالموید محمد بن محمود الخوارزمی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۶۵ھ)

کتاب کا نام: الأذکار المنتخبۃ من کلام الابرار
مصنف: محی الدین ابی زکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۶ھ)

کتاب کا نام: مجموعہ فتاویٰ
مصنف: عبدالسلام بن عبداللہ بن أبی القاسم بن محمد ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۲۸ھ)

کتاب کا نام: مشکاۃ المصابیح
مصنف: امام ولی الدین أبی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۷۴۳ھ)

کتاب کا نام: مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح
مصنف: علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۰۱۴ھ)

کتاب کا نام: سیر أعلام النبلاء
مصنف: شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۷۴۸ھ)

کتاب کا نام: زاد المعاد فی ھدیٰ خیر العباد
مصنف: محمد بن أبی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۷۵۱ھ)

کتاب کا نام: مسند الفاروق
مصنف: العلامہ الحافظ عماد الدین الفداء اسماعیل بن عمر المعروف ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۷۷۴ھ)

کتاب کا نام: مجمع الزوائد، مجمع البحرین فی زوائد المعجمین
مصنف: نور الدین ابو الحسن علی بن أبی بکر بن سلیمان ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۸۰۷ھ)

کتاب کا نام: تلخیص الحبیر، فتح الباری شرح صحیح بخاری
مصنف: أبی الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن محمد بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۸۵۲ھ)

کتاب کا نام: عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری
مصنف: علامہ بدر الدین أبی محمد محمود بن احمد العینی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۸۵۵ھ)

کتاب کا نام: المسند
مصنف: علامہ ابن الجعد رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۹۴۲ھ)

کتاب کا نام: سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد
مصنف: محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۹۴۲ھ)

کتاب کا نام: کنز العمال
مصنف: علاء الدین علی متقی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۹۷۵ھ)

کتاب کا نام: آثار السنن
مصنف: محمد بن سبحان علی النیموی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۲۲ھ)

سببِ تالیف

ہم نے اس کتاب میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس طریقہ نماز کو بیان کیا ہے جسے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنفس نفیس دیکھا، ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برسوں رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے استفادہ حاصل کیا اور آپ ﷺ کو برسوں جس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس طریقہ کو امانت کے ساتھ اُمت تک پہنچا دیا۔

فقیہ الاُمت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علوم ان کے مایہ ناز شاگردوں کے ذریعہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسنون طریقہ نماز کو اختیار فرمایا جو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اختیار فرمایا اور یہ وہی طریقہ ہے جس کے بارے میں خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"صلوا كما رأيتموني أصلي" (صحیح بخاری)

ایسے نماز پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو

اس کتاب میں جمع کردہ اَحادیث وآثار کا ایک اہم مقصد بعض لوگوں کی طرف سے پھیلائی گی اس غلط فہمی کو دُور کرنا بھی ہے کہ جمہور مسلمانوں کا طبقہ یعنی اَحناف کا طریقہ نماز سنت یا اَحادیث کے خلاف ہے اور احناف ہر عمل میں اصحاب الرائے ہیں یعنی نعوذ باللہ اَحادیث وآثار کے ہوتے ہوئے اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں، حالانکہ یہ سراسر افتراء و بہتان ہے اور اَحناف اس افتراء و بہتان تراشی سے اُسی طرح بَری ہیں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام زنا کی تہمت میں بَری تھے۔

اَحناف محض الفاظِ حدیث پر اِکتفا کرنے کی بجائے کبارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افعال سے بھی استدلال کرتے ہیں، مزید اَحکامِ شریعت کے علل و مقاصد پر بھی غور کرتے ہیں، خلیفہ ثانی امیر المومنین سیدنا عمر فاروق، خلیفہ رابع سیدنا حضرت علی اور فقیہ الاُمت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر کبارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابھی رائے پر عمل کرتے اور اَحکامِ شریعت کے علل و مقاصد پر غور کیا کرتے تھے اسی غور و فکر، چھان بین اور خارجی قرائن کی روشنی میں حدیث شریف کو جانچنے اور پرکھنے کی وجہ سے اَحناف کو "اصحاب الرائے" کہا جانے لگا اور

جس وقت اَحناف کو یہ لقب ملا تھا اس وقت یہ لقب باعث مدح وتعریف تھا، باعث قدح ومذمت نہیں تھا، جیسا کہ اب کچھ کج فہم اور کوتاہ نظر لوگ سمجھنے لگے ہیں۔

مشہور تابعی سیدنا سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانہ کے امام، فقیہ، شیخ الاسلام، سید الحفاظ اور امیر المومنین فی الحدیث تھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں جا بجا ان کے اقوال نقل کئے ہیں، نوے فیصد (90%) سے زائد اختلافی مسائل میں اَحناف کی موافقت کیا کرتے تھے، کیا کسی میں جرأت وہمت ہے کہ ان کے بارے میں بھی یہی کہہ دے کہ وہ بھی اَحادیث وآثار کو چھوڑ کر رائے کا اتباع کرتے تھے۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہر مسلمان بحمد اللہ مکمل انشراح واطمینان سے اپنی نمازوں کو صحیح طریقے پر ادا کر سکے گا اور دوسروں کی غلط فہمی کی اصلاح کا سبب بھی بن سکے گا جو مذکورہ غلط فہمی کا شکار ہے۔

اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ ہمیں جمہور مسلمانوں کی جماعت یعنی اَحناف سے جڑ کر رہنے کی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہماری ہر اچھی کاوش وکوشش کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے ہماری نیکیوں کو دُنیا وآخرت کا ذخیرہ بنادے۔ (آمین ثم آمین)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت عوام وخواص کو اپنے عقائد ونظریات میں پختگی عطا فرمائے اور ہر قسم کے فتنہ اور گمراہی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے (آمین)

احقر ابوعلی معاویہ عفر اللہ عنہ

ایم اے اسلامیات

بہت روئیں گے کر کے یادِ اہلِ مے کدہ مجھ کو
شرابِ دردِ دل پی کر ہمارے جام ومینا سے

عرضِ مؤلف

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

اللہ رب العزت اس کائنات کے خالق و مالک ہیں اور معبود ہونے کی حیثیت سے جو عبادات انسان پر لازم قرار دی ہیں ان سب میں اہم نماز ہے انسان دن میں پانچ مرتبہ سر بسجود ہو کر اپنے عابد اور اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا اقرار کرتا ہے۔

چنانچہ اِرشاد نبوی ﷺ ہے کہ نماز کا مقام دین میں ایسا ہے جیسے کہ سر کا مقام جسم میں ہوتا ہے، مذہب اسلام میں نماز کو ایمان کے بعد اساس اور بنیاد قرار دیا گیا ہے اسے کفر و ایمان کے درمیان حد اور امتیاز قرار دیا گیا ہے اس کی تاکید و اہمیت و فضیلت کلام الٰہی اور اَحادیث مبارکہ میں اکثر مقامات پر آئی ہے قرآن کریم میں نماز کا صراحتاً تذکرہ تقریباً ایک سو نو بار اور اجمالی طور پر تقریباً سات سو بار تذکرہ کیا گیا ہے جبکہ اَحادیث و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم میں جس قدر اس کی تفصیل و توضیح ہے دیگر کسی عبادت کی نہیں جبکہ اس دور حاضر میں جہاں اور دیگر اُمور شرعیہ میں تکاسل، تغافل اور بے پرواہی میں اضافہ ہوا ہے اسی طرح اسلام و ایمان کے بلند پایہ اساس ''نماز'' میں بھی بے پرواہی غفلت اور مسائل سے ناواقفیت اور نماز میں مکروہ اُمور کا اِرتکاب عام ہوا ہے اور جو طبقہ عرف میں ممتاز اور خاص کہلاتا ہے جس کو اہل علم اور دین دار ہونے کا شرف حاصل ہے وہ بھی بسا اوقات نماز کو سنت کے مطابق نماز پڑھنے سے غافل نظر آتے ہیں بھری مسجد میں سنت کے مطابق نماز پڑھنے والے کم ہی نظر آتے ہیں حدیث پاک کی یہ پیشن گوئی پوری ہوتی نظر آرہی ہے کہ'' عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جب تم مسجد میں داخل ہو گے تو تم دیکھو گے کہ ایک آدمی بھی خشوع والا نہ پاؤ گے''۔

جہاں اس کا سبب تغافل دین اور بے پرواہی ہے وہیں اہم سبب طریق سنت سے جہالت ،نادانی، سنن و آداب کا عدم استحضار اور ناواقفیت ہے جو کہ یقیناً ہمارے لیے بڑے رنج و افسوس اور خسارے کی بات ہے کہ سنت کے مطابق نماز نہ پڑھی جائے اور اس میں سنن، مستحبات اور آداب کی رعایت نہ رکھی جائے ایسی نماز بذمہ فرضیت تو ساقط ہو سکتی ہے مگر دینی

و دنیاوی خوبیاں جو نماز سے وابستہ ہیں حاصل نہ ہوں گی اور اس کے برکات و ثمرات ظاہر نہ ہوں گے بلکہ ایسی خلاف سنت نماز پرانے بوسیدہ کپڑے کی طرح نمازی کے چہرے پر ماردی جاتی ہے اور شان قبولیت اور دربار الٰہی میں پہنچنے سے محروم رہتی ہے۔

اس کی تلافی پیش نظر کتاب خاتم الانبیاء ﷺ کی نماز میں کی گئی ہے اس کتاب میں نماز کے ہر ہر رکن کے متعلق سنن اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور آثار تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کو ذکر کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کس رکن کو کس طریقے اور کس کیفیت سے ادا فرماتے تھے اس کی تفصیل نماز کے سنن و آداب اور اس کے مکروہات کو نہایت ہی بسط و تفصیل سے احادیث کی مستند کتب اور مکمل حوالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یہ کتاب انشاء اللہ اہل اسلام و محافظین نماز کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے جس سے نماز سنت کے مطابق پڑھی جا سکتی ہے یہ کتاب اس لائق ہے کہ مساجد اور دینی مجلسوں میں اور حسب سہولت گھروں میں پڑھ کر سنائی جائے تا کہ سنت کے مطابق نماز اُمت میں عام ہو۔

احقر ابو علی معاویہ عفر اللہ عنہ

ایم اے اسلامیات

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

مقدمہ

اسلام حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین محمد ﷺ تک ہر نبی و رسول تک ضروریات زمانیہ کے مطابق وحی الٰہی کے ذریعہ انسان و جنات کیلئے اتارا گیا اور اسلام کے مقاصد و مطالبات خداوندیہ تک پہنچنے کے دو ذرائع ہیں ایک کتاب کا ذریعہ اور دوسرا انبیاء اور رسل کا ذریعہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ذرائع کو انسانی ہدایت کیلئے استعمال فرمایا ہے کتاب تو مخصوص رسولوں پر نازل فرمائی مگر وحی ہر نبی اور رسول پر اتاری کوئی کتاب بغیر رسول کے کسی انسان و جن کیلئے ہدایت نہیں بخلاف انبیاء و رسل کے کہ وہ بغیر کتب کے بھی مبعوث کئے گئے، راز اس کا یہ ہے کہ علم خداوندی اور اسرار و حکم خداوندی جو کتاب الٰہی میں موجود ہوتے ہیں کسی انسان کے ادراک میں نہیں آسکتے اس لئے اگر کوئی انسان محض سلامتی طبع کے ساتھ بھی اس کو غور کر کے اس سے مقاصد و اَحکام الٰہیہ کی جستجو کرے تو بھی کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا اس لیے کتب مقدسہ الٰہیہ کے سمجھانے کیلئے ہر کتاب کے ساتھ کوئی نہ کوئی نبی مرسل ضرور بھیجا ہے تا کہ وہ مرادات الٰہیہ کی صحیح تشریحات اور ان پر عمل کر کے اعتقادی اور عملی پہلوؤں کی اُمت کیلئے رہنمائی کرے، اس طریقہ الٰہیہ سے معلوم ہوا نبی کی تشریحات کے بغیر محض اپنی عقل سے اور عربی لغات سے قرآن وسنت کو سمجھنا سوائے گمراہی کے کچھ نہیں ہے اور خاتم النبیین محمد ﷺ کی تشریحات کو خیر القرون (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ،تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ) سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی صحبت سے براہ راست فائدہ اُٹھایا اور تابعین رحمہم اللہ حضرات نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا جو کہ نبوت کے بعد اس روئے زمین پر اعلیٰ ترین ہستیاں تھیں۔

اسلامی اَحکام کے ماٰخذ و دلائل:

(1) قرآن مجید (2) اَحادیث نبویہ ﷺ (3) آثار خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین
(4) اجماع اُمت (5) آثار تابعین رحمہم اللہ (6) اجتہاد و قیاس

قرآن مجید:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اس کتاب (قرآن مجید) میں کوئی شک نہیں خدا سے ڈرنے والوں کے لیے راہ نما ہے۔

(سورۃ البقرہ، آیت ۲)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا یہ تمام لوگوں کے لیے راہ نما ہے۔

(سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۵)

احادیث نبویہ ﷺ:

کوئی شک نہیں کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) بہترین نمونہ ہے۔

(سورۃ أحزاب، آیت ۲۱)

اور رسول اللہ ﷺ جو کچھ تم کو دیں تم اسے لے لو اور تم کو جس چیز سے روک دیں تو رک جاؤ۔

(سورۃ الحشر، آیت ۷)

جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

(سورۃ النساء، آیت ۸۰)

اور جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول ﷺ کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے سوا دوسرا راستہ اختیار کرے تو جدھر وہ چلا ہے ہم اسے چلنے دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ (سورۃ النساء، آیت ۱۱۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر چلا ہوں جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب (یعنی قرآن مجید) اور دوسری رسول اللہ ﷺ کی سنت۔ (مشکوٰۃ، ابواب المناقب)

خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار:

اور جو مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص سے ان کی پیروی کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھتے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ

ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔(سورۃ توبہ آیت ۱۰۰)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ لازم پکڑو اس پر عمل پیرا رہو اور اسے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لو۔

(سنن ابن ماجہ باب اتباع سنت الخلفاء الراشدین المھدیین)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنا۔(سنن ابن ماجہ باب فضائل اصحاب رسول ﷺ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق کو رکھ دیا ہے۔(مشکوٰۃ باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق کو رکھ دیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ باب فضائل أصحاب رسول ﷺ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا، عمار رضی اللہ عنہ کے راستے پر چلنا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصیحت پر عمل کرنا۔(سنن ترمذی باب مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نجات پانے والی جماعت وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہے۔(مشکوٰۃ ابواب المناقب)

<u>فائدہ:</u> چنانچہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

مراسیل صحابہ رضی اللہ عنہم کا امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔

(المستدرك للحاكم ۲/۶۲۵ طبع دار المعرفة بيروت)

اسی طرح مراسیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تقریباً تمام علماء کرام کا متفقہ طور پر اتفاق ہے کہ یہ حجت ہیں چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے (مقدمہ فتح الملھم ۱/۹۱ طبع دار العلوم کراچی) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے (مسلم مع شرح النووی ۱/۸۸ طبع قدیمی) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سے (کتاب القراۃ

باب ذکر اخبار یحتج بہا ں) علامہ سیوطی رحمہ اللہ کے (تدریب الراوی ۱/۱۰۲، طبع قدیمی) علامہ نیموی رحمہ اللہ سے (التعلیق الحسن، ص۲۲۸) علامہ شوکانی رحمہ اللہ سے (نیل الاوطار ۱/۲۰۰) قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ سے (منیہ الالمعی، ص۲۷) محدث الجزائری رحمہ اللہ سے (توجیہ النظر، ص۲۲۵) میں منقول ہے کہ مراسیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجت ہیں اور حدیث مرفوع کے حکم میں ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۲/۱۱۹، طبع مکتبہ حقانیہ)

اجماعِ اُمت:

جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے سوا دوسرا راستہ اختیار کرے تو جدھر وہ چلا ہے ہم اسے چلنے دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ (سورۃ النساء، آیت ۱۱۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں گر گیا۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلا شبہ میری اُمت گمراہی پر جمع نہ ہوگی پس جب تم اختلاف پاؤ تو سوادِ اعظم (مسلمانوں کی جماعت) کی اِتباع کرو۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت اور جمہور مسلمانوں سے چمٹے رہو۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۳۱، طبع قدیمی)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہوا تو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۱، طبع قدیمی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جیسے بھیڑیا ریوڑ سے علیحدہ رہنے والی بکری کا شکار کر لیتا ہے ایسے ہی شیطان

مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہنے والے کا شکار کر لیتا ہے، پس تم گھاٹیوں سے بچو اور عام مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

خیر القرون (تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ) کے آثار:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔

(صحیح بخاری ۱/۵۱۵، طبع قدیمی)

اَرباب علم وفقہ واصحاب علم وتقویٰ کا شرعی قیاس واجتہاد:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب تیرے سامنے کوئی فیصلہ طلب معاملہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم کو کتاب اللہ میں اس کا حکم نہ ملے تو پھر؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر میں سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس کا حکم سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ ملے تو پھر؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ جواب سن کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی جس کو اس کا رسول اللہ ﷺ پسند کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ، باب العمل فی القضاء)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتے ہیں۔

(سنن ترمذی، باب اذا اراد اللہ بعبد خیرا فقھہ فی الدین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہ ہزار عابدوں پر بھاری ہوتا ہے۔ (سنن ترمذی، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ)

حاصل کلام: مذکورہ بالا آیات قرآنیہ وحدیث نبویہ ﷺ کا حاصل یہ ہے کہ اَحکام کے مآخذ

اور دلائل حسب ذیل ہیں۔

1۔قرآن مجید

2۔اَحادیثِ رسول ﷺ

3۔خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار

4۔اِجماعِ اُمت

5۔ خیر القرون (تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ) کے آثار

6۔اَربابِ علم وفقہ واصحابِ علم وتقویٰ کا شرعی قیاس واجتہاد

فقہ حنفی کا اندازِ ترتیب وتدوین:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء احناف نے فقہ کی تدوین میں جس سنہری ترتیب کو بطور اصول پیشِ نظر رکھا ہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

عباسی خلیفہ ابوجعفر نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو لکھا کہ ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں'' تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جواب میں لکھا کہ ''اے امیر المومنین! آپ کو جو افواہ پہنچی ہے وہ حقیقت نہیں، میں اولاً کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں، پھر سنتِ رسول ﷺ پر عمل کرتا ہوں، پھر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فیصلوں کی طرف رجوع کرتا ہوں اگر پھر بھی مطلوبہ حکم نہ ملے تو بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلوں کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اس کے بعد والے مرحلے میں اگر اختلاف ہو تو پھر قیاس سے کام لیتا ہوں۔

(المیزان الکبریٰ للشعرانی ۱/۶۲،طبع الازھریۃ)

صدر الائمہ مکی رحمہ اللہ (التوفی ۵۶۸ھ) نے جلیل القدر محدث وامام حضرت یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ (التوفی ۲۰۳ھ) سے بسند نقل کیا ہے کہ:

نعمان بن ثابت رحمہ اللہ نے اپنے شہر کی تمام اَحادیث کو جمع کیا، پس آپ رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کے آخری فعل کو لیتے تھے۔(أخبار أبي حنیفة وأصحابه،صفحہ ۲۵)

علامہ شمس الدین الذھبی رحمہ اللہ (التوفی ۷۴۸ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف یہی تھا کہ حضور ﷺ کی آخری بات کو حجت سمجھا جائے

گا۔(الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الأئمۃ الفقہاء،صفحہ۱۳۲)

حافظ الحدیث امام حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۶۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام اہل کوفہ کے علم الحدیث اور فقہ کے امام تھے اور اپنے شہر کے رہنے والے محدثین تک نبی کریم ﷺ کے آخری افعال سے متعلق پہنچنے والی تمام اَحادیث کے حافظ تھے۔(أخبار أبی حنیفۃ و أصحابہ،صفحہ۲۵)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے فقہاء کی طرح انفرادی طور پر اپنی آراء مرتب نہیں کی بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح شورائی انداز اختیار کیا، چنانچہ علامہ موفق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مذہب شورائی رکھا اور وہ شرکاء شوریٰ کو چھوڑ کر تنہا اپنی رائے مسلط نہیں کرتے تھے۔(مناقب أبی حنیفۃ ۲/۱۳۲)

اس کا نتیجہ تھا کہ بعض اوقات ایک مسئلہ پر ایک ایک ماہ یا اس سے بھی زیادہ بحث و مباحثہ اور تحقیق کا سلسلہ جاری رہتا تھا، چنانچہ علامہ کردری رحمۃ اللہ علیہ قمطراز ہیں کہ:

امام صاحب ایک مسئلہ پیش کرتے اور اس پر ایک ماہ بلکہ اس سے بھی زیادہ تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رہتا، پھر جب روشن چراغ کی طرح دلائل واضح ہوجاتے تو لکھا جاتا۔

(مناقب أبی حنیفۃ للکردری،۱/۵۰)

علامہ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۶ھ) اور علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اصحاب کا اس پر اِجماع ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں ضعیف حدیث بھی قیاس اور رائے سے بہتر ہے اور آپ نے اسی نظریہ پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی۔(الاحکام فی اصول الاحکام ۲/۲۷۰،طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جلیل القدر محدث امام نضر بن محمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ حدیث کو لازم پکڑنے والا ہو۔(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان،صفحہ۱۶۴)

مورّخ اسلام حضرت امام محمد بن سفیان غنجار رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۱۲ھ) نے اپنی کتاب ”تاریخ

بخارا" میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام نعیم بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان نقل کیا ہے کہ:

میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر تعجب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں، حالانکہ میں صرف حدیث سے ہی فتویٰ دیتا ہوں۔ (الجواهر المضیئہ ۲/۲۰۲)

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) نے سند متصل سے نقل کیا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی اس شخص پر لعنت ہو جو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے۔

(الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الأئمۃ الفقہاء، صفحہ ۱۳۶)

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث آجائے تو وہ سر اور آنکھوں پر ہے۔ (عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان، صفحہ ۱۷۳)

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

بلاشبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی نے نہیں کی۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۲۳)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم کے حاصل کرنے میں بڑے محتاط اور حدود الٰہی کی بے حرمتی پر بے حد موافعت کرنے والے تھے اور صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی اور صحیح ہو اور وہ آپ ﷺ کے آخری عمل کو لیا کرتے تھے اور اس عمل کو جس پر انہوں نے علماءِ کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا، مگر پھر بھی ایک قوم نے بلا وجہ ان پر طعن کیا، اللہ تعالیٰ ہماری اور ان کی مغفرت فرمائے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۵۱)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ: راجح مذہب احناف کے نزدیک راوی فقیہ ہونا ہے اکثریت نہیں۔ (کشف الاسرار شرح أصول البزدوی ۲/۲۹۷)

علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام مجتہدوں سے زیادہ حدیث کے پیرو تھے۔ (لغات الحدیث ۱، باب ج)

فقہ حنفی علم شریعت کا مدون اول ہے:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

سب سے پہلے اُنہوں (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) نے علم شریعت کی تدوین کی اور ابواب میں اس کی ترتیب دی ہے، پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں ان کی پیروی کی ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا، کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے علوم شریعت میں ابواب اور کتابوں کی ترتیب کا کوئی اہتمام نہیں کیا، وہ تو صرف اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے تھے، جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم کو منتشر دیکھا اور اس کے ضائع ہونے کا خوف ہوا تو ابواب میں اس کو مدون کیا۔ (تبييض الصحيفة بمناقب الامام أبي حنيفة، صفحه ۱۲۹)

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے فقہ کی تدوین کی ہے اور اس کو ابواب اور کتب میں مرتب کیا ہے جیسا کہ آج موجود ہے، پھر ان کی پیروی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں کی ہے، اس سے قبل لوگ حافظہ پر بھروسہ کرتے تھے اور سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے وضع کی ہے۔

(الخيرات الحسان، الفصل الثانی، الصفات اللتي تميز بها علي من بعده، صفحه ۳۲)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر دین ثریا ستارے میں بھی لٹکا ہوتا تو فارس کا ایک آدمی اسے بھی حاصل کر لیتا۔ (صحيح بخاری، كتاب التفسير، باب قوله: وآخرين منهم لما يلحقوا بهم)

نوٹ: یہی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ (صحيح مسلم، باب فضائل الصحابة، باب فضل فارس)(مصنف ابن أبي شيبه، باب ما جاء في العجم)(المستدرك على الصحيحين، كتاب الرؤيا)(تاريخ أصبهان، باب الياء، يحيى بن معدان)

فائدہ: فارسی النسل حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اس شان کا اور کوئی نہیں ملتا، اور اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد مندرجہ ذیل محدثین نے اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا ہے اور باقاعدہ اس پر باب قائم کیے ہیں:

(1) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) سے منقول ہے کہ اس حدیث سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔

(تبییض الصحیفة بمناقب أبي حنیفة،باب ذکر تبشیر النبی ﷺ به)

(2) امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۲ھ) نے اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا ہے اور اس پر مستقل ایک باب قائم کیا ہے۔

(سبل الهدیٰ والرشاد،باب الثالث والخمسون فی أشارته ﷺ الی وجود الامام أبي حنیفة)

(3) علامہ احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ) نے بھی اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا ہے اور اس پر مستقل عنوان "فیما ورد من تبشیر النبی ﷺ بالامام أبي حنیفة" قائم کیا ہے۔ (سبل الهدیٰ والرشاد،باب الثالث والخمسون فی أشارته ﷺ الی وجود الامام أبي حنیفة)

(4) علامہ علی بن محمد العزیزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مصداق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب ہیں۔ (السراج المنیر ۳/۲۱۸)

(5) علامہ محمد بن معین السندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۶۱ھ) باوجود شیعہ اور قیاس وتقلید کے منکر ہونے کے لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں متعصبین کی کوئی جرح قابلِ قبول نہیں ہے کیونکہ وہ تو عظیم منقبت کے مالک ہیں، اُنہوں نے ثریا سے علم حاصل کیا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا قول اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اگر علم ثریا میں بھی ہوتا تو اس کو ضرور فارسی النسل کے کچھ لوگ حاصل کرلیں گے۔ (دراسات اللبیب،صفحہ ۲۸۹)

(6) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (کلمات طیبات،مجموعہ مکاتیب شاہ ولی اللہ،صفحہ ۱۶۸)

(7) علامہ نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ درست بات یہی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بشارت میں داخل ہیں۔ (اتحاف النبلاء،صفحہ ۲۲۴)

علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ) ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سنہ ڈیڑھ سو میں دُنیا کی زینت اُٹھالی جائے گی۔

(خیرات الحسان فی ترجمة أبي حنیفه النعمان،طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

فائدہ: ظاہر ہے حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اس شان کا اور کوئی نہیں جسے دُنیا کی زینت قرار دیا جائے اور جس کی وفات بھی سنہ ڈیڑھ سو میں ہوئی ہو۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مقبول دُعا:

(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد) جب چھوٹے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دُعا کی (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے جو روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتے ہیں کہ اس نے ہمارے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دُعا قبول فرمائی ہے۔(تاریخ بغداد، النعمان بن ثابت، ۱۳/۳۲۶)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تابعیت:

(1) خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۰ھ) سے منقول ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہے تھے۔(مسند أبی حنیفة روایة أبی نعیم، صفحه۲۴)

(2) امام ابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

یقیناً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔(جامع بیان العلم و فضله، باب جامع فی فضل العلم، طبع بیروت)

(3) ایک اور مقام پر امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳۰ھ) نے اپنی کتاب "الطبقات" میں اور امام ابواحمد الحاکم الکبیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۷۸ھ) نے بھی متصل سند سے خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کوفہ میں بمقام "نخع" تشریف لائے، آپ رضی اللہ عنہ نے سرخ رنگ کا خضاب لگایا ہوا تھا، میں نے کئی بار آپ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم النعمان، صفحه۴۹)(کتاب الاسامی والکنی ۴/۱۷۶)

(4) امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام حمزہ سہمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۲۷ھ) نقل فرماتے ہیں کہ:

میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے ملاقات نہیں کی، البتہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے ضرور دیکھا ہے۔(تبییض الصحیفة، صفحه۲۵)

(5) امام حسین بن علی الصمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ:
امام ابوحنیفہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت عبداللہ بن اَوفی اور ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ (أخبار أبي حنیفۃ و أصحابہ للصمیری، صفحہ ۴، طبع حیدر آباد)

(6) امام ابن ندیم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملاقات کی۔

(الفهرست، الفن الثاني في أخبار أبي حنیفۃ و أصحابہ ۱/۲۵۱)

(7) علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ:
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔

(تاریخ بغداد ۱۳/۳۲۵، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(8) علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ:
امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کاتب الواقدی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔

(جامع بیان العلم و فضلہ ۱/۴۵، طبع بیروت)

(9) امام ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۵ھ) لکھتے ہیں کہ:
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا تھا۔

(الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف فی الاسماء والکنی ۶/۴۱۶، طبع بیروت)

(10) امام یحیٰی بن ابراہیم سلمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ:
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۵۰ھ) میں انتقال فرمایا اور آپ نے (۹۵ھ) میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا اور ان سے حدیث کا سماع کیا تھا۔ (منازل الائمۃ الاربعۃ، صفحہ ۸۰)

(11) امام ابوبکر بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ:
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت عبداللہ بن ابی اَوفی اور حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ (منازل الائمۃ الاربعۃ، صفحہ ۸۰)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فہم وفراست اور حدیث وفقہ میں علمی مقام:

(1) امام رقبہ بن مصقلہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم میں اس طرح گھسے کہ ان سے پہلے کوئی نہیں گھسا، پھر کیا تھا کہ جس چیز کا ارادہ کیا حاصل ہوگئی۔ (عقود الجمان فی مناقب الامام أبی حنیفه النعمان، الباب العاشر، صفحه ۲۰۰)

(2) امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۷ھ) نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کو لازم پکڑو، کیونکہ تو ان جیسا علم وفقہ میں کسی کو نہیں دیکھے گا۔

(مناقب أبی حنیفه للموفق ۲/۳۵)

(3) امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۰ھ) کے سامنے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو اُنہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ: بے شک وہ فقیہ ہیں اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

(أخبار أبی حنیفه وأصحابه، ذکر الروایات فی ورع أبی حنیفه، صفحه ۴۳)

(4) امام ابو جعفر رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا فقیہ اور اُن سے بڑھ کر پرہیز گار کسی کو نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۳۹)

(5) امام حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام فقہاء کے سردار ہیں اور یہ بات یقینی ہے کہ جن لوگوں نے آپ پر طعن کیا ہے وہ سراسر حسد کی وجہ سے کیا ہے۔ (مناقب الامام أبی حنیفه وصاحبیه، صفحه ۴۷)

(6) امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۵ھ) جو زمانہ طالب علمی میں کوفہ کے اندر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق درس تھے فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کے طالب علم بنے تو حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے اور یہی حال زہد وتقویٰ میں ہوا، اور فقہ کا معاملہ تو تمہارے سامنے ہے (یعنی اس میں تو کوئی اُن کا ثانی نہیں ہوا)۔ (مناقب أبی حنیفة وصاحبیه للذهبی، صفحه ۴۳)

(7) عبد العزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

ہمارے اور لوگوں کے درمیان حد فاصل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو ان سے محبت اور دوستی رکھتا ہے ہم جان لیتے ہیں کہ یہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے ہم سمجھ

لیتے ہیں یہ بدعتی ہے۔(عقود الجمان فی مناقب الامام أبی حنیفہ النعمان، الباب العاشر، صفحہ ۲۰۳)

(8) امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۶۱ھ) کے پاس کوئی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے آتا تو آپ اُس شخص کو فرماتے کہ: بلاشبہ آپ لوگ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ (حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس سے آئے ہو۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۴)

(9) امام محمد بن میمون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر نہ کوئی پرہیزگار تھا، نہ تارکِ دُنیا، نہ صاحبِ معرفت اور نہ فقیہ، خدا کی قسم! ان سے علم حاصل کرنے کے بدلہ اگر مجھے ایک لاکھ اشرفیاں ملتیں تو مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی۔ (عقود الجمان فی مناقب الامام أبی حنیفہ النعمان، الباب العاشر، صفحہ ۲۰۴)

(10) حافظ الحدیث امام حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۶۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام اہل کوفہ کے علم الحدیث اور فقہ کے امام تھے اور اپنے شہر کے رہنے والے محدثین تک نبی کریم ﷺ کے آخری افعال سے متعلق پہنچنے والی تمام اَحادیث کے حافظ تھے۔

(أخبار أبی حنیفة و أصحابه، ما روی عن ابی حنیفة فی الأصول اللتی بنی علیها مذهبه، صفحہ ۲۵)

(11) امام نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

فقہاء میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ صاحبِ علم میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام أبی حنیفہ النعمان، الباب العاشر، صفحہ ۲۰۴)

(12) عبدالرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۷۵ھ) سے سنا ہے کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سنتا تھا تو ملنے کا بے حد شوق رکھتا تھا، حُسنِ اتفاق سے مکہ میں اس طرح ملاقات ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص پر ٹوٹے پڑے جا رہے تھے، مجمع میں سے میں نے ایک شخص کی زبان سے کلمہ سنا کہ اے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ! میں نے جی میں کہا کہ تمنا بر آئی، یہی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(مناقب أبی حنیفة وصاحبیه للذهبی، صفحہ ۲۲)

(13) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر کسی ستون کے متعلق دعویٰ کریں کہ یہ سونے کا تو اس کو دلائل سے ثابت

کردیں گے۔(تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۰)

(14) امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

جوشخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان کردے گا وہ اپنے دین میں مخلص ہو جائے گا۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۰)

(15) امام عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

اللہ کی قسم! میں نے ان (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) سے افضل اور بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔

(عقود الجمان فی مناقب الامام أبی حنیفه النعمان، الباب العاشر، صفحه ۲۰۴)

(16) امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر فقیہ اور اچھی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

(تاریخ بغداد ۱۳/۳۳۶)

(17) امام یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

ہم اللہ کی تکذیب نہیں کرسکتے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے بہتر ہم نے سنا۔(تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۵)

(18) امام حفص بن عبدالرحمن بلخی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں نے ہر قسم کے علماء، فقہاء، زہد اور اہل ورع کی صحبت حاصل کی لیکن ان تمام اوصاف کا مجموعہ سوائے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی نہیں دیکھا۔(مناقب أبی حنیفه للموفق ۱/۲۵)

(19) علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل زمین کے نصف لوگوں کی عقل سے وزن کی جائے تو امام صاحب کی عقل کا پلہ بھاری رہے گا۔(تاریخ بغداد ۱۳/۳۶۱)

(20) امام ابویحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں کبھی کسی بزرگ سے نہیں ملا جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ افضل، پرہیزگار اور فقہ جاننے والا ہو۔(عقود الجمان فی مناقب الامام أبی حنیفه النعمان، الباب العاشر، صفحه ۱۹۶)

(21) صدر الائمہ مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جلیل القدر محدث و امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۳ھ)۔ بسند صحیح نقل کیا ہے کہ: نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شہر کی تمام اَحادیث کو جمع کیا، پس

آپ نبی کریم ﷺ کے آخری فعل کو لیتے تھے۔

(أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ما روى عن ابي حنيفة في الأصول اللتي بنى عليها مذهبه، صفحه ۲۵)

(23) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عیال ہیں۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۶)

جس نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو نہیں دیکھا وہ نہ علم کا ماہر ہوسکتا ہے اور نہ فقیہ ہوسکتا ہے۔ (عقود الجمان فی مناقب الامام أبي حنيفه النعمان، الباب العاشر، صفحه ۱۸۷)

جو شخص فقہ کا ماہر ہونا چاہے وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج ہوگا۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۶)

(24) یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ متقی، پرہیزگار، زیادہ عقل مند اور افضل کسی کو نہ پایا۔

(تاریخ بغداد ۱۳/۳۶۴)

(25) یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۶ھ) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پاکیزہ سیرت والے، متقی، پرہیزگار، عالم، صداقت شعار والے اور اپنے زمانہ کے بہت بڑے حافظ الحدیث تھے۔ (أخبار أبي حنيفة و أصحابه، ذكر ماروى في زهده، صفحه ۴۸)

(26) حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۴۴)

(27) شیخ الاسلام حافظ ابوعبدالرحمن مقری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۱۳ھ) جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی حدیث روایت کرتے تو فرماتے کہ: ہمیں علم حدیث کے شہنشاہ (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ خبر دی۔ (مناقب أبي حنيفة للكردري ۲/۲۱۶)

فائدہ: یہ حافظ ابوعبدالرحمن مقری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نوسو (900) احادیث سنی ہیں۔ (مناقب أبي حنيفة للكردري ۲/۲۱۶)

(28) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پرہیزگار، عالم، آخرت کے راغب، بڑے راست باز اور اپنے معاصرین میں سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ (مناقب أبي حنيفة ۱/۹۵ بحواله ما تمس اليه الحاجة، صفحه ۱۰)

اور فرماتے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔

(تاریخ بغداد ۱۳/۳۳۵)

(29) محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقل، ان کی گفتگو، عمل اور چال ڈھال سے معلوم ہوتی تھی۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۳۶۱)

(30) امام محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد اَحادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار اَحادیث سے "کتاب الآثار" کا انتخاب کیا۔

(قواعد فی علوم الحدیث، صفحہ ۲۱۶) (مناقب ابی حنیفة، صفحہ ۹۵)

(31) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۴۱ھ) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: وہ (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) علم، پرہیزگاری، دُنیا سے بے رغبتی اور آخرت کو ترجیح دینے میں ایسے مقام پر تھے کہ ان کے اس مقام پر کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

(مناقب الامام أبی حنیفہ وصاحبیہ، صفحہ ۴۳)

(32) علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں امام تھے، حسن الرائے والقیاس تھے، باریک سے باریک مسئلہ کی تہہ تک جاتے تھے، غضب کے ذہین، سخن فہم، عالی دماغ، ذکی، پرہیزگار اور نہایت عقلمند تھے۔ (عقود الجمان فی مناقب الامام أبی حنیفہ النعمان، الباب العاشر، صفحہ ۲۱۰)

(33) شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۳۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: آپ (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) اپنے زمانے میں علم الحدیث کے سب سے بڑے امام تھے۔ (أصول سرخسی، فصل فی بیان شرائط الراوی حدا و تفسیر و حکما ۱/۳۵۰)

(34) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

ائمہ اربعہ حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف سب کے امام تھے۔

(منہاج السنة النبویة فی نقض کلام الشیعه القدریة، الوجه الخامس وفیه الرد التفصیلی ۲/۱۰۵)

(35) علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

آپ (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) بنو آدم کے ذکی لوگوں میں سے تھے، آپ نے فقہ، عبادت، پرہیزگاری اور سخاوت کو جمع کیا۔ (العبر فی خبر من غبر ۱/۱۶۴)

(36) علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں کبار مجتہدین میں سے تھے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں بڑے مجتہدین میں ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ان کے مذہب پر رداً قبولاً اعتماد اور بھروسہ کیا جاتا ہے۔ (مقدمۃ ابن خلدون، الفصل السادس فی علوم الحدیث ۱/۵۶۲)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنے والوں کے جواب میں یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار:

حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳۳ھ) سے اگر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنے والے کا ذکر کیا جاتا تو وہ یہ اشعار پڑھتے تھے:

حسدوا الفتی اذلم ینالوا سعیه　　　فالقوم أضداد له وخصوم

کضر ائر الحسناء قلن لوجهها　　　حسدًا وبغضاً انه لدمیم

1۔ جب اس جوان کے مرتبہ کو نہ پا سکے تو حسد کرنے لگے اور ساری قوم اس مخالف اور دشمن ہے۔

2۔ جس طرح حسینہ کے چہرے کو دیکھ کر اس کی سوکنیں حسد اور عداوت کی بناء پر کہتی ہیں کہ یہ بدصورت ہے۔ (أخبار ابی حنیفة و أصحابه، صفحه ۱۶۵)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علمی شجرہ:

مناسب سمجھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے چند تلامذہ پر مشتمل چند نقشے پیش کر دیئے جائیں تاکہ قارئین کو ان نقشہ جات سے باآسانی اندازہ ہو جائے کہ اس آفتابِ عالم تاب کی شعاعیں کہاں کہاں تک پہنچی ہوئیں ہیں، اور معلوم ہو جائے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنا صرف ان پر نہیں ہوگا بلکہ بڑے بڑے جلیل القدر فقہاء عظام و محدثین کرام مثلاً امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم رحمہم اللہ وغیرہ حضرات جیسی عظیم المراتب شخصیات جو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے بھی شاگرد ہیں ان پر بھی ہوگا، اس علمی شجرہ کی تمام شاخوں کی نشاندہی تو بہت مشکل ہے، تاہم چند اجمالی نقشے پیشِ خدمت ہیں جن سے قدرے تفصیلات کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سراج المحدثین
امام الائمۃ
ابوحنیفہ النعمان
علیہ الرحمۃ والرضوان

عبداللہ بن مبارک
- عبدالرحمن بن مہدی
- یحییٰ بن معین
- ابوبکر بن ابی شیبہ
- امام احمد بن حنبل

یحییٰ بن زکریا
- ابو کریب
- یعقوب
- ابراھیم بن موسیٰ

حفص بن غیاث
- اسحاق بن راھویہ
- عثمان بن ابی شیبہ
- علی بن المدینی
- یحییٰ بن معین

عبداللہ بن یزید
- امام احمد بن حنبل
- امام بخاری
- الحارث بن محمد
- اسحاق بن راھویہ

ابراھیم بن طہمان
- امام بخاری
- امام مسلم
- امام ابو داود
- امام ترمذی
- امام نسائی
- امام ابن ماجہ

سراج المحدثین
امام الائمۃ
ابوحنیفہ النعمان
علیہ الرحمۃ والرضوان

عبداللہ بن مبارک

عبدالرزاق الصنعانی

یحییٰ بن سعید القطان

امام داود الطائی

زفر
- ابونعیم الاصفہانی
- الخطیب البغدادی

قاضی ابویوسف
- یزید بن ہارون
  - علی بن المدینی
- حسن بن زیاد
- امام احمد بن حنبل

امام محمد
- امام شافعی
- امام مزنی
- امام طحاوی
- امام طبرانی

یحییٰ بن معین

امام بخاری
امام ترمذی

امام مسلم

امام ابوداود
امام نسائی

سراج المحدثین
امام الائمة

ابوحنیفه النعمان

علیه الرحمة والرضوان

- حفص بن غیاث
  - یحیی القطان
  - یحیی بن معین
  - علی بن المدینی
  - امام احمد بن حنبل
- فضل بن دکین
  - دارمی
  - ذہلی
- حکام بن یعلی
  - اسحاق بن راہویہ
  - ابن ابی شیبہ
  - یحیی بن معین
- سفیان بن عیینة
  - امام شافعی
    - حمیدی
      - امام بخاری
- مسعر بن کدام
  - سفیان الثوری
    - اصحاب ستة
- زفر بن الهذیل
  - محمد بن عبدالله انصاری
    - اصحاب ستة
- عبدالله بن المبارک
  - امام احمد بن حنبل
  - یحیی بن معین
    - امام مسلم
    - ابوزرعة
    - امام بخاری
- علی بن مسهر
  - اصحاب ستة
- مکی بن ابراهیم
  - امام بخاری
    - امام مسلم
    - امام ترمذی
    - ابن خزیمة
      - بیہقی
      - دارقطنی
      - حاکم
      - ابواحمد
        - شیخ الاسلام الہروی
  - ابوعوانه
    - طبرانی
- وکیع بن الجراح
  - اصحاب ستة

ایک ضروری گزارش

یادرہے: نمازِ مسنون کی یہ کتاب قواعدِ حدیث واُصول محدثین کے مطابق صحیح اور قابل قبول اَحادیث کی روشنی میں مکمل حوالوں اور مکمل تحقیق کی مدد سے تحریر کی گئی ہے، لہٰذا کوئی صاحب بلاتحقیق دوسروں سے سن کر یا کوئی ایک آدھ کتاب پڑھ کر اس کتاب کی کسی حدیث کوضعیف یا ناقابلِ عمل کہنے کی زحمت نہ فرمائے، ہاں فضائل میں بعض مقامات پر صحیح حدیث کے ساتھ ضعیف اَحادیث کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ خود جمہور علماء اُمت کے نزدیک حجت ہے، الحاصل اس کتاب کی مذکورہ اَحادیث کی توثیق کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کافی اور شافی رہے گا:

☆نصب الرایہ از امام الحافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ حقانیہ)
☆مرقاۃ المفاتیح از علامہ علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ (طبع رشیدیہ کوئٹہ)
☆آثار السنن از علامہ محمد علی نیموی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ الحسنیہ گوجرانوالہ)
☆اعلاء السنن از علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)
☆معارف السنن از علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (طبع سعید)
☆نیل الفرقدین مع حاشیہ از مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (طبع مجلس علمی کراچی)
☆جزء القرأۃ وجزء رفع الیدین (مترجم وحاشیہ) از مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ امدادیہ)
☆احسن الکلام فی ترک القرأۃ خلف الامام از مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ صفدریہ)
☆خزائن السنن از مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ صفدریہ)
☆نور الصباح فی ترک رفع الیدین از مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ اہلسنت والجماعۃ)
☆اظہار التحسین فی اخفاء التامین از مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ الھادی)
☆السنۃ الغرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ از مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ (طبع دار النعیم)
☆الدر الثمین فی الاخفاء بآمین از مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ (طبع دار النعیم)
☆خیر المصابیح فی عدد التراویح از مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ (طبع جمیعت علماء ہند نیو دہلی)
☆اثمار الہدایہ علی الہدایہ از مولانا ثمیر الدین قاسمی حفظہ اللہ (طبع زمزم پبلیشرز کراچی)

☆ راحۃ العینین فی ترکِ رفع الیدین از مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ (طبع دارالنعیم)
☆ ایضاح المرام فی ترکِ القرأۃ خلف الامام از مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ (طبع دارالنعیم)
☆ انوار المصابیح فی صلوۃ التراویح از مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ (طبع دارالنعیم)
☆ الحبل المتین فی صفۃ صلوۃ رحمۃ للعالمین از مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ (طبع دارالنعیم)
☆ تجلیاتِ صفدر از مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)
☆ مجموعہ رسائل از مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ فاروقیہ)
☆ خطباتِ صفدر از مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)
☆ فتوحاتِ صفدر از مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)
☆ مرد وعورت کی نماز کے فرق پر تفصیلی جائزہ از مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ (طبع مکتبہ شیخ لدھیانوی)
☆ مرد وعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت از مفتی محمد رضوان حفظہ اللہ (طبع ادارہ غفران راولپنڈی)
☆ رکعت تراویح ایک تحقیقی جائزہ از حافظ ظہور احمد الحسینی حفظہ اللہ (طبع مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام)
☆ نمازِ تراویح از مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ (مکتبہ اہلسنت والجماعۃ)
☆ نمازِ پیمبر از شیخ الیاس فیصل مدینہ منورہ حفظہ اللہ (فرید بکڈپو دہلی)
☆ نمازِ مسنون کلاں از مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمۃ اللہ علیہ (طبع مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرنوالہ)
☆ نمازِ مدلل از مولانا فیض احمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (مکتبہ حقانیہ ملتان)
☆ صلوات الرسول از مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی حفظہ اللہ (طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)
☆ مسنون نماز از مفتی محمد ابوبکر جابر قاسمی و مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی حفظہ اللہ (طبع حیدرآباد)
☆ مسنون طریقۂ نماز میں از مولانا صاحبزادہ قاری عبدالباسط حفظہ اللہ (طبع دارالاشاعت کراچی)
☆ مسلک السادات فی الدعاء بعد المکتوبات از مولانا محمد عبدالمعبود حفظہ اللہ (طبع مکتبہ رحمانیہ)
☆ امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا حکم از مولانا حبیب الرحمن اعظمی حفظہ اللہ (جمیعت علماء ہند نئی دہلی)
☆ نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ از مفتی محمد رضوان حفظہ اللہ (طبع ادارۃ غفران راولپنڈی)
☆ تحفۃ المناظر از مولانا مفتی ضیاء الرحمن ذاکر حفظہ اللہ (طبع مکتبہ عمر فاروق)
☆ تصحیح حدیث صلاۃ التراویح عشرین رکعۃ از فضیلۃ الشیخ اسماعیل بن محمد الانصاری حفظہ اللہ (طبع ریاض)

اہمیت نماز

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا اور اہم فریضہ نماز ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مسلمان پر عائد کیا گیا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، غریب ہو یا مالدار، صحت مند ہو یا بیمار، طاقت ور ہو یا کمزور، بوڑھا ہو یا نوجوان، مسافر ہو یا مقیم، بادشاہ ہو یا غلام، حالتِ امن ہو یا حالتِ خوف، خوشی ہو یا غمی، گرمی ہو یا سردی، حتیٰ کہ جہاد و قتال کے عین موقع پر میدانِ جنگ میں بھی یہ فرض ہے، معاف نہیں ہوتا۔

نماز کی اہمیت کے بارے میں آیات قرآنیہ:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا۔ (سورۃ النساء، آیت ۱۰۳)
یقیناً نماز مومنوں پر مقرر وقتوں پر فرض ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۴۳)
اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ (سورۃ النور، آیت ۵۶)
اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حافظو علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳۸)
نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز (یعنی نمازِ عصر) کی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے رہو۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۸)
نمازوں کو قائم کرو آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی، یقیناً فجر کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔

(سورۃ ھود، آیت ۱۱۴)
دن کے دونوں سروں میں نماز قائم کرو اور رات کے کچھ حصہ میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو

مٹا دیتی ہیں۔

اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۔(سورۃ العنکبوت،آیت۴۵)

جو کتاب آپ ﷺ پر وحی کی گئی اسے پڑھیے اور نماز قائم کیجئے، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔

(سورۃ البقرۃ،آیت۱۵۳)

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد چاہو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ۔(سورۃ البقرۃ،آیت۴۵)

صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد طلب کرو، یہ چیز بھاری ہے مگر (اللہ کا) ڈر رکھنے والوں پر (آسان ہے)۔

وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ ۔(سورۃ المائدۃ،آیت۱۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دو گے۔

نماز تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کا بنیادی رکن ہے:

قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق انبیاء علیہم السلام ہمیشہ خود بھی نماز کا اہتمام فرماتے اور اپنی اُمتوں کو بھی اس کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حفاظت نماز:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کی ویران سر زمین میں آباد کرتے ہیں اور اس کی غرض یہ بتاتے ہیں۔

رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ ۔(سورۃ ابراھیم،آیت۳۷)

اے ہمارے پروردگار! تاکہ وہ نماز قائم کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لیے اور اپنی نسل کے لیے دُعا کرتے ہیں کہ:

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ. (سورۃ ابراھیم، آیت ۴۰)
اے میرے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حفاظت نماز:

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا. (سورۃ مریم، آیت ۵۵)
اور (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک بڑے ہی پسندیدہ تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حفاظت نماز:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوتا ہے کہ:

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي. (سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۴)
اور میری یاد کے لیے نماز قائم کیجیے۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور حفاظت نماز:

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ. (سورۃ یونس، آیت ۸۷)
اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر مہیا کرو اور اپنے ان گھروں کو مسجد بنالو اور پابندی کے ساتھ نماز ادا کرو اور اے موسیٰ! آپ مومنوں کو خوشخبری دے دیجئے۔

حضرت زکریا علیہ السلام اور حفاظت نماز:

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ. (سورۃ آلعمران، آیت ۳۹)
تو فرشتوں نے انہیں آواز دی جب کہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حفاظت نماز:

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا. (سورۃ مریم، آیت ۳۱،۳۰)

اور کہا (عیسیٰ علیہ السلام نے) بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب (انجیل) دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔

شعیب علیہ السلام اور حفاظت نماز:

قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا۔ (سورۃ ھود، آیت ۸۷)

انہوں نے کہا، اے شعیب (علیہ السلام)! کیا تمہاری نمازیں تمہیں حکم دیتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے۔

نماز کی اہمیت کے بارے میں احادیث نبویہ ﷺ:

عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنی الاسلام علی خمس، شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان۔

(صحیح بخاری، باب وقول النبی بنی الاسلام علی خمس)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: 1۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں 2۔ نماز پڑھنا 3۔ زکوٰۃ ادا کرنا 4۔ حج کرنا 5۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

عن أبی مالك اشجعی عن ابیہ رضی اللہ عنہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا اسلم الرجل کان اول ما یعلمنا الصلوٰۃ اوقال علمہ الصلوٰۃ۔

(مسند البزار، رقم الحدیث ۲۳۸۴)

حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نئے نئے مسلمان ہونے والے شخص کو سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیتے تھے۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال، بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی الیمن فقال انك تاتی قوما من اهل الکتاب فادعهم الی شهادة

ان لا اله الا الله وانی رسول الله. فان اطاعوا لذلك فاعلمهم أن الله تعالىٰ افترض عليهم خمس صلوة فی كل يوم وليلة. (صحيح مسلم باب الدعاء الى الشهادتين)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا کہ تم ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں لہٰذا سب سے پہلے ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں، جب اس بات کو مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ پانچ نمازیں ان پر فرض کی ہیں۔

قال أبي هريرة رضى الله عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول ان اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله صلوته فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر فان انتقص من فريضة شيئا قال الرب تبارك وتعالىٰ انظر واهل لعبدى من تطوع فيكمل بها ما انتقص من الفريضة ثم يكونو سائر عمله على ذلك۔

(سنن ترمذی باب ما جاء ان اول ما یحاسب به العبد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب ہوگا اگر نماز پوری اور صحیح ثابت ہوئی تو وہ شخص بامراد ہوگا اور اگر اس کی نماز خراب اور ناقص ثابت ہوئی تو وہ شخص محروم و نامراد ہوگا، اگر اس کی فرض نماز میں کوئی کمی ہوگی تو ربِ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ دیکھو میرے اس بندے کے پاس نفل نمازیں بھی ہیں جن سے فرض نمازوں کی تکمیل کردی جائے، پھر دوسرے اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔

عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول: خمس صلوة كتبهن الله على العباد. فمن جاء بهن ولم يضيع منهن شيئا استخفافاً بحقهن، كان له عند الله عهد أن يدخله الجنة

ومن لم یأت بهن فلیس له عند الله عهد ان شاء عذبه وان شاء أدخله الجنة۔
(سنن ابن ماجه، باب ما جاء فی فرض الصلوات الخمس والمحافظة علیه)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو شخص انہیں اہتمام سے ادا کرے اوران میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اس شخص کو ضرور جنت میں داخل کرے گااور جوایسانہ کرے تو اللہ تعالیٰ کا اس سے کوئی عہد نہیں، چاہے اس کو عذاب دے یا جنت میں داخل کردے۔

عن أبي هريرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول قال الله عزوجل قسمت الصلوٰة بیني وبین عبدی شطرین فنصفها لی و نصفها لعبدی ولعبدی ماسأل قال فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اقرؤ یقول العبد الحمد لله رب العالمین فیقول الله عزوجل حمدی عبدی ولعبدی ماسأل فیقول الرحمن الرحیم فیقول أثنی علی عبدی ولعبدی ماسأل یقول مالك یوم الدین فیقول الله مجدنی عبدی مهذالی وهذه الآیة بیني و بین عبدی نصفین یقول العبد ایاك نعبد وایاك نستعین یعنی فهذه بیني وبین عبدی ولعبدی ماسأل وآخر السورة لعبدی یقول العبد اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین أنعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فهذا لعبدی ولعبدی ماسأل۔ (صحیح مسلم، باب وجوب قرأة الفاتحه فی کل رکعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز اپنے اور بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کردی ہے لہٰذا آدھی میرے لیے اور آدھی میرے بندے کے لیے ہے اور میرا بندہ جو مانگے اُسے ملے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ کہتا کہ ”الحمد للہ رب العالمین“ تو اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ بندے نے میری حمد بیان کی اور میرا بندہ جو مانگے گا اسے ملے گا، پھر بندہ کہتا ہے ”الرحمٰن الرحیم“ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندے نے میری ثناء بیان کی اور میرا

بندہ جو مانگے گا اُسے ملے گا، پھر بندہ کہتا ہے"مالک یوم الدین" تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، یہاں تک کا حصہ میرا تھا اور آئندہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے، بندہ کہتا ہے"ایاک نعبد و ایاک نستعین" یہ آیت ہے جو میرے اور میرے بندہ کے درمیان مشترک ہے اور میرا بندہ جو مانگے گا اُسے ملے گا، اور سورت کا آخری حصہ میرے بندے کے لیے ہے، بندہ کہتا ہے"اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے جو مانگا اُسے ملے گا۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم ألا اخبرك براس الامر وعمودہ وذوۃ سنامه؟ راس الامر الاسلام وعمودہ الصلوۃ وذروۃ سنامه الجهاد۔ (سنن ترمذی، کتاب الایمان)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا میں تجھے اسلام کا سر، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور بتائیں اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا دین کا سر خود کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کرنا ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔

عن حنظلة الاسیدی رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم قال من حافظ علی الصلوۃ الخمس علی وضوئها ومواقیتها ورکوعها وسجودها یراها حقاً للہ علیه حرم علی النار۔ (مسند احمد حدیث حنظلة الکاتب الاسیدی)

حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پانچوں نمازوں کی، ان کے رکوع و سجود کی اور ان کے وضو و اوقات کی پابندی کرے اور یہ سمجھے کہ یہ نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر واجب (حق) ہیں تو اس شخص کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا گیا۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله

وسلم مفتاح الجنة الصلوٰة ومفتاح الصلوٰة الطهور۔

(سنن ترمذی، باب ما جاء ان مفتاح الصلوٰة الطهور)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ...

وجعلت قرة عینی فی الصلوٰة۔(سنن نسائی، باب حب النساء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ...

لا دین لمن لا صلوٰة له، انما موضع الصلوٰة من الدین موضع الراس من الجسد۔

(الترغیب والترهیب، باب الترهیب من ترك الصلوٰة متعمداً)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کے بغیر دین نہیں اور دین میں نماز کا درجہ وہی ہے جو انسانی جسم میں سر کا درجہ ہے۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم

من تطهر فی بیته ثم الی بیت من بیوت الله لیقضی فریضة من فرائض الله کانت خطواته احداهما تحط خطیئة والاخری ترفع درجة۔

(صحیح مسلم، باب المشی الی الصلوٰة تمحی به الخطایا و ترفع به الدرجات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح گھر سے وضو کر کے اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے ایک فرض (نماز) کو ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف چلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم مروا أولادکم بالصلوٰة وهم أبناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم

أبناء عشر و فرقوا بينهم في المضاجع. (سنن ابو داؤد، باب متی یؤمر الغلام بالصلوٰۃ)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات سال کی عمر میں بچے کو نماز کا حکم کرو اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو، اور اس عمر میں علیحدہ علیحدہ بستروں پر سلاؤ۔

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال كان آخر كلام النبي صلى الله عليه واله وسلم الصلوة وما ملكت ايمانكم. (سنن ابن ماجه، باب ماجاء في ذكر مرض رسول الله ﷺ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری کلام یہ تھا کہ نماز (قائم کرنا) اور ماتحتوں کے حقوق کا خیال رکھنا۔

عن حذيفة رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا حزبه أمر فرغ الى الصلوة. (سنن ابو داؤد، باب قيام النبي ﷺ من الليل)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كتب الى عماله أن أهم أمركم عندي الصلوة فمن حفظها وحافظ عليها حفظ دينه ومن ضيعها فهو لما سواه أضيع.

(موطا امام مالك، باب وقوت الصلوة)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو یہ حکم جاری فرمایا کہ میرے نزدیک تمہارے اُمور میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے، جس نے نمازوں کی پابندی کر کے اس کی حفاظت کی اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نمازوں کو ضائع کیا وہ نماز کے علاوہ دین کے ارکان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

تارکِ نماز کے لیے قرآن کریم واَحادیث میں وعیدات:

انبیاء علیہم السلام کے جن جانشینوں اور نام لیواؤں نے نماز کو ضائع کر دیا تھا قرآن کریم میں ان کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے اور ان کو عذاب آخرت کی شدید دھمکی دی گئی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ (سورۃ مریم، آیت ۵۹)

پھر ان کے بعد ایسے نا خلف جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کی پس وہ ضرور خرابی دیکھیں گے۔

قیامت کے دن دوزخی لوگ اپنے دوزخ میں جانے کی وجوہ بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بیان کریں گے۔

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ۔ (سورۃ مدثر، آیت ۴۳)

وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔

ایک اور مقام پر نماز میں کاہلی اور سستی کرنے کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ۔ (سورۃ نساء، آیت ۱۴۲)

بے شک منافق لوگ اللہ تعالیٰ سے چال بازی کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو اس چال بازی کی سزا دینے والے ہیں اور وہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

عن سمرة بن جندب رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم فی الرؤیا قال أما الذی یثلغ راسه بالحجر فانه یأخذ القرآن فیرفضه وینام عن الصلوٰة المکتوبة۔ (صحیح بخاری، باب تعبیر الرؤیا بعد صلوٰۃ الصبح)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ خواب کی حدیث میں نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن یاد کر کے بھلا دے اور جو فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہے اس کا سر (قیامت کے دن) پتھر سے کچلا جائے گا۔

عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم أنه ذکر الصلوٰة یوماً فقال من حافظ علیها کانت له نوراً و برهاناً و نجاةً یوم

القیامة،ومن لم یحافظ علیها لم یکن له نور ولا برهان ولا نجاة یوم القیامة وکان مع فرعون وقارون وهامان وأبی ابن خلف۔

(صحیح ابن حبان،باب ذکر الزجر عن ترک المرء المحافظة علی الصلوٰة)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے تو نماز اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگی، اس (کے پورے ایمان) کی دلیل ہوگی اور قیامت میں عذاب سے نجات کا ذریعہ ہوگی، اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اس کے لیے قیامت کے دن نہ نور ہوگا، نہ اس (کے پورے ایمان) کی کوئی دلیل ہوگی اور نہ عذاب سے نجات کا کوئی ذریعہ ہوگا، اس کا حشر فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

عن أبی الجعد الضمری رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم من ترک ثلاث جمع تهاونا بها طبع اللہ علی قلبه۔

(سنن ترمذی،باب ما جاء فی ترک الجمعة من غیر عذر)

حضرت ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے تین جمعہ غفلت کی وجہ سے چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔

عن جابر رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم بین الکفر والایمان ترک الصلوٰة۔(سنن ترمذی،باب ما جاء فی ترک الصلوٰة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک انسان اور شرک وکفر کے درمیان حد فاصل نماز کا چھوڑنا ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰة۔

(صحیح مسلم،باب بیان اطلاق اسم الکفر علی ترک الصلاة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ نماز کا چھوڑنا مسلمان کو کفر وشرک تک پہنچانے والا ہے۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین العبد وبین الکفر والایمان الصلوۃ فاذا ترکھا فقد اشرک.

(الترغیب والترھیب، باب الترھیب من ترک الصلوۃ تعمداً)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ، کفر اور ایمان میں (فرق کرنے والی چیز صرف) نماز ہے، پس جس نے نماز کو ترک کیا (گویا) اس نے شرک کیا۔

عن یزید الرقاشی رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لیس بین العبد والشرک الا ترک الصلوۃ فاذا ترکھا فقد اشرک.

(الترغیب والترھیب، باب الترھیب من ترک الصلوۃ تعمداً)

حضرت یزید الرقاشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندے اور مشرک کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے، پس جو شخص اسے چھوڑ دیتا ہے تو (گویا) اس نے شرک کیا۔

عن أنس رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین العبد وبین الکفر او الشرک ترک الصلوۃ. (کتاب الصلوۃ للمروزی، رقم الحدیث ۹۹۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بندے اور کفر یا شرک کے درمیان فرق نماز چھوڑنا ہے۔

عن بریدہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال العھد الذی بیننا وبینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر. (سنن ترمذی، باب ماجاء فی ترک الصلوۃ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے (اہل ایمان) اور ان (اہل کفر) کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے لہٰذا جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

عن عبادۃ الصامت رضی اللہ عنہ قال أوصانی خلیلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بسبع خصال فقال....ولا تترکو الصلوۃ متعمدین فمن ترکھا

متعمداً فقد خرج من الملة. (الترغیب و الترهیب، باب الترهیب من ترك الصلوٰة تعمداً)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دوست رسول اللہ ﷺ نے مجھے سات نصیحتیں کیں (جن میں ایک یہ تھی) کہ جان کر نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لا سهم في الاسلام لمن لا صلوٰة له ولا صلوٰة لمن لا وضوء له.

(الترغیب و الترهیب، باب الترهیب من ترك الصلوٰة تعمداً)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھتا ہو اور بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لا سهم ليس صلوٰة أثقل على المنافقين من صلوٰة الفجر والعشاء ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبواً. (صحیح بخاری، باب فضل العشاء فی الجماعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نمازِ عشاء اور نمازِ فجر ادا کرنا منافقوں کے لیے سب سے زیادہ مشکل ہے، اگر انہیں ان نمازوں کے ثواب کا علم ہو جائے تو ان اوقات میں زمین پر گھسٹتے ہوئے بھی آتے اور نماز میں شریک ہوتے۔

عن أبي درداء رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم... ولا تترك صلوٰة مكتوبة متعمداً، فمن تركها متعمداً برئت منه الذمه.

(سنن ابن ماجه. کتاب الدعاء)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حفاظت) اُٹھ جاتی ہے۔

عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم

من جمع بین صلوتین من غیر عذرٍ فقد اتی باباً من ابواب الکبائر۔

(الترغیب والترهیب،باب الترهیب من ترک الصلوٰۃ تعمداً)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جوشخص دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پہنچ گیا۔

عن عبد اللّٰہ بن شقیق قال کان اصحاب محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم لایرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوٰۃ۔(سنن ترمذی،باب ماجاء فی ترک الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اصحاب محمد ﷺ ترکِ نماز کے علاوہ کسی دینی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں جانتے تھے۔

نماز کے فضائل:

عن أبی هریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم یقول أرأیتم لو ان نهراً بباب أحدکم یغتسل منہ کل یوم خمس مرات، هل یبقی من درنہ شئی؟قالوا لا یبقی من درنہ شئیٌ قال فذلك مثل الصلوٰۃ الخمس یمحو اللّٰہ بهن الخطایا۔ (صحیح بخاری،باب الصلوٰۃ الخمس کفارۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر بہہ رہی ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ بالکل نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔

عن سلمان رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم ان توضا فاحسن الوضوء ثم صلی الصلوٰۃ الخمس تحاتت خطایاہ کما یتحات هذا الورق۔ (مسند احمد،رقم الحدیث ۲۴۲۵۰)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان اچھی

طرح وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی گر جاتے ہیں جس طرح اب (خزاں کے موسم میں) پتے گر رہے ہیں۔

عن ابوذر رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم خرج فی الشتاء والورق یتھافت فأخذ بغصن من شجرۃ قال فجعل ذلك الورق یتھافت فقال یا أباذر قلت لبیك یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان العبد المسلم لیصلی الصلوٰۃ یرید بھا وجہ اللہ فتھافت عنہ ذنوبہ کما تھافت ھذا الورق عن ھذا الشجرۃ۔(مسند احمد،رقم الحدیث ۲۱۷۷۰)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور پتے درختوں سے گر رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک ٹہنی ہاتھ میں لے لی، اس کے پتے اور بھی گرنے لگے، تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔

عن أنس رضی اللہ عنہ قال فرضت علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الصلوٰۃ الخمس لیلۃ أسری بہ خمس ثم نقصت حتی جعلت خمسا ثم نودی یا محمد! انہ لا یبدل القول لدی وان لك بھذہ الخمس خمسین۔

(سنن ترمذی،باب ماجاء کم فرض اللہ علی عبادہ من الصلوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شب معراج میں نبی کریم ﷺ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں، پھر کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں، آخر میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اعلان کیا گیا کہ اے محمد ﷺ! میرے ہاں بات بدلی نہیں لہٰذا پانچ نمازوں کے بدلے پچاس ہی کا ثواب ملے گا۔

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال الصلوٰۃ الخمس و الجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینھن اذا اجتنب الکبائر۔(صحیح مسلم،باب الصلوٰۃ الخمس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچوں نمازیں، جمعہ کی نماز پچھلے جمعہ تک اور رمضان کے روزے پچھلے رمضان تک درمیانی اوقات کے گناہوں کے لیے کفارہ ہیں جبکہ اعمال کرنے والا بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

عن أبي امامة رضى الله عنه أنك سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول من توضأ فاسبغ الوضوء غسل يديه ووجهه ومسح على رأسه وأذنيه ثم قام الى الصلوٰة مفروضة غفر الله له فى ذلك اليوم ما مشت اليه رجلاه وقبضت عليه يداه وسمعت اليه أذناه ونظرت اليه عيناه وحدث به نفسه من سوء۔ (مسند احمد رقم الحديث ۲۲۹۱۰)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ شانہ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں، اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے کانوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں، سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔

خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے والے کے لئے انعامات الٰہی:

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ۔ (سورۃ المومنون، آیت ۱)

فلاح پا گئے ایمان والے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کرنے والے ہیں۔

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان الله تعالىٰ يقول "يا ابن آدم! تفرغ لعبادتى املا صدرك غنى واسد فقرك وان لم تفعل ملات يدك شغلا ولم اسد فقرك۔

(سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ

نے فرمایا: اے ابن آدم! میری عبادت کے لیے خود کو فارغ کرو یعنی توجہ اور دلجمعی سے میری عبادت کرو، میں تیرے سینے کو غناء سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی ختم کر دوں گا، اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے کاموں میں تجھے اُلجھا دوں گا اور تیری مفلسی ختم نہ کروں گا۔

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول مامن امری مسلم تحضرہ صلوٰۃ مکتوبۃ فیحسن وضوءھا وخشوعھا ورکوعھا الا کانت کفارۃ لما قبلھا من الذنوب مالم یؤت کبیرۃ وذلک الدھر کلہ۔

(صحیح مسلم، باب فضل الوضوء والصلوٰۃ عقبہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے اور فرض نماز کے لیے (مسجد) میں آئے پھر خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے، جس میں رکوع بھی اچھی طرح ادا کرے تو جب تک کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے یہ نماز اس کے پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور یہ فضیلت ہمیشہ کے لیے ہے۔

عن أبی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یزال اللہ عزوجل مقبلا علی العبد فی صلوٰۃ مالم یلتفت، فاذا صرف وجھہ انصرف عنہ۔ (سنن نسائی، باب التشدید فی الالتفات فی الصلوٰۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف اس وقت تک توجہ فرماتے ہیں جب تک وہ نماز میں کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو، جب بندہ اپنی توجہ نماز سے ہٹا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے توجہ ہٹا لیتے ہیں۔

عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول ان الرجل لینصرف وما کتب لہ عشر صلوٰتہ، تسعھا، ثمنھا، سبعھا، سدسھا، خمسھا، ربعھا، ثلثھا، نصفھا۔ (سنن ابو داؤد، باب ما جاء فی نقصان الصلوٰۃ)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے

اور اسی طرح بعض کے لیے نواں حصہ، بعض کے لیے آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یؤما ثم أنصرف فقال یا فلان ألا تحسن صلاتك ألا ینظر المصلی اذا صلی کیف یصلی فانما یصلی لنفسه۔ (صحیح مسلم، باب الأمر بتحسین الصلاة واتمامها والخشوع فیها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی، پھر مڑے اور فرمایا اے فلاں تم نے اپنی نماز اچھی طرح کیوں نہیں ادا کی، کیا نمازی کو دکھائی نہیں دیتا کہ اس نے کس طرح نماز ادا کی ہے، حالانکہ وہ اپنے لیے ہی نماز ادا کرتا ہے۔

عن أم رومان رضی الله عنها والدة عائشة رضی الله عنها قالت رآنی ابوبکر الصدیق رضی الله عنه أتمیل فی صلٰوتی فزجرنی زجرة کدت أنصرف من صلٰوتی قال سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول اذا قام أحدکم فی الصلٰوة فلیسکن أطرافه لا یتمیل تمیل الیهود فان سکون الأطراف فی الصلٰوة من تمام الصلٰوة۔ (سنن ترمذی، باب الاصل السابع والاربعون والماءة فی حقیقة الخشوع)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت اُم رومان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نماز میں اِدھر اُدھر جھکنے لگی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں (ڈر کی وجہ سے) نماز توڑنے کے قریب ہوگئی، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو تو اپنے تمام اپنے تمام بدن کو بالکل سکون سے رکھے، یہود کی طرح ہلے نہیں، بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔

نماز درست نہ پڑھنے والے کے لئے وعیدات:

عن أبی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال ان الرجل لیصلی ستین سنة وما تقبل له صلاة لعله یتم الرکوع ولا یتم

السجود ویتم السجود ولا یتم الرکوع۔

(الترغیب والترھیب، باب الترھیب فی عدم اتمام الرکوع والسجود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک شخص ساٹھ سال تک نمازیں ادا کرتا ہے لیکن اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کیوں کہ اس نے اگر رکوع مکمل ادا کیا تو سجدہ صحیح ادا نہیں کیا اور اگر سجدے صحیح کیے تو رکوع غلط ادا کیا۔

عن أنس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ومن صلاھا لغیر وقتھا ولم یسبغ لھا وضوءھا ولم یتم لھا وخشوعھا ولا رکوعھا ولا سجودھا خرجت وھی سوداء مظلمۃ تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاء اللہ لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بھا وجھہ۔

(مجمع الزوائد، باب المحافظۃ علی الصلوٰۃ لوقتھا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بے وقت نماز ادا کی اور اس کے لیے اچھی طرح وضو نہیں کیا اور نہ ہی خشوع وخضوع سے نماز کو ادا کیا اور نہ اس کے رکوع اور سجود کو اچھی طرح ادا کیا تو وہ نماز سیاہ شکل میں یہ کہتی ہوئی جاتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا اللہ بھی تجھے ضائع کرے اور وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال سئل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن قول اللہ تعالیٰ "ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر فقال من لم تنھہ صلوٰتہ عن الفحشاء والمنکر فلا صلوٰۃ لہ۔

(مجمع الزوائد، باب فی من لم تنھہ صلوتہ عن الفحشاء)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "بے شک نماز روکتی ہے بری باتوں سے اور ناشائستہ حرکتوں سے" کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور برائیوں سے نہ روکے تو یہ نماز اس کو اللہ تعالیٰ سے مزید دور ہی کرتی ہے۔

عن زید بن وهب قال رأى حذيفة رضى الله عنه رجلا لا يتم الركوع والسجود قال ما صليت ولو مت على غير الفطرة التي فطر الله محمداً صلى الله عليه واله وسلم۔ (صحیح بخاری، باب اذلم یتمہ الرکوع)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں رکوع سجدہ ٹھیک ادا نہیں کر رہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے نماز نہیں پڑھی اگر اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے تو مرے گا تو تیرا حضور ﷺ کے دین فطرت پر مرنا نہ ہوگا۔

عن أبي قتادة رضى الله عنه عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اسوء الناس سرقة الذى يسرق صلوته قالوا يا رسول الله وكيف يسرق صلوته قال لا يتم ركوع ولا سجودها۔ (صحیح ابن خزیمہ باب اتمام السجود)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا بدترین چوری کرنے والا وہ ہے جو نماز میں بھی چوری کرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں سے کوئی کیسے چوری کرے گا! تو آپ ﷺ نے فرمایا جو نماز کا رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا وہ نماز کا چور ہے۔

خلاصہ کلام: صوفیہء اُمت نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کرنا ہے اور ہم کلام ہونا ہے، جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا، نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت سے بھی ہو سکتی ہیں مثلاً زکوٰۃ ہے کہ اس کی حقیقت مال کا خرچ کرنا ہے، یہ خود ہی نفس پر اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گزرے گا، اسی طرح روزہ دن بھر بھوکا پیاسا رہنا، صحبت کی لذت سے رکنا کہ یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں، غفلت سے بھی اگر متحقق ہوں تو نفس کی شدت اور تیزی پر اثر پڑے گا، لیکن نماز کا معظم حصہ ذکر ہے، قرأۃ قرآن ہے، یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں، ایسی ہیں جیسے کہ نیند کی حالت میں باتیں کرنا کہ نہ سننے والا اس کو اپنے سے کلام سمجھتا ہے نہ ہی اس کا فائدہ ہوتا ہے۔

فرض نمازوں کی تعداد اور اُن کی رکعتوں کی تعداد

عن أنس رضی اللہ عنہ قال سأل رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کم افترض اللہ عزوجل علی عبادہ من الصلوات قال افترض اللہ علی عبادہ صلوات خمساً۔

(سنن نسائی،باب کم فرضة فی الیوم واللیلة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

پانچ نمازوں میں فرض رکعتوں کی تعداد:

فجر..دو رکعت

ظہر..چار رکعت

عصر..چار رکعت

مغرب..تین رکعت

عشاء..چار رکعت

عن أبی مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ قال جاء جبرائیل الی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال قم فصل وذلك دلوك الشمس حین مالت فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فصلی الظہر أربعاً ثم اتاہ حین کان ظلہ مثلہ فقال قم فصل فقام فصلی العصر أربعاً ثم اتاہ حین غربت الشمس فقال لہ قم فصل فقام فصلی المغرب ثلاثا ثم اتاہ حین غاب الشفق،فقال لہ قم فصل فقام فصلی العشاء الآخرۃ أربعاً ثم اتاہ حین برق الفجر فقال لہ قم فصل فقام فصلی الصبح رکعتین۔(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب عدد رکعات الصلوات الخمس)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ کھڑے ہوں اور نماز پڑھیں اور یہ سورج کے ڈھلنے کا وقت تھا، جب سورج ڈھل

گیا تو رسول ﷺ کھڑے ہوئے اور ظہر کی چار رکعات پڑھیں اور پھر ان کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے جبکہ سایہ ایک مثل کے برابر ہو گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ کھڑے ہوں اور نماز ادا کریں تو آپ ﷺ نے عصر کی چار رکعات پڑھیں اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت آئے جب سورج غروب ہو گیا تھا تو انہوں نے کہا کہ کھڑے ہوں اور نماز پڑھیں تو آپ ﷺ نے مغرب کی تین رکعات پڑھیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت آئے جب شفق غائب ہو گئی تھی تو کہا کہ نماز پڑھیں تو آپ ﷺ نے عشاء کی چار رکعات پڑھیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت آئے جب صبح طلوع ہوئی تو آپ ﷺ سے کہا کہ نماز ادا کریں تو آپ ﷺ نے صبح کی دو رکعت پڑھیں۔

پانچ نمازوں میں واجب رکعتوں کی تعداد:

عشاء...تین رکعت وتر *

وتر کی نماز واجب ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه واله وسلم قال اجعلوا أخر صلاتکم بالليل وترا۔ (صحیح بخاری، باب لیجعل آخر صلوته وترا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وتر کو رات کی آخری نماز بناؤ۔

عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنه أن النبی صلی اللہ علیه واله وسلم قال أوتروا قبل أن تصبحوا۔ (صحیح مسلم، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من قال یجعل الرجل آخر صلاته باللیل وترا)(سنن نسائی، باب الأمر بالوتر قبل الصبح)(سنن ترمذی، باب ما جاء فی مبادرة الصبح بالوتر)

وضاحت: اس مذکورہ دنوں احادیث میں "اجعلوا" کا لفظ أمر (حکم) ہے اور اصول فقہ کا

مشہور اور واضح قاعدہ ہے کہ "الأمر للوجوب مالم تكن قرينة خلافه" کہ شریعت میں جب کسی چیز کا اُمر (حکم) کیا جائے تو وہ چیز واجب ہوتی ہے جب تک کہ اس کے خلاف کوئی قرینہ (دلیل) نہ قائم ہو۔

(قواعد الفقه لمحمد عميم الاحسان صفحه ۶۲) (كشف الاسرار لعبد العزيز البخاري ۱۴۳/۱)

عن عبد الله ابن عمر رضی الله عنه أن النبی صلى الله عليه واله وسلم قال بادروا الصبح بالوتر۔ (سنن ابوداؤد باب الحث على الوتر قبل النوم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جلدی پڑھو وتر، صبح ہو جانے سے پہلے۔

عن بريدة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول الوتر حق فمن لم يؤتر فليس منا الوتر حق فمن لم يؤتر فليس منا الوتر حق فمن لم يؤتر فليس منا۔ (سنن ابوداؤد باب فی من لم يؤتر)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وتر پڑھنا واجب ہیں، جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں، جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں، جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔

عن أبا سعيد الخدری رضی الله عنه أخبره قال سألت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عن الوتر فقال أوتروا قبل الصبح۔ (مسند احمد رقم الحديث ۱۰۶۷۵)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو۔

عن أبي سعيد الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان الله تعالى زاد كم صلاة وهی الوتر۔ (مسند الشاميين للطبرانی رقم الحديث ۲۸۴۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے۔

عن أبي تميم الجيشانی أن عمرو بن العاص رضی الله عنه خطب الناس يوم

جمعة فقال ان أبا بصرة حدثني أن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال ان الله زادكم صلاة وهي الوتر فصلوها فيما بين صلاة العشاء الى صلاة الفجر۔

(المستدرك للحاكم، كتاب الوتر)(مجمع الزوائد باب ما جاء في الوتر)

ابوتمیم الجیشانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا ابوبصرہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے۔

عن خارجه بن حذافة العدوي رضي الله عنه قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم صلاة الغداة فقال لقد أمدكم الله الليلة بصلاة هي خير لكم من حمر النعم قال قلنا وما هي يا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم؟ قال الوتر فيما بين صلاة العشاء الى طلوع الفجر۔ (سنن ترمذي باب الوتر)

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے لیے تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رات کے وقت میں ایک ایسی نماز کو فرض قرار دیا ہے جو سرخ اُونٹوں سے بہتر ہے، ہم نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سی نماز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وتر ہیں جو کہ عشاء اور طلوعِ فجر کے درمیان پڑھے جاتے ہیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبي شيبه باب من قال الوتر واجب)(سنن ابوداؤد باب استحباب الوتر)(سنن ابن ماجه باب ما جاء في من نام عن الوتر أو نسيه)

عن عبدالله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم الوتر واجب على كل مسلم۔ (سنن ابوداؤد باب استحباب الوتر)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نمازِ وتر ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جدة قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان الله زادكم صلاة الى صلاتكم وهي الوتر۔

(مصنف ابن أبي شيبه باب من قال الوتر واجب)

حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری نمازوں میں ایک نماز یعنی وتر کا اضافہ فرمایا ہے۔

عن أبي ایوب الأنصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الوتر حق أو واجب۔ (سنن طحاوی، باب الوتر)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وتر حق یا فرمایا واجب ہے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن دار قطنی، باب الوتر بخمس أو بثلاث أو بواحدة)(مصنف ابن أبي شیبہ، باب من قال الوتر واجب)(مسند ابو داؤد الطیالسی، رقم الحدیث ۵۹۴)(المستدرک للحاکم، رقم الحدیث ۱۱۳۲)

عن عبداللہ بن بریدة عن أبیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا۔ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۹۳۱)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

عن أبي هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فمن لم یؤتر فلیس منا۔ (مسند احمد ۲/۴۴۳، طبع دار الاحیاء التراث العربی بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ قال مکثنا زمانا لا نزید علی الصلوات الخمس فأمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاجتمعنا فحمد اللہ وأثنی علیہ ثم قال ان اللہ قد زاد کم صلاة فأمرنا بالوتر۔ (سنن دار قطنی، باب فضیلة الوتر)

عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک عرصہ تک پانچ نمازوں

سے زیادہ کچھ نہیں پڑھتے رہے پھر (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا تو ہم اکٹھے ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نماز مزید عطا فرمائی ہے، پھر آپ ﷺ نے ہمیں وتر کا حکم فرمایا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال أوصاني خليلي صلى الله عليه واله وسلم بثلاث لا أدعهن في سفر ولا حضر ركعتي الضحى وصوم ثلاثة أيام من الشهر وأن لا أنام الا على وتر. (سنن ابوداؤد،باب الحث على الوتر قبل النوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب ﷺ نے مجھے تین وصیتیں فرمائیں جن کو میں کبھی بھی نہیں چھوڑتا ہوں، نہ سفر میں اور نہ ہی حضر (مقام) میں: 1۔ چاشت کی دو رکعت 2۔ مہینہ کے تین دن روزے 3۔ وتر پڑھ کر سونا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من قال الوتر واجب)(مسند احمد برقم الحديث ۷۱۳۸)(مسند احمد برقم الحديث ۷۱۹۹)(مسند احمد برقم الحديث ۷۳۲۴)(مسند احمد برقم الحديث ۸۲۱۸)

عن مالك بلغه أن رجلاً سأل ابن عمر رضي الله عنه عن الوتر أواجب؟ فقال عبدالله قد أوتر رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وأوتر المسلمون فجعل الرجل يردد عليه وعبدالله يقول أوتر رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وأوتر المسلمون. (موطا امام مالك،باب الأمر بالوتر)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نمازِ وتر کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ واجب ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز وتر پڑھی اور تمام مسلمانوں نے بھی نماز وتر پڑھی، وہ شخص مطمئن نہ ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر پڑھے اور تمام مسلمانوں نے بھی وتر پڑھے۔

عن نافع سأل ابن عمر رضي الله عنه عن الوتر أواجب هو فقال أوتر رسول الله صلى الله عليه واله وسلم والمسلمون. (مسند احمد برقم الحديث ۴۸۶۶)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا وتر واجب ہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں رسول اللہ ﷺ کے لیے اور مسلمانوں کے لئے۔

عن الرزاق عن معمر عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان الله وتر يحب الوتر فمن لم يؤتر فليس منا۔

(مصنف عبد الرزاق، باب وجوب الوتر هل شئی من التطوع واجب)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر وجب ہیں اور جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

عن أبي عبيدة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم انما الوتر على أهل القرأن۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال الوتر واجب)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل قرآن (مسلمانوں) پر وتر لازم ہیں۔

عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان الله يحب الوتر فأوتروا يا أهل القرآن۔ (مختصر كتاب الوتر للمروزى، باب الترغيب فى الوتر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کو وتر (کی نماز) پسند ہے پس اے اہل قرآن وتر پڑھو۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ:

عن ابراهيم قال قال عبدالله بن مسعود رضى الله عنه انما الوتر على أهل القرأن۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال الوتر واجب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل قرآن (یعنی مسلمانوں) پر وتر لازم ہیں۔

عن سالم بن أبي الجعد عن حذيفة رضى الله عنه قال انما الوتر على أهل القرأن۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال الوتر واجب)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل قرآن (یعنی مسلمانوں) پر وتر لازم ہیں۔

عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ قال ما أحب أنی ترکت الوتر ولو أن لی حمر النعم۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب من قال الوتر واجب)(مصنف عبد الرزاق باب وجوب الوتر هل شئی من التطوع واجب)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجھے سرخ اُونٹ مل جائیں اور میں ان کی وجہ سے وتروں کو چھوڑ دوں۔

عن ابن سیرین قال کان أبی هریرۃ رضی اللہ عنہ یقول ان اللہ وتر یحب الوتر۔

(مصنف عبد الرزاق باب وجوب الوتر هل شئی من التطوع واجب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے وتر کو واجب فرمایا ہے۔

عن عبد الکریم أن علیاً رضی اللہ عنہ کان یحقق الوتر۔

(مصنف عبد الرزاق باب وجوب الوتر هل شئی من التطوع واجب)

عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر واجب ہے۔

عن ابراهیم قال کان یقال انما الوتر علی أهل القرآن۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من قال الوتر واجب)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل قرآن (مسلمانوں) پر وتر لازم ہیں۔

عن مجاهد واجب الوتر ولم یکتب۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب من قال الوتر واجب)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وتر واجب ہیں فرض نہیں۔

نمازِ وتر تین رکعت سے کم مسنون نہیں:

عن أبی سلمۃ بن عبد الرحمن أنہ سأل عائشۃ رضی اللہ عنها کیف کانت صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی أربعا فلا یسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی أربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم ثلاثاً۔ (صحیح بخاری باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا

رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک میں نماز کیسے ہوتی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ رمضان اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نماز ادا نہیں فرماتے تھے، آپ ﷺ چار رکعت نماز ادا فرماتے کہ ان رکعتوں کے حسن اور طویل ہونے کے بارے میں مت پوچھو، پھر چار رکعت ادا فرماتے کہ ان رکعتوں کے حسن اور طویل ہونے کے بارے میں مت پوچھو، پھر تین رکعت ادا فرماتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح مسلم باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ)(سنن نسائی باب فی صلاۃ اللیل)(سنن ترمذی باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی ﷺ باللیل)(سنن ابو داؤد باب فی صلاۃ اللیل)(موطا امام مالک باب صلاۃ النبی ﷺ فی الوتر)(صحیح ابو عوانہ باب صفۃ قیام رسول اللہ ﷺ)(صحیح ابن حبان باب ذکر ما کان یطول صلی اللہ ﷺ)(سنن الکبریٰ للبیہقی باب عدد رکعات قیام النبی ﷺ)(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی باب الوتر فی اول اللیل ووسطہ وآخرہ)(شرح السنۃ للبغوی باب تطویل قیام اللیل)(مسند عبد بن حمید رقم الحدیث ۱۴۷۳)(مختصر قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر للمروزی باب نوع آخر من صلاۃ رسول ﷺ)

عن أم سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوتر بثلاث عشرۃ۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب یوتر بثلاث أو أکثر)

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دس رکعت (تہجد) اور تین وتر پڑھتے تھے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أنہ قال نمت عند میمونۃ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عندھا تلک اللیلۃ فتوضأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم قام فصلی فقمت عن یسارہ فأخذنی فجعلنی عن یمینہ فصلی فی تلک اللیلۃ ثلاث عشرۃ رکعۃ۔ (صحیح مسلم باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے رات کو وضو فرمایا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو میں آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے کان سے پکڑا اور اپنی دائیں طرف کر لیا، آپ ﷺ نے اس رات تیرہ رکعتیں (دس رکعت تہجد اور تین وتر) پڑھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند شافعی، کتاب الصلاۃ باب اللیل والوتر)(سنن ابو داؤد باب فی وقت الوتر)(سنن نسائی باب کیف الوتر بثلاث)(مصنف عبد الرزاق باب الرجل یوم الرجل)(السنن الکبری للنسائی باب القراۃ فی الوتر وذکر الاختلاف فی ذلک)(صحیح ابن حبان باب ذکر الاباحۃ للمرء ان یصلی النافلۃ باللیل)(المعجم الکبیر للطبرانی برقم الحدیث ۱۱۲۷۲)(مسند احمد رقم الحدیث ۳۳۵۹)
(مسند عبد بن حمید رقم الحدیث ۶۹۲) (الأحادیث المختارۃ رقم الحدیث ۲۶۸)

عن عامر الشعبی قال سألت ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہ کیف کان صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم باللیل فقالا ثلث عشرۃ رکعۃ ثمان ویؤتر بثلث ورکعتین بعد الفجر۔(سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی کم یصلی باللیل)

حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کیسی تھی؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعت پڑھتے تھے، پہلے آٹھ رکعت، پھر تین رکعت وتر اور پھر دو رکعت (سنت فجر) صبح صادق کے بعد۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبری للنسائی باب ذکر اختلاف الناقلین لخبر عبد اللہ بن عباس)(سنن طحاوی باب الوتر)(المعجم الکبیر للطبرانی برقم الحدیث ۱۲۵۶۸)(المعجم الأوسط للطبرانی برقم الحدیث ۱۶۲)

أخبرنا ابو حنیفۃ حدثنا ابو جعفر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی مابین صلاۃ العشاء الی صلاۃ الصبح ثلث عشرۃ رکعۃ ثمان رکعات تطوعا وثلث رکعات الوتر ورکعتی الفجر۔(موطا امام محمد باب السلام فی الوتر)

حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز اور صبح کی نماز کے درمیان تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، آٹھ رکعت نفل اور تین رکعت وتر اور دو رکعت (سنت) فجر۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وتر اللیل ثلاث کوتر النہار صلاۃ المغرب۔

(سنن دار قطنی باب الوتر ثلاث کثلاث المغرب)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے وتر تین رکعات ہیں، جس طرح دن کی طاق نماز (یعنی) نمازِ مغرب ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کان یؤتر بثلث یقرأ فی الأولی بسبح أسم ربك الأعلی وفی الثانیة بقل یاأیها الکافرون وفی الثالثة بقل هو الله أحد۔ (سنن طحاوی،باب الوتر)

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں (سورۃ الاعلیٰ) اور دوسری رکعت میں (سورۃ الکافرون) اور تیسری رکعت میں (سورۃ اخلاص) پڑھا کرتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المستدرك للحاکم، کتاب الوتر)(مسند امام اعظم،باب مایقرأ فی الوتر)(سنن دارقطنی، باب مایقرأ فی رکعات الوتر)(سنن ترمذی،باب ماجاء مایقرأ فی الوتر)(سنن ابوداؤد،باب مایقرأ فی الوتر)(سنن ابن ماجه،باب ماجاء فیما یقرأ فی الوتر)(مسند احمد،رقم الحدیث۲۴۷۱۸)(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف،باب ذکر القرأة فی صلاة الوتر جاء الحدیث النبی ﷺ)

عن ابن عباس رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقرأ فی الوتر بسبح أسم ربك الأعلی وقل یاأیها الکافرون وقل هو الله أحد۔

(سنن ترمذی،باب ماجاء مایقرأ فی الوتر)

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں (سورۃ الاعلیٰ) اور (سورۃ الکافرون) اور (سورۃ الاخلاص) پڑھتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن نسائی،باب کیف الوتر بثلاث)(سنن ابن ماجه،باب ماجاء فیما یقرأ فی الوتر)(مصنف ابن أبی شیبه،باب فی الوتر مایقرأ فیه)(مصنف ابن أبی شیبه،باب مایقرأ فی الوتر من السور)(مختصر قیام اللیل وقیام رمضان و کتاب الوتر،باب الوتر بسبع وتسع تقدم)(مسند احمد رقم الحدیث۲۵۲۱)مسند احمد رقم الحدیث۲۷۲۰)(مسند احمد رقم الحدیث۲۷۷۶)(مسند احمد رقم الحدیث۲۹۰۰)(مسند أبو یعلی،رقم الحدیث۲۵۵۵)(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف،باب ذکر القرأة فی صلاة الوتر جاء الحدیث النبی ﷺ)(المعجم الأسط للطبرانی،رقم الحدیث۲۱۷۲)(سنن الکبری للبیهقی،باب مایقرأ فی الوتر بعد الفاتحة)

عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم

یؤتر بثلث لا یسلم الا فی أخرھن وھذا وتر أمیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الوتر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور اُن کے صرف آخر میں سلام پھیرتے تھے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اتنے ہی وتر پڑھتے تھے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی من اللیل ثمان رکعات ویؤتر بثلاث۔ (سنن نسائی،باب کیف الوتر بثلاث)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو آٹھ رکعت نماز ادا فرماتے، پھر تین رکعت وتر پڑھتے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یوتر بثلاث۔ (مسند احمد رقم الحدیث ۲۶۰۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی من اللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ۔ (مسند احمد رقم الحدیث ۲۹۶۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ (دس نفل اور تین وتر) رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عن أم سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یؤتر بثلاث عشرۃ رکعۃ فلما کبر وضعف أوتر بتسع۔ (سنن نسائی،باب کیف الوتر بثلاث)

حضرت اُم سلمی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ (دس نفل اور تین وتر) رکعتیں پڑھا کرتے تھے، پھر جب آپ ﷺ عمر رسیدہ اور ضعیف ہو گئے تو نو رکعت (چھ نفل اور تین وتر) پڑھنے لگے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یؤتر بثلث یقرأ فیھن بتسع سور من المفصل یقرأ فی کل رکعۃ بثلث سور آخر ھن قال قل ھو اللہ أحد۔ (سنن ترمذی،باب ماجاء مایقرأ فی الوتر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے، تینوں رکعتوں میں مفصل کی نو سورتیں پڑھتے تھے، ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے اور سب سے آخری (سورۃ الاخلاص) ہوتی تھی۔

عن علی رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یوتر بثلث۔

(مسند احمد رقم الحدیث ٦٢٤)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

عن أبی سلمۃ رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یؤتر بثلاث۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، باب یؤتر بثلاث أو أکثر) -

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک نبی کریم ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

عن أبی بن کعب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوتر بسبح أسم ربك الأعلی وقل یاأیہا الکافرون وقل ھو اللہ أحد۔

(سنن ابوداؤد، باب مایقرأ فی الوتر)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں (سورۃ الاعلیٰ) اور (سورۃ الکافرون) اور (سورۃ الاخلاص) کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فیما یقرأ فی الوتر) (کتاب الوتر للمروزی، باب ما یقرأ بہ فی الوتر) (مسند احمد برقم الحدیث ٢٠٢١٤) (سنن نسائی، باب کیف الوتر بثلاث) (سنن دارقطنی، باب مایقرأ فی رکعات الوتر والقنوت فیہ) (الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، باب ذکر القرأۃ فی صلاۃ الوتر جاء الحدیث النبی ﷺ) (سنن الکبری للبیہقی، باب مایقرا فی الوتر بعد الفاتحۃ) (سنن الکبری للبیہقی، باب من قال یقنت فی الوتر قبل الرکوع) (المنتقی لا بن جارود، باب الصلاۃ علی الراحلۃ، رقم الحدیث ٢٧١) (مسند احمد، رقم الحدیث ٢٠٢١٨) (مسند احمد، رقم الحدیث ١٤٨١٣) (صحیح ابن حبان، باب ذکر ما یستحب للمرء أن یسبح اللہ جل وعلا) (المعجم الأوسط للطبرانی برقم الحدیث ١٦٦٦) (المستدرك للحاکم برقم الحدیث ٣٠١٦)

عن عبد الرحمن أبزی عن أبیہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یوتر بسبح أسم ربك الأعلی وقل یا ایہا الکافرون وقل ھو اللہ أحد ویقول اذا جلس

فی آخر صلاته سبحان الملك القدوس ثلاثا یمد بالأخرة صوته۔

(مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۳۵۸)

حضرت عبدالرحمن ابزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں (سورۃ الاعلی) اور (سورۃ الکافرون) اور (سورۃ الاخلاص) پڑھتے اور جب نماز کے آخر میں بیٹھتے تو سبحان الملک القدوس پڑھتے اور تیسری مرتبہ آواز کو لمبا کرتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق،باب ما یقرأ فی الوتر و کیف التکبیر فیه)(مسند ابن الجعد رقم الحدیث ۴۸۶)
(مصنف ابن أبی شیبه،باب فی الوتر ما یقرأ فیه)(سنن الکبری للنسائی،باب کیف الوتر بثلاث)(سنن نسائی،باب نوع من القرأة فی الوتر)(عمل الیوم و اللیلة للنسائی،باب ما یقول اذا فرغ من وترہ)(مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۳۵۴)(مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۳۵۵)(مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۳۵۶)(مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۳۵۹)(صحیح ابن حبان،باب ذکر اباحة الوتر بثلاث رکعات لمن أراد ذلك)(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۱۶۶۵)
(سنن الکبری للبیهقی،باب ما یقرأ فی الوتر بعد الفاتحة)(المعجم لابن عساکر رقم الحدیث ۳۴۲)

عن علی رضي الله عنه أنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يوتر بثلاث ركعات لا يسلم الا فى آخرهن يقرأ فى الأولى سبح أسم ربك الأعلى وفى الثانية قل يا أيها الكافرون وفى الثالثة قل هو الله أحد والمعوذتين وقال انما بسورة الاخلاص اذا خفنا الصبح فنبادره۔ (مسند زید بن علی،باب الوتر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر ادا فرماتے اور سلام صرف آخر میں پھیرتے تھے جس کی پہلی رکعت میں (سورۃ الاعلی) اور دوسری رکعت میں (سورۃ الکافرون) اور تیسری رکعت میں (سورۃ الاخلاص) اور معوذتین پڑھتے تھے اور فرمایا کہ ہم وتروں میں سورۃ اخلاص اس وقت پڑھتے ہیں جب ہمیں صبح صادق کا ڈر ہو تو ہم اس سے جلدی پڑھ لیتے ہیں۔

عن علی رضی الله عنه أن النبی صلى الله عليه واله وسلم كان يؤتر بتسع سور من المفصل فی ركعة الأولى ألهاكم التكاثر وانا أنزلناه فی ليلة القدر واذا زلزلت وفى

الركعة الثانية والعصر واذا جاء نصر الله والفتح وانا أعطينك الكوثر وفي الركعة الثالثة قل يا أيها الكافرون وتبت يدا أبي لهب وقل هو الله أحد.

(الأوسط في السنن والاجماع والاختلاف باب ذكر القرأة في صلاة الوتر جاء الحديث النبي ﷺ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر میں نوسورتیں پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں (سورۃ التکاثر، سورۃ القدر، زلزلہ) اور دوسری رکعت میں (سورۃ العصر، سورۃ النصر، سورۃ الکوثر) اور تیسری رکعت میں (سورۃ الکافرون، سورۃ لہب اور سورۃ الاخلاص) پڑھتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(كتاب الوتر للمروزي باب مايقرأ به في الوتر) (مسند عبد بن حميد رقم الحديث ٦٨)(المعجم الأوسط رقم الحديث ١٢٢١)

عن زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه أنه قال لأرمقن صلاة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الليلة فصلى ركعتين خفيفتين ثم صلى ركعتين طويلتين طويلتين طويلتين ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم صلين ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم صلى ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم أوتر فذلك ثلاث عشرة ركعة.

(صحيح مسلم باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں آج ﷺ کی رات کی نماز دیکھوں گا، تو آپ ﷺ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو بہت لمبی رکعتیں پڑھیں، پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دونوں پہلی پڑھی گئی دونوں رکعتوں سے کم لمبی تھیں، پھر اس سے کم لمبی دو رکعتیں پڑھیں، پھر اس سے کم لمبی دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ ﷺ نے تین وتر پڑھے، تو یہ تیرہ رکعتیں ہو گئیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجه باب ما جاء في كم يصلي بالليل)(موطا امام مالك باب صلاة النبي ﷺ في الوتر) (مصنف عبد الرزاق باب صلاة النبي ﷺ من)(صحيح ابن حبان باب ذكر ما كان يطول صلى الله ﷺ)(سنن الكبرى للبيهقي باب عدد ركعات قيام النبي ﷺ)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وتر اللیل ثلث کوتر النہار صلاۃ المغرب۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب من أوتر بثلاث موصولات بتشہدین وتسلیم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کے وتر تین رکعت ہیں، جیسے دن کے وتر نماز مغرب ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق،باب کم الوتر؟)(مختصر قیام اللیل وقیام رمضان و کتاب الوتر،باب ذکر بثلاث عن الصحابة والتابعین)(سنن دارقطنی،باب مایقرأ فی رکعات الوتر)(سنن دارقطنی، باب الوتر ثلاث کثلاث المغرب)(سنن الکبری للبیہقی،باب من اوتر بثلاث موصولات بتشہدین وتسلیم)(معرفة السنن والآثار،باب الوتر)(سنن طحاوی،باب انوتر)(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث۹۴۱۹)(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث۹۴۲۰)(معرفة السنن والآثار،باب من اوتر بثلاث موصولات بتشہدین وتسلیم)

عن أبی جعفر أن صلوة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باللیل کانت ثلث عشرة رکعة منہن ثلث رکعات الوتر ورکعتا الفجر۔

(مسند امام اعظم،باب کم کانت صلوٰة النبی ﷺ باللیل)

حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعت پر مشتمل تھی، جن میں وتر کی تین رکعتیں اور فجر کی دو سنتیں بھی شامل ہوتیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یؤتر بثلاث رکعات۔(سنن طحاوی،باب الوتر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الوتر ثلث کثلاث المغرب۔(سنن دارقطنی،باب مایقرأ فی رکعات الوتر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر کی تین رکعتیں ہیں، نماز مغرب کی تین رکعتوں کی طرح۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لایسلم فی الرکعتین الأولیین من الوتر۔(المستدرك للحاكم، باب الوتر حق)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن دارقطنی، باب مایقرأ فی رکعات الوتر)(سنن الکبری للبیہقی، باب من أوتر بثلاث موصولات بتشھدین وتسلیم)(سنن نسائی، باب کیف الوتر بثلاث)

عن ابو محمد قال انس رضی الله عنه یا ابا محمدًا !خذ عنه فانی اخذت عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم واخذ رسول الله صلی الله علیه واله وسلم عن ربه عزوجل ولن تأخذ عن احد أوثق منی قال ثم صلی بی العشاء ثم صلی ست رکعات یسلم بین الرکعتین ثم أوتر بثلاث یسلم فی آخرهن۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۹/۳۶۲، طبع دار الفکر بیروت)(کنز العمال، رقم الحدیث ۲۱۹۰۲)

حضرت ابو محمد یعنی ثابت رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ اے ابو محمد! مجھ سے اخذ کرلو (یعنی دین کی باتیں حاصل کرلو) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اور آپ ﷺ نے اپنے رب اللہ عزوجل سے اَخذ کیا ہے اور تم ہرگز مجھ سے زیادہ ثقہ آدمی سے اخذ نہیں کرسکتے، پھر (ثابت رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے عشاء کی نماز پڑھائی، پھر چھ رکعات نفل ادا کئے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے رہتے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تین رکعت وتر پڑھے اور اُن کے صرف آخر میں سلام پھیرا۔

عن علی رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه واله وسلم كان یؤتر بثلاث۔

(مسند احمد، رقم الحدیث ۶۸۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ وتر تین رکعات پڑھا کرتے تھے۔

عن علی رضی الله عنه كان النبی صلی الله علیه واله وسلم یصلی من اللیل ثمانی رکعات واذا كان أو قرب الفجر أوتر بثلاث رکعات۔(مسند البزار، رقم الحدیث ۹۲۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کو آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور

جب فجر کا وقت قریب ہوتا تھا تو تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه وقال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم صلاة المغرب وتر النهار فاوتروا صلاة الليل۔ (مسند احمد، رقم الحدیث ۴۸۴۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں، پس تم رات کے وتر پڑھو۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مسند البزار، رقم الحدیث ۵۳۶۵)(سنن الکبری للنسائی، باب الأمر بالوتر)(مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال وتر النهار المغرب)(مصنف عبد الرزاق، باب آخر صلاة اللیل)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۸۴۱۴)(المعجم الصغیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۸۱)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۳۹۸۲)

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن ابراهيم النخعي عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال ما أحب أني تركت الوتر بثلث وأن حمرا النعم۔ (موطا امام محمد، باب الوتر وما یقرأ فیها)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں وتر کی تین رکعتوں کو چھوڑنا سرخ اونٹوں کے عوض بھی پسند نہیں کرتا۔

عن المسور بن مخرمة قال دفنا أبا بكر رضي الله عنه ليلا فقال عمر رضي الله عنه أني لم أوتر فقام وصففنا وراءه فصلى بنا ثلاث ركعات لم يسلم الا في آخرهن۔ (سنن طحاوی، باب الوتر)

حضرت مسور بن مخرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے وتر نہیں پڑھے، پس آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو ہم نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھ لی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں تین رکعت وتر پڑھائی اور سلام فقط ان کے آخر میں پھیرا۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مصنف عبد الرزاق، باب کم الوتر)(مصنف ابن أبي شيبه، باب يوتر بثلاث أو أكثر)(الأوسط

فی السنن والاجماع والاختلاف،باب ذکر اباحۃ الوتر بسبع رکعات أو بتسع)(مختصر کتاب الوتر للمروزی،باب ذکر الوتر بثلاث عن الصحابۃ)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أنہ أوتر بثلث رکعات لم یفصل بینھن بسلام۔(مصنف ابن أبی شیبہ،باب یؤتر بثلاث أو أکثر)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تین رکعت وتر پڑھتے اور تینوں رکعتوں میں سلام کے ذریعہ فصل نہیں کرتے۔

عن زاذان أن علیاً رضی اللہ عنہ کان یؤتر بثلث من آخر اللیل قاعداً۔

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب یؤتر بثلاث أو أکثر)

حضرت زاذان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تین رکعت وتر پڑھا کرتے،رات کے آخری حصہ میں (عذر کی وجہ سے) بیٹھ کر۔

عن حطان بن عبداللہ الرقاشی قال سمعت علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ قال الوتر ثلاثۃ۔(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف،باب ذکر اباحۃ الوتر بسبع رکعات أو بتسع)

حضرت حطان بن عبداللہ رقاشی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وتر تین رکعت ہیں۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال الوتر ثلث کوتر النھار صلاۃ المغرب۔

(سنن طحاوی،باب الوتر)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وتر کی تین رکعتیں ہیں،نماز مغرب کی تین رکعتوں کی طرح۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(موطا امام محمد،باب السلام فی الوتر)(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف،باب ذکر اباحۃ الوتر بسبع رکعات أو بتسع)(مصنف عبد الرزاق،باب کم الوتر)(سنن الکبریٰ للبیھقی، باب من أوتر بثلاث موصولات بتشھدین وتسلیم)

عن عبد الرحمن بن اسحاق بن عمیر قال کان ابن مسعود رضی اللہ عنہ یؤتر بثلاث۔(مصنف ابن أبی شیبہ،باب یؤتر بثلاث أو أکثر)

حضرت اسحاق بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

عن علقمة قال أخبرنا عبدالله بن مسعود رضی الله عنه اهون مایکون الوتر ثلث رکعات۔(موطا امام محمد باب السلام فی الوتر)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خبر دی کہ وتر کی کم سے کم تین رکعتیں ہیں۔

عن أبو حنيفة قال حدثنا زمید الیامی عن زر الهمدانی قال الوتر فی الرکعة الأولی منه سبح أسم ربك الأعلی و اثانية قل یا ایها الکافرون وهی هکذا فی قرأة ابن مسعود رضی الله عنه وفی الثالثة قل هو الله أحد۔

(موطا امام محمد باب الوتر وما یقرأ فیها)

حضرت ذر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأۃ میں اسی طرح ہے اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھے۔

عن أبي عبيدة عن عبدالله رضی الله عنه أنه كان يؤتر بثلاث من آخر الليل۔

(مصنف ابن أبی شیبه باب یؤتر بثلاث أو أکثر)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تین رکعت وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھا کرتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(موطا امام محمد باب السلام فی الوتر)(مصنف عبدالرزاق باب کم الوتر)

عن زيد بن وهب كان عبد الله بن مسعود رضی الله عنه يصلی بنا فی شهر رمضان فينصرف وعليه ليل قال الاعمش كان يصلی عشرين ركعة ويؤتر بثلاث۔(قیام اللیل للمزوری عدد الرکعات التی یقوم بها الامام للناس فی رمضان)

حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان کے مہینے میں تراویح پڑھاتے تھے اور جب فارغ ہو کر واپس ہوتے تو ابھی رات باقی ہوتی، اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔

عن عقبة بن مسلم سألت ابن عمر رضي الله عنه عن الوتر فقال اتعرف وتر النهار قلت نعم صلاة المغرب قال صدقت واحسنت. (سنن طحاوی، باب الوتر)

حضرت عقبہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کیا تم دن کے وتر جانتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں، نماز مغرب، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے سچ کہا اور خوب کہا۔

عن مالك عن عبد الله بن دينار أن عبد الله بن عمر رضي الله عنه كان يقول صلاة المغرب وتر صلاة النهار. (موطا امام مالک، باب الأمر بالوتر)

حضرت عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز کی طرح رات کے وتر ہیں۔

عن عطاء قال ابن عباس رضي الله عنه الوتر كصلاة المغرب.

(موطا امام محمد، باب السلام فی الوتر)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وتر نماز مغرب کی طرح ہے۔

عن أبي يحيى قال سمر المسور بن مخرمة وابن عباس رضي الله عنه حتى طلعت الحمراء ثم نام ابن عباس رضي الله عنه فلم يستيقظ الا بالصوات أهل الزوراء فقال لأصحابه اتروني ادرك أصلي ثلث يريد الوتر وركعتي الفجر وصلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فقالوا نعم فصلى وهذا في آخر وقت الفجر. (سنن طحاوی، باب الوتر)

حضرت ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں (ایک دفعہ) حضرت مسور بن مخرمہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ رات کو باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ سرخ ستارہ (جو صبح سے پہلے نکلتا ہے) نکل آیا تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سو گئے اور پھر اہل زوراء کی آواز کی وجہ سے بیدار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا خیال ہے کہ مجھے اتنا وقت مل جائے گا کہ میں سورج نکلنے سے پہلے پہلے تین رکعت وتر، دو رکعت (سنت) اور فجر کی نماز پڑھ سکوں گا؟ اُنہوں نے جواب دیا جی ہاں! چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی، حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ کا یہ سوال فجر کے اخیر وقت میں تھا۔

عن أبي منصور قال سألت ابن عباس رضی اللہ عنہ عن الوتر فقال ثلث.

(سنن طحاوی، باب الوتر)

حضرت ابومنصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وتروں کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین (رکعات) ہیں۔

عن ثابت قال صلی بی انس رضی اللہ عنہ الوتر وأنا عن یمینة وام ولدہ خلفنا ثلث رکعات لم یسلم الا فی آخرهن ظننت أنه یرید ان یعلمنی. (سنن طحاوی، باب الوتر)

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھے وتر کی تین رکعتیں پڑھائیں، اس حال میں کہ میں اُن کے دائیں جانب تھا اور اُم ولد ہمارے پیچھے تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فقط آخر میں سلام پھیرا (راوی کہتا ہے) میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے وتر کا طریقہ سکھلا رہے تھے۔

عن أنس رضی اللہ عنہ قال الوتر ثلث رکعات وکان یؤتر بثلث رکعات.

(سنن طحاوی، باب الوتر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ہیں، اور خود بھی تین رکعت ہی پڑھتے تھے۔

عن حمید عن انس رضی اللہ عنہ أنه کان یؤتر بثلاث رکعات.

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب یؤتر بثلاث أو أکثر)

حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیشک حضرت انس رضی اللہ عنہ تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

عن ثابت عن أنس رضی اللہ عنہ أنه أوتر بثلاث.

(مصنف عبدالرزاق، باب کیف التسلیم فی الوتر)

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وتر تین رکعت ہیں۔

عن معمر عن ثابت عن أنس رضی اللہ عنہ أنه أوتر بثلاث مثل المغرب.

(مصنف عبدالرزاق، باب کیف التسلیم فی الوتر)

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وتر تین رکعت ہیں نماز

مغرب کی طرح۔

عن ثابت البنانی قال صلیت مع أنس رضی الله عنه وبت عندہ قال فرأیته یصلی مثنی مثنی حتی اذا کان فی آخر صلاته أوتر بثلاث مثل المغرب.

(مصنف عبد الرزاق، باب کم الوتر)

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، اُنہوں نے دو دو رکعتیں پڑھیں، پھر آخر میں وتر کی نماز تین رکعت پڑھی مغرب کی طرح۔

عن الحسن قال کان أبی بن کعب رضی الله عنه یؤتر بثلاث لایسلم الا فی الثالثة مثل المغرب۔ (مصنف عبد الرزاق، باب کیف التسلیم فی الوتر)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے اور سلام صرف تیسری رکعت کے بعد پھیرتے تھے، مغرب کی نماز کی طرح۔

عن السائب بن یزید أن ابی بن کعب رضی الله عنه کان یؤتر بثلاث.

(مصنف عبد الرزاق، باب کیف التسلیم فی الوتر)

حضرت سائب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے۔

عن سعید بن جبیر عن ابی هریرة رضی الله عنه انه کان یؤتر بثلاث سور بسبح اسم ربك الاعلی وقل یا ایها الکافرون و قل هو الله احد.

(سنن الکبری للبیهقی، باب مایقرا فی الوتر بعد الفاتحة)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تین سورتوں کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے (سورۃ الاعلیٰ) اور (سورۃ الکافرون) اور (سورۃ الاخلاص) کے ساتھ۔

عن السائب بن یزید عن أبی بن کعب رضی الله عنه کان یؤتر بثلاث.

(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، باب ذکر اباحة الوتر بسبع رکعات أو بتسع)

حضرت سائب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے۔

عن یزید بن رومان کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة۔ (موطا امام مالك، باب ماجاء فی قیام رمضان)

عن عثمان بن غیاث قال سمعت جابر بن زید یقول الوتر ثلاث۔

(مصنف ابن أبی شیبه باب یؤتر بثلاث أو أكثر)

حضرت عثمان بن غیاث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ سے سنا کہ وتر تین رکعت ہیں۔

كان سعيد بن جبير يصلي بنا في رمضان اربعة و عشرين ركعة و كان يؤتر بثلاث۔ (مسند الشامیین للطبرانی برقم الحدیث ۲۲۷۲، طبع موسسة الرسالة بیروت)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ ہمیں رمضان میں چوبیس رکعات (چار فرض اور بیس تراویح) اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

عن معمر عن ابن طاؤس عن أبيه أنه كان يوتر بثلاث۔

(مصنف عبد الرزاق باب كيف التسليم في الوتر)

حضرت طاؤس رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ تین رکعت وتر ادا کرتے تھے۔

عن سعيد بن جبير أنه كان يؤتر بثلث ويقنت في الوتر قبل الركوع۔

(مصنف ابن أبی شیبه باب یؤتر بثلاث أو أكثر)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

عن طلق بن معاوية عن علقمة قال الوتر بثلث۔

(مصنف ابن أبی شیبه باب یؤتر بثلاث أو أكثر)

حضرت معاویہ بن طلق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ہیں۔

عن مكحول أنه كان يؤتر بثلث لا يسلم في ركعتين۔

(مصنف ابن أبی شیبه باب یؤتر بثلاث أو أكثر)

حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے جن میں دو رکعتوں کے بعد سلام نہ پھیرتے تھے۔

قال امام محمد وبه ناخذ الوتر ثلث لایفعل بینهن بتسلیم وهو قول أبي حنیفة۔(موطا امام محمد باب الوتر وما یقرأ فیها)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں اور ان کے درمیان میں سلام سے فصل نہ کیا جائے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا دوٹوک فیصلہ:

عن أبي سعید أن رسول الله صلى الله علیه واله وسلم نهى عن البتیراء أن یصلي الرجل رکعة واحدة یوتر بها۔

(تمهید لابن عبد البر ۱۳/۲۵۴،طبع وزارۃ عموم الاوقاف والشؤون الاسلامیة المغرب)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ بتیرا (دُم کٹا) سے منع فرمایا اور وہ یہ کہ آدمی ایک رکعت پڑھے اور اسے وتر قرار دے۔

عن حصین بن ابراهیم عن ابن مسعود رضی الله عنه قال ما أجزأت رکعة واحدة فقط۔(موطا امام محمد باب السلام في الوتر)

حضرت حصین بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک رکعت وتر ہرگز جائز نہیں۔

عن علقمة قال أخبرنا عبد الله بن مسعود رضی الله عنه أهون ما یکون الوتر ثلث رکعات۔(موطا امام محمد باب السلام في الوتر)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کم از کم نمازِ وتر کی تعداد تین رکعات ہے۔

عن حصین بلغ ابن مسعود رضی الله عنه ان سعدًا یؤتر برکعة قال ما اجزأت رکعة قط۔(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۹۴۲۲)(مجمع الزوائد باب عدد الوتر)

حضرت حصین رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ سعد رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک رکعت کبھی بھی کافی نہیں ہوتی۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال لیس من صلاۃ الا وفیھا قراءۃ وجلوس فی الرکعتین وتشھد۔ (مصنف ابن ابی شیبہ باب فی الرجل ینسی التشھد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ کوئی نماز ایسی نہیں ہے کہ جس میں قرآۃ اور دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا اور تشہد اور (آخر میں) سلام پھیرنا نہ ہو۔

__فائدہ:__ یعنی دو رکعت سے کم نماز اگر کوئی ہوتی تو صحابی رسول ﷺ ضرور اس کا ذکر کرتے۔

وتر تین رکعت مسنون ہونے پر اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

عن القاسم قال رأینا أناسا منذ ادرکنا یؤترون بثلث۔ (صحیح بخاری باب ما جاء فی الوتر)

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) فرماتے ہیں کہ جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہم نے اپنے بزرگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو دیکھا کہ وہ وتر تین رکعت پڑھتے ہیں۔

عن عطا بن أبی رباح ادرکت الناس وھم یصلون ثلاثا وعشرین رکعۃ بالوتر۔

(مصنف ابن أبی شیبۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

حضرت عطا بن أبی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ حضرات) کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے پایا ہے۔

وتر تین رکعت مسنون ہونے پر اجماع فقہاءِ اُمت:

عن أبی الزناد عن السبعۃ سعید بن المسیب وعروۃ بن الزبیر والقاسم بن محمد وأبی بکر بن عبد الرحمن وخارجۃ بن زید وعبیداللہ بن عبد اللہ وسلیمان بن یسار فی مشیخۃ سواھم أھل فقہ وصلاح وفضل وربما أختلفوا فی الشیء فأخذ بقول أکثرھم وأفضلھم رأیا فکان مما وعیت عنھم علی ھذہ الصفۃ أن الوتر ثلاث لا یسلم الا فی أخرھن۔ (سنن طحاوی باب الوتر)

حضرت ابن الزناد رحمہ اللہ نے سات حضرات (تابعین فقہاءِ کرام رحمہم اللہ) سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبد الرحمن، خارجہ بن زید، عبیداللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ حضرات سے ان کے علاوہ دوسرے فقیہ، اہل صلاح اور صاحب فضل

بزرگوں کی موجودگی میں روایت کی اور کبھی وہ کسی چیز میں اختلاف کرتے تو وہ اس شخص کے قول پر عمل کرتے جو زیادہ رائے والا اور افضل ہوتا اور جو بات میں نے اُن سے یاد کی ہے وہ اس طرح ہے کہ وتر تین رکعت ہیں جن کے صرف آخر میں سلام پھیرا جائے۔

حدثنا ابن وهب قال أخبرنا ابن أبي الزناد عن أبيه قال اثبت عمر بن عبد العزيز الوتر بالمدينة بقول الفقهاء ثلث لا يسلم الا فی آخر هن۔(سنن طحاوی،باب الوتر)

حضرت ابن الزناد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں فقہاء کے قول کے مطابق وتر تین رکعت مقرر کر دیئے تھے جن میں سلام صرف آخر میں پھیرا جاتا۔

وتر تین رکعت مسنون ہونے پر اجماع اُمت:

عن الحسن قال أجمع المسلمون أن الوتر بثلث لا يسلم الا فی آخر هن۔

(مصنف ابن أبي شيبه،باب يؤتر بثلاث أو أكثر)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اِجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں جن میں صرف آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔

وتر رہ جائیں تو قضاء کرنا ضروری ہے:

عن أبي سعيد رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من نام عن وتره أو نسية فليصله اذا أصبح أو ذكره۔

(سنن ابوداؤد،باب الحث على الوتر قبل النوم)(سنن دار قطنی،باب من نام عن وتره أو نسيه)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے یا بھول جائے تو اسے چاہیے کہ جب صبح کرے یا جب اسے یاد آئے تو انہیں پڑھ لے۔

عن ابن عمر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من فاته الوتر من الليل فليقضه من الغد۔(سنن دار قطنی،باب من نام عن وتره أو نسيه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے رات کو وتر رہ جائیں وہ انہیں دن میں قضاء کرلے۔

عن وبرة قال سألت ابن عمر رضی الله عنه عن رجل أصبح ولم يؤتر؛ قال أرأيت لو نمت عن الفجر حتى تطلع الشمس أليس كنت تصلي؛ كأنه يقول يؤتر۔

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من قال يؤتر وان أصبح وعليه قضاؤه)

حضرت وبرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر ایک آدمی نے صبح تک وتر نہ پڑھے ہوں تو وہ کیا کرے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ اگر تم طلوع شمس تک فجر کی نماز نہ پڑھو تو کیا تم اسے قضاء نہیں کرو گے؟ (گویا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانا چاہتے تھے کہ جس طرح نماز فجر کی قضاء ضروری ہے اسی طرح وتر کی قضاء بھی ضروری ہوگی)۔

عن أبي مريم قال جاء رجل الى علي رضی الله عنه فقال اني نمت ونسيت الوتر حتى طلعت الشمس؛ فقال اذا استيقظت وذكرت فصل۔

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من قال يؤتر وان أصبح وعليه قضاؤه)

حضرت ابومریم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں سو گیا تھا اور میں نے وتر نہیں پڑھتے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا، اُنہوں نے فرمایا کہ ایسی صورت میں جب تم بیدار ہو جاؤ اور تمہیں یاد آئے تو اس وقت پڑھ لو۔

عن مالك أنه بلغه أن عبدالله بن عباس رضی الله عنه وعبادة بن الصامت رضی الله عنه والقاسم بن محمد رضی الله عنه وعبدالله بن عامر رضی الله عنه قد أوتروا بعد الفجر۔ (موطا امام مالك،باب الوتر بعد الفجر)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبداللہ عامر رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کے بعد وتر پڑھے (یعنی بروقت نہ پڑھ سکے تو فجر کے بعد بطور قضاء پڑھے)۔

عن عطاء أن ابن عباس رضی الله عنه أوتر بعد طلوع الفجر۔

(مصنف عبد الرزاق،باب فوت الوتر)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے طلوع فجر کے بعد وتر ادا کئے۔

عن الشعبی قال لاتدع وترك ولو بنصف النهار۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال يؤتر وان أصبح وعليه قضاؤه)

حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وتر نہ چھوڑ وخواہ آدھا دن ہی کیوں نہ گزر جائے۔

عن الشعبی وعطاء والحسن وطاؤوس ومجاهد قالوا لا تدع الوتر وان طلعت الشمس۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال يؤتر وان أصبح وعليه قضاؤه)

حضرت امام شعبی، حضرت عطاء، حضرت حسن بصری، حضرت طاوس اور حضرت مجاہد رحمہم اللہ حضرات فرماتے ہیں کہ وتر نہ چھوڑ وخواہ سورج طلوع ہو جائے۔

عن عطاء وطاؤوس أنهما قالا من لم يؤتر حتى تطلع الشمس فليوتر۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال يؤتر وان أصبح وعليه قضاؤه)

حضرت عطاء اور حضرت طاوس رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے وتر نہ پڑھے اور سورج طلوع ہو گیا تب بھی وہ وتر ضرور پڑھے۔

عن معمر عن ابن طاؤوس عن أبيه أنه كان يوجب الوتر ويقول من فاته الوتر حتى يصبح فليوتر حين يذكر۔

(مصنف عبد الرزاق، باب وجوب الوتر هل شئی من التطوع واجب)

حضرت طاوس رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وتر واجب ہیں اور فرمایا جس کے وتر رہ جائیں یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو جب یاد آجائے تو وتر پڑھ لو۔

عن طاؤوس قال يقضى الوتر۔ (مصنف عبد الرزاق، باب وجوب الوتر هل شئی من التطوع واجب)

حضرت طاوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وتر (اگر رہ جائیں تو ان کی) قضاء کرو۔

عن عباد بن منصور قال سمعت سعيد بن جبير وسئل عن رجل نام عن الوتر حتى أصبح؟ فقال يؤتر من القابلة وترين۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال يؤتر وان أصبح وعليه قضاؤه)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص صبح تک وتر نہ پڑھ سکے تو وہ کیا کرے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ اگلے دن دو وتر پڑھے گا۔

عن عباد بن منصور قال سمعت سعید بن جبیر وسئل عن رجل نام عن الوتر حتی أصبح؟ فقال یؤتر من القابلة وترین.(مصنف عبد الرزاق،باب فوت الوتر)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص صبح تک وتر نہ پڑھ سکے تو وہ کیا کرے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ اگلے دن دو وتر پڑھے گا۔

عن حماد قال أوتر وان طلعت الشمس۔(مصنف عبد الرزاق،باب فوت الوتر)

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وتر پڑھو خواہ سورج طلوع ہو جائے۔

عن عبد الرحمن بن القاسم قال أوتر أبي وقد طلع الفجر۔

(مصنف ابن أبي شیبہ،باب من قال یؤتر وان أصبح وعلیہ قضاؤہ)

حضرت عبد الرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فجر طلوع ہونے کے بعد وتر ادا کئے۔

عن الحسن ومغیرۃ عن ابراھیم وعبد الملک عن عطاء أنھم قالوا ان لم تفعل وطلع الفجر فأوتر مالم تصل الغداۃ۔

(مصنف ابن أبي شیبہ،باب من قال یؤتر وان أصبح وعلیہ قضاؤہ)

حضرت حسن بصری، حضرت ابراہیم اور عطاء رحمہم اللہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر رات کو وتر نہ پڑھے ہوں اور فجر طلوع ہو جائے تو فجر کی نماز سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔

عن مسروق قال یؤتر وان أدرکتہ صلاۃ الصبح۔

(مصنف ابن أبي شیبہ،باب من قال یؤتر وان أصبح وعلیہ قضاؤہ)

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر صبح کی نماز بھی ہو جائے تب بھی وہ وتر پڑھے۔

قصر نماز میں بھی وتر پڑھنا لازم ہے:

عن سالم عن أبیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی فی السفر رکعتین لا یزید علیھما وکان یتھجد من اللیل قلت وکان یؤتر قال نعم۔

(سنن ابن ماجہ،باب ما جاء فی الوتر فی السفر)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعتیں پڑھتے اس

سے زیادہ نہ پڑھتے اور رات کو تہجد بھی پڑھتے (راوی کہتے ہیں) میں نے کہا اور آپ ﷺ وتر بھی پڑھتے تھے تو اُنہوں نے فرمایا جی ہاں۔

عن ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنھم قالا سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلاۃ السفر رکعتین وھما تمام غیر قصر والوتر فی السفر سنۃ۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی الوتر فی السفر)

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سفر کی نماز دو رکعت پڑھنا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے اور یہ مکمل نماز ہے قصر اور کم نہیں اور سفر میں وتر پڑھنا بھی رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے۔

پانچ نمازوں میں سنت مؤکدہ رکعتوں کی تعداد:

فجر .... دو رکعت

ظہر .... چار رکعت، دو رکعت

مغرب .... دو رکعت

عشاء .... دو رکعت

عن أم المؤمنین أم حبیبۃ رضی اللہ عنھا قالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول ما من عبد مسلم یصلی للہ تعالی کل یوم ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللہ لہ بیت فی الجنۃ أربعاً قبل الظھر ورکعتین بعدھا ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء ورکعتین قبل الفجر صلوٰۃ الغداۃ۔(سنن ترمذی، باب ماجاء فی من صلی فی یوم ولیلتہ ثنتی عشر قرکعت)(صحیح مسلم، باب فضل السنن الراتبۃ قبل الفرائض)

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھے گا اس کیلئے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا، چار ظہر سے پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، اور دو فجر سے پہلے۔

عن أم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی فی بیتہ قبل الظھر أربعا ثم یخرج فیصلی بالناس، ثم یدخل

فیصلی رکعتین وکان یصلی بالناس المغرب،ثم یدخل فیصلی رکعتین ویصلی بالناس العشاء ویدخل فی بیته فیصلی رکعتین۔

(صحیح مسلم،باب جواز النافلة قائماً او قاعداً)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت گھر میں ادا فرماتے پھر مسجد جا کر لوگوں کو (فرض) نماز پڑھاتے پھر واپس گھر تشریف لاتے اور دو رکعت (ظہر کے بعد) ادا فرماتے، پھر لوگوں کو مغرب کی (فرض) نماز پڑھاتے اور گھر واپس تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں کو عشاء کی (فرض) نماز پڑھاتے اور گھر تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

عن أم المؤمنین عائشه رضی الله عنهاعن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیها وفی روایة لهما أحب الی من الدنیا جمیعاً۔(صحیح مسلم،باب استحباب سنة رکعتی الفجر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت (سنتیں) دُنیا اور دُنیا میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ یہ دو رکعتیں پوری دُنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

عن أم المؤمنین عائشه رضی الله عنها قالت لم یکن النبی صلی الله علیه واله وسلم علی شیئٍ من النوافل أشد معاهدة منه علی رکعتی الفجر۔

(صحیح بخاری،باب تعاهد رکعتی الفجر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں سے زیادہ کسی نفل کی پابندی نہیں فرماتے تھے۔

عن أم المؤمنین عائشه رضی الله عنهاأن النبی صلی الله علیه واله وسلم کان لایدع أربعا قبل الظهر ورکعتین قبل الغداة۔(صحیح بخاری،باب رکعتان قبل الظهر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

عن أم المؤمنين أم حبيبه رضی الله عنها قالت قال النبی صلی الله عليه واله وسلم من حافظ علی أربع رکعات قبل الظهر وأربع بعدها حرمه الله علی النار۔(سنن ابوداؤد،باب الاربع قبل الظهر وبعدها)

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھنے کی پابندی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو (جہنم کی) آگ پر حرام کر دیا۔

عن أم المؤمنين أم حبيبه رضی الله عنها عن النبی صلی الله عليه واله وسلم أنه قال مامن عبد مؤمن يصلی أربع رکعات بعد الظهر فتمس وجهه النار أبدا ان شاء الله عزوجل۔(سنن نسائی،باب الاختلاف علی اسماعيل بن ابی خالد)

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مؤمن بندہ بھی ظہر کے بعد چار رکعتیں (دوسنت، دونفل) پڑھتا ہے اسے جہنم کی آگ انشاء اللہ کبھی نہیں چھوئے گی۔

عن أم المؤمنين عائشه رضی الله عنها أن النبی صلی الله عليه واله وسلم كان اذا لم يصل أربعاً قبل الظهر صلاهن بعدها۔(سنن ترمذی،باب آخر من سنن الظهر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ظہر سے پہلے چار رکعت نہ پڑھتے تو انہیں بعد میں پڑھ لیتے۔

عن أم المؤمنين عائشه رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلی الله عليه واله وسلم اذا فاتته الاربع قبل الظهر صلها بعد الركعتين بعد الظهر۔

(سنن ابن ماجه،باب من فاتته الاربع قبل الظهر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ظہر سے پہلی چار رکعتیں رہ جاتی تو آپ ﷺ ظہر کے بعد دو رکعت ادا کر کے فوت شدہ چار رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔

عن عبد الرحمن ابن ابی ليلی قال كان رسول الله صلی الله عليه واله وسلم اذا فاتته اربع قبل الظهر صلاها بعدها۔

(مصنف ابن أبی شيبه،باب من قال اذا فاتتك اربع قبل الظهر فصلها بعدها)

حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے (مرسلاً) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جب ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں رہ جاتی تھیں، تو اُن کو ظہر (کے فرضوں) کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

طلوع فجر کے بعد فجر کی دو سنتوں کے علاوہ نفل نماز پڑھنا منع ہے:

عن حفصة رضی الله عنها قالت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا طلع الفجر لا يصلى الا ركعتى الفجر. (صحيح مسلم، باب استحباب ركعتي سنة الفجر)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر طلوع ہو جاتی تو سوائے فجر کی دو سنتوں کے کوئی نماز نہ پڑھتے۔

فجر کی سنتیں فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد بھی پڑھنا جائز ہے:

عن أبي هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال اذا أقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة الا ركعتى الصبح.

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب كراهية الاشتغال بهما بعد ما أقيمت الصلاة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز نہیں مگر دو رکعت صبح کی (سنتیں)۔

حدثني عبدالله بن أبي موسىٰ عن أبيه حين دعاهم سعيد بن العاص دعا أبا موسىٰ وحذيفة وعبدالله بن مسعود رضى الله عنهم قبل أن يصلى الغداة ثم خرجوا من عنده وقد أقيمت الصلاة فجلس عبدالله رضى الله عنه الى أسطوانة من المسجد فصلى الركعتين ثم دخل في الصلاة فهذا عبدالله قد فعل هذا ومعه حذيفة وأبو موسىٰ لا ينكر ان ذلك عليه فدل ذلك على موافقتهما اياه.

(سنن طحاوی، باب الرجل يدخل المسجد والامام في صلاة الفجر ولم يكن ركع أيركع أو لا يركع)

عبداللہ بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میرے والد نے بتایا کہ مجھے، حضرت حذیفہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز سے پہلے بلایا پھر وہ ان کے ہاں سے نکلے جبکہ جماعت کھڑی ہو رہی تھی تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک ستون کے پاس بیٹھ گئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر نماز میں شامل ہو گئے یہ حضرت

عبداللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے یہ اپنے والد ابوموسیٰ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم کی معیت میں کیا ان دونوں نے ان کو نہ ٹوکا، پس اس سے ان دونوں کی موافقت ثابت ہوگئی۔

عن حارثة بن مضرب أن ابن مسعود رضی الله عنه وأبا موسى خرجا من عند سعيد بن العاص فأقيمت الصلاة فركع ابن مسعود رضی الله عنه ركعتين ثم دخل مع القوم فی الصلاة وأما أبوموسى فدخل فی الصف۔ (مصنف عبد الرزاق باب هل يصلی ركعتی الفجر اذا أقيمت الصلاة)(مصنف ابن أبی شيبه باب فی الرجل يدخل المسجد فی الفجر)

حضرت حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے جبکہ جماعت کھڑی ہو رہی تھی تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر لوگوں کے ساتھ (جماعت) میں شامل ہوگئے جبکہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ صف میں شامل ہوگئے۔

حدثنی عبدالله بن أبی موسىٰ عن عبدالله رضی الله عنه أنه دخل المسجد والامام فی الصلاة فصلی ركعتی الفجر۔

(سنن طحاوی باب الرجل يدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ولم يكن ركع أيركع أولا يركع)

عبداللہ بن ابی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوئے جب امام نماز میں تھا انہوں نے فجر کی دو سنت پڑھی (اس کے بعد جماعت میں شریک ہوئے)۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مصنف عبد الرزاق باب هل يصلی ركعتی الفجر اذا أقيمت الصلاة) (مجمع الزوائد باب اذا أقيمت الصلاة هل يصلی غيرها)

عن أبی مجلز قال دخلت المسجد فی صلاة الغداة مع ابن عمر وابن عباس رضی الله عنهم والامام يصلی فأما ابن عمر رضی الله عنه فدخل فی الصف وأما ابن عباس رضی الله عنه فصلی ركعتيثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد ابن عمر رضی الله عنه مكانه حتی تطلع الشمس فقام فركع ركعتين۔

(سنن طحاوی باب الرجل يدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ولم يكن ركع أيركع أولا يركع)

ابومجلز رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں فجر کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، اس وقت امام نماز پڑھا رہا تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو صف میں (باجماعت) مل گئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو رکعت سنت ادا کی پھر امام کے ساتھ نماز میں داخل ہوئے جب (امام نے) سلام پھیرا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ بیٹھ گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا پھر اُٹھے اور دو رکعت سنت ادا کی۔

عن أبي عثمان الأنصاري قال جاء عبدالله بن عباس رضي الله عنه والامام في صلاة الغداة ولم يكن صلى الركعتين فصلى عبدالله بن عباس رضي الله عنه الركعتين خلف الامام ثم دخل معهم ،وقد روى عن ابن عمر مثل ذلك۔

(سنن طحاوي باب الرجل يدخل المسجد والامام في صلاة الفجر ولم يكن ركع أيركع أولا يركع)

ابوعثمان انصاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت (مسجد میں) تشریف لائے جبکہ امام فجر کی نماز میں تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے دو رکعت سنت ادا نہ کی تھیں، پس اُنہوں نے دو رکعت سنت امام کے پیچھے (فاصلہ پر) ادا کیں پھر ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

عن محمد بن كعب قال خرج عبدالله بن عمر رضي الله عنه من بيته فأقيمت صلاة الصبح فركع ركعتين قبل أن يدخل المسجد وهو في الطريق ثم دخل المسجد فصلى الصبح مع الناس.

(سنن طحاوي باب الرجل يدخل المسجد والامام في صلاة الفجر ولم يكن ركع أيركع أولا يركع)

محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکلے اِدھر فجر کی جماعت کھڑی ہو گئی پس آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد میں داخلے سے پہلے دو رکعت راستہ میں ادا فرمائیں پھر مسجد میں داخل ہو کر صبح کی نماز لوگوں کے ساتھ ادا کی۔

عن نافعاً يقول أيقظت ابن عمر رضي الله عنه لصلاة الفجر وقد أقيمت الصلاة فقام فصلى الركعتين۔

(سنن طحاوي باب الرجل يدخل المسجد والامام في صلاة الفجر ولم يكن ركع أيركع أولا يركع)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فجر کے لیے بیدار کیا اس

وقت فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی پس اُنہوں نے اُٹھ کر پہلے دو رکعت پڑھیں۔

عن نافع أن ابن عمر رضی الله عنه بینا هو یلبس للصبح اذ سمع الاقامة فصلی فی الحجرة رکعتی الفجر ثم خرج فصلی مع الناس۔

(مصنف عبد الرزاق، باب هل یصلی رکعتی الفجر اذا أقیمت الصلاة)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فجر کے لیے بیدار کیا اس وقت اُنہوں نے اقامت سنی تو اُنہوں نے اُٹھ کر پہلے دو رکعت پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ (جماعت کی) نماز میں شریک ہو گئے۔

عن زید بن أسلم عن ابن عمر رضی الله عنه أنه جاء والامام یصلی الصبح ولم یکن صلی الرکعتین قبل صلاة الصبح فصلاهما فی حجرة حفصة رضی الله عنها ثم أنه صلی مع الامام۔

(سنن طحاوی، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ولم یکن رکع أیرکع أولا یرکع)

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسے وقت آئے جبکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا اور نماز فجر سے پہلے اُنہوں نے صبح کی سنتیں نہ پڑھی تھیں، پس آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ادا فرمائیں پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی۔

عن وبرة قال ابن عمر رضی الله عنه یفعله وحدثنی من رآه فعله مرتین؛ جاء مرة وهم فی الصلاة فصلاهما فی جانب المسجد۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر)

حضرت وبرہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یونہی کرتے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ یوں کیا کہ ایک مرتبہ دوران جماعت وہ آئے تو اُنہوں نے مسجد کے ایک کونے میں فجر کی سنتیں ادا کیں۔

عن أبی عبیدالله عن أبی الدرداء رضی الله عنه قال انی لأجی الی القوم وهم صفوف فی صلاة الفجر فأصلی الرکعتین ثم أنضم أليهم۔

(مصنف عبد الرزاق، باب هل یصلی رکعتی الفجر اذا أقیمت الصلاة)

حضرت ابو عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد میں ایسی حالت داخل ہو جبکہ لوگ نماز فجر کی صفوں میں ہوں وہ دو رکعت (سنت) پڑھے پھر لوگوں کے ساتھ (جماعت میں) شریک ہو جائے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن طحاوی، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع أیرکع أولا یرکع)(مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر)

عن أبی عثمان قال كنا نأتی عمر بن الخطاب رضی الله عنه قبل أن نصلی الركعتين قبل الصبح وهو فی الصلاة فنصلی الركعتين فی آخر المسجد ثم ندخل مع القوم فی صلاتهم۔

(سنن طحاوی، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع أیرکع أولا یرکع)

ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس صبح کی سنتوں سے پہلے آتے اور آپ رضی اللہ عنہ نماز میں مصروف ہو جاتے پھر ہم دو رکعت مسجد کے آخر میں پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ (جماعت کی) نماز میں شریک ہو جاتے۔

عن أبی عثمان قال كنا نجیء و عمر رضی الله عنه فی صلاة الصبح فنركع الركعتين ثم ندخل معه فی الصلاة۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر)

(سنن طحاوی، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع أیرکع أولا یرکع)

حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس نمازِ صبح کی حالت میں آتے پس دو رکعت پڑھ کر پھر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے۔

عن حصين قال سمعت الشعبی يقول كان مسروق يجیء الى القوم وهم فی الصلاة ولم يكن ركع ركعتی الفجر فيصلی الركعتين فی المسجد ثم يدخل مع القوم فی صلاتهم۔ (مصنف عبد الرزاق، باب هل يصلی ركعتی الفجر اذا أقيمت الصلاة)

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر)(سنن طحاوی، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع أیرکع أولا یرکع)

عن یزید بن ابراھیم عن الحسن أنه کان یقول اذا دخلت المسجد ولم تصل رکعتی الفجر فصلھما وان کان الامام یصلی ثم أدخل مع الامام۔

(سنن طحاوی،باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع أیرکع أولا یرکع)

حضرت یزید بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم مسجد میں ایسی حالت میں آؤ کہ ابھی فجر کی دو سنت نہ پڑھی ہو تو ان کو پڑھ لو اگرچہ امام نماز میں مصروف ہو جائے پھر ان کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاؤ۔

عن هشام بن حسان عن الحسن قال اذا دخلت المسجد والامام فی الصلاۃ ولم تکن رکعت رکعتی الفجر فصلھما ثم أدخل مع الامام۔

(مصنف عبد الرزاق،باب ھل یصلی رکعتی الفجر اذا أقیمت الصلاۃ)

حضرت ہشام بن حسان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم مسجد میں ایسی حالت میں آؤ کہ ابھی فجر کی دو سنت نہ پڑھی ہو تو ان کو پڑھ لو اگرچہ امام نماز میں مصروف ہو جائے پھر ان کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاؤ۔

عن یونس قال کان الحسن یقول یصلیھما فی ناحیة المسجد ثم یدخل القوم فی صلاتھم۔ (سنن طحاوی،باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر ولم یکن رکع أیرکع أولا یرکع)

حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان دو رکعت (سنت فجر) کو مسجد کے ایک کونے میں پڑھ لو پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاؤ۔

عن یونس عن الحسن قال کان یقول یصلیھما فی ناحیة ثم دخل مع القوم فی صلاتھم۔ (مصنف ابن أبی شیبه،باب فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر)

حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک کونے میں نماز ادا کی جائے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوا جائے۔

عن القاسم بن أبی ایوب عن سعید بن جبیر أنه جاء الی المسجد والامام فی صلاۃ الفجر فصلی الرکعتین قبل أن یلج المسجد عند باب المسجد۔

(مصنف ابن أبی شیبه،باب فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر)

حضرت قاسم بن ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں آئے اور امام نمازِ فجر میں مشغول تھا پس آپ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے مسجد کے دروازے پر دو رکعت پڑھیں۔

عن ابراهيم يصليهما على باب المسجد أو في ناحيته۔

(مصنف ابن أبي شيبه باب في الرجل يدخل المسجد في الفجر)

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (فجر کی سنتیں) جماعت کے دوران مسجد کے ایک کونے میں یا دروازے پر ادا کرے۔

عن عثمان بن الأسود عن مجاهد قال اذا دخلت المسجد والناس في الصلاة الصبح ولم تركع ركعتي الفجر فاركعهما وان ظننت أن الركعة الأولى تفوتك۔

(مصنف ابن أبي شيبه باب في الرجل يدخل المسجد في الفجر)

حضرت عثمان بن اسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم مسجد میں داخل ہوئے اور لوگ صبح کی نماز میں ہیں اور تم نے فجر کی دو رکعت (سنتیں) نہیں پڑھیں تو یہ دو رکعت پڑھ لیں اگرچہ تمہیں یہ گمان ہو کہ اول رکعت (جماعت کی) تم سے فوت ہو جائے گی۔

فجر کی سنتیں اگر قضاء ہو جائیں تو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھی جائیں:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من لم يصل ركعتي الفجر فليصهما بعد تطلع الشمس۔

(سنن ترمذي باب ماء جاء في اعادتها بعد طلوع الشمس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی صبح کی دو رکعت نہ پڑھ سکا ہو تو وہ اُسے سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال من لم يصل ركعتي الغداة فليصل اذا طلعت الشمس۔

(سنن الكبرىٰ للبيهقي باب من أجاز قضاء هما بعد طلوع الشمس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کی صبح کی دو

رکعت رہ گئی تو وہ اُسے سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے۔

ثنا مالك أنه بلغه أن عبدالله بن عمر رضی الله عنه فاتته رکعتا الفجر فصلاهما ان طلعت الشمس۔ (سنن الكبرىٰ للبيهقى، باب من أجاز قضاءهما بعد طلوع الشمس)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دو رکعت فجر میں رہ جاتی تو انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھتے۔

عن مالك أنه بلغه أن ابن عمر رضی الله عنه فاتته رکعتا الفجر فقضاهما بعد أن طلعت الشمس۔ (موطا امام مالك، باب ما جاء فی رکعتی الفجر)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فجر کی دو رکعت فوت ہو گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے سورج نکلنے کے بعد انہیں قضا پڑھا۔

عن أبي مجلز قال دخلت المسجد فی صلاة الغداة مع ابن عمر وابن عباس رضی الله عنهم والامام يصلی فأما ابن عمر رضی الله عنه فدخل فی الصف وأما ابن عباس رضی الله عنه فصلی رکعتين ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد ابن عمر رضی الله عنه مكانه حتی تطلع الشمس فقام فرکع رکعتين۔ (سنن طحاوی، باب الرجل يدخل المسجد والامام فی صلاة الفجر ولم يكن رکع أيرکع أولا يرکع)

ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں فجر کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، اس وقت امام نماز پڑھا رہا تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو صف میں (جماعت سے) مل گئے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے دو رکعت سنت ادا کی پھر امام کے ساتھ نماز میں داخل ہوئے جب (امام نے) سلام پھیرا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ بیٹھ گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا پھر اُٹھے اور دو رکعت سنت ادا کی۔

عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنه دخل المسجد والقوم فی الصلاة ولم يكن صلی رکعتی الفجر فدخل مع القوم فی صلاتهم ثم قعد حتی اذا أشرقت له شمس قضاها۔ (مصنف ابن أبی شيبه، باب فی رکعتی الفجر اذا فاتته) (مصنف عبد الرزاق، باب هل يصلی رکعتی الفجر اذا أقيمت الصلاة)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں اس وقت داخل ہوئے کہ لوگ نماز میں تھے اُنہوں نے فجر کی دو رکعت (سنت) نہیں پڑھی تھیں، آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ (جماعت کی) نماز میں شامل ہو گئے پھر بیٹھے رہے یہاں تک سورج طلوع ہو گیا تو اُن (دو رکعت سنتوں) کو قضاء کیا۔

عن نافع قال وكان ابن عمر رضی الله عنه اذا وجد الامام يصلی ولم يكن ركعهما دخل مع الامام ثم يصليهما بعد طلوع الشمس۔

(مصنف عبد الرزاق، باب هل يصلی ركعتی الفجر اذا أقيمت الصلاة)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب امام کو نماز میں پاتے تو دو رکعت (سنت فجر) نہ پڑھتے بلکہ امام کے ساتھ شریک ہو جاتے پھر سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھتے۔

<u>وضاحت:</u> حضرت ابو مجلز اور نافع رحمہما اللہ کی درج بالا روایات میں جو ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب مسجد آتے اور فجر کی جماعت کو کھڑا پاتے تو اس کے ساتھ شریک ہو جاتے، یہ اس لیے کرتے کہ جب وہ زیادہ تاخیر سے آتے اور اُنہیں یہ یقین ہوتا کہ اگر سنتیں پڑھیں تو جماعت کی نماز فوت ہو جائے گی، تو اس صورت میں سنتیں فرض سے پہلے نہ پڑھتے اور سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھتے۔

عن ابن سيرين عن ابن عمر رضی الله عنه أنه صلاهما بعد ما أضحى۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب في ركعتي الفجر اذا فاتته)

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (دو رکعت سنت) نماز سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھتے۔

عن أبي هريرة رضی الله عنه من نسی ركعتی الفجر فليصلهما اذا طلعت الشمس۔

(المستدرك للحاكم، باب من كتاب صلاة تطوع، رقم الحديث ١١٥٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو فجر کی دو رکعت پڑھنا بھول جائے تو وہ اُسے سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے۔

عن یحییٰ بن سعید قال سمعت القاسم یقول لولم أصلهما حتی أصلی الفجر صلیتهما بعد طلوع الشمس۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی رکعتی الفجر اذا فاتته)

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے قاسم رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں فجر کی دو رکعت (سنتوں) کو نہ پڑھوں یہاں تک کہ نماز فجر پڑھ لوں تو انہیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔

طلوع آفتاب سے پہلے اور فرضوں کے بعد فجر کی سنتیں قضاء کرنا منع ہے:

عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم نهی عن الصلاة بعد العصر حتی تغرب الشمس وعن الصلاة بعد الصبح حتی تطلوع الشمس۔ (صحیح بخاری، باب الصلاة بعد الفجر حتی ترفع الشمس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(صحیح مسلم، باب الأوقات التی نهی عن الصلاة فیها) (سنن الکبریٰ للبیهقی، باب النهی عن الصلاة بعد الفجر حتی تطلع الشمس) (مصنف ابن أبی شیبہ، باب من قال لا صلاة بعد الفجر) (موطا امام مالك، باب ماجاء فی سجود القرآن) (سنن طحاوی، باب الرجل یدخل فی صلاة الغداة فیصلی منها) (مسند احمد رقم الحدیث ۱۰۸۳۶) (مسند احمد رقم الحدیث ۹۹۵۳)

عن أبی العالیة الا ثلاثة أشیاء حدیث عمر رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم نهی عن الصلاة بعد العصر حتی تغرب الشمس وبعد الصبح حتی تطلع الشمس۔ (سنن ترمذی، باب کرہ فی الصلاة بعد العصر والفجر)

حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے صرف تین چیزیں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک اور فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

عن ابن عمر رضی الله عنه قال صلیت مع النبی صلی الله علیه واله وسلم ومع أبی بکر و عمر و عثمان رضی الله عنهم فلا صلاة بعد الغداة حتی تطلع

الشمس۔(مصنف ابن أبي شيبه،باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی یہ حضرات صبح کی (فرض) نماز کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم یصلی علی أثر کل صلاۃ مکتوبۃ رکعتین الا الفجر و العصر۔(مصنف ابن أبي شيبه،باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر اور عصر کی نماز کے علاوہ ہر نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

عن أبي سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم لا صلاۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس ولا صلاۃ بعد صلاۃ الفجر حتی تطلع الشمس۔(صحیح بخاری،باب لا یتحری الصلاۃ قبل المغرب)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نماز نہیں عصر (کی نماز) کے بعد حتیٰ کہ سورج غروب ہوجائے اور کوئی نماز نہیں فجر کی نماز کے بعد حتیٰ کہ سورج طلوع ہوجائے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(صحیح ابن خزیمہ،باب النهی عن التطوع نصف النهار حتی تزول)(صحیح بخاری،باب الصلاۃ بعد الفجر حتی ترفع الشمس)(صحیح مسلم،باب الأوقات التی نهی عن الصلاۃ فیها)(سنن الکبریٰ للبیهقی،باب النهی عن الصلاۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس)(مصنف ابن أبي شیبه، باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر)(مصنف عبد الرزاق،باب الساعة التی یکرہ فیها الصلاۃ)(مسند احمد رقم الحدیث ۱۱۹۰۱)(مسند احمد رقم الحدیث ۱۱۹۰۰)(مسند احمد رقم الحدیث ۱۱۶۳۰)

عن معاذ القرشی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم لا صلاۃ بعد صلاتین بعد الغداۃ حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغروب الشمس۔(مصنف ابن أبي شيبه،باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر)

حضرت معاذ قرشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو

نمازوں کے بعد کوئی نماز نہیں، صبح کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال سمعت غیر واحد من أصحاب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم منهم عمر بن الخطاب رضی الله عنه وكان أحبهم الی أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم نهی عن الصلاة بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب الشمس.

(صحیح بخاری، باب الصلاة بعد الفجر حتی ترفع الشمس)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا جس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ ان سب سے میرے نزدیک اچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے اور نہ عصر کے بعد کوئی نماز ہوتی ہے حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح مسلم، باب الأوقات التی نهی عن الصلاة فیها)(سنن دارمی، باب أی ساعة تکره فیها الصلاة)(سنن الکبریٰ للبیهقی، باب النهی عن الصلاة بعد الفجر حتی تطلع الشمس)(مصنف ابن أبی شیبه، باب من قال لا صلاة بعد الفجر)

عن عائشة رضی الله عنها قالت نهی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم عن صلاتین عن صلاة بعد طلوع الفجر حتی تطلع الشمس وتطلع بین قرنی الشیطان وعن صلاة بعد العصر حتی تغیب الشمس.

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من قال لا صلاة بعد الفجر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو نمازوں کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا طلوع فجر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور عصر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نھی عن صلاتین عن صلاۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس وعن صلاۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس۔ (مصنف ابن أبی شیبہ،باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو نمازوں کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا صبح کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور عصر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا فقلت فأشھد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول لا صلاۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس ولا بعد صلاۃ الفجر حتی تطلع الشمس،فرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یفعل ما أمر ونحن نفعل ما أمرنا۔ (مصنف عبد الرزاق،باب الساعۃ التی یکرہ فیھا الصلاۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے (پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا) رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کرتے اور ہمیں بھی اسی کا حکم دیا۔

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم استند الی بیت فوعظ الناس وذکرھم قال لا یصلی أحد بعد العصر حتی اللیل ولا بعد الصبح حتی تطلوع الشمس۔ (مسند احمد رقم الحدیث ۱۲۶۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ بیت اللہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور لوگوں کو وعظ فرماتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نمازِ عصر کے بعد رات تک اور صبح کے بعد طلوع آفتاب تک نماز نہ پڑھے۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نھی عن صلاۃ بعد العصر حتی تغرب الشمس وعن صلاۃ بعد الصبح حتی

تطلع الشمس۔(مصنف ابن أبی شیبہ باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا نماز سے عصر (کی نماز) کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک۔

عن سمرۃ بن جندب أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لا تصلوا أو قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أن یصلی بعد صلاۃ الصبح حتی تطلع الشمس فانہا تطلع علی قرن أو بین قرنی شیطان۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز نہ پڑھو یا رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ نمازِ فجر کے بعد نماز پڑھی جائے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔

عن عمرو بن عبسۃ رضی اللہ عنہ قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ھل ساعۃ أقرب الی اللہ من ساعۃ؟ فقال نعم جوف اللیل فصل ما بدالک حتی تصلی الصبح ثم أنہہ حتی تطلع الشمس۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی گھڑی اللہ کے ہاں زیادہ قرب والی ہے؟ رات کی نماز یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لو پھر نماز سے رک جاؤ سورج طلوع ہونے تک۔

عن عمرو بن عبسۃ السلمی رضی اللہ عنہ قال....رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال صل صلاۃ الصبح ثم اقصر عن الصلاۃ حتی تطلع الشمس۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی باب ذکر الخبر الذی یجمع النہی عن الصلاۃ فی جمیع ھذہ الساعات)

حضرت عمرو بن عبسہ السلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز پڑھو اس کے بعد سورج طلوع ہونے تک نماز سے رک جاؤ۔

عن أبي العالية قال لا صلاة بعد العصر حتى تغيب الشمس وبعد الصبح حتى تطلع الشمس قال وكان عمر رضي الله عنه يضرب على ذلك.

(مصنف ابن أبي شيبه باب من قال لا صلاة بعد الفجر)

حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی نماز نہیں عصر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو ایسا نہ کرتا اُسے سزا دیتے۔

جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فیصلہ:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وهو قول أكثر الفقهاء من أصحاب النبي صلى الله عليه واله وسلم ومن بعدهم أنهم كرهوا الصلاة بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس.

(سنن ترمذي باب كرة في الصلاة بعد العصر والفجر)

اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر فقہاءِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے کہ فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

فجر کی دو رکعت سنتوں کو فجر کی فرض نماز کے ساتھ قضاء کرنا چاہیے:

عن أبي هزيرة رضي الله عنه قال عرسنا مع النبي صلى الله عليه واله وسلم فلم نستيقظ حتى طلعت الشمس فقال النبي صلى الله عليه واله وسلم ليأخذ كل رجل برأس راحلته فإن هذا منزل حضرنا فيه الشيطان قال ففعلنا ثم دعا بالماء فتوضأ ثم سجد سجدتين ثم أقيمت الصلاة فصلى الغداة.

(صحيح مسلم باب قضاء الصلاة الفائتة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کیا تو ہم بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی اُونٹنی کی لگام پکڑ لے، بلاشبہ اس جگہ میں ہمارے پاس شیطان حاضر ہو گیا

ہے (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) فرمایا ہم نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے پانی منگا کر وضو فرمایا، پھر دو رکعتیں ادا فرمائیں، پھر جماعت کھڑی کی اور صبح کی نماز ادا کی۔

عن نافع بن جبير عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال فى سفر له من يكلؤنا الليلة لا يرقد عن الصلاة عن صلاة الصبح قال بلال رضى الله عنه أنا فاستقبل مطلع الشمس وضرب على أذانهم حتى أيقظهم حر الشمس فقاموا فقال توضئوا ثم أذن بلال رضى الله عنه فصلى ركعتين وصلو ركعتى الفجر ثم صلاة الفجر۔ (سنن نسائی،باب كيف يقضى الفائت من الصلاة)

حضرت نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک سفر میں فرمایا کہ آج کی رات کون پہرہ دے گا جو صبح کی نماز تک نہ سوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں، انہوں نے سورج کے نکلنے کی جگہ کی طرف منہ کر دیا اور ان پر نیند طاری کر دی گئی، یہاں تک کہ انہیں سورج کی گرمی نے بیدار کیا، وہ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا وضو کرو، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو آپ ﷺ نے دو رکعت سنت فجر ادا کیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سنتیں ادا کیں، پھر فجر کی نماز پڑھی۔

فجر کی دو سنتیں سفر میں بھی پڑھنی چاہیے:

عن عائشة رضى الله عنها قالت أما مالم يدع صحيحاً ولا فى سفر ولا حضر غائبا ولا شاهد تعنى النبى صلى الله عليه واله وسلم فركعتان قبل الفجر۔

(مصنف ابن أبى شيبه،باب ركعتا الفجر تصليان فى السفر؟)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی دو سنتیں صحت و مرض، سفر و حضر، اپنے وطن میں یا اپنے وطن سے باہر کبھی نہیں چھوڑیں۔

عن أبى جعفر قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لا يدع الركعتين بعد المغرب والركعتين قبل الفجر فى حضر ولا سفر۔

(مصنف ابن أبى شيبه،باب ركعتا الفجر تصليان فى السفر؟)

حضرت ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد کی دو سنتیں اور فجر سے پہلے کی دو سنتیں سفر و حضر میں نہ چھوڑا کرتے تھے۔

حدثنا ابن عون عن مجاهد قال سألته أكان ابن عمر رضی الله عنه يصلی ركعتي الفجر؟ قال ما رأيته يترك شيئا فی سفر ولا حضر۔

(مصنف ابن أبي شيبه باب ركعتا الفجر تصليان فی السفر؟)

حضرت ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فجر کی دو سنتیں چھوڑا کرتے تھے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ یہ سنتیں میں نے انہیں کبھی سفر و حضر میں چھوڑتے نہیں دیکھا۔

پانچ نمازوں میں سنت غیر مؤکدہ رکعتوں کی تعداد:

عصر .... چار رکعت

عشاء .... چار رکعت

عن علی بن أبی طالب رضی الله عنه كان النبی صلی الله عليه واله وسلم يصلی قبل العصر أربع ركعات۔ (سنن ترمذی باب ما جاء فی الاربع قبل العصر)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه واله وسلم رحم الله امرأ صلی قبل العصر أربعاً۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی الاربع قبل العصر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتا ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها كان انه رسول الله صلی الله عليه واله وسلم كان يصلی قبل العشاء أربعاً۔ (الاختيار لتعليل المختار لابن المودود، ۲/۲، كتاب الصلاة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔

پانچ نمازوں میں نوافل کی رکعتوں کی تعداد:

ظہر .... دو رکعت

مغرب .... دو رکعت

عشاء .... وتر سے پہلے دو رکعت اور وتر کے بعد دو رکعت

عن أم المؤمنين أم حبيبة رضى الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من حافظ على أربع ركعات قبل الظهر وأربع بعدها حرمه الله على النار. (سنن ترمذی باب آخر امن سنن الظهر)

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد چار رکعات (دو سنت، دو نفل) پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام فرمادیں گے۔

عن عبد الله بن عمر رضى الله عنه قال من ركع بعد المغرب أربع ركعات كان كالمعقب غزوة بعد غزوة. (مصنف عبد الرزاق باب الصلوة فيما بين المغرب والعشاء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے مغرب کی نماز کے بعد چار رکعتیں (دو سنت، دو نفل) پڑھیں تو وہ ایسا ہے جیسے ایک غزوہ کے بعد دوسرے غزوہ میں شریک ہونے والا۔

عن أبي معمر عبد الله بن سنجرة قال كانوا يستحبون أربع ركعات بعد المغرب. (مختصر قيام الليل للمروزى باب يصلى بين المغرب والعشاء أربع ركعات)

حضرت ابو معمر عبداللہ بن سنجرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغرب کے بعد چار رکعت (دو سنت، دو نفل) پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔

عن سعيد بن جبير كانوا يستحبون أربع ركعات قبل العشاء الآخرة.

(مختصر قيام الليل للمروزى باب يصلى بين المغرب والعشاء أربع ركعات)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعات (دو سنت، دو نفل) پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔

عن زرارة بن أوفى أن عائشة رضى الله عنها سئلت عن الصلوة رسول الله صلى رسول الله عليه واله وسلم فى جوف الليل فقالت كان يصلى صلوة

العشاء فی جماعة ثم یرجع الی اهله فیرکع أربع رکعات ثم یأوی الی فراشه۔

(سنن ابو داؤد باب فی الصلوٰة اللیل)

حضرت زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی درمیانِ رات والی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر گھر تشریف لاتے تو چار رکعتیں (دو سنت، دو نفل) پڑھتے پھر اپنے بستر پر آرام فرماتے۔

عن أبی سلمة قال سألت عائشة رضی الله عنها عن الصلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقالت کان یصلی ثلاث عشرة رکعة یصلی ثمان رکعات ثم یؤتر ثم یصلی رکعتین وهو جالس۔ (صحیح بخاری باب المداومة علی رکعتی الفجر)

حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، پہلے آٹھ رکعت (تہجد) پڑھتے، پھر وتر پڑھتے، پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح مسلم باب صلوٰة اللیل والوتر) (مختصر کتاب الوتر للمروزی باب صلاة النبی ﷺ بعد الوتر)

عن أم سلمة رضی الله عنها أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کان یصلی بعد الوتر رکعتین خفیفتین وهو جالس۔ (سنن ترمذی باب ما جاء لا تران فی لیلة)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد دو مختصر رکعتیں (نفل) بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجه باب ما جاء فی الرکعتین بعد الوتر جالساً) (سنن دار قطنی باب فی الرکعتین بعد الوتر) (مختصر کتاب الوتر للمروزی باب صلاة النبی ﷺ بعد الوتر) (مسند احمد رقم الحدیث ۲۵۳۳۲)

عن أبی أمامة رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم کان یصلیهما بعد الوتر وهو جالس یقرأ فیهما اذا زلزلت الارض وقل یا ایها الکافرون۔

(مسند احمد رقم الحدیث ۲۲۲۳۶)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعت (نفل) بیٹھ کر پڑھا کرتے جس کی پہلی رکعت میں (سورۃ زلزلہ) اور دوسری رکعت میں (سورۃ الکافرون) پڑھتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن طحاوی،باب التطوع بعد الوتر)(مختصر کتاب الوتر للمروزی،باب صلاۃ النبی ﷺ بعد الوتر)

عن ثوبان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان ھذا السھر جھد وثقل فاذا أوتر أحدکم فلیرکع رکعتین فان قام من اللیل والا کانتا لہ.

(سنن دارمی،باب فی الرکعتین بعد الوتر)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ یہ رات کا جاگنا محنت و مشقت ہے، پس جب تم میں سے کوئی وتر پڑھ لے تو دو رکعتیں پڑھے، پھر اگر وہ رات کو اُٹھ بیٹھا (تو تہجد پڑھ لے) ورنہ یہ دو رکعتیں اس کے لئے (تہجد) ہو جائیں گی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن طحاوی،باب باب التطوع بعد الوتر)(سنن دارقطنی،باب فی الرکعتین بعد الوتر)

مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل پڑھنا مسنون نہیں:

عن طاؤس قال سئل ابن عمر رضی اللہ عنہ عن الرکعتین قبل المغرب فقال ما رأیت احدا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلیصلھما.

(سنن ابو داؤد،باب الصلوۃ قبل المغرب)

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کسی کو نہیں دیکھا کہ یہ دو رکعتیں پڑھتا ہو۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبریٰ،باب من جعل قبل صلوۃ المغرب رکعتین)(مسند عبد بن حمید رقم الحدیث ۸۰۲)

عن جابر رضی اللہ عنہ قال طفنا فی نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فسألنا ھن ھل رأیتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی ھاتین

الركعتين قبل المغرب حين يؤذن المؤذن؟فقلن لا،غير أم سلمة رضي الله عنها قالت صلاها عندي حين أذن بلال رضي الله عنه للمغرب فقلت يا نبي الله ما هذا الصلاة؟ هل حديث شئي؟ قال لا ولكن كنت أصليهما ركعتين قبل العصر فنسيتهما فصليتهما الآن۔ (مسند الشاميين للطبراني رقم الحديث ۲۱۱۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سب ازواجِ مطہرات کے پاس گئے تاکہ معلوم کریں کہ کیا رسول اللہ ﷺ مغرب سے پہلے جب مؤذن اذان کہتا ہے دو رکعتیں پڑھتے دیکھا ہے؟ تو اُنہوں نے جواب فرمایا کہ نہیں، البتہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے پاس دو رکعتیں پڑھیں، جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مغرب کی اذان دی تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ نماز کونسی تھی؟ کیا کسی نئی نماز کا حکم آیا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، البتہ میں عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتا ہوں، تو میں ان کو بھول گیا تھا تو میں نے ان کو اب پڑھا ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند عبد حمید رقم الحديث ۸۰۲)(البدر المنير لابن ملقن،باب صلاة التطوع،حديث السابع)

عن عبد الله بن بريدة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أن عند كل اذانين ركعتين ما خلا صلاة المغرب۔

(سنن دار قطني،باب الحث على الركوع بين الاذانين في كل صلاة والركعتين قبل المغرب)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک ہر دو اذانوں (یعنی اذان واقامت) کے مابین دو رکعتیں ہیں سوائے مغرب کی نماز کے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(شرح مشكل الآثار للطحاوي رقم الحديث ۵۴۹۳)(مسند البزار رقم الحديث ۴۴۲۲)(المعجم الأوسط للطبراني رقم الحديث ۸۳۲۸)

وضاحت: مذکورہ (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی شرح میں) علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث فرماتے ہیں کہ:

بين كل اذانين صلاة الا المغرب فانه ليس بين اذانها واقامتها صلاة بل

یندب المبادرة الی المغرب فی اول وقتها فلو استمرت المواظبة علی الاشتغال بغیرها کان ذالک ذریعة الی مخالفة ادراك أول وقتها۔

(فیض القدیر للمناوی باب حرف الباء الموحدة تحت رقم الحدیث ۳۱۶۹)

ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے سوائے مغرب کے، پس مغرب کی اذان وا قامت کے درمیان نماز نہیں ہے بلکہ افضل و مستحب مغرب کو اول وقت میں جلدی ادا کرنا ہے، لہٰذا اگر مغرب کی نماز جلدی ادا کرنے کی بجائے کسی اور چیز میں مشغولی کا معمول بنایا جائے گا تو یہ مغرب کو اول وقت میں ادا کرنے کی مخالفت کا باعث ہوگا۔

عن حماد بن أبی سلیمان أنه سأل ابراهیم النخعی عن الصلاة قبل المغرب قال فنهاه وقال ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وأبا بکر وعمر رضی الله عنهم لم یکونوا یصلونها۔ (کتاب الآثار للامام محمد باب مایعاد من الصلوة وما یکره منها)

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے مغرب سے پہلے دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے اسے ان سے منع کر دیا اور فرمایا کہ بلاشبہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے، ابو بکر رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے، نہ عمر رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مصنف عبد الرزاق باب الرکعتین قبل المغرب)(سنن الکبری للبیهقی باب من جعل قبل صلاة المغرب رکعتین)(المحلی بالآثار مسألة منع قوم من التطوع بعد غروب الشمس وقبل صلاة المغرب)(کنز العمال برقم الحدیث ۲۱۸۱۴)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی فیصلہ:

لم یستحبها ابو بکر وعمر وعثمان وعلی رضی الله عنهم وآخرون من الصحابة ومالك واکثر الفقهاء۔ (شرح مسلم للنووی ۶/۱۲۲ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور ان دو رکعتوں (یعنی مغرب کی جماعت کے پہلے دو رکعت) کو نہیں مستحب جانا، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اور نہ کئی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اور نہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر فقہاء کرام رحمہم اللہ بھی اس کو مستحب نہیں سمجھتے۔

نفل نمازیں

نماز تہجد:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۔(سورۃ الفرقان،آیت ۶۴)

رحمن کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے، اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم وافضل الصلوة بعد الفريضة صلوة الليل۔(صحيح مسلم باب فضل صوم المحرم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل روزے ماہِ محرم کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل رات کی نماز (نمازِ تہجد) ہے۔

عن أبي سعيد امامة الباهلي رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال عليكم بقيام الليل فانه دأب الصالحين قبلكم وهو قربة لكم الى ربكم ومكفرة للسيأت ومنها للإثم۔(سنن الكبرىٰ للبيهقي باب الترغيب في قيام الليل)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تہجد کا اہتمام کیا کرو کیونکہ یہ نیک لوگوں کا شیوہ ہے، قربِ الٰہی کا سبب ہے، خطاؤں کو مٹانے والا ہے اور گناہوں سے روکنے کا ذریعہ ہے۔

نمازِ اشراق:

عن معاذ بن أنس الجهني رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال من قعد في مصلاه حين ينصرف من صلوة الصبح حتى يسبح ركعتي

الضحی لایقول الا خیرا خیراً غفر له خطایاه وان کانت أکثر من زبد البحر۔

(سنن ابو داؤد باب صلوٰۃ الضحی)

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے اور خیر کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتا پھر دو رکعت اشراق کی نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہی ہوں۔

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من صلی الغداة فی جماعة ثم قعد یذکر الله حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت له کأجر حجة وعمرة قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم تامة تامة تامة۔

(سنن ترمذی باب ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلاة الصبح حتی تطلع الشمس)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پھر بیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں، تو اس کو ایک حج اور عمرہ کا اجر حاصل ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پورا، پورا، پورا (حج وعمرہ کا اجر) حاصل ہوگا۔

نمازِ چاشت:

عن أبی ذر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال یصبح علی کل سلامی من أحدکم صدقة فکل تسبیحة صدقة وکل تحمیدة صدقة وکل تهلیلة صدقة وکل تکبیرة صدقة وأمر بالمعروف صدقة ونهی عن المنکر صدقة ویجزی من ذلك رکعتان یرکعهما من الضحی۔ (صحیح مسلم باب استحباب صلوٰۃ الضحی)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر صحیح سالم جوڑ یا ہڈی کے عوض ہر روز صبح تم پر صدقہ واجب ہے، سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کے لیے وہ دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جنہیں کوئی چاشت کے وقت پڑھتا ہے۔

نمازِ اوابین:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له بعبادة ثنتي عشرة سنة۔ (سنن ترمذی باب ماجاء فضل التطوع ست رکعات بعد المغرب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھی اور ان کے درمیان اس نے کوئی بُری بات زبان سے نہیں نکالی تو اس کو بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا۔

تحیۃ الوضو:

عن عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه واله وسلم من توضأ فأحسن الوضوء ثم صلى ركعتين يقبل عليهما بقلبه ووجهه وجبت له الجنة۔ (سنن نسائی باب ثواب من احسن الوضوء ثم صلى ركعتين)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

تحیۃ المسجد:

عن أبي قتادة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه واله وسلم اذا دخل أحدكم المسجد فلا يجلس حتى يصلي ركعتين۔ (صحیح مسلم باب استحباب تحية المسجد)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔

نوٹ: اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا کہ جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے تو ایسے وقت اسے چاہیے کہ تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو نہ پڑھے۔

صلوٰۃ شکر:

عن عبد الله بن أبي اوفى رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم

صلی یوم بشر برأس جھل رکعتین۔(سنن ابن ماجہ باب صلوۃ شکر و سجدۃ)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب ابوجہل کا سر لانے کی خوشخبری دی گئی تو آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

صلوۃ الحاجت:

عن عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من كانت له الى الله حاجة أو الى أحد من بني أدم فليتوضأ وليحسن الوضوء ثم ليصل ركعتين ثم ليثن على الله وليصل على النبي صلى الله عليه واله وسلم ثم ليقل "لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمين أسالك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لي ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجة ولا حاجة هي لك رضاً الا قضيتها يا أرحم الراحمين"۔

(سنن ترمذی باب ما جاء فی صلوۃ الحاجۃ)(سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی حاجت ہو یا لوگوں میں سے کسی سے کوئی کام ہو تو اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے اور پھر یہ دُعا پڑھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو چشم پوشی اور بخشش کرنے والا ہے اور عرشِ عظیم کا مالک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالم کا رب ہے، اے اللہ! میں تجھ سے وہ چیزیں مانگتا ہوں جن پر تیری رحمت ہوتی ہے اور تیری بخشش کا سبب ہوتی ہیں اور میں ہر نیکی میں سے اپنا حصہ مانگتا ہوں اور ہر گناہ سے سلامتی طلب کرتا ہوں، اے اللہ! میرے گناہ بخشے بغیر، میرے غم کو دور کئے بغیر، میری کسی حاجت کو جو تیرے نزدیک پسندیدہ ہو، پورا کئے بغیر نہ چھوڑنا، اے رحم کرنے والوں سے بہت زیادہ رحم فرمانے والے۔

نمازِ استخارہ:

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الأمور کلھا کما یعلمنا السورۃ من القرآن یقول اذا ھم أحدکم بالأمر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل "أللھم انی أستخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک وأسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولاَ أقدر وتعلم ولاَأعلم وانت علام الغیوب أللھم ان کنت تعلم أن ھذا الأمر خیرلی فی دینی ومعیشتی وعاقبۃ أمری أوقال فی عاجل أمری واجلہ فیسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم أن ھذا الأمر شرلی فی دینی ومعیشتی وعاقبۃأمری أوقال فی عاجل أمری واجلہ فاصرفہ عنی وأصرفنی عنہ واقدرلی الخیر حیث کان ثم أرضی بہ قال ویسمی حاجتہ.

(سنن ترمذی،باب ماجاء فی صلوۃ الاستخارۃ)(صحیح بخاری،باب ماجاء فی التطوع مثنی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ ہر کام میں اِستخارہ اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن سکھاتے تھے (آپ ﷺ) فرماتے کہ تم میں سے کوئی کسی کام کا اِرادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر یہ دُعا پڑھے اور اپنی حاجت کا نام لے (یعنی لفظ ہذا الامر کی جگہ اپنی حاجت کا نام لے) اے اللہ! میں تیرے علم کے وسیلے سے تجھ سے بھلائی اور تیری قدرت کے وسیلے سے تجھ سے قدرت مانگتا ہوں اور تیرے فضل عظیم کا طلبگار ہوں، تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا، تو ہر چیز کو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، تو تو پوشیدہ چیزوں کو بھی جانتا ہے، اے اللہ! اگر یہ مقصد میرے لئے، میرے دین، دُنیا، آخرت، زندگی یا فرمایا اس جہاں میں اور آخرت کے جہاں میں بہتر ہے تو اسے میرے لئے مہیاء فرما دے اور اگر تو اسے میرے دین، میری زندگی اور آخرت یا فرمایا اس جہاں یا اُس جہاں کے لئے برا سمجھتا ہے تو مجھے اس سے اور اسے مجھ سے دُور کر دے اور میرے لئے جس میں بھلائی ہو وہ مہیاء فرما، پھر اس سے مجھے راضی کر۔

صلوٰۃ التسبیح:

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لعباس بن عبد المطلب: یا عباس یا عماہ ألا أعطیك الا امنحك الا احبوك الا افعل بك عشر خصال اذا فعلت ذلك غفر اللہ لك ذنبك أولہ وآخرہ، قدیمہ وحدیثہ، خطأہ وعمدہ، صغیرہ وکبیرہ، سرہ وعلانیتہ، عشر خصال: أن تصلی أربع رکعات تقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وسورۃ، فاذا فرغت من القرائۃ فی أول رکعۃ وأنت قائم قلت "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، خمسہ عشر مرۃ ثم ترکع فتقولھا وأنت راکع عشراً، ثم ترفع رأسك من الرکوع فتقولھا عشراً، ثم تھوی ساجداً فتقولھا وانت ساجد عشراً ثم ترفع رأسك من السجود فتقولھا عشراً ثم تسجد فتقولھا عشراً ثم ترفع رأسك فتقولھا عشراً، فذلك خمس و سبعون فی کل رکعۃ، تفعل ذلك فی أربع رکعات، ان استطعت أن تصلیھا فی کل یوم مرۃ فافعل، فان لم تفعل ففی کل جمعۃ مرۃ، فان لم تفعل ففی کل شھر مرۃ، فان لم تفعل ففی کل سنۃ مرۃ، فان لم تفعل ففی عمرك مرۃ۔ (سنن ترمذی، باب ماجاء فی صلوٰۃ التسبیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے میرے چچا! کیا میں تمہیں ایک تحفہ، ایک انعام اور ایک بھلائی یعنی دس خصلتیں نہ بتاؤں کہ اگر آپ ان پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ پہلے اور بعد کے، نئے اور پرانے، دانستہ اور نادانستہ، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب معاف فرما دے، وہ دس خصلتیں یہ ہیں کہ آپ چار رکعت نماز ادا کریں، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک دوسری سورۃ پڑھیں، جب آپ پہلی رکعت میں قرأۃ سے فارغ ہوجائیں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" پھر رکوع کریں (سبحان ربی العظیم) کہنے کے بعد رکوع ہی میں دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھیں، پھر رکوع سے سر اُٹھائیں اور (کلمات قومہ کے بعد) دس مرتبہ پڑھیں، اس کے بعد سجدہ کریں

(سبحان ربی الاعلی کے بعد) دس مرتبہ پھر وہی تسبیح پڑھیں، پھر سجدہ سے اُٹھ کر دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھیں، پھر دوسرے سجدہ میں جا کر (سبحان ربی الاعلی کہنے کے بعد) دس مرتبہ تسبیح پڑھیں، پھر سجدہ سے سر اُٹھائیں اور دس مرتبہ تسبیح پڑھیں، اس طرح ایک رکعت میں تسبیحات کی کل تعداد پچھتر (۷۵) ہوگی، چاروں رکعتوں میں آپ یہی عمل دُہرائیں، اے میرے چچا! اگر آپ ہر روز ایک مرتبہ نمازِ تسبیح پڑھ سکتے ہیں تو پڑھیں، اگر روزانہ پڑھ سکیں تو جمعہ کو ایک بار پڑھیں، اگر ہفتہ میں بھی نہ پڑھ سکیں تو پھر ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھیں، اگر مہینے میں بھی نہ پڑھ سکیں تو ہر سال میں ایک بار پڑھیں، اگر سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو ساری زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابوداؤد،باب صلوٰۃ التسبیح)(القرأۃ خلف الامام للبخاری،باب هل یقرأ باکثر من فاتحۃ الکتاب خلف الامام)(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ،باب الصلاۃ التی تکفر)(شعب الایمان للبیهقی،رقم الحدیث۲۸۱۶)(سنن ابن ماجه،رقم الحدیث۱۳۸۷)(صحیح ابن خزیمه، رقم الحدیث۱۲۱۶)

فائدہ: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاعمال المکفرۃ" میں لکھا ہے کہ تعددِ طرق کی بناء پر یہ حدیث حسن لغیرہ بن گئی ہے، اس کے علاوہ یہ مؤید بالتعامل بھی ہے، لہٰذا صلاۃ التسبیح کو بدعت یا خلافِ سنت کہنا یا اس کی فضیلت کا اِنکار درست نہیں۔

(درسِ ترمذی ۲/۲۵۰، طبع دار الکتاب دیوبند)

علامہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند فردوس میں فرمایا ہے کہ:

صلاۃ التسبیح أشهر الصلوات وأصحها اسناداً۔ (عون المعبود،رقم الحدیث ۶۱۴)

صلاۃ التسبیح بہت مشہور نماز ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قد رأى ابن المبارك وغيره من أهل العلم صلاة التسبيح و ذكروا الفضل فيها۔ (سنن ترمذی،رقم الحدیث ۴۸۱)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور اہل علم صلاۃ التسبیح کا اہتمام فرماتے تھے اور یہ حضرات

اس (یعنی صلوٰۃ التسبیح) کی فضیلت کے قائل ہیں۔
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کان عبداللہ بن مبارك یصلیها وتداولها الصالحون بعضهم عن بعض وفیه تقویة للحدیث المرفوع. (عون المعبود در قم الحدیث ۱۲۹۷، طبع بیت الأفکار الدولیة)

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بعض صلحاء اس نماز کو پڑھتے اور اس کا اہتمام فرماتے تھے، صلحاء کا اس طرح اہتمام حدیث مرفوع کو تقویت پہنچاتا ہے۔

صلوٰۃ التوبہ:

'توبہ واستغفار کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دُعا مانگے۔

عن أبی بکر رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم یقول مامن عبد یذنب ذنبا فیحسن الطهور ثم یقوم فیصلی رکعتین ثم یستغفر اللہ الا غفر اللہ له ثم قرأ هذه الآیة "والذین اذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذکروا اللہ فاستغفروا الذنوبهم. (سنن ابوداؤد، باب فی الاستغفار)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اچھی طرح وضو کرے اور اُٹھ کر دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی"والذین اذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذکروا اللہ فاستغفروا الذنوبهم"اور وہ بندے (جن کا حال یہ ہے) کہ جب ان سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے یا کوئی برا کام کر کے اپنے اُوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو جلد ہی انہیں اللہ تعالیٰ یاد آجاتے ہیں، پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کے طالب ہوتے ہیں اور بات یہ بھی ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟ اور برے کام پر وہ اَڑتے نہیں اور یقین رکھتے ہیں (کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے گناہ معاف فرما دیتے ہیں)۔

نمازِ استسقاء:

عن عباد بن تمیم عن عمه رضی اللہ عنه قال خرج النبی صلی اللہ علیه واله

وسلم الی المصلی فاستقی واستقبل القبلة وقلب ردائه وصلی رکعتین۔

(صحیح مسلم، باب صلوٰۃ الاستسقاء)

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مصلیٰ (عیدگاہ) کی طرف تشریف لائے اور بارش کی دُعا مانگی، قبلہ رُخ ہوئے اپنی چادر کا رُخ بدلا اور دو رکعت نماز پڑھی۔

صلوٰۃ الخسوف وصلوٰۃ الکسوف:

عن عائشه رضی الله عنها قالت خسفت الشمس فی عهد رسول الله صلی الله علیه واله وسلم......فقال صلی الله علیه وآله وسلم (بعد الصلوٰة) ان الشمس و القمر من آیات الله وانهما لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاته، فاذا رائیتموهما فکبروا وادعو وصلوا و تصدقوا۔ (صحیح مسلم، باب صلوٰۃ الکسوف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا، نماز سے فارغ ہوکر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں یہ دونوں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گرہن نہیں ہوتے، چنانچہ اے لوگو! جب تم کو یہ موقع (یعنی سورج یا چاند گرہن) پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوجاؤ، دُعا کرو، تکبیر وتہلیل کرو، نماز پڑھو اور صدقہ وخیرات ادا کرو۔

حج یا عمرہ کا احرام سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا:

عن أنس رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم أحرام واهل فی دبر الصلاة۔ (سنن دارمی، کتاب المناسك، باب فی أی وقت یستحب الاحرام)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے احرام کی چادر پہنی اور (دو رکعت نفل) نماز کے بعد تلبیہ پڑھا۔

طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا:

عن ابن عمر رضی الله عنه سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول

من طاف بالبيت وصلى ركعتين كان كعتيق رقبة.

(سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل الطواف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعتیں پڑھیں تو اس کو غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔

سفر پر جانے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کرنا:

عن المطعم بن المقدام رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما خلف عبد على أهله أفضل من ركعتين يركعهما عندهم حين يريد سفراً. (مصنف ابن أبي شيبه، باب الرجل يريد السفر من كان يستحب له أن يصلي قبل خروجه)

حضرت مطعم بن مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنے گھر والوں کے پاس ان دو رکعات سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا جو وہ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے پڑھتا ہے۔

سفر سے واپس آ کر دو رکعت نفل ادا کرنا:

عن جابر رضي الله عنه قال لما قدمنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لي يا جابر هل صليت؟ قلت لا قال فصل ركعتين.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال اذا قدمت من سفر فصل ركعتين)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اے جابر! کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر دو رکعتیں پڑھ لو۔

عن أبي صالح أن عثمان رضي الله عنه كان اذا قدم من سفر صلى ركعتين.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال اذا قدمت من سفر فصل ركعتين)

ابوصالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب سفر سے واپس آتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

نماز جمعہ

نماز جمعہ کی مسنون رکعتیں:

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال من اغتسل ثم أتى الجمعة فصلى ما قدر له ثم أنصت حتى يفرغ الامام من خطبته ثم يصلي معه غفر له ما بينه وبين الجمعة الاخرى وفضل ثلاثة أيام.

(صحیح مسلم، باب فضل من استمع وانصت فی الخطبة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، پھر مسجد میں آیا اور جتنی نماز اس کے مقدر میں تھی ادا کی، پھر خطبہ ہونے تک خاموش رہا اور امام کے ساتھ فرض نماز ادا کی، اس کے جمعہ سے جمعہ تک کے اور مزید تین دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عن ابن عباس رضي الله عنه كان النبي صلى الله عليه واله وسلم يركع قبل الجمعة أربعاً۔ (سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلاة قبل الجمعة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ سے قبل چار رکعت ادا فرماتے تھے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه واله وسلم اذا صلى أحدكم الجمعة فليصل بعدها أربعاً۔ (صحیح مسلم، باب الصلوٰة بعد الجمعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھ لے تو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔

عن ابن عباس رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه واله وسلم يركع قبل الجمعة أربعاً لا يفصل في شيء منهن۔ (سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلاة قبل الجمعة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے جن کے درمیان سلام نہیں پھیرتے تھے۔

عن علی رضی اللہ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی قبل الجمعۃ أربعا وبعدھا أربعا یجعل التسلیم فی آخرھن رکعۃ۔

(المعجم الأوسط للطبرانی رقم الحدیث ۱۶۱۷)(معجم ابن الاعرابی رقم الحدیث ۸۶۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ (کی نماز) سے پہلے چار رکعت اور جمعہ (کی نماز) کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، جن کے صرف آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا صلی أحدکم الجمعۃ فلیصل بعدھا أربع رکعات۔ (مسند احمد رقم الحدیث ۱۰۳۹۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز پڑھ لے تو وہ اس کے بعد چار رکعت (سنتیں) ادا کرے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم أنہ کان یصلی قبل الجمعۃ أربعا وبعدھا أربعا۔ (المعجم الأوسط للطبرانی رقم الحدیث ۳۹۵۹)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أنہ کان یصلی قبل الجمعۃ أربعا لا یفصل بینھن بسلام ثم بعد الجمعۃ رکعتین ثم أربعا۔ (سنن طحاوی، باب التطوع باللیل والنھار کیف ھو؟)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ (کی نماز) سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے، جن کے درمیان سلام نہیں پھیرتے تھے، پھر جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے، پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

عن ابراھیم النخعی أن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کان یصلی قبل الجمعۃ أربعا وبعدھا أربعا لا یفصل بینھن بتسلیم۔

(سنن طحاوی، باب التطوع باللیل والنھار کیف ھو؟)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور

جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، جن کے درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

عن قتادة أن ابن مسعود رضی اللہ عنه کان یصلی قبل الجمعة أربع رکعات وبعدها أربع رکعات قال أبو اسحاق وکان علی یصلی بعد الجمعة ست رکعات وبه یأخذ عبد الرزاق۔ (مصنف عبد الرزاق باب الصلاة قبل الجمعة وبعدها)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں (چار سنت، دو سنت) پڑھا کرتے تھے اور عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

عن عبد الرحمن سلمی قال کان عبد اللہ یأمرنا أن نصلی قبل الجمعة أربعا و بعدها أربعا حتی جائنا علی فأمرنا أن نصلی بعدها رکعتین ثم أربعا۔

(مصنف عبد الرزاق باب الصلاة قبل الجمعة وبعدها) (سنن طحاوی باب التطوع بعد الجمعة کیف هو؟)

حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھنے کا حکم فرماتے تھے، یہاں تک کہ ہمارے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جمعہ کے بعد دو رکعتیں اور پھر چار رکعتیں پڑھیں۔

عن ابو اسحاق أن ابن مسعود رضی اللہ عنه کان یصلی قبل الجمعة أربع رکعات وبعدها أربع رکعات قال أبو اسحاق وکان علی یصلی بعد الجمعة ست رکعات۔ (المعجم الکبیر للطبرانی برقم الحدیث ۹۵۵۵)

حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں (چار سنت، دو سنت) پڑھا کرتے تھے۔

عن عبد اللہ بن حبیب قال کان عبد اللہ رضی اللہ عنه یصلی أربعا فلما قدم

علی رضی اللہ عنہ صلی ستا رکعتین و أربعا۔

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کان یصلی بعد الجمعۃ رکعتین)

حضرت عبداللہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں (دوسنت، چار سنت) پڑھتے تھے۔

عن أبی عبد الرحمن عن علی رضی اللہ عنہ أنہ قال من کان مصلیا بعد الجمعۃ فلیصل ستا۔ (سنن طحاوی،باب التطوع بعد الجمعۃ کیف ھو؟)

حضرت عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آدمی بھی جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو چھ رکعتیں (چار سنت، دوسنت) پڑھے۔

عن عطاء قال کان ابن عمر رضی اللہ عنہ صلی الجمعۃ صلی بعدھا ست رکعات رکعتین ثم أربعا۔ (مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کان یصلی بعد الجمعۃ رکعتین)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد چھ رکعتیں (چار سنت، دوسنت) پڑھتے تھے۔

عن أبی بکر بن ابی موسی عن أبیہ کان یصلی بعد الجمعۃ ست رکعات۔

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کان یصلی بعد الجمعۃ رکعتین)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں (دوسنت، چار سنت) پڑھا کرتے تھے۔

عن ابو عبیدۃ عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال کان یصلی قبل الجمعۃ أربعا۔

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب الصلاۃ قبل الجمعۃ)

حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ (کی نماز) سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عن العلاء بن المسیب عن أبیہ قال کان عبد اللہ رضی اللہ عنہ یصلی بعد الجمعۃ أربعا۔ (مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کان یصلی بعد الجمعۃ أربعا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عن ابراھیم کانوا یصلون قبلھا أربعا۔ (مصنف ابن أبی شیبہ،باب الصلاۃ قبل الجمعۃ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عن ابراهيم كانوا يصلون قبلها أربعا۔ (سنن ترمذی،باب الصلاة قبل الجمعة وبعدها)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عن ابراهيم كانوا يصلون بعدها أربعا۔

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان يصلي بعد الجمعة أربعا)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

قال النخعي كانوا يحبون أن يصلوا قبل الجمعة أربعا۔

(فتح الباری لابن رجب،باب الصلاة بعد الجمعة)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جمعہ (کی نماز) سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا بہت محبوب ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت افروز فیصلہ:

عن خرشة بن الحر أن عمر رضي الله عنه كان يكره أن يصلي بعد صلاة الجمعة مثلها قال أبو جعفر فلذلك استحب أبو يوسف أن يقدم الأربع قبل الركعتين لأنهن لسن مثل الركعتين فكره أن يقدم الركعتان لأنهما مثل الجمعة۔

(سنن طحاوی،باب التطوع بعد الجمعة كيف هو؟)

حضرت خرشہ بن حر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نماز جمعہ کے بعد انہی جیسی (دو رکعت) نماز پڑھنے کو ناپسند کرتے تھے، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چار رکعات کو دو رکعت سے پہلے پڑھنا پسند فرمایا کیونکہ وہ دو کی مثل نہیں، پس دو رکعت کو مقدم کرنا مکروہ ہے اس لیے کہ وہ جمعہ کی مثل ہیں۔

نمازِ تراویح

رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک بیس رکعت تراویح پڑھنے کا تھا:

عن ابن عباس رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة والوتر.

(مصنف ابن أبی شیبة، باب کم یصلی فی رمضان من رکعة)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ماروی فی عدد رکعات قیام شهر رمضان)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۲۱۰۲)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۷۹۸)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۴۴۰)(مسند عبد بن حمید، رقم الحدیث ۶۵۳)(الکامل فی ضعفاء الرجال ۱/۲۴۰، طبع دار الفکر بیروت)(أحادیث شهر رمضان لأبی الیمن بن عساکر ۱/۵۲، رقم الحدیث ۱۶)(الاستذکار لابن عبد البر، رقم الحدیث ۶۲۸۴)(جزء من حدیث النعالی، باب یصلی فی شهر رمضان عشرین رکعة والوتر)(التمهید لما فی الموطا من المعانی والأسانید ۸/۱۱۵)(خلاصة الاحکام للنووی، رقم الحدیث ۱۹۶۱)(سبل السلام، باب حجة من قال بوجوب الوتر)(المطالب العالیة لابن حجر، کتاب النوافل، باب قیام رمضان)(التلخیص الحبیر لا بن حجر العسقلانی، تابع للکتاب الصلوٰة، رقم الحدیث ۵۴۰)(شرح صحیح البخاری لابن بطال، باب قیام الرسول ﷺ)(المجمع الزوائد، باب قیام رمضان)(فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب فضل من قیام رمضان)(الفقه الاسلامی وأدلة، الفضل الثامن، النوافل أو صلوٰة التطوع)(سبل الهدیٰ والرشاد، جماع ابواب سیرته، الباب السادس فی صلاته)(زجاجة المصابیح، باب قیام شهر رمضان)

حدیث کی توثیق: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس حدیث کا ایک راوی ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ضعیف ہیں، لیکن یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ سب سے پہلے جس نے ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کی ہے وہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جبکہ باقی تمام محدثین جنھوں نے ابو

شیبہ پر جرح کی ہے وہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع میں کی ہے، اور ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی جرح کرنے والے کی ملاقات ثابت نہیں سوائے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے، لہٰذا امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا جواب سب کی جرح کا جواب ہوگا، یاد رہے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابوشعبہ کو مطلقاً کذاب نہیں کہا، بلکہ صرف ایک قصہ میں ان کے بارے میں کذاب کہا ہے اسی لیے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ (و کذاب شعبہ فی قصہ) شعبہ اس قصہ میں کذاب ہیں۔

(تہذیب التہذیب ۱/۵۲۱، طبع حیدر آباد دکن)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس قصہ کو یوں بیان کیا: کہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوشعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس لیے جھٹلایا کہ اُس نے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی کہ حضرت ابولیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگ صفین میں ستر اہل بدر نے شرکت کی تھی، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اُس نے غلط بیانی کی، اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے اس کے بارے میں حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے مذاکرہ کیا تو اُنہوں نے سوائے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے کسی اہل بدر کو نہیں پایا جس نے جنگ صفین میں شرکت کی ہو۔ (میزان الاعتدال ۱/۱۰۷، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ اس واقعہ کو بیان کرنے میں بھی ابوشعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی قصور نہیں کیونکہ اُنہوں نے تو یہ روایت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے، اب اگر یہ روایت غلط ہے تو اس میں قصور امام حاکم کا ہے کہ انہوں نے یہ روایت بیان کی نہ کہ ابوشعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے، اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد یہ دعویٰ کرنا کہ جنگ صفین میں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بدری شریک نہیں تھا درست نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کا یوں جواب دیا ہے: میں کہتا ہوں کہ سبحان اللہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں شرکت نہیں کی؟ کیا حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے شرکت نہیں کی؟ (اور دونوں اہل بدر میں سے ہیں)۔ (میزان الاعتدال ۱/۱۰۷، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

معلوم ہوا کہ امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نزدیک ابوشعبہ رحمۃ اللہ علیہ پر امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی جرح غلط ہے۔
اسی طرح ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تکذیب قابل قبول نہیں ہے کیونکہ

جس راوی پر کذاب کی تہمت لگائی گئی ہے اُس کو اُنہوں نے طبقہ الہادیہ عشرہ میں شمار کیا ہے، لیکن ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوشعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ طبقہ الہادیہ عشرہ میں شمار کیا اور نہ ہی طبقہ الثانیہ عشرہ میں شمار کیا، تو معلوم ہوا کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ابوشعبہ رحمۃ اللہ علیہ پر کذاب کی تہمت صحیح نہیں ہے۔ (مقدمہ تقریب التھذیب ۱/۲۵، طبع حیدر آباد دکن)

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ابوشعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لی ہے۔

(تھذیب الکمال ۲/۱۴۷، طبع مؤسوسة الرسالة)(تھذیب التھذیب ۱/۵۴، طبع حیدر آباد دکن)

اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ ثقہ راوی سے ہی روایت لیتے ہیں، خود اہلحدیث کے معتبر عالم مولانا عبدالرّاؤف سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ (یعنی امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ) ثقہ راوی سے ہی روایت لیتے ہیں۔

(القول المقبول فی شرح صلاۃ الرسول به تخریج عبد الرؤف، صفحہ ۶۸۳)(نیل الاوطار ۱/۳۶)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ حضرت یزد بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (جنہوں نے عثمان ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے) فرماتے ہیں کہ ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اپنے زمانے میں کوئی قاضی عادل نہیں ہوا۔ (تھذیب الکمال ۲/۱۵۱، طبع مؤسوسة الرسالة)

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ کو یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عادل نقل کیا ہے۔ (تاریخ یحییٰ بن معین ۱/۱۲۴، رقم الحدیث ۵۵۲، طبع جامعہ الازھر)

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث درست ہیں۔

(تھذیب التھذیب ۱/۵۴، طبع حیدر آباد)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ابوشیبہ کو منکر الحدیث کہنا کسی وجہ سے معتبر نہیں، خود اہلحدیث کے معتبر عالم مولانا محمد علی گوندھلوی صاحب اور زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یا کسی کا صرف ضعیف، متروک یا منکر الحدیث کہنے سے جرح مفسر (قابل قبول) نہیں ہوتی ہے۔ (خیر الکلام، صفحہ ۱۴)(رکعاتِ قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۵۶)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

(العلل الواردۃ فی الاحادیث ۲/۱۸۷، طبع دار طیبہ)

امام عبدالحسن بشہل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۲ھ) نے ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت لیں ہیں۔

(تاریخ الواسیط، صفحہ ۱۶۱،۲۲۲، طبع مکتبۃ العلوم والحکم المدینہ المنورہ)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابوشیبہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ۲/۳۶۴، طبع بدار ھجر)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے 20 رکعت مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

(البحر الرائق ۲/۸۱۱، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ناصر البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو صحیح کہا ہے۔

(صحیح ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۹۹۲، طبع ریاض)

جب یہ اس کے علاوہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت دوسری سند کے ساتھ منقول ہے اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر سند کے اپنی کتاب (تلخیص الحبیر ۲/۵۴، رقم الحدیث ۱۴۵، طبع مؤسوسۃ قرطبہ) یہی روایت نقل فرمائی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ مذکورہ روایت ضعیف ہے تب بھی اگر کوئی ضعیف روایت اگر دو طرق سے وارد ہو تو اُسے احتجاج کرنا درست نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ احتجاج قبول کی قسم ہے۔ (تدریب الراوی ۱/۱۴۰، طبع مکتبہ الکوثر)

محدثین اور فقہاء کا عمومی قاعدہ ہے اگر حدیث کی سند میں کوئی راوی ضعیف ہو لیکن حدیث کا مضمون ایسا ہو کہ خلفائے راشدین، جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین اور مذاہب اَربعہ یعنی پورا اُمت مسلمہ کا اس پر عمل لگاتار ہو (جس کو فقہاء کرام کی اصطلاح میں تعامل، اجماعِ عملی اور محدثین کی اصطلاح میں تلقی بالقبول کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں) تو وہ حدیث متواتر شمار ہوتی ہے اور وہ اپنے ثبوت کے لیے راویوں کی جانچ پڑتال کی محتاج نہیں ہوتی، لہٰذا ضعیف حدیث پر اُمت کا متواتر عمل ہو تو وہ حدیث تواتر شمار ہوگی اور اُس پر جرح کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی، چند حوالے ملاحظہ ہوں:

امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے (الکفایہ للخطیب، صفحہ ۳۲۴)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ سے (فتح المغیث ۲/۵۳۱، طبع دار المنہاج ریاض)

امام ابوبکر الجصاص رحمۃ اللہ علیہ سے (احکام القرآن ۲/۲۸، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ سے (روح المعانی ۲/۲۵، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے (تعقیبات السیوطی، صفحہ ۹۰، طبع دار مکۃ المکرمۃ)

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ سے (کتاب الروح صفحہ ۲۲، طبع دار علم الفوائد)

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ سے (فتح القدیر ۳/۵۶۴، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے (النکت ۱/۴۹۳، طبع دار الرایۃ)

اس حدیث کو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے والے چار محدث ہیں اور چاروں حضرات ثقہ ہیں، ملاحظہ ہو:

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (مصنف ابن ابی شیبہ) (تقریب التھذیب، صفحہ ۴۳۶)

علی بن جعد رحمۃ اللہ علیہ (المعجم الکبیر طبرانی) (سیر اعلام النبلاء للذہبی ۷/۹۰۵)

ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (مسند عبد بن حمید) (تقریب التھذیب، صفحہ ۵۶۴)

منصور بن ابی مزاحم رحمۃ اللہ علیہ (السنن الکبری للبیہقی) (تقریب التھذیب، صفحہ ۵۷۵)

ان ثقہ و عظیم محدثین کا ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیس رکعت نقل کرنے میں متفق ہونا قوی تائید ہے کہ یہ حدیث ثابت اور صحیح ہے ورنہ یہ ثقہ حضرات اس طرح متفق نہ ہوتے۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال خرج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذات لیلۃ فی رمضان فصلی بالناس أربعۃ وعشرون رکعۃ وأوتر بثلاثۃ۔

(تاریخ جرجان، باب حرف العین من أسمہ علی، رقم الحدیث ۵۵٦، طبع عالم الکتب بیروت)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کی ایک رات (گھر سے نکلے اور آپ ﷺ نے) لوگوں کو چوبیس رکعات (چار فرض، بیس تراویح) نماز پڑھائی اور تین رکعت وتر بھی پڑھائے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی فی

شهر رمضان عشرين ركعة والوتر. (جز من حديث أبي الحسن محمد بن طلحة النعالي، رقم الحديث ۳۳، طبع مخطوط نشر في برنامج جوامع الكلم المجاني التابع لموقع الشبكة الاسلامية)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

توثیق: یہ حدیث حسن درجہ کی ہے کیونکہ اس کے دونوں راوی ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(تهذيب التهذيب ۵/۵۴۲)(تاريخ بغداد ۲/۶۳)(سير اعلام النبلاء ۸/۲۳۹)(سنن دارقطني رقم الحديث ۲۷)
(العبر في خبر من غبر ۱/۲۳۲)(مجمع الزوائد ۹/۴۵۷)(تذكرة الحفاظ للذهبي ۱/۲۸۳)(سير اعلام النبلاء ۷/۱۲۵)(تهذيب التهذيب ۴/۴۲۶)(تهذيب الكمال للمزي ۸/۶۲۵)(طبقات الحفاظ للسيوطي ۱/۴۰)

أنه صلى الله عليه واله وسلم صلى بالناس عشرين ركعة ليلتين فلما كان في الليلة الثالثة أجتمع الناس فلم يخرج اليهم ثم قال من الغد خشيت ان تفرض عليكم فلا تطيقوها. (تلخيص الحبير ۲/۵۴، رقم الحديث ۱۲۵، طبع مؤسسة قرطبه)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو راتیں بیس رکعت نماز تراویح پڑھائی جب تیسری رات لوگ پھر جمع ہوئے تو آپ ﷺ ان کی طرف (حجرہ مبارک سے باہر) تشریف نہیں لائے، پھر صبح آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہوا کہ (نماز تراویح) تم پر فرض کردی جائے گی لیکن تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔

عن عائشة رضى الله عنها و ابي هريرة رضى الله عنه كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا دخل رمضان تغير لونه و كثرت صلاته وابتهل في الدعاء و أشفق منه. (شعب الايمان للبيهقي، باب فضائل شهر رمضان، رقم الحديث ۳۳۵۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رمضان کا مہینہ آتا تو آپ ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا اور آپ ﷺ کی نمازوں میں زیادتی ہو جاتی تھی اور دعا میں تضرّع و زاری بڑھ جاتی تھی اور آپ ﷺ اس (کی عظمت) کی وجہ سے ڈرا کرتے تھے۔

استدلال: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جن روایات میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان شریف میں بنسبت دوسرے مہینوں

کے زیادہ نماز پڑھتے تھے تو اس نماز سے مراد (بیس) تراویح کی نماز ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان شریف میں تراویح پڑھا کرتے تھے کہ اس وقت عرف میں تراویح کی تعبیر قیام رمضان کے ساتھ کرتے تھے (کیونکہ عام مہینوں کے دنوں میں تو آپ ﷺ صرف آٹھ رکعت تہجد پڑھا کرتے تھے جبکہ رمضان میں مذکورہ تائید کے مطابق عبادت و نماز میں زیادتی فرمادیتے تھے جوکہ بیس رکعت تراویح کی بہترین دلیل ہے۔

(فتاوی عزیزی، صفحہ ۴۸۴، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسنون تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی:

عن یحیی بن سعید أن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ أمر رجلا یصلی بھم عشرین رکعۃ۔ (مصنف ابن أبی شیبۃ، باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کو) بیس رکعات (تراویح) پڑھائے۔

عن یزید بن رومان أنہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلث وعشرین رکعت۔ (موطا امام مالک، باب ماجاء فی قیام رمضان)

حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیئس رکعات (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھا کرتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ماروی فی عدد رکعات قیام شھر رمضان) (شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۳۲۷۰) (مختصر قیام اللیل للمروزی، باب عدد الرکعات التی یقوم بھا الامام للناس فی رمضان) (معرفۃ السنن والأثار للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب قیام رمضان) (کتاب الصیام للفریابی، رقم الحدیث ۱۷۶) (شرح السنۃ للبغوی، باب قیام شھر رمضان وفضلہ) (فتح الباری ۴/۲۵۳، طبع دار المعرفۃ بیروت) (المغنی لابن قدامہ، مسألہ نمبر ۱۰۹۳، طبع قاھرۃ)

عن السائب بن یزید قال کنا ننصرف من القیام علی عھد عمر رضی اللہ عنہ وقد دنا فروع الفجر وکان القیام علی عھد عمر رضی اللہ عنہ ثلاثۃ وعشرین رکعۃ۔ (مصنف عبد الرزاق، باب قیام رمضان)

حضرت سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم (بشمول وتر) تئیس رکعات پڑھتے تھے۔

عن السائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضي الله عنه في شهر رمضان بعشرين ركعة. قال وكانوا يقرأون بالمئين وكانوا يتوكؤن على عصيهم في عهد عثمان رضي الله عنه من شدة القيام۔

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ما روي في عدد ركعات قيام شهر رمضان)

حضرت سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ) ماہ رمضان میں بیس رکعات (تراویح) پڑھتے تھے اور ان میں سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شدتِ قیام کی وجہ سے وہ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(كتاب الصيام للفريابي، رقم الحديث ۱۷۶)(مسند ابن الجعد، رقم الحديث ۲۹۲۶)(كتاب الصيام للفريابي، باب ما روى عن النبي ﷺ)(مسند ابن الجعد، رقم الحديث ۲۸۲۵)(خلاصة الاحكام للنووي، رقم الحديث ۱۹۶۲)(عمدة القاري، كتاب الاذان، باب صلوٰة الليل)(فتح الباري، باب فضل في قيام شهر رمضان)(الكافي لابن قدامة، كتاب الصلاة)(بداية المجتهد، الباب الخامس في قيام رمضان)(معرفة السنن والآثار للبيهقي، رقم الحديث ۵۴۰۹، طبع بيروت)

عن الحسن أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على أبي بن كعب رضي الله عنه في قيام رمضان فكان يصلي بهم عشرين ركعة. (سنن ابوداؤد، باب القنوت في الوتر)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کو) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع فرمایا، وہ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں بیس رکعت نماز تراویح پڑھاتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(فضائل رمضان لابن ابي الدنيا، رقم الحديث ۴۰، طبع دار السلف الرياض)(مختصر خلافيات للبيهقي ۲/۲۷۰، مسألة ۱۳۱)(مسند الفاروق للامام ابن كثير ۱/۲۵۲، طبع دار الفلاح التراث)(سير أعلام النبلاء للامام الذهبي، صفحه ۲۰۶، طبع موسسة الرسالة)

عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ أن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ امرہ ان یصلی باللیل فی رمضان فقال ان الناس یصومون النہار ولا یحسنون ان یقروا فلو قرات علیہم باللیل فقال یا امیر المؤمنین ھذا شئی لم یکن فقال قد علمت ولکنہ حسن فصلی بہم عشرین رکعۃ۔ (کنز العمال، رقم الحدیث ۲۳۴۷۱)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنہیں حکم دیا کہ رمضان میں رات کو نماز پڑھائیں (کیونکہ) لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اس لیے رات کو اچھی طرح قرأت نہیں کر سکتے، لہٰذا تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت اس چیز کا پہلے وجود نہیں تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں میں جانتا ہوں، مگر یہ بہت اچھا طریقہ ہے، چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(خلاصۃ الاحکام للنووی، باب استحباب قیام رمضان، رقم الحدیث ۱۹۶۱) (الأحادیث المختارۃ رقم الحدیث ۱۱۶۱)

قال عبید بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان عشرین رکعۃ یطیلون فیھا القرأۃ ویؤترون بثلاث۔

(مختصر قیام اللیل للمروزی، باب عدد الرکعات التی یقوم بھا الامام للناس فی رمضان)

حضرت عبید بن کعب القرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ) رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے جس میں لمبی قرأۃ کرتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

فاما قیام شھر رمضان فصلاۃ الی.....عشرون لانہ روی عن عمر رضی اللہ عنہ و کذلك یقومون بمکۃ و یؤترن بثلاث۔

(مختصر المزنی فی فروع الشافعیۃ، باب صلاۃ التطوع و القیام شھر رمضان)

اور رمضان میں قیام رمضان (یعنی تراویح) بیس رکعات اور تین رکعت وتر ہی پسندیدہ ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اہل مکہ سے منقول ہے۔

أن عمر رضی اللہ عنہ لما جمع الناس علی أبی بن کعب رضی اللہ عنہ وکان یصلی لھم عشرین رکعۃ۔ (المغنی لابن قدامہ، مسألہ نمبر ۱۰۹۵، طبع قاھرۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ) کو اس پر جمع کیا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اُنہیں بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

عن السائب بن یزید أن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمع الناس فی رمضان علی أبی بن کعب وتمیم الداری رضی اللہ عنہم علی إحدی وعشرین رکعۃ۔

(الاستذکار لابن عبد البر، باب ما جاء فی قیام رمضان)

حضرت سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ) کو حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں جمع کیا۔

عن یحیی بن سعید أن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ امر رجلا یصلی بھم عشرین رکعۃ۔ (الاستذکار لابن عبد البر، باب ما جاء فی قیام رمضان)

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کو) بیس رکعات (تراویح) پڑھائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسنون تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی:

عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عھد عمر بن الخطاب رضی اللہ فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ، قال وکانوا یقرأون بالمئین وکانوا یتوکؤن علی عصیھم فی عھد عثمان رضی اللہ عنہ من شدۃ القیام۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ما روی فی عدد رکعات قیام شھر رمضان)

حضرت سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ) ماہ رمضان میں بیس رکعات (تراویح) پڑھتے تھے اور ان میں سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شدت قیام کی وجہ سے وہ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(کتاب الصیام للفریابی،رقم الحدیث۱۴۶)(مسند ابن الجعد،رقم الحدیث۲۹۲۶)(کتاب الصیام للفریابی،باب ما روی عن النبی ﷺ)(مسند ابن الجعد،رقم الحدیث۲۸۲۵)(خلاصة الاحکام للنووی،رقم الحدیث۱۹۶۲)(عمدة القاری،کتاب الاذان،باب صلوٰة اللیل)(فتح الباری ،باب فضل فی قیام شهر رمضان)(الکافی لابن قدامة،کتاب الصلاة)(بدایة المجتهد،الباب الخامس فی قیام رمضان)(معرفة السنن والآثار للبیهقی،رقم الحدیث۵۴۰۹،طبع بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسنون تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی:

حدثنی زید بن علی عن أبیه عن جده عن علی رضی الله عنه أنه أمر الذی یصلی بالناس صلاة القیام فی شهر رمضان أن یصلی بهم عشرین رکعة یسلم فی کل رکعتین ویراوح مابین کل أربع رکعات.(مسند زید بن علی،باب قیام فی شهر رمضان)

امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے وہ اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے، ہر دو رکعت کے پر سلام پھیرے، ہر چار رکعت کے بعد آرام کا اتنا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہوکر وضو کرلے اور سب سے آخر میں وتر پڑھائے۔

عن أبی عبد الرحمن السلمی عن علَی رضی الله عنه قال دعا القرأة فی رمضان فأمر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة وکان علی رضی الله عنه یؤتر بهم.

(سنن الکبریٰ للبیهقی،باب ماروی فی عدد رکعات قیام شهر رمضان)

حضرت ابوعبدالرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعات (تراویح) پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(زجاجة المصابیح،باب قیام شهر رمضان)(عمدة القاری شرح صحیح بخاری،باب تحریض النبی ﷺ علی صلاة اللیل)(تحفة الاحوذی،باب ماجاء فی قیام شهر رمضان)

عن شتیر بن شکل وکان من أصحاب علی رضی اللہ عنہ أنہ کان یؤمھم فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ ویوتر بثلاث۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ماروی فی عدد رکعات قیام شھر رمضان)

حضرت شتیر بن شکل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے جبکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان میں بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبی شیبۃ، باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)(فضائل الأوقات للبیہقی، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شھر)

عن أبی الحسناء أن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ أمر رجلا أن یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعۃ۔ (مصنف ابن أبی شیبۃ، باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

حضرت ابو الحسناء رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں پانچ ترویحوں بیس رکعات (تراویح) پڑھانے کا حکم دیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ماروی فی عدد رکعات قیام شھر رمضان)(الشریعۃ للآجری، رقم الحدیث ۱۲۲۰، طبع دار الوطن ریاض السعودیۃ)(الابانۃ الکبری لابن بطۃ، باب ذکر أتباع علی بن طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۸۱)(الابانۃ الکبری لابن بطۃ، باب ذکر أتباع علی بن طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۸۲)(کنز العمال، الباب السابع فی صلاۃ النفل، رقم الحدیث ۲۳۴۷۴)(عمدۃ القاری، باب فضل من قام رمضان)(تحفۃ الاحوذی، باب ما جاء فی قیام شھر رمضان)

عن علی رضی اللہ عنہ أنہ أمر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ۔

(المغنی لابن قدامہ، مسألہ نمبر ۱۰۹۵، طبع قاھرۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اُنہوں نے ایک شخص کو رمضان میں حکم دیا کہ وہ بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

عن ابن الحسین عن علی رضی اللہ عنہ انہ امر رجلاً یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ۔ (الاستذکار لابن عبد البر ۱۵۸/۵، رقم الحدیث ۶۹۲۶، طبع قاھرۃ)

حضرت ابن حسین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اُنہوں نے ایک شخص کو رمضان میں حکم دیا کہ وہ بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

فائدہ: اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وھذا ھو الاختیار عندنا وباللہ توفیقنا۔

اور یہی (بیس رکعت تراویح) پسندیدہ ہے ہمارے نزدیک بھی، اللہ کی توفیق سے۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا معمول بیس رکعت تراویح پڑھانے کا تھا:

عن عبدالعزیز بن رفیع قال کان أبی بن کعب کان یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث۔ (مصنف ابن أبی شیبة، باب کم یصلی فی رمضان من رکعة)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ میں رمضان میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول بیس رکعت تراویح پڑھنے کا تھا:

عن زید بن وھب کان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنه یصلی بنا فی شھر رمضان فینصرف وعلیه لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعة ویؤتر بثلاث۔ (قیام اللیل للمزوری، عدد الرکعات التی یقوم بھا الامام للناس فی رمضان)

حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رمضان میں ہمیں تراویح پڑھاتے تھے اور گھر لوٹ جاتے تو ابھی رات باقی ہوتی تھی (حدیث کے راوی) حضرت الاعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ (رمضان میں) بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

عن اسماعیل بن عبد المالك كان سعید بن جبیر یؤمنا فی شھر رمضان فكان یقرأ بالقرأتین جمیعا یقرأ لیلة بقرأة بن مسعود رضی اللہ عنه.....
فكان یصلی خمس ترویحات۔ (مصنف عبدالرزاق، باب قیام رمضان)

حضرت اسماعیل بن عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے آپ دونوں قرأتیں پڑھتے تھے ایک رات حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأۃ، آپ رحمۃ اللہ علیہ پانچ ترویحے (بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عام معمول بیس تراویح پڑھنے کا تھا:

عن عطا بن أبي رباح ادركت الناس وهم يصلون ثلاثا وعشرين ركعة بالوتر.

(مصنف ابن أبي شيبة، باب كم يصلي في رمضان من ركعة)

حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم) کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے پایا ہے۔

عن ابراهيم النخعي أن الناس كانوا يصلون خمس ترويحات في رمضان.

(كتاب الاثار للامام أبي يوسف، باب سهو، رقم الحديث ۲۱۱)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم) رمضان میں پانچ ترویحے (بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

عن الحسن كانوا يصلون عشرين ركعة.

(فضائل رمضان لابن ابي الدنيا، باب القيام في شهر رمضان، رقم الحديث ۵۲)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم) تراویح کی بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

والمعروف القيام بعشرين ركعة في رمضان عن عمر و علي رضي الله عنهم وقال عطاء أدركت الناس يصلون ثلاثة وعشرين ركعة الوتر منها ثلاث.

(شرح البخاري لابن بطال، باب قيام الرسول ﷺ بالليل في رمضان وغيره)

بیس رکعت تراویح کا ثبوت حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی ہے، عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو تیئس رکعات پڑھتے ہوئے پایا ہے، ان میں بیس رکعت وتر بھی شامل ہیں۔

عن عطاء بن ابي رباح كانوا يصلون في شهر رمضان عشرين ركعة والوتر ثلاثا.

(فضائل رمضان لابن ابي الدنيا، رقم الحديث ۴۳، صفحه ۸۰، طبع دار السلف رياض)

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم) رمضان میں تراویح کی بیس رکعت اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

تابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا عام معمول بیس تراویح پڑھنے کا تھا:

عن أبي الخصيب قال كان يؤمنا سويد بن غفلة في رمضان فيصلي خمس ترويحات عشرين ركعة۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ماروی فی عدد رکعات قیام شہر رمضان)

حضرت ابوخصیب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ ماہ رمضان میں نماز تراویح پانچ ترویحوں (بیس رکعات) میں پڑھاتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(کتاب الکنی جزء من التاریخ الکبیر للبخاری، رقم الحدیث ۲۳۴)(فضائل الأوقات للبیہقی، باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شهر)

عن مالك عن داؤد بن الحصين أنه سمع الأعرج يقول ما أدركت الناس الا وهم يلعنون الكفرة في رمضان قال وكان القارى يقرأ سورة البقرة في ثمان ركعات فاذا قام بها في اثنتي عشرة ركعة رأى الناس أنه قد خفف۔

(موطا امام مالک، باب ماجاء فی قیام رمضان)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے داؤد بن حصین سے روایت کیا ہے اُنہوں نے حضرت اعرج رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں (تابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم) کو اس حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کیا کرتے تھے، اُنہوں نے فرمایا (نماز تراویح میں) قاری سورۃ بقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا اور جب باقی بارہ رکعتیں پڑھی جاتیں تو لوگ دیکھتے کہ امام اُنہیں ہلکی کر دیتا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المنتقی شرح موطا، باب ماجاء فی قیام رمضان)(کتاب الصیام للفریابی، رقم الحدیث ۱۸۱)
(الاستذکار لابن عبد البر، باب ماجاء فی قیام رمضان)

عن أبي البختري أنه كان يصلي خمس ترويحات في رمضان ويوتر بثلاث۔

(مصنف ابن أبي شيبة، باب كم يصلي في رمضان من ركعة)۔

حضرت ابو البختری رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں پانچ ترویحے (یعنی بیس رکعت تراویح) اور تین وتر پڑھتے تھے۔

كان سعيد بن جبير يصلي بنا في رمضان اربعة و عشرين ركعة وكان يؤتر بثلاث۔ (مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۲۲۶۲، طبع موسسة الرسالة بيروت)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں چوبیس رکعات (چار فرض اور بیس تراویح اور) تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

عن سعيد بن عبيد أن علي بن ربيعه كان يصلي بهم في رمضان خمس ترويحات ويؤتر بثلاث۔ (مصنف ابن أبي شيبة، باب كم يصلي في رمضان من ركعة)

حضرت سعید بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شک حضرت علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں پانچ ترویحے (بیس رکعت) اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

عن نافع قال كان ابن أبي مليكة يصلي بنا في رمضان عشرين ركعة۔

(مصنف ابن أبي شيبة، باب كم يصلي في رمضان من ركعة)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ابن ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں رمضان میں بیس تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

عن الحارث أنه كان يؤم الناس في رمضان بالليل بعشرين ركعة ويؤتر بثلاث۔

(مصنف ابن أبي شيبة، باب كم يصلي في رمضان من ركعة)

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں بیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

عن يونس بن عبيد..... سعيد بن ابي الحسن و مروان العبدي فكانوا يصلون بهم عشرين ركعة۔ (فضائل رمضان لابن ابي الدنيا، باب القيام في شهر رمضان، رقم الحديث ۵۰)

حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن ابی الحسن اور مروان عبدی رحمہم اللہ لوگوں (تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ) کو (رمضان میں) بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

عن يونس بن عبيد... سعيد بن ابي الحسن و مروان العبدي فكانوا يصلون بهم عشرين ركعة۔ (قيام رمضان المروزي، باب عدد الركعات التي يقوم بها الامام للناس في رمضان)

حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن ابی الحسن اور مروان عبدی رحمۃ اللہ علیہم لوگوں (تابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم) کو (رمضان میں) بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا اِجماع:

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

فانه قد ثبت أن أبي بن كعب رضي الله عنه كان يقوم بالناس عشرين ركعة في قيام رمضان ويؤتر بثلاث فرأى كثير من العلماء أن ذلك سنة لأنه أقامه بين المهاجرين والأنصار ولم ينكره منكر.

(مجموعه الفتاوىٰ ٢٢/٥٦، تنازع العلماء في مقدار القيام في رمضان)

یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم) کو بیس رکعات اور وتر تین رکعات پڑھایا کرتے تھے، اسی وجہ سے بہت سے اہل علم نے اسے (بیس رکعت تراویح کو) سنت قرار دیا ہے اور یہ اس لئے کہ اُنہوں نے یہ عمل مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں سرانجام دیا اور کسی (ایک صحابی رضی اللہ عنہ) نے بھی اس کا اِنکار نہیں کیا۔

علامہ علی بن سلطان محمد القاری (المعروف ملا علی قاری) رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

أجمع الصحابة على ان التراويح عشرون ركعة.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، باب قيام شهر رمضان، تحت الحديث ١٣٠٢)

تراویح کے بیس رکعت ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِجماع ہے۔

واكثر أهل العلم على ما روي عن عمر وعلي رضي الله عنهم وغيرهما من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة وهو قول سفيان الثوري وابن المبارك والشافعي وقال الشافعي وهكذا أدركت ببلدنا يصلون عشرين ركعة.

(مختصر الأحكام مستخرج الطوسي على جامع، باب ما جاء في قيام شهر رمضان)

اکثر اہل علم کا مؤقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، حضرت سفیان ثوری، حضرت عبداللہ بن مبارک اور

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ کو بیس رکعات پڑھتے دیکھا۔

امام عبداللہ بن احمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وهذا کالأجماع۔ (المغنی لابن قدامہ ۱/۴۵۶، طبع دار الفکر بیروت)

یعنی (بیس رکعت تراویح) پر اِجماع ہے۔

علامہ قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وقد عدوا ما وقع زمن عمر رضی اللہ عنہ کالاجماع۔

(ارشار الساری شرح بخاری، باب فضل فی قام رمضان)

علماء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تراویح (با قاعدہ بیس رکعت جماعت کے ساتھ) کو اِجماعی مسئلہ کی طرح شمار کیا ہے۔

فلما جمعهم عمر رضی اللہ عنہ علی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کان یصلی بهم عشرین رکعة ثم یؤتر بثلاث۔ (مجموعہ الفتاوی للعلامہ ابن تیمیہ ۲۲/۲۷۲، طبع السعودیہ)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کیا تو وہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

امام ابو محمد عبداللہ بن ابی زید عبدالرحمٰن القیر وانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وکان السلف الصالح یقومون فیه فی المساجد بعشرین رکعة۔

(متن الرسالة، صفحہ ۲۷، طبع المکتبة الثقافیة بیروت)

سلف صالحین کو ہم نے مساجد میں بیس رکعت (تراویح) ہی پڑھتے دیکھا۔

امام تقی الدین ابوبکر الحسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فجمعهم علی ابی رضی اللہ عنہ وواضب لهم عشرین رکعة واجمع الصحابة معه علی ذلك۔ (الکیفیات الاخیار، صفحہ ۳۱۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع فرمایا اور اُن کے لیے ہمیشہ

بیس رکعت تراویح مقرر فرمائی اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرلیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

تراویح کی بیس رکعت پڑھنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِجماع ثابت ہے تو یہ امر بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ تراویح کی نماز بیس رکعت ہے، اور اسی پر عمل کرنا چاہیے اور اسی لیے فقہاء کرام رحمہم اللہ اس بارے میں تاکید کرتے ہیں کہ تراویح کی نماز بیس رکعت پڑھنا چاہیے اور اکثر ایسے امورِ شرعیہ ہیں کہ ان کے بارے میں جس قدر شرعاً ہے وہ پہلے معلوم نہ تھی وہ تاکید اِجماع سے ثابت ہے اور اِجماع بھی شرعاً حجت ہے۔

(فتاوی عزیزی، صفحہ ۴۸۵، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

بیس رکعت تراویح پر اہل مکہ کا اِجماع:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

والامام الشافعي قال وهكذا أدركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة۔

(سنن ترمذی، باب ماجاء في قيام شهر رمضان)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ کو بیس رکعات پڑھتے دیکھا۔

قال (الامام) الشافعي وهكذا أدركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة۔

(شرح السنة للبغوي، باب قيام شهر رمضان وفضله)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ کو بیس رکعات پڑھتے دیکھا۔

بیس رکعت تراویح پر اہل مدینہ کا اِجماع:

عن داؤد بن قيس قال أدركت الناس بالمدينة في زمن عمر بن عبد العزيز وابان بن عثمان يصلون ستا وثلاثين ركعة ويوترون بثلاث۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب كم يصلي في رمضان من ركعة)

حضرت داؤد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں لوگوں کو چھتیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے پایا ہے۔

فائدہ: یہ کل چھتیس رکعت کیسے بنی؟ اس کی تفصیل کے متعلق وضاحت فرماتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

تشبیها بأهل مكة حيث كانوا يطوفون بين كل ترويحتين طوافا ويصلون ركعتيه ولا يطوفون بعد الخامسة فاراد أهل المدينة مساواتهم فجعلوا مكان كل طواف أربع ركعات. (الحاوی للفتاوٰی ۱/۳۳۶، طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

اہل مدینہ نے اہل مکہ کی مشابہت کے لئے چھتیس رکعات اختیار کر لیں کیونکہ اہل مکہ چار رکعت کے بعد طوافِ کعبہ کر لیتے تھے اور پانچویں ترویحہ کے بعد طواف نہیں کرتے تھے، پس اہل مدینہ طواف کی جگہ چار رکعت کے بعد چار رکعت (نفل) پڑھ لیتے تھے۔

قال بعض اهل علم انما فعل هذا اهل المدينة لانهم ارادوا مساواة اهل مكة فان اهل مكة يطوفون سبعاً بين كل ترويحتين فجعل اهل مدينة مكان كل سبع اربع ركعات وما كان عليه اصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اولى واحق ان يتبع. (المغنی لابن قدامة ۲/۲۰۶، طبع دار عالم الکتب ریاض)

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ اہل مدینہ نے کہا ہے کہ (مزید سولہ رکعت کا) عمل اس لیے کیا کہ اُنہوں نے اہل مکہ کی برابری کرنی چاہی تھی، کیوں کہ اہل مکہ ہر تراویح کے درمیان (کعبہ کے) سات چکر (یعنی طواف) کرتے تھے، پس اہل مدینہ ہر سات چکر کی جگہ چار رکعت نفل پڑھ لیتے تھے۔

فعل اهل المدينة فقال اصحابنا سببه ان اهل مكة كانوا يطوفون بين كل ترويحتين طوافا ويصلون ركعتين ولا يطوفون بعد الترويحة الخامسة فاراد اهل المدينة مساواتهم فجعلوا مكان كل طواف اربع ركعات فزادوا ست عشرة ركعة واوتروا بثلاث فصار المجموع و ثلاثين.

(کتاب المجموع شرح المھذب للنووی ۳/۵۲۷، طبع مکتبه الارشاد جدة السعودیة)

(امام مالک رحمہ اللہ) اور دیگر اہل مدینہ کا چھتیس رکعت پڑھنے کا سبب یہ ہے کہ اہل مکہ ہر دو ترویحوں کے درمیان یعنی چار رکعت کے بعد کعبہ کا طواف کرتے تھے اور دو رکعت طواف

کے پڑھتے تھے، جبکہ پانچویں تراویح کے بعد طواف نہیں کرتے تھے، لہٰذا اہل مدینہ اُن کے ساتھ برابری کے لیے ہر طواف کی جگہ چار رکعت (نفل) زائد پڑھنا مکرر کر لی اور سولہ رکعت کا اضافہ کر دیا اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

والجواب عما قاله مالك ان اهل مكة كانوا يطوفون بين كل ترويحتين ويصلون ركعتي الطواف ولا يطوفون بعد الترويحة الخامسة فاراد اهل المدينة مساواتهم فجعلوا مكان طواف اربع ركعات فزادوا ست عشرة ركعة وما كان عليه اصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم احق واولى ان يتبع.

(عمدة القاري شرح صحيح بخاري، طبع دار الكتب العلمية بيروت)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے (چھتیس رکعت) پڑھنے کا جواب یہ ہے کہ اہل مکہ ہر دو ترویحوں کے درمیان یعنی چار رکعت کے بعد کعبہ کا طواف کرتے تھے اور دو رکعت طواف کے پڑھتے تھے، جبکہ پانچویں تراویح کے بعد طواف نہیں کرتے تھے، لہٰذا اہل مدینہ اُن کے ساتھ برابری کے لیے ہر طواف کی جگہ چار رکعت (نفل) زائد پڑھنا مکرر کر لی اور سولہ رکعت کا اضافہ کر دیا اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اسی قسم کا مضمون امام سیوطی اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے، حوالہ ملاحظہ ہو:

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے (المصابیح فی صلاۃ التراویح، صفحہ ۲۳)

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ۳/ ۶۲۴)

جمہور علماء اُمت کا فیصلہ بیس رکعت تراویح ہی ہے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وأكثر أهل العلم على ماروى عن على وعمر وغيرهما من أصحاب النبي صلى الله عليه واله وسلم عشرين ركعة وهو قول سفيان الثوري وابن المبارك والشافعي وقال وهكذا أدركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة.

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان)

اکثر اہل علم کا مؤقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، حضرت سفیان ثوری، حضرت عبداللہ بن مبارک اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ کو بیس رکعات پڑھتے دیکھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ:

من هذه السنن سنن له قضاؤه ثم (التراويح) وهي عشرون ركعة يقوم بها في رمضان في جماعة ويوتر بعدها في الجماعة فان كان له تهجد جعل الوتر بعده.

(المقنع للامام احمد بن حنبل، صفحه ۳۲، طبع دار الكتب العلمية بيروت)

اور سنت یہ ہے کہ رمضان میں لوگ جماعت کے ساتھ بیس رکعات تراویح اور اس کے بعد وتر کی جماعت ہو اور اس کے بعد تہجد پڑھے جائیں۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ثم (التراويح) وهي عشرون ركعة يقوم بها في رمضان في جماعة ويوتر بعدها في الجماعة. (المقنع في فقه الامام احمد بن حنبل الشيباني، صفحه ۳۲، طبع بيروت)

پھر رمضان میں تراویح کی بیس رکعت جماعت کے ساتھ ہیں اور اس کے بعد تین وتر جماعت کے ساتھ ہیں۔

علامہ ابن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

وأما اكثر أهل العلم على فعلى عشرين ركعة يروى ذلك عمر وعلى رضى الله عنهم وغيرهما من أصحاب النبي صلى الله عليه واله وسلم وهو قول سفيان الثوري وابن المبارك والشافعي وأصحاب الرأى قال الشافعي وهكذا أدركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة. (شرح السنة، باب قيام شهر رمضان وفضله)

اکثر اہل علم کا مؤقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، حضرت سفیان ثوری، حضرت عبداللہ بن مبارک اور

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ کو بیس رکعات پڑھتے دیکھا۔

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وأن الصحيح ثلاث وعشرون۔ (الاستذکار لابن عبد البر ۵/۱۵۶، رقم الحدیث ۶۲۸۲)

اور صحیح یہی ہے کہ بیس تراویح اور تین وتر ہیں۔

علامہ محی الدین الدمشقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

أعلم أن صلاة التروايح سنة باتفاق العلماء وهى عشرون ركعة يسلم من كل ركعتين۔ (الاذکار للامام محی الدین الدمشقی الشافعی، صفحہ ۲۴۲، طبع بیروت)

باتفاق تمام علماءِ اُمت بیس تراویح کو سنت سمجھتے ہیں جن کی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا ہے۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قال ابن عبدالبر وهو قول جمهور العلماء وبه قال الكوفيون والشافعي واكثر الفقهاء وهو الصحيح عن كعب رضی الله عنه من غير خلاف من الصحابة۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ۵/۳۵۵، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح ہی جمہور علماء کا قول ہے یہ ہی اہل کوفہ حضرات اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر علماء فقہاء فرماتے ہیں اور یہ ہی صحیح ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی اختلاف نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

أعلم أن صلاة التروايح سنة باتفاق العلماء وهى عشرون ركعة يسلم من كل ركعتين۔ (الأذكار المنتخبة من كلام سيد الأبرار، باب أذكار صلاة التروايح، طبع دار البيان للتراث)

ہم تو یہی جانتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح پر تمام علماء کا اتفاق ہے جس میں ہر دو رکعت کے بعد سلام ہے۔

فصلاة التروايح سنة باجماع العلماء ومذهبنا أنها عشرون ركعة۔

(کتاب المجموع للنووی، باب فی مذاهب العلماء فی عدد ركعات التراويح، طبع مكتبة الارشاد)

اور نماز تراویح پر علماء کا اِجماع ہے اور یہی سب کا مذہب ہے کہ وہ بیس رکعت ہیں۔
علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وقیام شهر رمضان عشرون رکعة یعنی صلاة التروبح وهی سنة مؤکدة۔

(المغنی لابن قدامة، مسأله نمبر ۱۰۹۳، طبع قاهرة)

رمضان المبارک کی راتوں میں بیس رکعت تراویح پڑھنا ہی سنت مؤکدہ ہے۔
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

صلاة التراویح سنة النبی صلی الله علیه واله وسلم وهی عشرون رکعة۔

(غنیة الطالبین، صفحه ۸۶۲، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

تراویح سنت نبوی ﷺ ہے اور ان کی تعداد بیس رکعت ہے۔
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

التراویح وهی عشرون رکعة و کیفیتها مشهورة وهی سنة مؤکدة۔

(احیاء العلوم، کتاب أسرار الصلوة، الباب السابع، طبع رشیدیه)

تراویح بیس رکعات ہیں اور ان کی کیفیت مشہور ہے، تراویح سنت مؤکدہ ہے۔
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وعدده عشرون رکعة۔ (حجة الله البالغه ۲/۹۲، طبع دار الجیل)
اور قیام رمضان (تراویح) کی بیس رکعتیں ہیں۔

بیس رکعت تراویح پر اجماعِ اُمت:

والمختار عند احمد فیها عشرون رکعة وبهذا قال الثوری واستدل بأن عمر رضی الله عنه لما جمع الناس علی أبی کان یصلی بهم عشرین رکعة وروایة مالك عن یزید بن رومان (کما مر) وروایة علی رضی الله عنه (کما مر) ویقول وهذا کالاجماع وما کان علیه أصحاب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم أوفی وأحق أن یتبع۔ (المغنی لابن قدامه، مسئله ۲۲۰، وقیام شهر رمضان عشرون رکعة)

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پسندیدہ عمل بیس رکعات کا ہے اور حضرت امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ

بھی یہی کہتے ہیں اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کیا تو وہ بیس رکعات پڑھتے تھے، نیز حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایات سے ہے، (علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) یہ بمنزلہ اجماع کے ہے، نیز فرماتے ہیں کہ جس چیز پر حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمل پیرا رہے ہوں وہی اتباع کے لائق ہے۔

وبالأجماع الذي وقع في زمن عمر رضي الله عنه أخذ أبو حنيفة والنووي والشافعي وأحمد رحمهم الله تعالى والجمهور واختاره ابن عبد البر. (اتحاف السادة المتقين ۴/۴۲۲)

اور جو اجماع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (بیس تراویح پر) ہوا اسی کو امام ابوحنیفہ، امام نووی، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ حضرات اور جمہور علماء امت نے اپنایا اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو اپنایا ہے۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

والصحيح قول العامة لما روى أن عمر رضي الله عنه جمع أصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في شهر رمضان على أبي بن كعب رضي الله عنه فصلى بهم في كل لليلة عشرين ركعة ولم ينكر أحد عليه فيكون اجماعتهم على ذلك. (بدائع الصنائع، فصل في مقدار التراويح)

صحیح قول جمہور علماء کا ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ماہِ رمضان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع فرمایا تو اُنہوں نے ہر رات بیس رکعات پڑھائی اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا، اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہو گیا۔

علامہ دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

كان عليه عمل الصحابة رضي الله عنهم اجمعين و التابعين.

(الموسوعة الفقهية الكويتيه ۲۷/۱۴۱، طبع وزارة الاوقاف كويت)

اسی (بیس تراویح) پر صحابہ و تابعین کا عمل رہا تھا۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

وهي عشرون ركعة هو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً۔

(ردالمحتار ۲/۵۰۳، طبع دار علم الکتب)

جمہور کا قول بیس رکعت تراویح ہی ہے اور اس پر مشرق و مغرب (پوری دُنیا) میں عمل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی بیس رکعت تراویح کے ہی قائل ہیں:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ:

وأحب الي عشرون لأنه روى عن عمر رضي الله عنه وكذلك يقومون بمكة ويوترون بثلاث۔ (کتاب الأمام للامام شافعی، باب ما جاء في الوتر بركعة واحدة)

مجھے بیس رکعت تراویح پسند ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اہل مکہ سے منقول ہے اور تین رکعت وتر۔

قال الشافعي وأحب الي اذا كانوا جماعة أن يصلوا عشرين ركعة۔

(معرفة السنن والآثار للبیہقی ۲/۳۰۵، طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے بیس رکعت تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا محبوب ہے۔

امام عبدالحسن یحییٰ بن ابی الخیر بن سلیم الیمینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

قيام شهر رمضان وهو عشرون ركعة بعشر تسليمات بعد العشاء و اول من سنة النبي صلى الله عليه واله وسلم۔ (البيان في مذهب الامام شافعي ۲/۲۷۶، طبع دار المنهاج)

قیام رمضان (تراویح) بیس رکعت ہیں دس سلام کے ساتھ عشاء کی نماز کے بعد اور یہ اول سے نبی کریم ﷺ کی سنت چلی آرہی ہے۔

ائمہ اربعہ کا متفقہ مسلک:

فاختار مالك في احد قوليه و ابو حنيفة و الشافعي و احمد و داؤد القيام بعشرين ركعة سوى الوتر وذكر ابن القاسم عن مالك انه كان يستحسن ستاً و ثلاثين ركعة و الوتر ثلاث۔ (بداية المجتهد و نهاية المقتصد ۱/۲۱۰، طبع دار المعرفة بيروت)

امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام داؤد ظاہری رحمہم اللہ کا مذہب اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول

میں پسندیدہ مذہب وتر کے علاوہ بیس رکعت ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا قول نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ چھتیس رکعت اور تین وتر پسند کرتے تھے۔

لم يقل احد من الائمة الاربعة باقل من عشرين ركعة فى التراويح واليه ذهب جمهور الصحابة رضوان الله عنهم۔

(العرف الشذی سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان)

چاروں فقہاء کرام رحمہم اللہ میں سے کسی کا بھی بیس رکعت سے کم تراویح کا قول نہیں اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔

بیس رکعات تراویح کے مسنون ہونے پر عقلی دلیل:

بیس رکعت کی ایک حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن اور رات میں جو پانچ وقت کی نمازیں فرض کیں ہیں ان میں ہر دن ورات کے فرض و واجب کی تعداد بیس ہے، پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رمضان کے مہینے کی ہر رات میں تراویح کی بیس رکعتیں مقرر فرما کر رمضان کے ہر دن کی فضیلت و برتری کا حق ادا کرایا گیا اور بیس رکعات کی دوسری حکمت یہ ہے کہ رمضان المبارک کی فضیلت کو دو چند کرنے کا تقاضا یہ ہوا کہ اس کی ہر رات میں اس کی دوگنی تعداد مقرر کی جائے، جبکہ بعض فقہائے کرام رحمہم اللہ جو دن رات میں دس مؤکدہ سنتوں کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ رمضان کے مہینے کی فضیلت و برتری کو ظاہر کرنے کے لیے اس کے ہر دن میں اس کی دوگنی رکعتیں مقرر فرمائی گئی ہیں جو کہ بیس ہیں، چنانچہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وفی اتفاق الصحابة رضوان الله عليهم على تقدير التروايح بعشرين ركعة دليل على أن الوجبات فى اليوم والليلة عشرون ركعة و ذلك لا يكون الا اذا كان الوتر واجبا۔ (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاۃ، الفصل الاول فی عدد الرکعات)

تراویح کی بیس رکعت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا متفق ہونا اس اَمر کی دلیل ہے کہ دن ورات میں فرض و واجب نمازیں بیس رکعات ہیں اور یہ تعداد اسی وقت ہوگی جب کہ وتر کو واجب قرار دیا جائے گا۔

اوقاتِ نماز

وقت پر نماز ادا کرنا فرض ہے:

نماز کی سات شرطوں میں سے ایک شرط نماز کا وقت ہونا بھی ہے اگر نماز کے وقت سے پہلے کوئی شخص نماز پڑھ لے تو نماز نہ ہوگی اور وہ نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی اسی طرح اگر کوئی شخص وقت گزر جانے کے بعد نماز پڑھے گا تو قضاء ہو جائے گی اور قضاء کر کے پڑھنے کا گناہ ہوگا اس لیے ہر نماز اس کے وقت میں پڑھنی چاہیے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا۔ (سورۃ نساء۔آیت ۱۰۳)

بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ سأل رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم أیّ الاعمال أحب الی اللہ؟ قال الصلوۃ لوقتھا۔ (صحیح بخاری،باب فضل الصلوۃ لوقتھا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔

فرض نمازوں کے اجمالی اوقات:

عن بریدۃ عن أبیه عن النبی صلی اللہ علیه واله وسلم أن رجلا سأله عن وقت الصلوۃ فقال له صل معنا هذین یعنی الیومین فلما زالت الشمس أمر بلال فأقام الظهر ثم أمره فأقام العصر والشمس مرتفعة بیضاء نقیة ثم أمره فأقام المغرب حین غابت الشمس ثم أمره فأقام العشاء حین غاب الشفق ثم أمره فأقام الفجر حین طلع الفجر فلما أن کان الیوم الثانی أمره فأبرد بالظهر بها فأنعم أن بها وصلی العصر والشمس مرتفعة أخرها الذی کان وصلی المغرب قبل أن یغیب الشفق وصلی العشاء بعد ماذهب ثلث اللیل وصلی الفجر فأسفر بها قال أین السائل عن وقت الصلوۃ فقال

الرجل أنا یا رسول اللہ قال وقت صلاتکم بین ما رأیتم۔

(صحیح مسلم باب اوقات الصلوٰۃ الخمس) (سنن ابن ماجہ باب ابواب مواقیت الصلوٰۃ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا! آپ ﷺ نے فرمایا آج اور کل ہمارے ساتھ نماز پڑھو چنانچہ جب سورج ڈھلا تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان دے انہوں نے اذان دی پھر آپ ﷺ نے حکم دیا انہوں نے ظہر کی اقامت کہی پھر حکم دیا تو نماز عصر قائم فرمائی حالانکہ سورج بلند، سفید اور صاف تھا پھر حکم دیا مغرب کی نماز قائم کی جب سورج غروب ہوا پھر حکم دیا تو عشاء کی نماز قائم کی جونہی شفق ہوئی پھر آپ ﷺ نے جب طلوع فجر ہوئی تو اذان کا حکم دیا، دوسرے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں اذان ظہر دی آپ ﷺ نے ظہر خوب ٹھنڈے وقت میں پڑھی پھر عصر پڑھی جبکہ سورج بلند تھا لیکن کل کی نسبت عصر تاخیر سے پڑھی پھر مغرب پڑھی شفق غروب ہونے سے قبل اور عشاء پڑھی رات کا ایک تہائی حصہ گزرنے کے بعد اور فجر پڑھی خوب روشنی میں پھر آپ ﷺ نے فرمایا نماز کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے! اس شخص نے عرض کیا میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری نمازوں کے اوقات وہی ہیں جو تم نے دیکھ لیے یعنی ان اوقات کے درمیان تمہاری نمازوں کا وقت ہے۔

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال وقت الظهر مالم یحضر العصر ووقت العصر مالم تصفر الشمس ووقت المغرب مالم یسقط ثور الشفق ووقت العشاء الی نصف اللیل ووقت الفجر مالم تطلع الشمس۔ (صحیح مسلم باب اوقات الصلوٰۃ الخمس)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ظہر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک عصر کا وقت نہ شروع ہو جائے اور عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک سورج زرد نہ ہو جائے اور مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق کی تیزی

نہ جائے اور عشاء کا وقت آدھی رات تک اور فجر کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

عن عبد الله بن رافع انه سأل ابا هريرة رضي الله عنه عن وقت الصلوة فقال ابوهريرة انا اخبرك صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان مثليك والمغرب اذا غربت الشمس و العشاء مابينك وبين الليل وصل الصبح بغبش يعني الغلس. (موطا امام مالك باب وقوت الصلوة)

حضرت عبداللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے اوقات کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو جائے تو ظہر کی نماز ادا کرو اور جب یہ سایہ دوگنا ہو جائے تو عصر کی نماز ادا کرو اور غروب آفتاب پر مغرب جبکہ تہائی حصہ تک عشاء کا وقت ہے اور فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کرو۔

نمازوں کے مسنون اوقات:

نماز فجر کا مسنون وقت:

فجر کی نماز کو قدرے روشنی میں پڑھنا مسنون ہے۔

عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر. (سنن ترمذي باب ماجاء في الاسفار بالفجر)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فجر کی نماز کو خوب روشنی ہونے پر (اسفار میں) پڑھو کہ وہ تمہارے لئے بڑا ثواب ہے اور تمہارے بڑے ثوابوں سے بہت بڑا ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المعجم الكبير للطبراني برقم الحديث ۴۲۸۸)(سنن ابو داؤد باب في وقت الصبح)(مسند أبي داؤد طيالسي برقم الحديث ۱۰۰۱)(سنن نسائي باب التغليس في الفجر)(سنن دارمي باب الاسفار للفجر)(مصنف عبد الرزاق باب وقت الصبح)(مصنف ابن أبي شيبه باب من كان ينور بها ويسفر لا

یری به بأسا)(مسند شافعی،باب الأول فی مو اقیت الصلاۃ،رقم الحدیث۱۵۱)(مسند حمیدی،رقم الحدیث۴۱۳)(مسند ابن الجعد،رقم الحدیث۲۹۵۰)(مسند احمد،رقم الحدیث۱۵۸۱۹)(مسند احمد،رقم الحدیث۱۶۷۵۰)(مسند احمد،رقم الحدیث۱۶۷۶۹)(مسند عبد بن حمید،رقم الحدیث۴۲۲)(سنن ابن ماجه،باب وقت صلاۃ الفجر)(سنن طحاوی،باب الوقت الذی یصلی فیه الفجر أی وقت هو؟)(معجم لابن الأعرابی،رقم الحدیث۲۲۲۲)(صحیح ابن حبان،رقم الحدیث۱۴۹۰)(المعجم الأوسط للطبرانی،رقم الحدیث۳۲۱۹)(سنن الکبری للبیهقی، باب التعجیل بالصلوات فی اوائل الاوقات)(سنن الکبری للبیهقی،باب الاسفار بالفجر حتی یتبین طلوع الفجر)(معرفة السنن والآثار للبیهقی،رقم الحدیث۲۷۹۳)(شرح السنة للبغوی،باب تعجیل صلاۃ الفجر)

عن محمود بن لبید عن رجال من قومه من الانصار أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال ما أسفرتم بالصبح فانه أعظم بالاجر.(سنن نسائی،باب التغلیس فی الفجر)

حضرت محمود بن لبید انصار رضی اللہ عنہ جو کہ انصار میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم فجر کی نماز روشن کر کے پڑھو تو اس کا ثواب زیادہ ہے۔

عن بلال رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یا بلال أصبحوا بالصبح فأنه للاجر.(مسند البزار،رقم الحدیث۱۳۵۷)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! صبح کو روشن کرو کیونکہ صبح کو روشن کر کے نماز پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مسند الرویانی،رقم الحدیث۷۴۲)(معجم ابن الأعرابی،رقم الحدیث۱۲۱)

عن زید بن اسلم رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم أسفر بالفجر فانکم کلما أسفرتم کان أعظم للأجر.

(مصنف ابن أبی شیبه،باب من کان ینور بها ویسفر لا یری به بأسا)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فجر کی نماز کو روشنی میں ادا کرو کیونکہ تم اسے جتنا روشن کرو گے اس کا اجر اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله

وسلم أسفروا بصلاة الصبح فانه أعظم للأجر۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث۱۰۳۸۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! صبح کو روشن کرو کیونکہ صبح کو روشن کر کے نماز پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ:

عن جبير بن نفير قال صلى بنا معاوية رضي الله عنه الصبح بغلس فقال أبو الدرداء رضي الله عنه أسفروا بهذا الصلاة فانه أفقه لكم انما تريدون أن تخلوا بحوائجكم۔

(سنن طحاوی،باب وقت الفجر)(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان ينور بها ويسفر لا يرى به بأسا)

حضرت جبیر بن نفیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نماز کو روشن کر کے پڑھو، بیشک یہ تمہارے لیے زیادہ سمجھ کی بات ہے، تم چاہتے ہو کہ اپنی ضرورت کے لیے (جلدی) فارغ ہو جاؤ۔

عن علي بن ربيعه قال سمعت علياً رضي الله عنه يقول لمؤذنه أسفر اسفر۔

(مصنف عبد الرزاق،باب وقت الصبح)

حضرت علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ اپنے مؤذن کو فرماتے تھے سفیدی کر یعنی نماز صبح کے لیے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان ينور بها ويسفر لا يرى به بأسا)(سنن طحاوی،باب وقت الفجر)

عن عبد الرحمن بن يزيد قال كنا نصلي مع عبد الله بن مسعود رضي الله عنه فكان يسفر بصلاة الصبح۔(مصنف عبد الرزاق،باب وقت الصبح)

حضرت عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے وہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان ينور بها ويسفر لا يرى به بأسا)(سنن طحاوی،باب وقت الفجر)

عن عبد الرحمن بن الاسود أن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کان ینور بالفجر۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بھا ویسفر لا یری بہ بأسا)

حضرت عبدالرحمن بن اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صبح کی نماز روشنی میں ادا کیا کرتے تھے۔

عن زیاد بن المقطع قال رأیت الحسن بن علی رضی اللہ عنہ أسفر بالفجر جداً۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بھا ویسفر لا یری بہ بأسا)

حضرت زیاد بن مقطع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے فجر کی نماز خوب روشنی میں ادا کی۔

عن الأعمش قال کان أصحاب عبد اللہ رضی اللہ عنہ یسفرون بالفجر۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بھا ویسفر لا یری بہ بأسا)

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد فجر کی نماز روشنی میں ادا کیا کرتے تھے۔

عن الرکین الضبی قال سمعت تمیم بن حذلم وکان من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول نور نور بالصلاۃ۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بھا ویسفر لا یری بہ بأسا)

حضرت تمیم بن حذلم رضی اللہ عنہ جو کہ ایک صحابی ہیں فرمایا کرتے تھے کہ فجر کی نماز کے لیے روشنی ہونے دو، روشنی ہونے دو۔

عن عبید المکتب عن ابراھیم أنہ کان ینور بالفجر۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بھا ویسفر لا یری بہ بأسا)

حضرت عبید المکتب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فجر کی نماز کو روشنی میں ادا کیا کرتے تھے۔

عن بشر بن عروۃ قال سافرت مع علقمۃ فکان ینور بالصبح۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بھا ویسفر لا یری بہ بأسا)

حضرت بشر بن عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ کے ساتھ سفر کیا وہ فجر کی نماز کو روشنی میں پڑھا کرتے تھے۔

عن سوید بن غفلة یسفر بالفجر۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بہا ویسفر لا یری بہ بأسا)

حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فجر کی نماز کو روشنی میں پڑھا کرتے تھے۔

عن سعید بن جبیر أنه کان ینور بالفجر۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بہا ویسفر لا یری بہ بأسا)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فجر کی نماز روشنی میں ادا کیا کرتے تھے۔

عن عثمان بن أبی هند أن عمر بن عبد العزیز کان یسفر بالفجر۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بہا ویسفر لا یری بہ بأسا)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فجر کی نماز روشنی میں ادا کیا کرتے تھے۔

نماز فجر کو روشنی میں پڑھنے پر اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

عن ابراهیم قال ما أجمع أصحاب محمد صلی الله علیه واله وسلم علی شیء ما أجمعوا علی التنویر بالفجر۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان ینور بہا ویسفر لا یری بہ بأسا)(سنن طحاوی باب وقت الفجر)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کسی چیز پر اتنا اتفاقِ رائے نہیں ہے جتنا اتفاقِ رائے نمازِ فجر کے روشنی میں پڑھنے پر ہے۔

نماز ظہر کا مسنون وقت:

مسنون یہ ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں تاخیر سے پڑھنا کہ گرمی کی شدت تدرے کم ہو جائے اور سردیوں میں جلدی ادا کی جائے۔

عن أنس رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا کان الحر برد بالصلوة واذا کان البرد عجل۔ (سنن نسائی باب الابراد بالظهر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک یہ تھی کہ گرمیوں میں نماز تاخیر سے (یعنی گرمی کی شدت کم ہونے پر) پڑھتے اور سردیوں میں جلدی پڑھتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح بخاری باب الابراد بالظهر فی شدة الحر)(سنن طحاوی باب الوقت الذی یستحب أن یصل صلاة الظهر فیه)(صحیح ابن خزیمه باب التبرید بصلاة الجمعة فی شدة الحر)(سنن طحاوی باب الوقت الذی یستحب ان یصلی صلاة الظهر)(سنن الکبری للبیهقی باب یبرد بها اذا اشتد الحر)

عن أبی سعید رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ابردو بالظهر فان شدة الحر من فیح جهنم. (صحیح بخاری باب الابراد بالظهر فی شدة الحر)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز ظہر کو (گرمیوں میں) ٹھنڈا کرکے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند احمد رقم الحدیث ۱۱۳۹۰)(سنن ابن ماجه باب الابراد بالظهر فی شدة الحر)(مسند أبویعلی رقم الحدیث ۱۳۰۹)(سنن الکبری للبیهقی باب تأخیر الظهر فی شدة الحر)(مصنف ابن أبی شیبه باب من کان یبردبها ویقول الحر من فیح جهنم)

عن ابوهریرة رضی الله عنهم عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم انه قال اذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلاة فان شدة الحر من فیح جهنم.

(صحیح بخاری باب الابراد بالظهر فی شدة الحر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند شافعی باب الابراد بالظهر رقم الحدیث ۱۳۳)(سنن ابن ماجه باب الابراد بالظهر فی شدة الحر)(سنن ترمذی باب ما جاء فی تأخیر الظهر فی شدة الحر)(صحیح ابو عوانه باب ایجاب الابراد بصلاة الظهر فی الحر)(صحیح ابن حبان باب ذکر الوقت الذی یستحب فیه أداء صلاة الأولی)(شرح السنة للبغوی باب الابرد بالظهر فی شدة الحر)(صحیح مسلم باب استحباب الابراد بالظهر فی شدة الحر)(سنن ابوداؤد باب وقت صلاة الظهر)(سنن نسائی باب الابراد بالظهر)

عن أبی ذر رضی الله عنه قال اذن مؤذن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بالظهر فقال النبی صلی الله علیه واله وسلم أبرد أبرد أوقال انتظر انتظر

وقال شدة الحر من فيح جهنم فاذا اشتد الحر فابردوا عن الصلاة۔

(صحیح بخاری باب الابراد بالظهر فی السفر)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر یا فرمایا انتظار کر انتظار، اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے تو جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح بخاری باب الابراد بالظهر فی شدة الحر)(صحیح مسلم، باب استحباب الابراد بالظهر)

عن مغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم صلاة الظهر بالهجير ثم قال ان شدة الحر من فيح جهنم۔

(سنن طحاوی باب الوقت الذی یستحب أن یصلی صلاة الظهر)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دوپہر کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح ابن حبان باب ذکر الخبر الثانی یصرح بصحة ما ذکرناه رقم الحدیث ۱۵۰۵)(سنن ابن ماجه باب الابراد بالظهر فی شدة الحر)(سنن الکبری للبیهقی باب الدلیل علی أن خبر الابراد بها ناسخ)

عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أبردوا بالظهر۔ (سنن ابن ماجه ابواب مواقیت الصلاة)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کرو۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

عن أبي موسى رضي الله عنه قال أبردوا بالظهر۔ (سنن نسائی باب الابراد بالظهر)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

عن أبي موسى رضي الله عنه أنه كان يقول أبردوا بالصلاة۔

(مصنف ابن أبی شیبه باب من کان یبردبها ویقول الحر من فیح جهنم)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال الحر أو شدة الحر من فيح جهنم فأبردوا بالظهر ۔(مصنف ابن أبي شيبه باب من كان يبردبها ويقول الحر من فيح جهنم)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ ہے، پس ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔

عن منذر قال قال عمر رضي الله عنه أبردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم۔
(مصنف ابن أبي شيبه باب من كان يبردبها ويقول الحر من فيح جهنم)
حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ ہے۔

عن القاسم بن محمد بن أبي بكر أنه قال ما ادركت الناس الا وهم يصلون الظهر بعشي ۔(مصنف عبد الرزاق باب وقت الظهر)
حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت ہی میں پڑھتے دیکھا ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا دوٹوک فتوی:

وكان آخر الامرين من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الابرد۔(نيل الاوطار ۱/۳۰۲)
حضور ﷺ کا آخری عمل ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا تھا۔

نمازِ عصر کا مسنون وقت:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون في في صلاة الفجر وصلاة العصر ثم يعرج الذين باتوا فيكم فيسألهم وهو أعلم بهم كيف تركتم عبادي فيقولون تركناهم وهم يصلون وأتيناهم وهم يصلون۔
(صحيح بخاری باب فضل صلاة العصر)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آجایا کرتے ہیں، فرشتے ہر ایک رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی

نماز میں پھر وہ فرشتے آسمان پر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ تمہارا حال اُن سے زیادہ جانتا ہے کہ کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم اُن کو چھوڑ آئے ہیں نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا اُن کو ہم نے نماز پڑھتے۔

عن علی بن شیبان رضی اللہ عنه قال قدمنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم المدينة فكان يؤخر العصر مادامت الشمس بيضاءً نقية۔

(سنن ابو داؤد، باب وقت الصلوة العصر)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ عصر کی نماز کو مؤخر فرماتے جب تک سورج سفید اور ابھی صاف ہوتا۔

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنه أن النبی رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم قال.... فاذا صليتم العصر فأنه وقت الى أن تصفر الشمس۔

(صحیح مسلم، باب اوقات الصلوة الخمس)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز عصر پڑھو تو اس کا وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم قال انما مثلك ومثل اهل الكتاب كرجل استاجرا جراء فقال من يعمل لی غدوة الى نصف النهار على قيراط قيراط فعملت ايهود ثم قال من يعمل لی من نصف النهار الى صلوة العصر على قيراط قيراط فعملت انصاری ثم قال من يعمل لی من صلوة العصر الى ان تغيب الشمس على قيراطين قيراطين فانتم هم فغضب اليهود وانصاری فعالوا مالنا كنا اكثر عملا واقل عطاء فقال هل نقصت من حقكم شيئا فقالوا لا قال ذلك فضلی اوتيه من اشاء۔ (صحيح بخاری، كتاب الاجارة باب الاجارة الى صلاة العصر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری اور اہل

کتاب کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے چند مزدور بلا کرانہیں فرمایا کہ تم میں سے جو بھی دو پہر تک کام کرے گا تو ہر ایک کو ایک قیراط دوں گا، یہودیوں نے دو پہر تک مزدوری کی اور ایک قیراط پالیا، پھر اعلان کیا گیا کہ جو دو پہر سے عصر تک کام کرے گا تو ہر ایک مزدور کو ایک قیراط ملے گا، عصر تک گویا نصاریٰ نے کام کیا، اس کے بعد اعلان کیا کہ جس نے عصر سے غروبِ شمس تک کام کیا تو ہر ایک کو دو قیراط ملیں گے تو اس پر یہود و نصاریٰ ناراض ہوئے کہ اس کی کیا وجہ کہ ہم نے کام زیادہ وقت کیا، لیکن مزدوری کم، تو مالک نے کہا بھلا بتاؤ میں نے تمہاری مزدوری میں کچھ کمی کی؟ کہا نہیں تو فرمایا تو وہ میرا فضل ہے کہ جسے جتنا چاہوں عطا کروں۔

استدلال: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت عصر کے وقت سے زائد ہے کیونکہ زوال کے بعد ایک مثل تک کی بات مان لی جائے تو پھر عصر کا وقت ظہر سے زائد ہو جاتا ہے تو یہ حدیث مذکورہ کے خلاف ہو جائے گا، لہٰذا ثابت شدہ بات ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے اور ہمیشہ ظہر کے وقت سے کم رہتا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا منصفانہ فیصلہ:

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اول وقت کی فضیلت عام ہے یا مطلق ہے اور ابراد والی حدیث مخصوص عنہ البعض (خاص) اور مقید ہے، ایسے مواقع پر خاص عام پر اور مقید مطلق پر مقدم ہوا کرتی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب المواقیت، باب وقت العصر)

نمازِ مغرب کا مسنون وقت:

عن سلمة بن الاكوع رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يصلي المغرب اذا غربت الشمس وتوارت بالحجاب۔ (صحیح بخاری، باب وقت المغرب)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت ادا فرماتے جب کہ سورج غروب ہو جاتا تھا اور پردے کے پیچھے چھپ جاتا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح مسلم، باب بیان أن اول وقت المغرب) (سنن ترمذی، باب ما جاء فی وقت المغرب)

نمازِ عشاء کا مسنون وقت:

عن ابو هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لولا ان اشق على امتى لأمرتهم ان يؤخروا العشاء الى ثلث الليل اونصفه۔

(سنن ترمذی، باب تاخیر الصلوة العشاء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہوتا تو انہیں ضرور حکم دیتا کہ نماز عشاء کو رات کے ایک تہائی حصے یا نصف حصے تک مؤخر کریں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجه، باب وقت العشاء)(الزهد و الرقائق لابن المبارك، باب فضل ذكر الله عزوجل)(مصنف عبد الرزاق، باب وقت العشاء الآخرة)(مصنف ابن أبي شيبه، باب في العشاء الآخرة تعجيل او توخر)(سنن نسائی، باب مايستحب من تأخير العشاء)(مسند احمد، رقم الحديث ۷۴۰۶)(سنن ابن ماجه، باب وقت صلاة العشاء)(مسند البزار، رقم الحديث ۸۰۹۲)(مسند ابو يعلى، رقم الحديث ۶۵۷۶)(صحيح ابن حبان، باب ذكر الوقت الذى كان يستحب المصطفى ﷺ)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۶۱۱)(شرح السنة للبغوی، باب تأخير العشاء)

عن نافع بن جبير قال كتب عمر رضى الله عنه الى أبي موسى رضى الله عنه وصل العشاء أي الليل شئت ولا تغفلها۔ (سنن طحاوی، باب مواقيت الصلاة)

حضرت نافع بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ عشاء کی نماز رات کے جس حصہ میں چاہو پڑھو مگر اس میں (زیادہ) تاخیر نہ کرو۔

نمازِ وتر کا مسنون وقت:

وتر کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک رہتا ہے، اگر تہجد کی نماز پڑھنے کا پختہ اِرادہ ہے اور عادت بھی پختہ ہے تو نمازِ تہجد کے بعد وتر پڑھنا افضل ہے ورنہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا چاہیے۔

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من خاف ألا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، ومن طمع أن يقوم آخره

فلیوتر آخر اللیل، فان صلوٰۃ آخر اللیل مشهودة وذلك أفضل۔

(صحیح مسلم، باب ما خاف ان لا یقوم من آخر اللیل فلیوتر اوله)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے رات کے آخر حصہ میں آنکھ نہ کھلنے کا ڈر ہو اسے وتر پڑھ کر سونا چاہیے اور جسے اُٹھ جانے کا یقین ہو وہ رات کے آخر حصہ میں وتر پڑھے کیونکہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ وقت افضل ہے۔

عن علی رضی اللہ عنه قال أوتر رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم من أول اللیل وآخره وأوسطه فانتهی وتره الی السحر۔ (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۱۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وتر پڑھو رات کے اول حصہ میں، یا آخری حصہ میں، یا درمیانی حصہ میں اور (طلوع) سحر پر اس کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

بلاعذر دو نمازوں کو اکٹھا کرکے پڑھنا جائز نہیں:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا۔ (سورۃ نساء، آیت ۱۰۳)

مسلمانوں پر نماز فرض ہے اپنے وقت میں۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ، الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ (سورۃ الماعون، آیت ۵،۴)

خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۴۳)

نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

استدلال: قرآن کریم نے کہیں بھی نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ہر جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور ظاہر ہے نماز قائم کرنے سے مراد یہی ہے کہ نماز صحیح طریقے پر صحیح وقت میں پڑھی جائے، اور دوسرا یہ کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع تب ہی کر سکے گا جب نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور ظاہر ہے جماعت کی نماز جہاں بھی ہوگی اور جتنی بھی تاخیر سے ہوگی تب بھی اُس موجودہ نماز کے وقت کے اندر اندر ہوگی۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه قال سألت النبی صلی اللہ علیه واله وسلم أی الاعمال أحب الی اللہ قال الصلوٰۃ لوقتها۔ (صحیح بخاری، باب فضل الصلوٰۃ لوقتها)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ افضل عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔

عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم خمس صلوات افترضهن الله تعالى من أحسن وضوء وصلاهن لوقتهن وأتم ركوعهن وخشوعهن كانه له على الله عهد ان يغفر له.

(سنن ابوداؤد، باب فی المحافظة علی وقت الصلوات)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں ہیں (جو مسلمان) ان کا اچھی طرح وضو کرے اور انہیں وقت پر ادا کرے اور ان کا رکوع پورا کرے اور ان کو خشوع وخضوع سے ادا کرے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے عہد کرلیا ہے کہ اسے ضرور بخشے گا۔

عن علی رضی الله عنه أن النبی صلى الله عليه واله وسلم قال يا علی ثلث لا تؤخرها الصلوة اذا أتت والجنازة اذا حضرت والايم اذا وجدت لها كفواً.

(سنن ترمذی، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا اے علی! تین چیزوں میں دیر مت لگاؤ، نماز جب اس کا وقت آجائے اور جنازہ جب تیار ہو، لڑکی جب اس کا جوڑ مل جائے۔

عن أنس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم تلك صلوة المنافق يجلس ويرقب الشمس حتى اذا اصفرت وكانت بين قرنی الشيطن قام فنقر أربعاً لا يذكر الله الا قليلاً. (سنن نسائی، باب التشديد فی تاخير العصر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہے یہاں تک کہ جب زرد ہو جائے اور سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاوے تو چار چونچ مارے جن میں رب کا ذکر تھوڑا کرے۔

عن عبد الله رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم

یصلی الصلاۃ لوقتھا الا یجمع وعرفات۔(سنن نسائی،باب الجمع بین الظھر والعصر بعرفۃ)
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وقت پر پڑھتے تھے سوائے مزدلفہ اور عرفات کے موقع پر۔

عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلی صلاۃ بغیر میقاتھا الا صلٰوتین جمع بین المغرب والعشآء وصلی الفجر قبل میقاتھا۔(صحیح بخاری،باب من یصلی الفجر بجمع)
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز کے اصلی وقت کے بغیر کوئی نماز ادا کی ہو، ہاں دو نمازیں کہ موسم حج میں آپ ﷺ مغرب وعشاء کو جمع فرماتے اور فجر کو معمول کے وقت سے کچھ پہلے ادا فرماتے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلی صلاۃ الا لوقتھا الا أنہ جمع بین الظھور والعصر بعرفۃ والمغرب والعشاء بجمع۔
(سنن طحاوی،باب الجمع بین الصلاتین کیف ھو؟)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نماز وقت پر پڑھتے تھے سوائے اس کے کہ آپ ﷺ نے ظہر اور عصر کو عرفہ میں اور مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھا۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مصنف عبدالرزاق،باب الجمع بین الصلاتین فی السفر)(صحیح مسلم،باب کراھیۃ تأخیر الصلاۃ عن وقتھا المختار)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من جمع بین صلاتین من غیر عذر فقد أتی باباً من أبواب الکبائر۔(سنن ترمذی،باب ما جاء فی الجمع بین الصلاتین فی الحضر)(المستدرک للحاکم،رقم الحدیث ۱۰۲۲)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو نمازوں کو ایک وقت میں بغیر عذر جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ:

عن أبي موسى رضي الله عنه قال الجمع الصلاتين من غير عذر من الكبائر.

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كره الجمع بين الصلاتين)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

عن أبي العالية أن عمر رضي الله عنه كتب الى أبي موسى وأعلم أن جمعا بين الصلاتين من الكبائر الا من عذر. (مصنف عبدالرزاق،باب الجمع بين الصلاتين في السفر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ دو نمازوں کو ایک وقت میں بغیر عذر جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه كتب في الآفاق ينهاهم أن يجمعوا بين الصلاتين ويخبرهم أن الجمع بين الصلاتين في وقت واحد كبيرة من الكبائر.

(موطا امام محمد،باب الجمع بين الصلاتين في السفر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمالِ حکومت کو لکھ کر بھیجا کہ وہ لوگوں کو دو نمازوں کے جمع کرنے سے روکیں اور سب کو آگاہ کریں کہ ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

كتب عمر بن الخطاب رضي الله عنه الى عامل له ثلاث من الكبائر الجمع بين الصلاتين الا في عذر والفرار من الزحف والنهبى.

(سنن الكبرىٰ للبيهقي،باب ذكر الأثر في أن الجمع من غير عذر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمالِ حکومت کو لکھ کر بھیجا کہ تین گناہ بہت بڑے ہیں، بلا عذر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا، میدانِ جنگ سے بھاگنا اور کسی کی چیز کو چھیننا۔

عن أيوب عن ابو العالية أنه كان يصلي في السفر كل صلاة لوقتها.

(مصنف عبدالرزاق،باب الجمع بين الصلاتين في السفر)

حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ سفر میں ہر نماز وقت پر پڑھا کرتے تھے۔

عن الحسن أنه كان يقول صلوا كل صلا ة لوقتها.

(مصنف عبد الرزاق باب الجمع بين الصلاتين في السفر)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ ہر نماز کو اس کے وقت میں ہی ادا کرو۔

حالتِ مجبوری میں دو نمازوں کو کس صورت جمع کرنا جائز ہے:

عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في السفر يؤخر الظهر يقدم العصر ويؤخر المغرب ويقدم العشاء.

(سنن طحاوی باب الجمع بين الصلاتين كيف هو؟)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں نمازِ ظہر کو تاخیر سے اور عصر کو جلدی ادا فرماتے اور اسی طرح نمازِ مغرب کو تاخیر سے اور نمازِ عشاء کو جلدی ادا فرماتے تھے۔

عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه واله وسلم اذا عجل عليه السفر يؤخر الظهر الى أول وقت العصر فيجمع بينهما ويؤخر المغرب حتى يجمع بينها وبين العشاء حين يغيب الشفق. (صحيح مسلم باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر نبی اکرم ﷺ کو سفر کی جلدی ہوتی تو آپ ﷺ ظہر کو عصر کے ابتدائی وقت تک مؤخر کرتے اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے، اسی طرح غروب شفق تک مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے۔

عن أبي قتادة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ليس في النوم تفريط انما التفريط في اليقظة بأن يؤخر صلاة الى وقت أخرى.

(سنن طحاوی باب الجمع بين الصلاتين كيف هو؟)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیند میں تفریط نہیں، تفریط بیداری میں ہے کہ ایک نماز کو مؤخر کر کے دوسری نماز کے وقت تک لے جایا جائے۔

عن طاؤس عن ابن عباس رضي الله عنه قال لا يفوت صلاة حتى يجئي وقت الاخرى. (سنن طحاوی باب الجمع بين الصلاتين كيف هو؟)

حضرت طاؤس ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز اس وقت فوت ہوتی ہے جب دوسری نماز کا وقت آ جائے۔

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال استصرخ علی صفیة وھو فی سفر فسار حتی اذا غابت الشمس قیل له الصلاة فسار حتی اذا کادیغیب الشفق نزل فصلی المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق صلی العشاء ثم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم اذا نابته حاجة صنع ھکذا۔

(سنن دار قطنی، باب الجمع بین الصلاتین فی السفر)

حضرت نافع ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی اہلیہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کی اطلاع ملی، وہ اس وقت سفر کی حالت میں تھے تو اُنہوں نے رفتار تیز کر دی، جب سورج غروب ہو گیا تو ان سے نماز کے لیے کہا گیا لیکن وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب شفق غروب ہونے کے قریب تھی تو اُنہوں نے پڑاؤ کیا اور مغرب کی نماز ادا کی، پھر وہ انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ شفق غروب ہو گئی تو اُنہوں نے عشاء کی نماز ادا کی، پھر اُنہوں نے ہمیں یہ بات بتائی کہ نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی کام ہوتا تھا تو آپ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

عن عاصم عن أبي عثمان قال وفدت أنا وسعد بن مالك رضی اللہ عنه ونحن نبادر للحج فكنا نجمع بين الظهر والعصر نقدم من هذه ونؤخر من هذه۔

(سنن طحاوی، باب الجمع بین الصلاتین کیف ھو؟)

حضرت عاصم احول ؒ نے ابو عثمان ؒ سے نقل کیا ہے کہ میں اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اکٹھا حج کا سفر کیا ہم جلدی جا رہے تھے ہم ظہر و عصر کو جمع کرتے یعنی ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کر کے پڑھتے تھے۔

عن عبد الرحمن بن يزيد يقول صحبت عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنه في حجة فكان يؤخر الظهر ويعجل العصر ويؤخر المغرب ويعجل العشاء۔

(سنن طحاوی، باب الجمع بین الصلاتین کیف ھو؟)

حضرت عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا وہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کر کے پڑھتے تھے اسی طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی پڑھتے تھے۔

نمازوں کے مکروہ اوقات:

فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک طلوع آفتاب کے تقریبا (15) منٹ تک اور نصف النہار کے وقت (جو کہ تقریبا 20 منٹ ہوتا ہے) اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

عن عمرو بن عبسة السلمی رضی الله عنه وفیه فقلت یا نبی الله صلی الله علیه واله وسلم اخبرنی عما علمك الله واجهله اخبرنی عن الصّلوٰة قال صل صلوٰة الصبح ثم اقصر عن الصلوٰة حتی تطلع الشمس حتی ترفع فانها تطلع حین تطلع بین قرنی شیطن وحینئذٍ یسجدلها الکفار ثم صل الصلوٰة مشهودة محصورة حتی یستقل الظل بالرمح ثم اقصر عن الصلوٰة فان حینئذٍ تسجر جهنم فاذا اقبل الفیئ فصل فان الصلوٰة مشهودة محضورة حتی تصل العصر ثم اقصر عن الصلوٰة حتی تغرب الشمس فانها تغرب بین قرنی شیطن وحینئذٍ یسجدلها الکفار ۔(صحیح مسلم، باب اسلام عمرو بن عبسة)

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے ایسی چیز بتلایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بتائی ہو اور مجھے معلوم نہ ہو خاص طور پر نماز کے متعلق بتلایئے آپ ﷺ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ کر کسی اور نماز سے رکے رہو یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو جائے کیونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت سورج پرست کفار اسے سجدہ کرتے ہیں جب سورج کچھ بلند ہو جائے تو پھر نماز پڑھو کیونکہ ہر نماز بارگاہ الٰہی میں پیش کی جاتی ہے البتہ جب نیزہ بے سایہ ہو جائے (نصف النہار کے وقت) تو نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ جہنم کے دہکانے کا وقت ہے اور جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو پھر نماز پڑھو کیونکہ ہر نماز اللہ تعالیٰ کے حضور پیش

کی جاتی ہے جب عصر کی نماز پڑھ چکو تو پھر دوسری کسی نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت سورج پرست کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه يقول سمعت علي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول لاصلوة بعد الصبح حتى ترفع الشمس ولا صلوة بعد العصر حتى تغيب الشمس۔ (صحیح بخاری،باب لا تتحری الصلوۃ قبل غروب الشمس)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس۔

(سنن ترمذی،باب ما جاء في اعادتها بعد طلوع الشمس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے فجر کی دو رکعتیں (سنت موکدہ) نہ پڑھی ہوں تو وہ انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔

عن ابن عمر رضي الله عنه قال سمعت النبي صلى الله عليه واله وسلم يقول اذا دخل أحدكم المسجد والامام على المنبر فلا صلوة ولا كلام حتى يفرح الامام۔ (مجمع الزوائد،باب فيمن يدخل المسجد والامام يخطب)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام منبر پر ہو تو نہ کوئی نماز جائز ہے اور نہ بات چیت یہاں تک کہ امام فارغ ہو جائے۔

عن عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه يقول ثلث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ينهانا ان نصلي فيهن أوان نقبر فيهن موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين

تضیف الشمس للغروب حتی تغرب۔(صحیح مسلم،باب الاوقات التی نہی عن الصلوۃ فیہا)
حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے یا مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا ہے: 1۔جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے 2۔عین زوال کے وقت جب تک کہ سورج ڈھل جائے 3۔جب سورج غروب کے قریب ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

صبح صادق کے بعد سنتوں کے علاوہ نوافل پڑھنا منع ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لا صلاۃ بعد الفجر الا سجدتین۔(صحیح مسلم،باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر)

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ترمذی،باب ماجاء فی لا صلاۃ بعد طلوع الفجر الا رکعتین)(سنن ابوداؤد،باب من رخص فیہما اذا کانت الشمس مرتفعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلوع فجر کے بعد سوائے دو سنتوں کے کوئی نماز نہیں۔

مغرب کی فرض نماز سے پہلے کوئی نفل نماز پڑھنا منع ہے:

عن طاؤس قال سئل ابن عمر رضی اللہ عنہ عن الرکعتین قبل المغرب فقال ما رأیت أحداً علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلیہما۔

(سنن ابو داؤد،باب الصلاۃ قبل المغرب)

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کسی کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب من جعل قبل صلاۃ المغرب رکعتین)(مختصر قیام اللیل وقیام رمضان و کتاب الوتر للمروزی،باب ذکر من لم یر کعہما عن النخعی)(مسند عبد بن حمید رقم الحدیث ۸۰۳)(الکنی والأسماء للدولابی،رقم الحدیث ۱۱۳۲،طبع دار ابن حزم)

عن عبد الله بن بريدة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان عند كل أذانين ركعتين ما خلا صلاة المغرب.

(سنن دار قطني باب الحث على الركوع بين الأذانين في كل صلاة)

حضرت عبداللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مغرب کے علاوہ ہر اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت (نفل) ادا کی جائیں گی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الكبرى للبيهقي باب من جعل قبل صلاة المغرب ركعتين)(الأحكام الكبرى للخراط، باب بين كل أذانين صلاة)

عن جابر عبد الله رضى الله عنه قال سألنا نساء هل رأيتن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يصلي ركعتين قبل المغرب؟فقلن لا.

(مسند الشاميين للطبراني ۲/۲۱۲، رقم الحديث ۱۱۰۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی ایک بیوی (اُمہات المومنین رضی اللہ عنہا) نے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے دیکھا؟ تو اُنہوں نے کہا نہیں۔

حدثنا حماد بن سليمان أنه سأل ابراهيم النخعي عن الصلاة قبل المغرب، قال فنهى عنها، وقال أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وأبا بكر و عمر رضى الله عنهم لم يكونوا يصلونها. (كتاب الآثار لمحمد بن الشيباني باب المواقيت الصلاة)

حضرت حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا ایسا مت کرو، اور فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے انہیں کبھی نہیں پڑھا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق باب الركعتين قبل المغرب)(سنن طحاوي باب بيان مشكل ماروي عن رسول الله ﷺ).

وضو کا بیان

عن مصعب بن سعد رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم (وفیه) لا تقبل صلاة بغیر طهور. (صحیح مسلم، باب وجوب الطهارة)

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طہارت (یعنی وضو) کے بغیر نماز نہیں۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه یقول قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لا تقبل صلاة من أحدث حتی یتوضأ. (صحیح بخاری، باب لا تقبل صلاة بغیر طهور)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے وضو کی نماز قبول نہیں یہاں تک کہ وضو نہ کر لے۔

کثرت سے وضو کرنے کی فضیلت:

عن نعیم المجمر قال رقیت مع أبی هریرة رضی الله عنه علی ظهر المسجد فتوضأ فقال انی سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول ان أمتی یدعون یوم القیامة غراً محجلین من أثار الوضوء. (صحیح بخاری، باب فضل الوضوء)

حضرت نعیم مجمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد کی چھت پر چڑھا آپ رضی اللہ عنہ نے وضو کر کے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن میری اُمت اس حال میں لائی جائے گی کہ اس کے اعضاء وضو روشن چمکدار ہوں گے۔

وضو کے فرائض:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ. (سورة المائدة، آیت ٦)

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہرے کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لیا کرو اور اپنے سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں دھو لیا کرو۔

وضو کا مسنون طریقہ:

نیتِ وضو:

عن عمر رضی اللہ عنہ علی المنبر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول انما الأعمال بالنیات۔(صحیح بخاری،باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ)
حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر فرمارہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمام اعمال کا دارومدار صحیح نیت پر ہے۔

وضو میں نیت فرض نہیں بلکہ سنت ہے:

وضو میں نیت فرض نہیں بلکہ سنت ہے کیونکہ پانی کو خودبخود پاک کرنے والا قرار دیا گیا ہے ہاں مگر بغیر نیت کے وضو کا ثواب نہ ملے گا۔

دلیل نمبر ۱: وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا۔(سورۃ الفرقان،آیت ۴۸)
اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کو پاکی کے لئے اُتارا۔

دلیل نمبر ۲: ان اللہ تعالیٰ أمر فی آیۃ(سورۃ المائدۃ،آیت ۶)الوضوء بغسل الأعضاء الثلاثۃ ومسح الرأس ولم یزد علیھا،فلو کانت النیۃ شرطاً لذکرھا۔
اس آیت میں اللہ تعالیٰ وضو کے اعضاء کو تین بار دھونے کا فرمارہے ہیں اور سر کے مسح کا حکم فرمارہے ہیں اور اس سے زیادہ اور کچھ نہیں فرمایا،اگر نیت بھی شرط ہوتی تو اسے بھی ضرور ذکر کیا جاتا۔

دلیل نمبر ۳: عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أنتوضأ من بئر بضاعۃ.....فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان الماء طھور لا ینجسہ شئی۔(مصنف ابن أبی شیبہ،باب من قال الماء طھور)
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہم بضاعہ کے کنواں سے وضو کرلیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانی پاک کرنے والا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

دلیل نمبر ۴: عن انس رضی اللہ عنہ قال خرج عمر متقلداالسیف فقیل لہ

....فقالت له أخته انك رجس ولا يمسه الا المطهرون فقم فاغتسل أو توضأ فقام عمر فتوضأ ثم أخذ الكتاب فقرأطه۔

(المستدرك للحاكم،باب ذكر فاطمة بنت خطاب،رقم الحديث،٦٨٩٧)(سنن دار قطنی،باب فی نهی المحدث عن مس القرآن)(سنن الكبرى للبيهقی،باب نهی المحدث عن مس المصحف)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے قصہ میں ہے کہ اُنہوں نے اپنی بہن کے حکم پر بغرض پاکی وضو یا غسل کیا پھر اوراقِ قرآنی ہاتھ میں لئے اوران کی تلاوت کی ،اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ حالتِ کفر میں تھے اور حالتِ کفر میں نیت کی بھی جائے تو معتبر نہیں۔

دلیل نمبر۵: فقال یا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم انا نركب البحر و نحمل معنا القليل من الماء فان توضانا به عطشنا افنتوضا من البحر فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم هو الطهور ماءه والحل ميتته۔

(سنن ترمذی،باب ماجاء فی ماء البحر أنه طهور)

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی رکھتے ہیں ،اگر اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں ،کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

دلیل نمبر۶: قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لا انما يكفيك أن تحثى على رأسك ثلاث حثيات ثم تفيضين عليك الماء فتطهرين۔

(صحیح مسلم،باب حكم ضفائر المغتسلة)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لیے تین چلو بھر کر اپنے سر پر ڈال لینا کافی ہے، پھر اپنے پورے بدن پر پانی بہانے سے تو پاک ہو جائے گی۔

نوٹ: یاد رہے نماز روزہ، حج وزکوٰۃ وغیرہ عبادت مقصودہ میں اصل مقصد ثواب ہے اس لئے بغیر نیت کے یہ عبادات ادا نہ ہوں گی ، وہاں نیت فرض ہوگی۔

وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا:

عن أبي هريرة وابن مسعود وابن عمر رضي الله عنهم من النبي صلى الله عليه

واله وسلم قال من توضأ وذكر اسم الله فانه يطهر جسده كله ومن توضأ ولم يذكر سم الله لم يطهر الا موضع الوضوء.

(سنن الكبرىٰ للبيهقى باب التسمته على الوضوء)(سنن دار قطنى باب التسميه على الوضوء)

حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام لیا تو گویا اس نے پورے جسم کو پاک کر لیا اور جس نے وضو کیا لیکن اللہ کا نام نہ لیا تو اس کا وضو صرف اس کے اعضاءِ وضو کو پاک کرنے والا ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لا صلاة لمن لا وضوئ لمن يذكر اسم الله تعالىٰ عليه. (سنن ابو داؤد باب فى تسمية فى الوضوء)

(سنن ابن ماجه باب ما جاء فى التسمية فى الوضوء)(سنن ترمذى باب فى التسمية عند الوضوء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا وضو (کامل) نہیں جس نے وضو کے دوران اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا۔

عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه.

(سنن ابن ماجه باب ما جاء فى التسمية فى الوضوء)(سنن دار قطنى باب التسمية على الوضوء)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا وضو (کامل) نہیں جس نے وضو کے دوران اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا۔

وضو میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے فرض نہیں:

عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من توضأ فذكر اسم الله على وضوءه كان طهور الجسده قال ومن توضأ ولم يذكر اسم الله على وضوءه كان طهور الاعضاءه. (سنن دار قطنى باب التسمية على الوضوء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا اور وضو کرتے وقت اللہ کا نام لیا تو یہ سارے بدن کی طہارت ہوگا اور جس نے وضو کیا اور وضو کرتے ہوئے اللہ کا نام نہ لیا تو صرف اس کے اعضاءِ وضو کی طہارت ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من توضأ وذكر اسم الله تطهر جسده كله ومن توضأ ولم يذكر اسم الله لم يطهر الا موضع الوضوء۔ (سنن دارقطني، باب التسمية على الوضوء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام لیا تو اس کا بدن پاک ہو گیا اور جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام نہ لیا تو اس کی صرف وضو کی جگہ پاک ہوگی۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول اذا تطهر احدكم فليذكر اسم الله فانه يطهر جسده كله فان لم يذكر أحدكم اسم الله على طهوره لم يطهر الا ما مر عليه الماء۔

(سنن الكبرى للبيهقي، باب التسمته على الوضوء)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرنے لگے تو اسے چاہیے کہ اللہ کا نام لے لے، اسی طرح سارا جسم پاک ہوگا اور اگر کسی نے دورانِ وضو اللہ کا نام نہ لیا تو جس عضو پر پانی جائے گا، وہی پاک ہوگا۔

ہاتھوں کو دھونا:

أوس يحدث عن جده أنه رأى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم توضأ فاستوكف ثلاثا فقلت أناله أي شيئ استوكف ثلاثا قال غسل يديه ثلاثا۔

(سنن نسائی، باب کم یغسلان)

اوس بن أبی اوس رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ بہایا، میں نے ان سے پوچھا کونسی چیز تین مرتبہ بہائی، اُنہوں نے کہا اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونا۔

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا:

عن أبي وائل شقيق بن سلمة قال شهدت علي بن أبي طالب و عثمان بن عفان

رضی اللہ عنہم توضأ ثلاثا ثلاثا وأفرد المضمضة من الاستنشاق ثم قالا هكذا رأينا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم. (تلخیص الحبیر، باب الوضوء)

حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کے پاس حاضر ہوا، دونوں حضرات نے تین تین بار (اعضاء) وضو کو دھویا اور کلی اور ناک میں پانی علیحدہ علیحدہ ڈالا، پھر فرمایا ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔

عن حمران بن أبان مولى أن عثمان بن عفان رضى الله عنه توضأ فمضمض واستنشق. (صحیح بخاری، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔

عن عبد الخير قال دخل على رضى الله عنه... قال عبد خير ونحن جلوس ننظر اليه فأدخل يده اليمنى فملأ فمه فمضمض واستنشق. (سنن دارمی، باب فی المضمضة)

حضرت عبد الخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور ہم انہی کو دیکھنے لگ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا دایاں ہاتھ (پانی میں) ڈالا اور اپنا منہ بھر لیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑا۔

مسواک کرنا:

عن عائشة رضى الله عنها قالت كان النبى صلى الله عليه واله وسلم لا يرقد من الليل ولا نهار فيستيقظ الا تبسوك قبل أن يتوضأ.

(سنن ابو داؤد، باب السواك لمن قام بالليل)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بھی نیند سے بیدار ہوتے خواہ دن ہوتا یا رات تو وضو فرمانے سے پہلے مسواک ضرور فرماتے۔

عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه واله وسلم قال لولا أن أشق على المؤمنين وفى حديث زهير على أمتى لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة.

(صحیح مسلم، باب السواك) (صحیح بخاری، باب السواك)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو انہیں ضرور حکم دیتا کہ نمازِ عشاء تاخیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے لیے مسواک کریں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك مع كل وضوء.

(سنن الكبرىٰ للبيهقي،باب الدليل على أن السواك سنة ليس بواجب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو انہیں ضرور حکم دیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم تفضل الصلاة التي يساك لها على الصلاة التي لا يساك لها ضعفاً.

(مشكوٰة كتاب الصلاة باب السواك)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نماز کے لیے مسواک کی جائے وہ نماز اس نماز سے جو بغیر مسواک کے پڑھی جائے ستر درجہ افضل ہے۔

اگر کسی وجہ سے مسواک نہ ہو تو اُنگلی منہ میں پھیر لینا چاہیے:

عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال تجزي من السواك الأصابع. (سنن الكبرىٰ للبيهقي،باب الدليل على أن السواك سنة ليس بواجب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسواک نہ ہوتے وقت اُنگلی کافی ہے۔

ناک بائیں ہاتھ سے صاف کرنا چاہیے:

عن عبد الخير قال دخل علي رضي الله عنه.... قال عبد خير ونحن جلوس ننظر اليه فأدخل يديه اليمنى فملأ فمه فمضمض واستنشق. (سنن دارمي،باب في المضمضة)

حضرت عبد الخیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور ہم انہی کو دیکھنے لگ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا دایاں ہاتھ (پانی میں) ڈالا اور اپنا منہ بھر لیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑا۔

وضو میں دائیں طرف کے اعضاء کو پہلے دھونا مسنون ہے:

عن عائشة رضی الله عنها قالت کان النبی صلی الله علیه واله وسلم یحب التمین ما استطاع فی شانه کله فی طهوره وترجله وتنعله۔

(صحیح بخاری باب التمین فی الوضوء والغسل)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس بات کو پسند فرماتے کہ ہر کام دائیں طرف سے شروع فرمائیں مثلاً غسل و وضو فرمانے میں، کنگھی فرمانے میں، نعلین مبارک پہننے میں۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا لبستم واذا توضأتم فابدؤا بأیامنکم۔ (مشکوٰۃ باب سنن الوضوء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم لباس پہنو اور جب وضو کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا توضأتم فابدأ بمیامنکم۔ (سنن ابوداؤد باب فی الأنتعال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم وضو کرو تو اپنی دائیں طرف سے ابتداء کرو۔

وضو کے تمام اعضاء کو تین بار دھونا:

عن أبی بن کعب رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم دعا بماء فتوضأ مرة مرة فقال هذا وظیفة الوضوء اوقال وضوء من لم یتوضأه لم یقبل الله له صلاة ثم توضأ مرتین مرتین ثم قال هذا وضوء من توضأه أعطاه الله کفلین من الأجر ثم توضأ ثلاثا ثلاثا فقال هذا وضوئی ووضوء المرسلین من قبلی۔ (سنن ابن ماجه باب ما جاء فی الوضوء مرة ومرتین وثلاثا)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور ایک ایک بار اعضاءِ وضو دھو کر فرمایا یہ مقرر وضو ہے یا یہ فرمایا یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز

قبول نہیں فرماتے، پھر دو دو مرتبہ اعضاءِ وضو دھو کر فرمایا یہ ایسا وضو ہے جس پر اللہ تعالیٰ دوہرا اجر عطا فرماتے ہیں، پھر تین تین مرتبہ اعضاءِ وضو دھوئے اور فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے تمام رسولوں کا وضو ہے۔

عن حمران بن أبان مولى أن عثمان بن عفان رضى الله عنه توضأ فمضمض واستنشق وغسل وجهه ثلاثا ويديه ثلاثا ومسح برأسه وغسل رجليه ثلاثا ثم قال رأيت رسول الله توضأ كما توضأت ثم قال من توضأ وضوئي هذا۔

(صحیح بخاری، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے ہاتھوں اور چہرے کو تین تین بار دھویا اور اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے پاؤں کو تین تین مرتبہ دھویا پھر اُنہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا تھا۔

عن أبي حية قال رأيت عليا رضى الله عنه توضأ فغسل كفية حتى أنقا هما ثم مضمض ثلاثا واستنشق ثلاثا وغسل وجهه ثلاثا وذراعه ثلاثا ومسح برأسه مرة ثم غسل قدميه الى الكعبين ثم قام فأخذ فضل طهورة فشربه وهو قائم ثم قال أحببت أن أريكم كيف كان طهور رسول الله صلى الله عليه واله وسلم۔ (سنن ترمذی، باب فی وضوء النبی ﷺ کیف کان)

حضرت ابو حیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے وضو کیا، پس اُنہوں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھویا یہاں تک کہ انہیں خوب صاف کیا، پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا، تین بار چہرہ دھویا، دونوں بازوؤں کو بھی تین بار دھویا اور ایک بار سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا، پھر کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی لے کر اسے کھڑے کھڑے ہی پی لیا، پھر فرمایا کہ میں نے بہتر سمجھا کہ تمہیں دکھاؤں رسول اللہ ﷺ کا وضو کیسا تھا۔

عن راشد بن نجيح أبي محمد الحماني قال رأيت أنس بن مالك رضى الله عنه بالزاوية فقلت له أخبرني عن وضوء رسول الله صلى الله عليه واله وسلم

كيف كان فانه بلغني أنك كنت توضئه قال نعم فدعا بوضوء فأتي بطست وقدح فوضع بين يديه فأكفأ على يديه من الماء وأنعم غسل كفيه ثم تمضمض ثلاثا واستنشق ثلاثا وغسل وجهه ثلاثا ثم أخرج يديه اليمنى فغسلها ثلاثا ثم غسل اليسرى ثلاثا ثم مسح برأسه مرة واحدة غير أنه أمرهما على أذنيه فمسح عليهما ۔(مجمع الزوائد باب ما جاء في الوضوء)

حضرت راشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو زاویہ میں دیکھا تو ان سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے متعلق بتائیے کہ وہ کس طرح تھا؟ تحقیق مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ انہیں وضو کراتے تھے، تو فرمایا ہاں اور پانی منگایا، ایک طشت اور پیالہ لایا گیا جو کہ ان کے سامنے رکھ دیا گیا تو انہوں نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھویا، پھر تین بار کلی کی، پھر تین بار ناک میں پانی ڈالا، پھر تین بار چہرہ دھویا، پھر اپنا دایاں بازو تین بار دھویا، پھر بایاں بازو تین بار دھویا اور اپنے سر کا ایک بار مسح کیا، البتہ انہوں نے ہاتھ اپنے دونوں کانوں پر پھیرے اور ان کا مسح کیا۔

داڑھی کا خلال کرنا:

عن شقيق بن سلمة قال رأيت عثمان رضي الله عنه توضأ فخلل لحيته وقال هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ۔(سنن ترمذی باب ما جاء في تخليل اللحية)

شقیق بن سلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو انہوں نے اپنی داڑھی کا خلال کیا اور انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان اذا توضأ خلل لحيته بالماء ۔(مسند احمد ۶/۲۳۴ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے تو پانی کے ساتھ اپنی داڑھی مبارک کا خلال فرماتے۔

ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال کرنا:

عن عاصم لقيط بن صبرة عن أبيه وافد بني المنتفق عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال اذا توضات فأسبغ وضوءك وخلل بين أصابعك۔(سنن ابوداؤد باب في الاستنشار)(سنن ترمذی باب ما جاء فی تخليل الأصابع)(سنن نسائی باب الأمر بتخليل اللحية)(سنن ابن ماجه باب تخلل الأصابع)

حضرت عاصم بن لقیط بن صبرہ رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو اپنے وضو کو مکمل کر اور اپنی اُنگلیوں میں خلال کر۔

عن ابن عباس رضى الله قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا توضأت فخلل أصابع يديك ورجليك۔

(سنن ترمذی باب ما جاء فی تخليل الأصابع)(سنن نسائی باب الأمر بتخليل الأصابع)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال کرو۔

أن ابوبكر صديق رضى الله عنه قال لتخللن أصابعكم بالماء أو ليخللنها الله بالنار۔(مصنف ابن أبي شيبه باب تخليل الأصابع في الوضوء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانی سے اپنی اُنگلیوں کا خلال نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ آگ ان کے درمیان ڈالیں گے۔

سر اور کانوں کا مسح کرنا:

عن شقيق بن سلمة قال رأيت عثمان رضى الله عنه توضأ فمسح برأسه وأذنيه ظاهرهما وباطنهما ثم قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم صنع كما صنعت أو كالذي صنعت۔

(سنن ترمذی باب ما جاء فی تخليل اللحية)(سنن ابن ماجه باب ما جاء فی تخليل اللحية)

شقیق بن سلمٰی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو اُنہوں نے اپنے کانوں کی اندرونی سطح پر مسح کیا پھر اُنہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے جس طرح میں نے کیا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسح برأسه وأذنيه ظاهرهما وباطنهما۔ (سنن ترمذی باب مسح الأذنين ظاهرهما وباطنهما)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسح فرمایا سر اور کانوں کا اندر باہر سے۔

عن راشد بن نجیح أبي محمد الحمانی قال رأیت أنس بن مالك رضی اللہ عنہ بالزاوية فقلت له أخبرنی عن وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیف کان فانه بلغنی أنك کنت توضئه قال نعم فدعا بوضوء فأتی بطست وقدح فوضع بین یدیه فأكفأ علی یدیه من الماء وأنعم غسل کفیه ثم تمضمض ثلاثاً واستنشق ثلاثاً وغسل وجهه ثلاثاً ثم أخرج یدیه الیمنی فغسلها ثلاثاً ثم غسل الیسری ثلاثاً ثم مسح برأسه مرة واحدة غیر أنه أمرهما علی أذنیه فمسح علیهما۔ (مجمع الزوائد باب ماجاء فی الوضوء)

حضرت راشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو زاویہ میں دیکھا تو ان سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے متعلق بتایئے کہ وہ کس طرح تھا؟ تحقیق مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ وضو کراتے تھے، تو فرمایا ہاں اور پانی منگایا، ایک طشت اور پیالہ لایا گیا جو کہ ان کے سامنے رکھ دیا گیا تو اُنہوں نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھویا، پھر تین بار کلی کی، پھر تین بار ناک میں پانی ڈالا، پھر تین بار چہرہ دھویا، پھر اپنا دایاں بازوں تین بار دھویا، پھر بایاں بازوں تین بار دھویا اور اپنے سر کا ایک بار مسح کیا، البتہ اُنہوں نے ہاتھ اپنے دونوں کانوں پر پھیرے اور ان کا مسح کیا۔

<u>سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے:</u>

عن عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یتوضأ بالجحفة فمضمض واستنشق ثم غسل وجهه ثلاثاً ثم غسل یدیه ثلاثاً ثم مسح رأسه وغسل رجلیه حتی أنقاهما ثم مسح رأسه بماء غیر فضل

بديه قال أبو محمد يريد به تفسير مسح الأول. (صحیح مسلم، باب فی وضوء النبی ﷺ)
حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچا مازنی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جحفۃ (جگہ کا نام ہے) پر وضو کرتے دیکھا کہ پھر آپ ﷺ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا پھر اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر پاؤں کو دھویا حتیٰ کہ انہیں صاف کر دیا پھر اپنے سر کا اس پانی سے مسح کیا جو آپ کے ہاتھوں کا بچا ہوا نہ تھا (حدیث کے راوی) ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس حدیث سے ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ پہلے مسح کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں۔

گردن کا مسح کرنا:

عن طلحة عن ابيه عن جدة انه راى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يمسح راسه حتى بلغ القذال وما يليه من مقدم العنق بمرة قال القذال السالفة العنق. (سنن الکبری للبیہقی، باب امرار الماء علی القفا) (سنن ابو داؤد، باب صفة وضوء النبی ﷺ) (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۶۰۴) (مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۹۵۱) (سنن طحاوی، باب فرض مسح الراس فی الوضوء)
حضرت طلحہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو وضو کرتے دیکھا، آپ ﷺ نے اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا اور اپنے ہاتھوں کو گردن پر پھیرا۔

عن ابن عمر رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه واله وسلم قال من توضأ ومسح بيديه على عنقيه وقى الغل يوم القيمة. (تلخیص الحبیر لابن حجر، باب الوضوء)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا تو وہ شخص قیامت کے دن طوق سے بچا لیا جائے گا۔

عن ابن عمر رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه واله وسلم قال من توضأ ومسح بيديه على عنقيه وقى الغل يوم القيمةوقال ان شاء الله هذا حديث حسن صحيح. (نیل الاوطار ۱/۲۰۷، باب مسح العنق، طبع دار ابن القیم ریاض)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا تو وہ شخص قیامت کے دن طوق سے بچا لیا جائے گا، ان شاء اللہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عن مجاهد عن ابن عمر رضي الله عنه أنه كان اذا مسح رأسه مسح قفاه مع رأسه۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب امرار الماء علی القفا)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سر پر مسح کرتے تو گردن کا بھی مسح سر کے ساتھ کرتے تھے۔

عن عبدالرحمن عن موسیٰ بن طلحة قال من مسح قفاه مع راسه وقی الغل يوم القيامة فيحتمل ان يقال هذا وان كان موقوفاً فله حكم الرفع۔

(تلخیص الحبیر لابن حجر، باب الوضوء)

حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے گردن سمیت سر کا مسح کیا وہ قیامت کے دن گردن میں بیڑیاں پہنانے سے بچ گیا۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی منصفانہ تحقیق:

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ متعدد روایات مسح علی الرقبۃ کے ثبوت میں نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ:

وبجميع ذلك تعلم أن قول النووي مسح الرقبة بدعة وأن حديثه موضوع مجازفة وأعجب من هذا قوله ولم يذكره الشافعي والا جمهور الأصحاب وانما قاله ابن القاص وطائفة يسيرة فانه قال الروياني من أصحاب الشافعي في كتابه المعروف "البحر" ما لفظه قال أصحابنا هو سنة وتعقب النووي أيضاً ابن الرفعة بأن البغوي وهو من أئمة الحديث قد قال باستحبابه قال ولا مأخذ لاستحبابه الا خبر أو اثر لأن هذا لا مجال للقياس فيه۔

(نیل الاوطار من أسرار منتقى الأخبار ۱/۲۰۷، باب مسح العنق، طبع دار ابن القيم رياض)

ان تمام مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ "مسح رقبہ بدعت ہے اور

اس کی حدیث موضوع ہے" مجازفۃ (یعنی بے تکی بات ہے) پھر فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ عجیب علامہ نووی رحمہ اللہ کا یہ قول کہ اس کو نہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ذکر کیا، نہ جمہور اصحاب نے اس کو تو بس ابن القاص رحمہ اللہ نے ایک اور چھوٹی جماعت نے ذکر کیا ہے (تعجب) اس لیے کہ اصحاب شافعی میں سے علامہ رویانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں جو کہ بحر سے مشہور ہے، فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے (مسح گردن) کو سنت کہا ہے، پھر لکھا ابن الرفعہ رحمہ اللہ نے بھی علامہ نووی رحمہ اللہ کا تعقب کیا ہے کہ علامہ بغوی رحمہ اللہ جو کہ ائمہ حدیث میں سے ہیں، گردن کے مسح کے استحباب کے قائل ہیں (ابن الرفعہ رحمہ اللہ) نے کہا ہے کہ اس (مسح گردن) کا مأخذ خبر یا اثر ہی ہے اس لیے اس میں قیاس کو مجال نہیں۔

وضو میں بال برابر تھوڑی سی جگہ بھی خشک رہ گئی تو وضو نہ ہوگا:

عن جابر رضی الله عنه قال أخبرني عمر بن الخطاب رضی الله عنه أن رجلا توضأ فترك موضع ظفر علی قدمه فابصره النبي صلی الله علیه واله وسلم فقال أرجع فاحسن وضوئك فرجع ثم صلی.

(صحیح مسلم، باب وجوب استیعاب جمیع اجزا محل الطهارة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن کے برابر جگہ اپنے پاؤں پر خشک چھوڑ دی، اسے نبی کریم ﷺ نے دیکھ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اچھی طرح وضو کرو، پس وہ گیا اور (دوبارہ) وضو کر کے نماز پڑھی۔

دوران وضو پانی کے استعمال میں اسراف نہ کرنا:

عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم مر بسعد وهو یتوضأ فقال ما هذا السرف فقال أفي الوضوء اسراف قال نعم وان كنت علی نهر جار. (سنن ابن ماجه، باب ما جاء في القصد في الوضوء)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا اسراف ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اگرچہ تم جاری نہر پر ہی ہو۔

موزوں پر مسح کرنا:

عن المغيرة بن شعبة رضى الله عنه قال كنت مع النبى صلى الله عليه واله وسلم فى سفر فأهويت لانزع خفيه فقال دعهما فانى أدخلتهما طاهرتين فمسح عليهما ۔ (صحيح بخارى باب اذا دخل رجليه)(صحيح مسلم باب المسح على الخفين)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا کہ میں جھکا تا کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سے موزے نکالوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو، تحقیق میں نے یہ طہارت کی حالت میں پہنے ہیں، پھر آپ ﷺ نے ان پر مسح فرمایا۔

عن عمر رضى الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يمسح على الخفين بالماء فى السفر ۔ (مصنف ابن أبى شيبه باب فى المسح على الخفين)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سفر میں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

عن جرير بن عبد الله رضى الله عنه قدمت على رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بعد نزول سورة المائدة فرأيته يمسح على الخفين۔

(مصنف ابن أبى شيبه باب فى المسح على الخفين)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ:

عن على رضى الله عنه قال لو كان الدين بالرأى لكان أسفل الخف أولى بالمسح من أعلاه وقد رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يمسح على ظاهر خفيه ۔ (سنن ابو داؤد باب كيف المسح)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر دین رائے پر ہوتا تو موزوں کا نچلا حصہ اُوپر کے حصہ سے مسح کے لیے بہتر ہوتا اور تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے موزے کے اُوپر والے حصہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

عن علی رضی اللہ عنه قال لو كان الدين بالرأى لكان باطن القدمين أولى وأحق بالمسح من ظاهرهما ولكنى رأيت النبی صلی اللہ علیه واله وسلم مسح ظاهرهما۔ (مصنف ابن أبی شیبه،باب فی المسح علی الخفین)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر دین کی بنیاد عقل پر ہوتی تو پاؤں کے نچلا حصہ پر مسح ظاہری حصہ سے زیادہ حق دار تھا لیکن میں نبی کریم ﷺ کو پاؤں کے ظاہری حصہ پر مسح کرتے دیکھا۔

عن المغيرة بن شعبة رضی اللہ عنه قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم بال ثم حتى توضأ ومسح على خفيه ووضع يده اليمنى على خفه الأيمن ويده اليسرى على خفه الأيسر ثم مسح أعلاهما مسحة واحدة حتى كأنى أنظر الى أصابع رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم على الخفين۔

(مصنف ابن أبی شیبه،باب من كان لا يرى المسح)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے پیشاب کیا، پھر وضو فرمایا، پھر موزوں پر اس طرح مسح کیا کہ دائیں ہاتھ کو دائیں موزے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں موزے پر رکھا، پھر اُوپر کی طرف ایک مرتبہ مسح کیا، گویا کہ آپ ﷺ کے موزے پر اُنگلیوں کے نشانات اب بھی میرے سامنے ہیں۔

عن عبد الرحمن عن أبيه قال رأيت عمر بن الخطاب بال فتوضأ ومسح على خفيه قال حتى انى لأنظر الى اثر أصابعه على خفيه۔

(مصنف ابن أبی شیبه،باب فی المسح علی الخفین)

حضرت عبدالرحمن رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پیشاب کرنے کے بعد وضو کیا اور پھر موزوں پر مسح کیا، گویا میں ان کے موزوں پر اب بھی اُنگلیوں کے نشان دیکھ رہا ہوں۔

عن الحسن قال المسح على الخفين خطا بالأصابع۔

(مصنف ابن أبی شیبه،باب فی المسح علی الخفین)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موزوں پر اُنگلیوں سے خط بناتے ہوئے مسح کیا جائے۔

عن الشعبي قال يمسحهما من ظاهر قدميه الى أطراف أصابعه.

(مصنف ابن أبي شيبه،باب في المسح على الخفين)

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پاؤں کے ظاہری حصہ سے اُنگلیوں کے کناروں کی طرف مسح کیا جائے۔

موزوں پر مسح کی مدت:

عن شريح بن هانی قال أتيت عائشة رضی الله عنها أسألها عن المسح على الخفين فقالت عليك بابن أبي طالب رضى الله عنه فاسئله فانه كان يسافر مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فسألناه فقال جعل رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم.

(صحيح مسلم،باب التوقيت في المسح على الخفين)

حضرت شریح بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ اُن سے موزوں پر مسح کے متعلق دریافت کروں، اُنہوں نے فرمایا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، بیشک وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات (تک مسح) مقرر کی ہے۔

عن أبي بكرة رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم جعل للمقيم يوما وليلة وللمسافر ثلاثة أيام ولياليهن في المسح على الخفين.

(تلخيص الحبير،باب المسح على الخفين)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح میں مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات جبکہ مسافر کے لیے تین دن اور تین رات مدت مقرر فرمائی۔

عن صفوان بن عسال رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يأمر اذا كنا سفر أن لا ننزع خفافنا ثلاثة أيام ولياليهن الا من جنابة

لکن من غائط وبول ونوم۔ (سنن ترمذی باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ارشاد فرماتے کہ جب ہم سفر میں ہوں تو تین دن اور تین راتیں اپنے موزے نہ اُتاریں سوائے اگر جنابت ہو جائے، لیکن پاخانہ، پیشاب اور نیند سے (موزے نہ اُتاریں)۔

عن عوف بن مالك رضی الله عنه قال أمرنا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فی غزوة تبوك بالمسح علی الخفین قال ثلاث للمسافر ویوم ولیلة للمقیم (رواه الطبرانی)۔ (مجمع الزوائد باب التوقیت فی المسح علی الخفین)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں ہمیں موزوں پر مسح کرنے کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ نے فرمایا مسافر کے لیے تین اور مقیم کے لیے ایک دن رات ہیں۔

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا متفقہ فیصلہ:

قال ابن الحجر العسقلانی: وقد صرح جمع من الحفاظ بأن المسح علی الخفین متواتر وجمع بعض روایه فجاوزو الثمانین منهم العشرة۔

(فتح الباری شرح بخاری باب المسح علی الخفین)

حفاظ کی ایک بڑی جماعت نے تصریح کی ہے کہ مسح علی الخفین کا حکم متواتر ہے اور بعض حضرات نے اس کے روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا تو اسی (80) سے متجاوز تھے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

وضو کے بعد کی دُعا:

عن عقبة بن عامر رضی الله عنه.....فقال عمر رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من توضأ فأحسن الوضوء ثم رفع بصره الی السماء أو قال نظره الی السماء فقال "أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شریك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله" فتحت له ثمانیة أبواب الجنة یدخل من أیهن شاء۔ (صحیح مسلم باب الذکر المستحب عقب الوضوء)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اچھی طرح وضو کرے اور اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائے یا آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نظر آسمان کی طرف کرے اور کہے "میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں" تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال "أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين" فتحت له ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيها شاء۔

(سنن ترمذی، باب فیما یقال بعد الوضوء)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی اچھی طرح وضو کرے اور پھر کہے "میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور طہارت حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے" تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

وضو یا غسل کے بعد تولیہ وغیرہ سے پانی خشک کرنا اور نہ کرنا دونوں درست ہے:

عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم توضأ فقلب جبة صوف كانت عليه فمسح بها وجهه۔

(سنن ابن ماجہ، باب المندیل بعد الوضوء)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور اُون کا جبہ جو پہنا ہوا تھا اُلٹ کر اسی سے اپنا چہرہ مبارک پونچھ لیا۔

عن ميمونة رضی اللہ عنها قالت أتيت رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم بثوب حين اغتسل من الجنابة فرده وجعل ينفض الماء۔

(سنن ابن ماجه، باب المنديل بعد الوضوء)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) جب رسول اللہ ﷺ نے غسل (اور وضو) جنابت کیا تو میں نے کپڑا پیش کیا تو آپ ﷺ نے وہ واپس کر دیا اور (ہاتھ سے) پانی جھاڑنے لگے۔

ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا افضل ہے:

عن أنس بن مالك رضی اللہ عنه قال كان رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم يتوضأ لكل صلاة وكان أحدكم يكفيه الوضوء مالم يحدث۔

(صحيح بخاری، باب الوضوء من غير حدث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے اور ہم میں سے کسی کا جب تک وضو نہیں ٹوٹتا تھا تو وہی (پہلا وضو) اس کے لیے کافی ہوتا تھا۔

نوٹ: افضل یہی ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو کیا جائے نیز آپ ﷺ سے بھی ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھنا ثابت ہے۔

مفسدات وضو:

دونوں راستوں میں سے کسی ایک سے کوئی چیز نکلنے سے:

عن أبي هريرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم لا تقبل صلاة من أحدث حتى يتوضأ قال رجل من حضر موت ما الحدث يا أبا هريرة قال فساء أو ضراط۔ (صحيح بخاری، باب فی الوضوء) (صحيح مسلم، باب وجوب الطهارة للصلاة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بے وضو ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتے یہاں تک کہ وہ وضو کر لے، حضر موت (ایک جگہ کا نام ہے) کے رہنے والے ایک شخص نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! بے وضو ہونا کیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھسکی یا پاد (یعنی پچھلے راستہ سے ہوا خارج ہونا)۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال کنت رجلا مذآء فکنت أستحیٖ أن أسئل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لمکان ابنتہ فأمرت المقداد بن الاسود فسئلہ فقال یغسل ذکرہ ویتوضأ۔ (صحیح بخاری،باب غسل المذی)(صحیح مسلم،باب المذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی (کسی بیماری کی وجہ سے) آتی تھی اور میں شرماتا تھا کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھوں کیونکہ آپ ﷺ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی، میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا تو اُنہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ استنجاء کرے اور وضو کرے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن المستحاضۃ فقال تدع الصلاۃ أیام أقرآءھا ثم تغتسل غسلا واحداً ثم تتوضأ عند کل صلاۃ۔ (صحیح ابن حبان، کتاب الطھارۃ،باب الحیض والاستحاضۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اِستحاضہ والی عورت کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حیض کے دنوں میں وہ نماز پڑھنا چھوڑ دے، پھر ایک بار غسل کرے، پھر ہر نماز کے وقت وضو کرے۔

نیند سے یا غافل کردینے والی اُنگھ سے:

عن صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یأمر اذا کنا سفر أن لا ننزع خفافنا ثلاثۃ أیام ولیالیھن الا من جنابۃ لکن من غائط وبول ونوم۔ (سنن ترمذی،باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ارشاد فرماتے کہ جب ہم سفر میں ہوں تو تین دن اور تین راتیں اپنے موزے نہ اُتاریں سوائے اگر جنابت ہوجائے، لیکن پاخانہ، پیشاب اور نیند سے۔

خون نکلنے اور قے یا اُلٹی آنے سے:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من

أصابه قیء أو رعاف أو قلس أو مذی فلینصرف فلیتوضأ۔

(سنن ابن ماجه باب ماجاء فی البناء علی الصلاۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے قے، نکسیر، الٹی یا مذی آجائے تو وہ پھر جائے اور وضو کرے۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ أنه کان اذا رعف رجع فتوضأ۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی باب یبنی من سبعة الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں نکسیر پھوٹتی تو وہ جا کر وضو کرتے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنه قال اذا رعف الرجل فی الصلاۃ أو ذرعه القیء أو وجد مذیا فانه ینصرف ویتوضأ۔ (مصنف عبدالرزاق باب الرجل یحدث ثم یرجع قبل أن یتکلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کو نماز میں نکسیر پھوٹ جائے، قے آجائے یا وہ مذی پائے تو وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے۔

عن معدان بن أبی طلحة عن أبی الدرداء رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم قاء فتوضأ۔

(سنن ترمذی باب الوضوء من القیء والرعاف)(سنن ابو داؤد باب الصائم یستقیء عامداً)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قے آنے پر وضو فرمایا۔

قہقہہ لگا کر ہنسنے سے:

عن أبی موسی رضی اللہ عنه قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم یصلی بالناس اذ دخل رجل فتردی فی حفرۃ کانت فی المسجد وکان فی بصرہ ضرر فضحك کثیر من القوم وهم فی الصلاۃ فأمر رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم من ضحك أن یعید الوضوء ویعید الصلاۃ۔ (مجمع الزوائد باب الوضوء من الضحك)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور مسجد میں ایک گڑھا تھا اس میں گر گیا، اس کی نظر میں نقص تھا، نماز ہی میں بہت سے لوگ ہنس پڑے تو (نماز کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہنسا ہے وہ

وضو بھی لوٹائے اور نماز بھی لوٹائے۔

عن أبي العالية الرياحي رضي الله عنه أن أعمى تردى في بئر و النبي صلى الله عليه واله وسلم يصلي بأصحابه فضحك بعض من كان يصلي مع النبي صلى الله عليه واله وسلم فأمر النبي صلى الله عليه واله وسلم من كان ضحك منهم أن يعيد الوضوء ويعيد الصلاة. (مصنف عبد الرزاق، باب الضحك والتبسم في الصلاة)

حضرت ابو العالیہ ریاحی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک ایک نابینا کنویں میں گر گیا جبکہ نبی اکرم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے، نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والے کچھ لوگ ہنس پڑے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی ان میں سے ہنسا ہے وہ وضو بھی لوٹائے اور نماز بھی لوٹائے۔

عن جابر رضي الله عنه قال التبسم لا يقطع ولكن تقطع القرقرة.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب التبسم في الصلاة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبسم نماز کو نہیں توڑتا بلکہ قہقہہ نماز کو توڑتا ہے۔

جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا:

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے:

عن ابن عباس رضي الله عنه قال أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أكل و كتف شاة ثم صلى ولم يتوضأ. (صحيح بخاري، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے اگلے دست کا گوشت کھایا، پھر نماز ادا کی اور وضو نہیں فرمایا۔

عن ميمونة رضي الله عنها قالت ان النبي صلى الله عليه واله وسلم عندها و كتفا ثم صلى ولم يتوضأ. (صحيح بخاري، باب من مضمض من السويق ولم يتوضأ)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے اگلے دست کا گوشت کھایا، پھر نماز ادا کی اور وضو نہیں فرمایا۔

عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه واله وسلم كان

یأکل اللحم ثم یقوم الی الصلوۃ ولا یمس ماء۔

(مسند ابو یعلی،رقم الحدیث ۵۲۷۴)(مجمع الزوائد،باب ترک الوضو مما مست النار)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ گوشت تناول فرماتے پھر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور پانی کو چھوتے تک بھی نہ تھے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یمر بالقدر فیأخذ العرق فیصیب منه ثم یصلی ولم یتوضأ ولم یمس ماء۔

(مجمع الزوائد،باب ترک الوضوء مما مست النار)(مسند ابو یعلی،رقم الحدیث ۴۴۲۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہنڈیا کے پاس سے گزرے تو اس میں سے گوشت لے کر کھاتے، پھر نماز پڑھتے، نہ وضو فرماتے اور نہ ہی پانی کو چھوتے۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنه قال کان آخر الأمرین من رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم ترك الوضوء مما مست النار۔(سنن نسائی،باب ترک الوضوء مما غیرت النار)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل آگ پر پکی چیز کھانے کے بعد وضو نہ کرنے کا تھا۔

عن ربیعه بن عبداللہ رضی اللہ عنه أنه تعشی مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه ثم صلی ولم یتوضأ۔(موطا امام محمد،باب الوضوء مما غیرت النار)

حضرت ربیعہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رات کا کھانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھایا، پھر نماز ادا کی اور (نیا) وضو نہ کیا۔

عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنه أکل لحما وخبزا فتمضمض وغسل یدیه ثم مسحهما بوجهه ثم صلی ولم یتوضأ۔(موطا امام محمد،باب الوضوء مما غیرت النار)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے گوشت اور روٹی کھائی اس کے بعد کلی کی اور دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ پونچھا اور پھر نماز ادا کی اور نیا وضو نہیں فرمایا۔

عورت کے چھونے سے:

عن عائشة رضی اللہ عنها قالت کنت أنام بین یدیه رسول اللہ صلی اللہ

علیه واله وسلم ورجلائی فی قبلته فاذا سجد غمزنی رجلی فاذا قام بسطتهما والبیوت یومیذ لیس فیها مصابیح۔

(صحیح بخاری،باب التطوع خلف المرأة)(صحیح مسلم،باب سترة المصلی...)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے سوتی رہتی تھی اور میرے پاؤں اس طرف پھیلے ہوئے رہتے تھے جدھر آپ ﷺ کو سجدہ کرنا ہوتا تھا، پس جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو مجھے ٹھوکا دیتے، پس میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوجاتے تو میں دونوں پاؤں کو دوبارہ پھیلا دیتی کیونکہ اس زمانہ میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه عن عائشة رضی الله عنها قالت فقدت النبی صلی الله علیه واله وسلم ذات لیلة من الفراش فالتمسته فوقعت یدی علی بطن قدمیه وهو فی المسجد وهما منصوبتان۔(صحیح مسلم،باب مایقول فی الرکوع والسجو)

(سنن نسائی،باب ترك الوضوء من مس الرجل امرأته)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کو بستر سے گم پایا، میں نے آپ ﷺ کو تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے مبارک قدموں کے تلووں پر لگا، آپ ﷺ سجدہ میں تھے اور دونوں قدم مبارک کھڑے تھے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت ان النبی صلی الله علیه واله وسلم کان یقبل بعض نسائه ثم یصلی ولا یتوضأ۔(سنن ابن ماجه،باب الوضوء من القبلة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں فرماتے تھے۔

شرمگاہ کو چھونے سے:

عن طلق بن علی عن أبیه قال خرجنا وفدًا حتی قدمنا علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فبایعناه وصلینا معه فلما قضی الصلاة جائی رجل کأنه بدوی فقال یارسول الله صلی الله علیه واله وسلم ماتری فی رجل مس

ذکرہ فی الصلاۃ قال وھل ھو الا مضغۃ منك أو بضعۃ منك۔

(سنن نسائی باب ترك الوضوء من مس ذکر)

حضرت طلق بن علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ بسا اوقات آدمی اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہے، آیا اس سے وضو لازم آتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے جسم ہی کا ایک حصہ اور ٹکڑا ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابوداؤد باب الرخصۃ من ذلك)(سنن ترمذی باب ترك الوضوء من مس الذکر)(سنن ابن ماجہ باب الرخصۃ فی ذلك)(موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذکر)(محلی لابن حزم، باب مس الرجل ذکر نفسہ خاصۃ)(تلخیص الحبیر لابن حجر باب الاحداث)

عن عطاء بن أبی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال فی مس الذکر وأنت فی الصلاۃ قال ما أبالی مسستہ أو مسست أنفی۔

(موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذکر)(سنن طحاوی باب الوضوء لمس الفرج)

حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حالتِ نماز میں شرمگاہ چھوئے جانے کے بارے میں فرمایا کہ میں اپنی شرمگاہ یا ناک کو چھونے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتا۔

قال محمد أخبرنا ابو العوام البصری قال سأل رجل عطاء بن أبی رباح قال یا أبا محمد رجل مس فرجہ بعد توضأ قال رجل من القوم أن ابن عباس رضی اللہ عنہ کان یقول ان کنت تستنجسہ فاقطعہ قال عطاء بن أبی رباح ھذا واللہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ (موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذکر)

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابو العوام البصری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ اے ابو محمد! ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے وضو کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھو لیا ہو تو اس اجتماع میں سے ایک آدمی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اسے اتنا ناپاک سمجھتے ہو تو اسے کاٹ دو، اس پر عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہی قول ہے۔

عن صالح مولی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس فی مس الذکر وضوء۔

(موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذکر)

حضرت صالح مولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شرمگاہ چھوئے جانے پر وضو نہیں ہے۔

عن حارث بن أبی ذباب أنہ سمع سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ یقول لیس فی مس الذکر وضوء۔ (موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذکر)

حضرت حارث بن ابی ذباب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شرمگاہ چھوئے جانے پر وضو نہیں ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال ما ابالی انفی مسست او اذنی او ذکری۔

(سنن طحاوی باب الوضوء لمس الفرج)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں اپنے ناک، کان یا اپنے ذکر کو چھوؤں۔

عن أبو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم النخعی عن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ فی مس الذکر قال ما أبالی مسستہ أو طرف أنفی۔

(موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذکر)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی شرمگاہ یا ناک کو چھونے میں کوئی ڈر محسوس نہیں کرتا۔

عن ابراھیم أن ابن مسعود رضی اللہ عنہ سئل عن الوضوء من مس الذکر فقال ان کان نجسا فاقطعہ۔ (موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذکر)

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے شرمگاہ کے چھوئے جانے پر وضو کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ نجس ہے تو اسے کاٹ دو۔

عن حبیب بن عبید عن أبی الدرداء رضی اللہ عنہ أنہ سئل عن مس الذکر فقال انما ھو بضعۃ منک۔ (موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذکر)

حضرت حبیب بن عبید رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے شرمگاہ کے

چھوئے جانے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک وہ بھی تیرے بدن کا ایک حصہ ہے۔

عن الحسن عن خمسة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم منهم علي بن ابي طالب وعبدالله بن مسعود وحذيفة بن اليمان وعمران بن حصين رضي الله عنهم ورجل اخر انهم كانوا لايرون في مس الذكر وضوء۔

(سنن طحاوی، باب الوضوء بمس الفرج)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کے پانچ صحابہ سے بیان فرماتے ہیں جن میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص ہے کہ وہ عضو مخصوص کو چھونے میں وضو کو لازم نہیں سمجھتے تھے۔

نوٹ: چنانچہ حضرت عمار بن یاسر، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت ابو درداء، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات کا یہی فتویٰ ہے۔

معذور کے لئے وضو کا حکم:

وہ شخص جسے پیشاب یا ودی کے قطرے گرتے رہنے کی بیماری ہو، یا مسلسل خروجِ ریح کی بیماری ہو، یا مسلسل بواسیر کا خون آنے کی بیماری ہو، یا عورت کو اِستحاضہ کی بیماری ہو، ایسے حضرات شرعاً معذور سمجھے جاتے ہیں تو اُن کے لئے شرعاً یہ سہولت ہے کہ وہ وقت کے اندر وضو کر لیا کریں پھر اس وضو سے جتنی چاہیں وقت کے اندر نمازیں ادا کریں اگرچہ دورانِ نماز عذر جاری رہا ہو پھر اس نماز کا وقت نکل جانے کے بعد دوبارہ وضو کر لیں۔

عن عائشة رضي الله عنها أن فاطمة بنت أبي حبيش كانت تستحاض فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان دم الحيض دم أسود يعرف فاذا كان ذلك فأمسكي عن الصلاة فاذا كان الأخر فتوضأ وصلي. (صحیح ابن حبان، باب ذکر الأمر للمستحاضه بتجديد الوضوء)(سنن ابن ماجه، باب ما جاء في المستحاضة التي قد عدت ايام اقرائها)

حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا جنہیں اِستحاضہ کی بیماری تھی تو اِنہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرو چاہے چٹائی پر خون کے قطرات گرتے رہیں۔

اذان واقامت کا بیان

اذان کے مسنون الفاظ:

عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ قال لما أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بالناقوس یعمل للناس لجمع الصلاۃ طاف بی وأنا نائم رجل یحمل ناقوساً فی یدہ فقلت عبد اللہ أتبیع الناقوس؟ قال وما تصنع بہ؟ فقلت ندعو بہ الی الصلاۃ قال أفلا أدلك علی ما ھو خیر من ذلك؟ فقلت بلی قال فقال تقول: "اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر، اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ" قال فخرج عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ حتی أتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فأخبرہ بما رأی قال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رأیت رجلا علیہ ثوبان أخضران یحمل ناقوساً فقص علیہ الخبر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان صاحبکم قد رأی رؤیا فاخرج مع بلال رضی اللہ عنہ الی المسجد فألقھا علیہ ولیناد بلال رضی اللہ عنہ فانہ أندی صوتا منك قال فخرجت مع بلال رضی اللہ عنہ الی المسجد فجعلت ألقیھا علیہ وھو ینادی بھا قال فسمع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بالصوت فخرج فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واللہ لقد رأیت مثل الذی رأی۔ (سنن ابن ماجہ، باب بدء الاذان)(سنن ابوداؤد، باب کیف الاذن)(سنن ترمذی، باب ما جاء فی بدء الاذان)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تاکہ ناقوس بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جائے تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو ناقوس اُٹھائے ہوئے ہے میں نے کہا یہ ناقوس بیچو گے؟ اس نے کہا کہ تم اس کو کیا کرو گے؟ میں نے کہا اس سے نماز کے لیے لوگوں کو جمع کریں گے اس نے کہا تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ میں نے کہا ضرور! اس نے کہا اچھا تو پھر تم یہ کہا کرو" اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ

اکبر اللہ اکبر، اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان محمد رسول اللہ، اشھد ان محمد رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ" حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ (گھر سے) نکلے یہاں تک رسول اللہ ﷺ کو جو خواب دیکھا تھا بتا دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ تمہارے ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جاؤ اور بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات بتاؤ اور بلال رضی اللہ عنہ یہ کلمات پکاریں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز والے ہیں، حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا اور میں وہ کلمات ان کو بتاتا جاتا ہوں اور وہ پکارتے جاتے ہیں، جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کلمات کی آواز سنی تو (گھر سے) نکل کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا اُس (عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) نے دیکھا ہے۔

فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا چاہیے:

عن أبي محذورة رضي الله عنه وفيه قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فان كان صلاة الصبح قلت الصلاة خير من النوم الصلاة خير من النوم۔

(سنن ابو داؤد باب کیف الاذان)(سنن ترمذی باب الاذان فی السفر)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر صبح کی نماز کا وقت ہو تو دو دفعہ "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہو۔

نوٹ: حضرت انس، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے یہی روایت منقول ہے، حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

(سنن الکبریٰ للبیہقی باب التثویب فی اذان الصبح) (صحیح ابن خزیمہ جماع ابواب الاذان)
(سنن دار قطنی باب ذکر الاقامۃ) (سنن طحاوی باب قول المؤذن فی الاذان الصبح الصلاۃ خیر من النوم)

اذان کے دوران دائیں بائیں چہرہ پھیرنا:

عن أبي جحيفة أنه رأى بلالا رضي الله عنه يؤذن فجعلت أتتبع فاه ههنا بالأذان۔

(صحیح بخاری باب ھل یتبع المؤذن فاہ)(صحیح مسلم باب سترۃ المصلی)

حضرت ابو جحیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا تو وہ اذان میں دائیں بائیں منہ پھیرتے۔

عن أبي جحيفة قال رأيت بلالاً رضي الله عنه خرج الى الابطح فأذن فلما بلغ حي على الصلاة حي على الفلاح لوى عنقه يميناً وشمالاً ولم يستدر۔

(سنن ابوداؤد باب المؤذن يستدير في أذانيه)

حضرت ابو جحیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ابطح (جگہ کا نام ہے) کی طرف نکلے اور اذان پکاری، جب "حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح" پر پہنچے تو اپنی گردن دائیں بائیں پھیری اور خود نہیں گھومے۔

اذان کے دوران دو اُنگلیاں کانوں میں ڈالنا مسنون ہے:

عن أبي جحيفة قال رأيت بلالاً رضي الله عنه يؤذن ويدور ويتتبع فاه ههنا وههنا واصبعاه في أذنيه۔ (سنن ترمذی باب ما جاء في ادخال الاصبع الاذن عند الاذان)

حضرت ابو جحیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا تو وہ اذان میں دائیں بائیں منہ پھیرتے اور اُن کی دو اُنگلیاں دونوں کانوں میں تھیں۔

عن ابن سيرين قال اذا أذن المؤذن استقبل القبلة ووضع اصبعيه في أذنيه۔

(مصنف ابن أبي شيبه باب من كان اذا أذن جعل أصابعه في أذنيه)

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤذن قبلہ کی طرف رُخ کرے گا اور اپنی اُنگلیوں کو کانوں میں رکھے۔

عن محمد قال كان الأذن أن يقول الله اكبر الله اكبر ثم يجعل اصبعيه في أذنيه۔

(مصنف ابن أبي شيبه باب من كان اذا أذن جعل أصابعه في أذنيه)

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اذان یہ ہے کہ آدمی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور اُنگلیوں کو کانوں میں رکھے۔

سمعت علي بن الحسن بن شقيق يقول كان عبدالله ابن المبارك اذا رأى المؤذن لا يدخل أصبعيه في أذنيه يصيح به أنفست بكوش أنفست بكوش۔

(المستدرك للحاكم برقم الحديث ٣٠)

حضرت حسن بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جب مؤذن کو دیکھتے کہ اس نے کانوں میں اُنگلیاں نہیں ڈالیں تو چلا کر کہتے کانوں میں اُنگلیاں (ڈالو)۔

اذان کا مسنون جواب:

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا قال المؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر فقال أحدکم اللہ اکبر اللہ اکبر ثم قال أشھد أن لا الہ الا اللہ قال أشھد أن لا الہ الا اللہ ثم قال أشھد أن محمد رسول اللہ قال أشھد أن محمد رسول اللہ قال حی علی الصلاۃ قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ ثم قال حی علی الفلاح قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ ثم قال اللہ اکبر اللہ اکبر قال اللہ اکبر اللہ اکبر ثم قال لا الہ الا اللہ قال لا الہ الا اللہ من قلبہ دخل الجنۃ۔ (صحیح مسلم باب استحباب القول مثل قول المؤذن)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مؤذن نے ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہا اور تم نے جواباً ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہا پھر مؤذن نے کہا ''أشھد أن لا الہ الا اللہ'' اس نے بھی کہا ''أشھد أن لا الہ الا اللہ'' پھر مؤذن نے کہا ''أشھد أن محمد رسول اللہ'' اس نے بھی کہا ''أشھد أن محمد رسول اللہ'' پھر مؤذن نے کہا ''حی علی الصلاۃ'' اس نے کہا ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' پھر مؤذن نے کہا ''حی علی الفلاح'' اس نے کہا ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' پھر مؤذن نے کہا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' اس نے بھی کہا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' پھر مؤذن نے کہا ''لا الہ الا اللہ'' اس نے بھی کہا ''لا الہ الا اللہ'' دل کی تصدیق سے تو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

عن محمد بن عمرو عن أبیہ عن جدہ أن معاویۃ سمع المؤذن قال اللہ اکبر اللہ اکبر فقال معاویۃ اللہ اکبر اللہ اکبر فقال المؤذن أشھد أن لا الہ الا اللہ فقال معاویۃ أشھد أن لا الہ الا اللہ فقال أشھد أن محمد رسول اللہ فقال معاویۃ أشھد أن محمد رسول اللہ فقال المؤذن حی علی الصلاۃ فقال لا حول ولا قوۃ الا باللہ فقال المؤذن حی علی الفلاح قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ

فقال الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله فقال الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله ثم قال هکذا فعل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم۔ (صحیح بخاری،باب مایقول اذا سمع المنادی)(صحیح مسلم،باب استحباب القول مثل قول المؤذن)

حضرت محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب مؤذن سے سنا "اللہ اکبر اللہ اکبر" تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواباً "اللہ اکبر اللہ اکبر" کہا پھر مؤذن نے کہا "أشهد أن لا الہ الا اللہ" تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا "أشهد أن لا الہ الا اللہ" پھر مؤذن نے کہا "أشهد أن محمد رسول اللہ" تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا "أشهد أن محمد رسول اللہ" پھر مؤذن نے کہا "حی علی الصلاۃ" تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" پھر مؤذن نے کہا "حی علی الفلاح" تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" پھر مؤذن نے کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ" تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ" پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

عن أبی رافع رضی الله عنه قال کان النبی صلی الله علیه واله وسلم اذا سمع المؤذن قال کما یقول حتی اذا بلغ حی علی الصلاۃ،حی علی الفلاح قال لا حول ولا قوۃ الا بالله۔ (الصلاۃ لأبی نعیم الفضل بن دکین،باب مایقال اذا أذن المؤذن)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مؤذن کو سنو تو ایسے ہی کہو،اور جب وہ "حی علی الصلاۃ،حی علی الفلاح" پر پہنچے تو "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" پڑھو۔

جمعہ کی دواذانیں ہی مسنون ہیں:

عن الزهری قال سمعت السائب بن یزید یقول أن الأذان یوم الجمعة کان أوله حین یجلس الامام یوم الجمعة علی المنبر فی عهد رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وأبی بکر وعمر رضی الله عنهم فلما کان فی خلافة عثمان رضی الله عنه وکثروا أمر عثمان رضی الله عنه یوم الجمعة بالأذان الثالث فأذن به علی الزوراء فثبت الأمر علی ذلك۔(صحیح بخاری،باب التأذین عند الخطبة)

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح بخاری باب الأذان یوم الجمعة)(سنن ابو داؤد باب النداء یوم الجمعة)(سنن نسائی باب الأذان للجمعة) (سنن ترمذی باب ماجاء فی أذان الجمعة)(سنن ابن ماجه باب ماجاء فی الأذان یوم الجمعة) (تاریخ المدینة لابن شیبه باب ماسن عثمان رضی الله من الاذان الثانی یوم الجمعة)

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے دور میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن تیسری اذان کا حکم دیا (یہ تیسری اذان اس اعتبار سے ہے کہ جمعہ کی اصل اذان کے ساتھ اقامت کو بھی اذان ہی کے درجہ میں شمار کیا گیا ہے) چنانچہ یہ اذان زوراء کے مقام پر دی گئی، جس پر آج تک عمل جاری وساری ہے۔

اخبرنی عمرو بن دینار ان عثمان رضی الله عنه اول من زاد الاذان الاول یوم الجمعة لما کثر الناس زاده فکان به علی الزوراء. (مصنف عبدالرزاق باب الاذان یوم الجمعة)

حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جمعہ کی پہلی اذان کا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا، جب لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو پہلی اذان کا اضافہ کیا گیا اور یہ اذان بازار میں زوراء نامی جگہ پر دی جاتی تھی۔

فائدہ: امام ابوبکر ابن منذر نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۱۹ھ) لکھتے ہیں کہ:

امر عثمان بن عفان رضی الله عنه لما کثر الناس بالنداء الثالث فی العدد وهو الاول الذی بدابه بعد زوال الشمس بین المهاجرین والانصار فلم یکره احد منهم علمناه ثم مضت الامة علیه الی زماننا هذا.

(الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف ۴/۵۵)

جب مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہوا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں زوال کے بعد اذان دینے کا حکم دیا، کسی نے بھی اسے ناپسند نہیں فرمایا، اس وقت سے آج تک اسی پر عمل ہے۔

علامہ ابوالحسن علی ماوردی شافعی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۰ھ) لکھتے ہیں کہ:

یتقدمھما اذانان۔(الاقناع فی الفقہ الشافعی ۱/۱۵)

خطبہ جمعہ سے قبل دو اذانیں دی جائیں گی۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۰ھ) لکھتے ہیں کہ:

ویسن الاذان الاول فی اول الوقت لان عثمان رضی اللہ عنہ سنہ وعملت بہ الامۃ بعدہ وھو مشروع للاعلام بالوقت۔(الکافی فی فقہ الامام احمد ۱/۳۲۰)

جمعہ کے دن زوال کے بعد پہلی اذان سنت ہے اس لیے کہ اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جاری فرمایا اور بعد میں اسی پر اُمت کا عمل رہا۔

علامہ عبدالکریم رافعی شافعی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

فلما کان عھد عثمان رضی اللہ عنہ کثر الناس وعظمت البلدۃ امر المؤذنین بالتاذین علی مکانھم ثم کان یؤذن المؤذن بین یدیہ اذا استوی علی المنبر فثبت الامر علی ذلک۔(فتح العزیز بشرح الوجیز ۴/۶۰۰)

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کی آبادی بڑھ گئی اور شہر بڑے بڑے ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام مؤذنین کو حکم دیا کہ ایک اذان دیں، پھر دوسری اذان امام ممبر پر آنے کے بعد دی جاتی تھی، اسی پر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ وغیرہم کا عمل رہا۔

علامہ شہاب الدین عبدالرحمن مالکی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۳۲ھ) لکھتے ہیں کہ:

ولھا اذانان الاول علی المنارۃ والاخر بین یدی الامام اذا جلس علی المنبر فاذا فرغ اخذ فی الخطبۃ۔(ارشاد السالک الی اشرف المسالک فی فقہ الامام مالک ۱/۴۲)

جمعہ کی نماز کے لیے دو اذان ہے، پہلی اذان منارہ پر اور دوسری اذان امام کے سامنے جب امام منبر پر بیٹھ جائے، اذان کے بعد امام خطبہ شروع کرے۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۹۵ھ) لکھتے ہیں کہ:

ومن ذلک اذان الجمعۃ الاول زادہ عثمان رضی اللہ عنہ لحاجۃ الناس الیہ واقرہ علی واستمر عمل المسلمین علیہ۔(جامع العلوم والحکم ۲/۹۲۱)

جمعہ کی پہلی اذان جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ضرورت کے پیشِ نظر شروع فرمایا، بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو برقرار رکھا، اسی پر مسلمانوں کا عمل رہا ہے۔

جمعہ کی دو اذانوں کے مسنون ہونے پر اِجماعِ اُمت:

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

هذا الأذان لما سنة عثمان رضي الله عنه واتفق المسلمون عليه صار اذان شرعياً۔ (مجموع للفتاوی لابن تیمیة، سئل عن صلاة بعد الأذان الاول یوم الجمعة)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب اس اذان کو سنت قرار دیا اور تمام مسلمان اس پر متفق ہو گئے تو یہ اذان شرعی اذان ہو گئی۔

مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:

وما فعله عثمان رضي الله عنه من النداء الاول اتفق عليه الناس بعده اهل المذاهب الاربعة وغيرهم ما سنه ايضا عمر رضي الله عنه من جمع الناس في رمضان على امام واحد۔ (منہاج السنة للعلامہ ابن تیمیہ ۶/۲۹۹)

جمعہ کی پہلی اذان جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جاری فرمایا، اس پر جمہور اُمت اور آئمہ اربعہ (احناف، مالکیہ، شوافع، حنابلہ رحمہم اللہ) وغیرہم کا اتفاق ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تراویح باجماعت پڑھنے کے حکم پر اِجماع ہوا۔

علامہ شمس الدین محمد کرمانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

فان قلت كيف شرح قلت باجتهاد عثمان رضي الله عنه وموافقة سائر الصحابة رضي الله عنهم له بالسكوت وعدم الانكار فصار اجماعاً سكوتيا۔

(الکواکب الدراری شرح صحیح بخاری، ۶/۲۷)

اگر کوئی پوچھے کہ جمعہ کے دن اذان اول کیسے مشروع ہوئی تو اس کا جواب ہوگا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رضامندی سے مشروع ہوا، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی خاموشی اور مخالفت نہ کرنا اِجماعِ سکوتی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں کہ:

قلت نعم هو اول فی الوجود ولکنه ثالث باعتبار شر عیته با جتهاد عثمان رضی الله عنه وموافقة سائر الصحابة به بالسکوت و عدم الانکار فصار اجماعاً سکوتیا ۔(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۶/۲۱۱)

جمعہ کی پہلی اذان مشروعیت کے اعتبار سے تیسری ہے، یہ اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رضامندی سے مشروع ہوا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خاموشی اور مخالفت نہ کرنا اِجماع سکوتی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

فثبت الأمر کذلك والذی یظهر أن الناس أخذوا بفعل عثمان رضی الله عنه فی جمیع البلاد اذذاك لکونه خلیفة مطاع الأمر ۔(فتح الباری، باب الأذان یوم الجمعة)

پس یہ حکم ثابت ہو گیا، اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس حکم کو لوگوں نے تمام ممالک و علاقوں میں اختیار کیا، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت خلیفہ المسلمین تھے، جن کی اطاعت کا (حدیث میں) حکم دیا گیا ہے۔

وقد علق القسطلانی فی شرح للبخاری علی هذا الحدیث بأن النداء الذی زاده عثمان رضی الله عنه هو عند دخول الوقت....وکان هذا الأذان لما کثر المسلمون فزاده أجتهاداً منه وموافقة سائر الصحابة له بالسکوت وعدم الانکار فصار اجماعاً سکوتیاً ۔(ارشاد الساری لشرح صحیح بخاری، باب التأذین عند الخطبة تحت الحدیث ۹۱۶)

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی اس حدیث نمبر (۹۱۶) کی شرح میں تحریر کیا ہے کہ:

خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس اذان کا اضافہ فرمایا تھا وہ (جمعہ کے) وقت کے داخل ہو جانے کے بعد ہوتی تھی، جب مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے اذان (یعنی جمعہ کی اول اذان) کا اضافہ کیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خاموش وہ کر ان کی موافقت کرنے اور انکار و نکیر نہ کرنے سے یہ اجماع سکوتی بن گیا۔

اہل عرب کے مفتیان کا موقف:

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ (سابق مفتی اعظم سعودیہ عربیہ) لکھتے ہیں کہ:

ما فعله عثمان رضی الله عنه من الاذان الثانی فی خلافته لیس من البدع لان الرسول صلی الله علیه واله وسلم قال علیکم بسنتی و سنته الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی وهو من الخلفاء الرشدین۔(فتاوی نو الدرب۱۳/۲۱۰)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جمعہ کے دن زوال کے وقت جو اذان دینے کا حکم فرمایا وہ بدعت نہیں ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو اپناؤ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں سے تھے۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

الافضل ان یکون للجمعة اذانان اقتداء بأمیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی الله عنه لانه احد الخلفاء الراشدین الذین امرنا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بأتباع سنتهم۔(مجموع فتاوی عثیمین ۱۶/۷۹)

جمعہ کی دو اذانیں دینا افضل ہے، امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے ہوئے اس لیے کہ وہ خلفاء راشدین میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی سنت کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

سعودی عربیہ دارالافتاء کے مفتیان اپنے متفقہ فتوی میں لکھتے ہیں کہ:

والاذان الاول یوم الجمعة امربه عثمان بن عفان رضی الله عنه وهو ثالث الخلفاء الراشدین ولم ینکر علیه احدمن الصحابة رضی الله عنهم و تبعه جماهیر المسلمین علی ذلك۔(فتاوی اللجنة الدائمة ۸/۲۰۰)

جمعہ کی پہلی اذان کا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اور وہ تیسرے خلیفہ راشد ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں فرمایا اور بعد میں اکثر مسلمانوں نے اسی پر عمل کیا۔

اذان کے بعد درود شریف پڑھنا:

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ أنہ سمع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ بھا عشراً ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ فانھا منزلۃ فی الجنۃ لا تنبغی الا لعبد من عباد اللہ وارجو أن اکون انا ھو فمن سأل اللہ لی الوسیلۃ حلت علیہ الشفاعۃ۔ (صحیح مسلم، باب استحباب القول مثل قول المؤذن)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو، بلاشبہ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو، بے شک وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ہی ایک بندے کو حاصل ہوگا اور مجھے اُمید ہے وہ میں ہی ہوں گا، پس جس نے میرے لیے وسیلہ کی دُعا کی اس کے لیے میری سفارش منظور ہوگئی۔

درود شریف کے بعد کی دُعا پڑھنا:

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من قال حین یسمع النداء "اللھم رب ھذہ الدعوۃ والصلاۃ القائمۃ أت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودن الذی وعدتہ" حلت لہ شفاعتی۔
(صحیح بخاری، باب الدعاء عند النداء)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دُعا پڑھے "اے اللہ! اس کامل دعوت (اذان) اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما جس کا آپ نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے" اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من قال حین یسمع النداء "اللھم انی أسالك بحق ھذہ الدعوۃ التامۃ

والصلاۃ القائمۃ أت محمدنِالوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ المقاما محمودنِالذی وعدتہ انك لا تخلف المیعاد" حلت لہ شفاعتی۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب مایقول اذا فرغ من ذلك)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دُعا پڑھے "اے اللہ! اس کامل دعوت (اذان) اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما جس کا آپ نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے اور بیشک تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا" اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

اقامت کے مسنون الفاظ:

عن عبد الرحمن بن أبی لیلی قال حدثنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أن عبد اللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ جاء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رأیت فی المنام کان رجلا قام وعلیہ بردان اخضران علی جذمۃ حائط فاذن مثنی وأقام مثنی وقعد قعدۃ قال فسمع ذالك بلال رضی اللہ عنہ فقام مثنی وأقام مثنی وقعد قعدۃ۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، باب ما جاء فی الأذان والاقامۃ کیف ھو؟)

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک شخص دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے ہے ایک دیوار پر کھڑے ہو کر اس نے اذان و اقامت کہی اور اس نے کلمات دو دو بار کہے اور تھوڑی دیر بیٹھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو آپ بھی کھڑے ہوئے اور آپ نے بھی اذان و اقامت کہی کہ دونوں میں دو دو دفعہ کہا اور پھر تھوڑی دیر بیٹھ گئے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن دارقطنی، باب ذکر الاقامۃ واختلاف الروایات فیھا) (مصنف عبدالرزاق، باب بدء

الأذان)(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان اذا اذن قعد وما جاء فيه)(سنن طحاوی،باب الاقامة كيف هو؟)(مختصر خلافيات للبيهقي، كتاب الصلاة،مسألة٦٥،طبع مكتبه الرشد)(الأوسط في السنن والاجماع والاختلاف،باب ذكر الأذان على المكان المرتفع)(سنن الكبرىٰ للبيهقي،باب ماروي في تثنية الأذان والاقامة)(صحيح ابن خزيمه،باب الترجيع في الاذان مع تثنية الاقامة)

عن أبي العميس قال سمعت عبدالله بن محمد بن عبدالله بن زيد الأنصاري رضي الله عنه يحدث عن أبيه عن جده انه أرى الاذان مثنى مثنى والاقامة مثنى مثنى قال فأتيت النبي صلى الله عليه واله وسلم فاخبرته فقال علمهن بلالا رضي الله عنه قال فتقدمت فأمرني أن أقيم.

(مختصر خلافيات للبيهقي، كتاب الصلاة،مسألة٦٥،طبع مكتبه الرشد الرياض)

حضرت ابوالعمیس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو بواسطہ اپنے والد، دادا سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے خواب میں اذان دو، دو بار اور اقامت دو، دو بار دکھائی گئی، میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کلمات بلال رضی اللہ عنہ کو سکھاؤ، اُنہوں نے فرمایا تو میں آگے بڑھا، پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میں اقامت کہوں۔

عن الشعبي عن عبد الله بن زيد الانصاري رضي الله عنه قال سمعت اذان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فكان اذانه وأقامة مثنى مثنى.

(صحيح أبي عوانه،باب تأذين النبي عليه السلام)

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اذان سنی، آپ ﷺ کی اذان و اقامت دونوں میں کلمات دو دو مرتبہ کہے گئے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن دارقطني،باب ذكر الاقامة واختلاف الروايات فيها)(سنن ترمذي،باب ماجاء في ان الاقامة مثنى مثنى)(الأحكام الكبرىٰ للغراط،باب من قال ان الأقامة مثنى مثنى)

عن أبي محذورة رضي الله عنه قال علمني رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الاذان تسع عشرة كلمة والاقامة سبع عشرة كلمة، كلمة الاذان: الله اكبر الله

اکبر،أشهد أن لا اله الا الله أشهد أن لا اله الا الله،أشهد أن محمد رسول الله أشهد أن محمد رسول الله،حی الصلاة حی علی الصلاة،حی علی الفلاح حی علی الفلاح،الله اکبر الله اکبر،لا اله الا الله"والاقامة سبع عشرة كلمة:"الله اکبر الله اکبر،أشهد أن لا اله الا الله أشهد أن لا اله الا الله،أشهد أن محمد رسول الله أشهد أن محمد رسول الله،حی الصلاة حی علی الصلاة، حی علی الفلاح حی علی الفلاح،قد قامت الصلاة،قد قامت الصلاة، الله اکبر الله اکبر،لا اله الا الله۔(سنن ابن ماجه،باب الترجیع فی الاذان)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اذان کے اُنیس (۱۹) کلمات ''اللہ اکبر اللہ اکبر،أشهد أن لا الہ الا اللہ أشهد أن لا الہ الا اللہ،أشهد أن محمد رسول اللہ أشهد أن محمد رسول اللہ،حی الصلاۃ حی علی الصلاۃ،حی علی الفلاح حی علی الفلاح،اللہ اکبر اللہ اکبر،لا الہ الا اللہ'' سکھائے اور اقامت کے سترہ (۱۷) کلمات ''اللہ اکبر اللہ اکبر،أشهد أن لا الہ الا اللہ أشهد أن لا الہ الا اللہ،أشهد أن محمد رسول اللہ أشهد أن محمد رسول اللہ،حی الصلاۃ حی علی الصلاۃ،حی علی الفلاح حی علی الفلاح،قد قامت الصلاۃ،قد قامت الصلاۃ،اللہ اکبر اللہ اکبر،لا الہ الا اللہ،سکھائے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ترمذی،باب ماجاء فی الترجیع فی الاذان)(سنن نسائی،کتاب الاذان)(سنن دارقطنی،باب ذکر الاقامة واختلاف الروایات فیها)(سنن دارمی،باب الترجیع فی الاذان)(سنن ابوداؤد،باب کیف الاذان)(مختصر خلافیات للبیهقی،کتاب الصلاة،مسألة۶۵،طبع مکتبه الرشد)(مصنف ابن أبی شیبه،باب ماجاء فی الاذان و الاقامة کیف هو؟)(مسند احمد،رقم الحدیث۲۶۲۵۲،۱۵۳۸۱)(صحیح ابن حبان،باب ذکر الأمر بالترجیع فی الأذان والتثنیة فی،رقم الحدیث۱۶۸۱)(سنن طحاوی،باب الأذان کیف هو؟)(سنن دارقطنی،باب ذکر الاقامة و اختلاف الروایات فیها)(المنتقی لا بن جارود،باب ماجاء فی الأذان،رقم الحدیث۱۶۲)(سنن الکبری للبیهقی،باب من قال بتثنیة الاقامة و ترجیع الأذان)(معرفة السنن والآثار للبیهقی،رقم الحدیث۲۴۹۶)(شرح السنة للبغوی،باب الأذان والاقامة وأنه مثنی والاقامة)(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث۶۳۰،۶۲۸)(مسند الشامیین للطبرانی،رقم الحدیث۲۵۵۹،۲۵۵۶،۲۱۶۲،۲۱۶۰)(حلیة الأولیاء الأصفیاء،۵/۱۲۶)

عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه أن بلالا رضي الله عنه يؤذن للنبي صلى الله عليه واله وسلم مثنى مثنى ويقيم مثنى مثنى۔

(سنن دارقطني، باب ذكر الاقامة واختلاف الروايات فيها)

حضرت عون بن ابی جحیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اذان واقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مختصر خلافيات للبيهقي، كتاب الصلاة، مسألة ٦٥، طبع مكتبه الرشد الرياض) (مجمع الزوائد، باب كيف الأذان) (المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ٦٨٢٠)

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ:

عن عبد العزيز بن رفيع قال سمعت أبا محذورة رضي الله عنه يؤذن مثنى مثنى ويقيم مثنى مثنى۔ (سنن طحاوي، باب الاقامة)

حضرت عبد العزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اذان واقامت میں کلمات دو دو مرتبہ کہتے تھے۔

عن الاسود بن يزيد قال أن بلالا رضي الله عنه كان يثني الاذان ويثني الاقامة وانه يبدا بالتكبير ويختم بالتكبير۔ (مصنف عبد الرزاق، باب بدء الاذان)

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہتے اسی طرح اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہتے، تکبیر سے ابتداء کرتے اور تکبیر سے انتہا کرتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن دارقطني، باب ذكر الاقامة واختلاف الروايات فيها) (مختصر خلافيات للبيهقي، كتاب الصلاة، مسألة ٦٥، طبع مكتبه الرشد الرياض) (سنن طحاوي، باب الاقامة كيف هو؟)

عن سويد بن غفلة قال سمعت بلالا رضي الله عنه يؤذن مثنى ويقيم مثنى۔

(سنن طحاوي، باب الاقامة كيف هو؟)

حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سنا وہ اذان واقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مختصر خلافیات للبیہقی، کتاب الصلاۃ، مسألہ ۶۵، طبع مکتبہ الرشد الریاض) (اتحاف المہرۃ لابن حجر، رقم الحدیث ۲۲۲۶) (الجوھر النقی علی السنن البیہقی ۱/۴۲۵، طبع دار الفکر بیروت) (نصب الرایۃ، باب الأذان) (شرح ابن ماجہ للمغلطای، باب فضل الأذان وثواب المؤذنین)

عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عبد الله بن الأنصاری رضی الله عنه مؤذن النبی صلی الله علیه واله وسلم یشفع الأذان والاقامة۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من كان یشفع الاقامة ویری أن یثنیها)

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن اذان واقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہتے تھے۔

عن قیس أن علياً رضی الله عنه كان یقول الأذان مثنی والاقامة، وأتی علی مؤذن یقیم مرة مرة فقال ألا جعلتها مثنی؟ لا أم للآخر۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من كان یشفع الاقامة ویری أن یثنیها)

حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اذان واقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہے جائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اقامت کہنے والے مؤذن کو ڈانٹتے اور اسے کہتے کہ اللہ تمہیں اپنی رحمت سے دور کرے، تم نے اقامت دو مرتبہ کیوں نہیں کہی۔

عن مسلم البطین قال أخبرنی من سمع مؤذن علی رضی الله عنه یجعل الأقامة مرتین مرتین۔ (مصنف عبدالرزاق، باب بدء الأذان)

حضرت مسلم بطین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اُس شخص نے یہ بات بتائی جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مؤذن کو سنا تھا وہ اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ پڑھ رہا تھا۔

عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال فجاء عبدالله بن زید رضی الله عنه رجل من الانصار وقال فیه فاستقبل القبلة قال "الله اكبر الله اكبر، أشهد أن لا اله الا الله أشهد أن لا اله الا الله، أشهد أن محمد رسول الله أشهد أن محمد رسول الله، حی علی الصلاة مرتین، حی علی الفلاح مرتین، الله اكبر الله اكبر، لا اله الا الله" ثم أمهل حنية ثم قام فقال مثلها الا أنه زاد بعد ما قال حی علی

الفلاح قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ۔ (سنن ابو داؤد، باب کیف الأذان)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جو کہ انصار کے خاندان سے ہیں وہ آئے انہوں نے قبلہ رُخ ہو کر اذان شروع کی اور دو دو مرتبہ الفاظِ اذان دُہرائے، پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اسی طرح اقامت دو دو مرتبہ پڑھی البتہ "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ "قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ" کہا۔

عن عبید مولی سلمة بن اکوع رضی اللہ عنه أنه کان یثنی الاقامة۔

(مصنف ابن أبي شیبه، باب من کان یشفع الاقامة ویری أن یثنیها)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۲۲۶)(سنن طحاوی، باب الاقامة)(سنن دار قطنی، باب ذکر الاقامة واختلاف الروایات فیها)(مجمع الزوائد، باب کیف الاذان)

عن ابراهیم قال کان ثوبان رضی اللہ عنه یؤذن مثنی ویقیم مثنی۔

(سنن طحاوی، باب الاقامة)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اذان واقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(اتحاف المهرة لابن حجر، رقم الحدیث ۲۳۸۳)(نصب الرایة فی تخریج الهدایه ۱/۲۷۰، باب الأذان)

عن فطر بن خلیفة عن مجاهد قال ذکر له الاقامة مرة مرة فقال هذا شیئ استخفه الامرأ الاقامة مرتین مرتین۔ (مصنف عبد الرزاق، باب بدء الاذان)

حضرت فطر بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اقامت کے کلمات کو ایک بار کہنے کا تذکرہ ہوا تو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ چیز امراء نے اپنی آسانی کے لیے پیدا کر لی ہے اقامت کے کلمات تو دو دو ہی ہیں۔

عن ابراهیم قال لا تدع أن تثنی الاقامة۔

(مصنف ابن أبي شیبه، باب من کان یشفع الاقامة ویری أن یثنیها)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہنا نہ چھوڑو۔

عن الحجاج بن أرطاق قال أبو اسحٰق قال أصحاب علی و أصحاب عبد الله يشفعون الاذان والاقامة۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يشفع الاقامة ويرى أن يثنيها)

حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب (شاگرد) اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہتے تھے۔

عن شعیب عن أبي العاليه قال اذا جعلتها أقامة فاثنها۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يشفع الاقامة ويرى أن يثنيها)

حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم اقامت کہو تو اس کے کلمات دو دو مرتبہ کہو۔

عن عبد الرزاق سمعت الثوري واذن لنا فقال الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر، أشهد أن لا اله الا الله مرتين أشهد أن محمد رسول الله مرتين فصنع كما ذكر فيحديث عبد الرحمن بن أبي ليلى في الاذان والاقامة تمام مثل الحديث۔ (مصنف عبد الرزاق، باب بدء الاذان)

حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے میدانِ منیٰ میں ہمارے سامنے اذان کہی کہ میں نے سنا آپ نے کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر، أشهد أن لا اله الا اللہ دو مرتبہ کہا، أشهد أن محمد رسول اللہ دو مرتبہ کہا پھر آپ نے اذان و اقامت بالکل اُسی طرح کہی جس طرح حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں ذکر کی گئی ہے۔

قال سفيان الأذان مثنى مثنى والاقامة مثنى مثنى و كذلك قول أصحاب الرأي۔ (اختلاف الفقهاء اختلاف العلماء للمروزي، باب كيف الأذان)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت (کے الفاظ) دوہرے دوہرے ہیں۔

ثم (بلال رضى الله عنه) ثبت هو من بعد على التثنية في الأقامة بتواتر الأثار في ذلك فعلم أن ذلك هو ما أمر به۔ (سنن طحاوي، باب الأقامة كيف هي؟)

پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مستقل عمل اقامت دوہری کہنے کا رہا جس پر روایات متواترہ دلالت کرتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اسی کا حکم دیا گیا تھا۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا منصفانہ اور عادلانہ فیصلہ:

خود علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بنیاد بناتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عمل کو منسوخ قرار دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

وهو متأخر عن حديث بلال رضى الله عنه الذى فيه الأمر بايتار الاقامة لأنه بعد فتح مكة لأن أبا محذورة رضى الله عنه من مسلمة الفتح و بلالاً رضى الله عنه أمر بافراد الاقامة أول ما شرع الأذان فيكون ناسخاً وقد روى أبو الشيخ أن بلالاً رضى الله عنه أذن بمنى ورسول الله صلى الله عليه واله وسلم ثم مرتين مرتين واقام مثل ذلك اذا عرفت هذا تبين لك أن أحاديث تثنية الاقامة صالحة للاحتجاج بها لما أسلفناه وأحاديث أفراد الاقامة وان كانت أصح منها لكثرة طرقها وكونها فى الصحيحين لكن أحاديث التثنية مشتملة على الزيادة فالمصير اليها مع تأخر تاريخ بعضها كما عرفناك۔ (نيل الأوطار ۲/۲۲، باب صفة الأذان)

حضرت محذورہ رضی اللہ عنہ والی روایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بعد کی ہے جس میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اکہری اقامت کہنے کا حکم دیا گیا تھا چونکہ حضرت محذورہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اکہری اقامت کا حکم شروع شروع میں دیا گیا تھا، لہٰذا حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ والی روایت نے سابقہ حکم کو منسوخ کر دیا بلکہ ابوالشیخ نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں اذان دی تو رسول اللہ ﷺ بھی وہاں موجود تھے تو وہ اذان و اقامت ایک جیسی تھی اور اس میں کلمات دو دو مرتبہ دوہرائے گئے، جب تمہیں یہ تفصیل معلوم ہوگئی تو واضح ہو گیا کہ جن احادیث میں دوہری اقامت کا ذکر ہے وہ دلیل بن سکتی ہیں اور اکہری اقامت والی احادیث طرق مختلفہ اور صحیحین میں وارد ہونے کی وجہ سے گو کہ زیادہ صحیح ہیں لیکن دوہری اقامت کا احادیث میں ایک زیادہ چیز کا تذکرہ ہے، لہٰذا ان کی طرف رجوع کرنا لازم ہے، خاص طور پر اس لئے بھی کہ ان میں آخری زمانہ کا تذکرہ ہے جیسے کہ ہم بتا چکے ہیں۔

اقامت کا مسنون جواب:

عن أبي أمامة رضي الله عنه ان بلالاً رضي الله عنه أخذ في الاقامة فلما ان قد قامت الصلوٰة قال النبي صلى الله عليه واله وسلم اقامها الله و أدمها الله وقال في الاقامة كنحو حديث عمر رضي الله عنه في الأذان۔ (سنن ابو داؤد، باب ما يقول اذا سمع الأقامة) (سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ما يقول اذا سمع الاقامة)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت شروع کی جب "قد قامت الصلوٰۃ" پر پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا "أقامها الله وأدمها الله" اور باقی اقامت کا جواب اذان کی طرح دیا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہوا۔

اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کو جلدی جلدی کہنا چاہیے:

عن أبي الزبير رضي الله عنه مؤذن بيت المقدس قال جاء نا عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال اذا أذنت فترسل واذا أقمت فاحذم۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال يترسل في الأذن ويحدر في الاقامة)

بیت المقدس کے مؤذن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ جب تم اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب اقامت کہو تو جلدی جلدی کہو۔

عن أبي جعفر أن عبدالله بن عمر رضي الله عنه كان يرتل الأذان ويحدر الاقامة۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال يترسل في الأذن ويحدر في الاقامة)

حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کو جلدی جلدی کہا کرتے تھے۔

عن الحسن ومحمد قال يعجبهما اذا أخذ المؤذن في الاقامة أن يمضي ولا يترسل۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال يترسل في الأذن ويحدر في الاقامة)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پسند تھی کہ مؤذن اقامت کو جلدی جلدی کہے اور رُک رُک کر نہ کہے۔

عن ابراهيم قال يرتل فى الأذان ويتبع الاقامة بعضها بعضاً۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال يترسل فى الأذن ويحدر فى الاقامة)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت تیز تیز کہا کرتے تھے۔

جو شخص اذان کہے اُسی کا اقامت کہنا مستحب ہے:

عن زياد بن الحارث الصدائي رضي الله عنه قال أمرني رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان أذن صلوٰة الفجر فاذنت فاراد بلال رضي الله عنه ان يقيم فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان أخا صداء قد أذن ومن أذن فهو يقيم۔

(سنن ترمذی، باب ماجاء أن من أذن فهو يقيم)(سنن ابوداؤد، باب ماجاء أن من أذن فهو يقيم)

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں فجر کی نماز کے لئے اذان کہوں، پس میں نے اذان کہی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبیلہ صداء والے نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے اقامت کا حق بھی اسی کا بنتا ہے۔

مؤذن کے علاوہ کوئی دوسرا اقامت کہہ دے تو یہ بھی جائز ہے:

عن محمد بن عبدالله عن عمه قال فأرى عبدالله بن زيد رضي الله عنه الأذان فى المنام فاتى النبي صلى الله عليه واله وسلم (الى ان قال) فأذن بلال رضي الله عنه فقال عبدالله رضي الله عنه انا رايته وانا كنت اريده قال أقم انت۔

(سنن ابوداؤد، باب كيف الأذان، رقم الحديث ٥١٠)

حضرت محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اذان خواب میں دکھلائی گئی، پھر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو اُنہوں نے اذان کہی تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں اذان دیکھی تھی اور میرا ارادہ تھا میں ہی اس کو پڑھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اقامت پڑھ لینا۔

جماعت کی نماز کا حکم

مردوں کے لیے باجماعت نماز ادا کرنا ضروری ہے:

باجماعت نماز کی ادائیگی سے جہاں اور بہت سے دینوی واخروی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہاں بطور خاص حکم ربانی وارشاد نبوی ﷺ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں اجتماعیت کے جذبات نشوونما پاتے ہیں اخوت، محبت اور باہمی تعاون کو فروغ ملتا ہے اسی لیے جماعت کی نماز کو اکیلی نماز پر فضیلت ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال والذی نفسی بیده لقد هممت ان آمر بحطب فیحتطب ثم آمر بالصلوٰة فیؤذن لها ثم آمر رجلاً فیؤم الناس ثم أخالف الی رجال فاحرق علیهم بیوتهم۔

(صحیح بخاری، باب وجوب صلوٰة الجماعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میرا دل چاہتا ہے کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں اور ساتھ ہی نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم دوں پھر کسی آدمی کو نماز کے لیے لوگوں کا امام مقرر کروں اور خود لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کو آگ لگا دوں جو جماعت کی نماز میں (بغیر کسی شرعی عذر کے) شریک نہیں ہوتے۔

عن عبدالله بن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من سمع النداء فلم یمنعه من اتباعه عذر قالوا وما العذر فقال خوف أو مرض لم تقبل منه الصلوٰة التی صلی۔

(الترغیب والترهیب، باب الترهیب من ترک حضور الجماعة بغیر عذر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے مسجد میں (جماعت کی نماز کے لیے) نہ جائے بلکہ (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا عذر سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، مرض ہو یا کوئی خوف۔

عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوٰۃ فلا یجیبہ۔ (الترغیب والترھیب، باب الترھیب من ترک حضور الجماعۃ بغیر عذر)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سراسر ظلم اور نفاق ہے اس شخص کا فعل جو نماز کے لیے اللہ کے منادی (مؤذن) کی آواز سنے اور اس کو قبول نہ کرے (یعنی نماز کے لیے مسجد میں نہ جائے)۔

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أثقل الصلاۃ علی المنافقین صلاۃ العشاء وصلاۃ الفجر۔

(صحیح بخاری، باب فضل العشاء فی الجماعۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں پر عشاء اور فجر کی نماز پڑھنا بھاری ہوتا ہے۔

قال عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ "ولقد رایتنا وما یتخلف عن الصلوٰۃ الا منافق قد علم نفاقہ اومریض ان کان الرجل لیمشی بین رجلین حتی یاتی الصلوٰۃ۔ (صحیح مسلم، باب صلوٰۃ الجماعۃ من سنن الھدیٰ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہوتا وہ تو جماعت کی نماز سے رہ جاتا تھا (ورنہ حضور ﷺ کے زمانے میں عام منافقوں کو بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی) یا پھر وہ شخص جو شدید بیمار ہوتا تھا، ورنہ اگر آدمی دو آدمیوں کے سہارے گھسٹتا ہوا مسجد جا سکتا تھا تو وہ بھی جماعت سے نماز ادا کرتا۔

قال ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ لأن تمتلئ أذن ابن آدم رصاصا مذاباً خیر لہ من أن یسمع النداء ولا یجیب۔ (کتاب الصلوٰۃ وحکم تارکھا للشیخ ابن القیم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو اس کے کان پگھلے ہوئے سیسہ سے بھر دیئے جائیں یہ بہتر ہے۔

جماعت کی نماز کی اہمیت وفضیلت:

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول مامن ثلاثۃ فی قریۃ ولا بدو ولا تقام فیھم الصلوٰۃ الا استحوذ علیھم الشیطان فعلیکم بالجماعۃ فانما یاکل الذئب من الغنم القاصیۃ،وان ذئب الانسان الشیطان اذا خلا بہ أکلہ۔

(الترغیب و الترھیب،باب الترھیب من ترک حضور الجماعۃ بغیر عذر)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس گاؤں میں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں با جماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے اس لیے جماعت کو ضروری سمجھو، بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال صلوٰۃ الجماعۃ أفضل من صلوٰۃ الفذ بسبع و عشرین درجۃ۔

(صحیح مسلم ،باب صلوٰۃ الجماعۃ و بیان التشدید فی التخلف عنہا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس (۲۷) درجہ افضل ہے۔

عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول من صلی العشاء فی جماعۃ ،فکأنما قام نصف اللیل،ومن صلی الصبح فی جماعۃ فکأنما صلی اللیل کلہ۔(صحیح مسلم ،باب فضل صلوٰۃ العشاء و الصبح فی الجماعۃ)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جو فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ لے گویا اس نے پوری رات عبادت کی۔

عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ من صلی للہ أربعین یوماً فی جماعۃ یدرک التکبیر الأولی کتبت لہ براتئان،

براءۃ من النار و براءۃ من النفاق۔ (سنن ترمذی،باب ما جاء من فضل التکبیرۃ الاولی)
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ تکبیر اُولی سے نماز پڑھتا ہے تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں، ایک جہنم سے بری ہونے کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔

قال ابن عباس رضی اللہ عنہ سئل عن رجل یصوم النہار ویقوم اللیل ولا یشھد الجماعۃ ولا الجمعۃ قال ھو فی النار۔

(الترغیب و الترھیب،باب الترھیب من ترک حضور الجماعۃ بغیر عذر)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے۔

عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا منع ہے:

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۔(سورۃ النور،آیت ۳۶،۳۷)
ان گھروں میں جن کے کا ادب کرنے اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔

مذکورہ آیت کی تفاسیر:

ابو محمد حسین بن البغوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

خص الرجال بالذکر فی ھذہ المساجد لانہ لیس علی النساء جمعۃ ولا جماعۃ فی المسجد۔ (تفسیر بغوی ۶/۵۱)
ان مساجد میں ذکر کرنے کے لیے مردوں کی تخصیص اس لیے کی گئی ہے کہ مساجد میں جا کر

جمعہ پڑھنا اور جماعت میں شریک ہونا عورتوں پر ضروری نہیں۔

ابوعبداللہ محمد بن عمر فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ:

لم خص الرجال بالذکر؟ والجواب لان النساء لیس من اهل التجارات او الجماعات. (تفسیر کبیر ۱۱/۳۴۵)

صرف مردوں کا ذکر کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کیونکہ عورتیں تجارتی کاروبار یا جماعتوں میں شمولیت کی اہلیت نہیں رکھتیں۔

محمد بن احمد القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

لما قال تعالیٰ (رجال) وخصهم بالذکر دل علی ان النساء لا حظ لهن فی المساجد اذ لا جمعة علیهن ولا جماعة وان صلاتهن فی بیوتهن افضل روی ابو داؤد.

(تفسیر قرطبی ۱۲/۲۵۷)

اللہ تعالیٰ کا اپنے فرمان میں صرف مردوں کو ذکر کرنا دلیل ہے کہ عورتوں کے لیے مساجد میں (ثواب کا) کوئی حصہ نہیں، کیونکہ ان پر نہ جمعہ واجب ہے اور نہ جماعت کی نماز، اور عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

ابوالحسن علی بن محمد الخازن رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

خص الرجال بالذکر فی هذه المساجد لان النساء لیس علیهن حضور المساجد لجمعة ولا جماعة. (تفسیر خازن ۵/۱۰)

ان مساجد میں ذکر کے لیے مردوں کی تخصیص اس لیے کی گئی ہے کہ عورتوں پر جمعہ اور جماعت کے لیے مساجد میں حاضر ہونا لازم نہیں۔

اسماعیل بن عمر بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

فاما النساء فصلاتهن فی بیوتهن افضل لهن لما رواه ابو داؤد. (تفسیر ابن کثیر ۶/۶۷)

عورتوں کا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت ہے۔

ابراہیم بن عمر البقاعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

وخص الرجال مع ان حضور النساء المساجد سنة شهیرة اشارة الی ان صلاتهن

فی بیوتھن افضل لما روی ابو داؤد فی سننه وابن خزیمه فی صحیحة. (نظم الدرر ۵/۲۶۲)
(مساجد میں عبادت کے لیے) مردوں کی تخصیص کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عورتوں کی نماز ان کے گھروں میں افضل ہے کیونکہ جیسا کہ سنن ابوداؤد اور صحیح ابن خزیمہ میں روایت ہے۔

٭ محمود بن عبداللہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

و تخصیص الرجال بالذکر لانھم الاحقاء بالمساجد فقد اخرج احمد و البیھقی۔
(روح المعانی ۱۳/۲۵۲)

مساجد میں ذکر کے لیے مردوں کی تخصیص اسی وجہ سے ہے کہ وہ مساجد میں عبادت کے زیادہ حق دار ہیں جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔
مذکورہ بالا قرآن کی آیت سے عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنے کی ممانعت ثابت ہونے کے بعد اب احادیث نبویہ ﷺ اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ممانعت ملاحظہ فرمائیں:

اَحادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں:

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه واله وسلم أنه قال المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان۔

(سنن ترمذی، کتاب الرضاع، رقم الحدیث ۱۱۷۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ ہولیتا ہے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره ذلك)(مسند البزار، رقم الحدیث ۲۰۶۱)(التوحید لابن خزیمه، باب ذکر البیان من أخبار النبی المصطفی)(صحیح ابن خزیمه، باب اختیار صلاة المرأة فی بیتها علی)(صحیح ابن حبان، باب ذکر الأمر للمرأة بلزوم قعر بیتها لأن ذلك)(کنز العمال، الفصل الأول فی الترهیبات، رقم الحدیث ۴۵۰۴۵)(نصب الرایة فی تخریج الهدایه ۱/۲۹۸، باب شروط الصلاة)

عن عبداللہ رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم قال ان المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان و اقرب ما تکون من وجه ربها و ھی

فی قعر بیتھا۔ (صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث ۱۶۸۵)(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۹۴۸۱)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک عورت چھپانے کی چیز ہے، لہٰذا جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے گھورتا ہے اور عورت اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا رسول النساء الی النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم عنھا مسلم بن عبید أنھا أتت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو بین أصحابہ فقالت بابی وأمی أنت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انا وافدۃ النساء الیك ان اللہ عز وجل بعثك الی الرجال والنساء کافۃ فأمنا بك وبالاھك وانا معشر النساء محصورات مقصورات قواعد بیوتکم ومقضی شھواتکم وحاملات اولاد کموانکم معشر الرجال فضلتم علینا بالجمع والجماعات وعیادۃ المرضی وشھود الجنائز والحج بعد الحج وافضل من ذلك الجھاد فی سبیل اللہ عز وجل وان الرجل اذا خرج حاجا أو معتمرا أو مجاھدا حفظنا لکم اموالکم وغزلنا اثوابکم وربینا لکم اولادکم أفما نشارککم فی ھذا الأجر والخیر فالتفت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی أصحابہ بوجھہ کلہ ثم قال ھل سمعتم مقالۃ امرأۃ قط أحسن من مسائلتھا فی أمر دینھا من ھذہ فقالوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما ظننا ان امرأۃ تھتدی الی مثل ھذا فالتفت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الیھا فقال افھمی ایتھا المرأۃ واعلمی من خلفك من النساء ان حسن تبعل المرأۃ لزوجھا وطلبھا مرضاتہ واتباعھا موافقتہ یعدل ذلك کلہ۔

(اسد الغابۃ، أسما بنت یزید الأشھلۃ رقم الحدیث ۶۷۱۸)

حضرت اسماء بنت یزید انصاری رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! میں عورتوں کی طرف سے بطور قاصد کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، بیشک آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا، اس لیے ہم عورتوں کی جماعت آپ ﷺ پر

ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں، لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہیں، پردوں میں بند رہتیں ہیں، مردوں کی خواہشیں ہم سے پوری کی جاتیں ہیں، ہم ان کی اولادوں کو پیٹ میں اُٹھائے رہتی ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں، جمعہ میں شریک ہوتے ہیں، جماعت کی نمازوں میں شریک ہوتے ہیں، بیماروں کی عیادت کرتے ہیں، جنازوں میں شرکت کرتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر جہاد کرتے رہتے ہیں اور جب وہ حج وعمرہ یا جہاد کے لیے جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتیں ہیں، ان کے لیے کپڑا بُنتی ہیں اور ان کی اولاد کو پالتی ہیں، کیا ہم ثواب میں ان کے شریک نہیں؟ آپ ﷺ یہ سُن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سُنی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم کو خیال بھی نہ تھا کہ عورت بھی ایسا سوال کرسکتی ہے، اس کے آپ ﷺ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ: غور سے سُن اور سمجھ اور جن عورتوں نے تجھے بھیجا ہے ان کو جا کر بتادے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈنا اور اس پر عمل کرنا، ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا یہ جواب سُن کر نہایت خوش ہوتی ہوئی واپس ہوگئیں۔

<u>فائدہ:</u> اس حدیث میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا تمام عورتوں کی طرف سے قاصد بن کر آنا اور خاص مردوں کے پانچ نیک کاموں کا ذکر کیا جس میں جماعت کی نماز کا بھی ذکر کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مکہ مدینہ کی کوئی عورت بھی جماعت سے نماز پڑھنے کو عورتوں کا عمل نہیں سمجھتی تھیں، خاص مردوں کا ہی عمل سمجھتی تھیں، اور اس سے بڑھ کر آپ ﷺ نے بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بات کی تائید کی اور اس پر نکیر نہیں فرمائی۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت لو ادرك النبی صلی الله علیه واله وسلم ما احدث الناس لمنعهن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل۔

(صحیح بخاری، باب خروج النساء الی المساجد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ عورتوں کا موجودہ حال دیکھتے تو آپ ﷺ ضرور عورتوں کو مسجد جانے سے منع فرما دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد جانے سے منع کر دیا گیا تھا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح مسلم، باب خروج النسأء الی المساجد)(سنن ابو داود، باب التشدید فی خروج النساء الی المسجد)(موطا امام مالك، باب ما جاء فی خروج النساء الی المساجد)(مصنف عبد الرزاق، باب شهود النساء الجماعة)(مصنف ابن أبی شیبه، باب من رخص للنساء فی الخروج الی المسجد)(مسند اسحاق بن راهویه، رقم الحدیث ۶۳۷)(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۶۱۰)(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۹۸۲)(سنن ترمذی، باب فی خروج النساء فی العیدین)(مسند البزار، رقم الحدیث ۲۹۵)(صحیح ابن خزیمه، باب ذکر الدلیل علی أن النهی عن منع النساء)(صحیح ابو عوانه، باب فی النهی عن منع النساء اذا أردن)(سنن طحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول الله ﷺ)(صحیح ابن حبان، باب ذکر احد الشرطین الذی أبیح هذا الفعل بهما)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۶۸۱۳)(حلیة الأولیاء ۷/۳۲۳)(سنن الکبری للبیهقی، باب الاختیار للزوج اذا استأذنت امرأته الی)(الأداب للبیهقی، باب فی طیب الرجال وطیب النساء عند خروجهن)(معرفة السنن للبیهقی، باب خروج النساء الی المساجد)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۳۲۵)(مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث ۵۱۰)(شرح السنة للبغوی، باب خروج النساء الی المساجد)

عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال لولا ما فی البیوت من النساءِ و الذریة اقمت صلاة العشاءِ و امرت فتیانی یحرقون ما فی البیوت بالنار۔ (مرقاة المفاتیح، کتاب الصلاة، باب الجماعة وفضلها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نمازِ عشاء قائم کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ گھروں میں آگ لگا دیں (جو مرد جماعت کی نماز کے لیے حاضر نہیں ہوتے)۔

استدلال: اس حدیث سے واضح ثابت ہوتا ہے کہ اولاً تو عورتوں کا آپ ﷺ کے زمانہ میں جماعت میں حاضر ہونا محض رخصت و اباحت کی بناء پر تھا، کسی تاکید یا فضیلت و استحباب کی بناء پر نہیں تھا اور اگر ضروری ہوتا تو آپ ﷺ جیسے مردوں کے جماعت میں حاضر نہ ہونے

کی وجہ سے خفگی کا اظہار فرما رہے ہیں ایسے ہی عورتوں کے لیے بھی اظہار فرماتے، لیکن آپ ﷺ کا صرف مردوں کے لیے خفگی کا اظہار فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عورت کا مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرنا ضروری نہیں، بلکہ بہتر نہیں۔

ثانیاً: آپ ﷺ کا خاص عشاء کی نماز کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا اندھیرے والی نماز یعنی فجر اور عشاء میں حاضر ہونا مستقل اور ضروری عمل نہ تھا بلکہ ان دو نمازوں میں بھی عورتیں اہتمام کے ساتھ جماعت کے ساتھ نماز کے مسجد میں حاضر نہ ہوتیں تھیں، کیونکہ اگر عورتوں کا مسجد میں عشاء کی نماز کی جماعت کا اہتمام ہوتا تو آپ ﷺ عورتوں کو اس نماز میں جماعت کی رخصت نہ دیتے۔

عن أم حميد رضى الله عنها قالت يارسول الله صلى الله عليه واله وسلم أني احب الصلوٰة معك،فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قد علمت انك تحبين الصلوٰة معي وصلوٰتك في بيتك خير لك من صلوٰتك في حجرتك و صلوٰتك في حجرتك خير لك من صلوٰتك في دارك وصلوٰتك في دارك خير لك من صلوٰتك في المسجد....قال فأمرت فبني لها مسجد في أقصى شيئ من بيتها وأظلمه، فكانت تصلي فيه حتى لقيت الله عز وجل. (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۰۹۰)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم حمید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ (جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنے کی رغبت ظاہر کی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن تمہاری وہ نماز جو تمہارے شب گزاری کے کمرے میں ہو وہ تمہارے لیے حجرے کے کمرے سے بہتر ہے اور تمہاری وہ نماز جو حجرے میں ہو وہ تمہارے گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے اور تمہارے گھر کے صحن کی نماز تمہارے محلہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے، حضور ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے اُنہوں نے اپنے گھر میں سب سے الگ ایک تاریک کونے کو نماز کے لیے منتخب کیا اور وہاں ہی نماز پڑھتی رہیں یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح ابن خزیمہ،باب اختیار صلاۃ المرأۃ فی حجرتھا علی،رقم الحدیث۱۶۸۹)(صحیح ابن حبان،باب ذکر البیان بأن صلاۃ المرأۃ کلما کانت أستر،رقم الحدیث۲۲۱۴)(مجمع الزوائد،باب خروج النساء الی المساجد وغیر ذلک وصلاتھن فی بیوتھن وصلاتھن فی المسجد)مسند الرویانی،رقم الحدیث۱۱۱۵)

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، صلوۃ المرأۃ فی بیتھا افضل من صلوتھا فی حجرتھا وصلوتھا فی مخدعھا افضل من صلوتھا فی بیتھا۔ (سنن ابو داؤد،باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نماز گھر کے کمرہ کے اندر زیادہ بہتر ہے بنسبت گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے اور اس کی گھر کے اندرون کمرہ میں افضل ہے گھر کے کمرہ میں نماز پڑھنے سے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح ابن خزیمہ،باب اختیار صلاۃ المرأۃ فی حجرتھا علی،رقم الحدیث۱۶۸۸)(مجمع الزوائد،باب خروج النساء الی المساجد وغیر ذلک وصلاتھن فی بیوتھن وصلاتھن فی المسجد)(المستدرک للحاکم، کتاب الصلاۃ،رقم الحدیث۷۶۰)(الأحکام الکبریٰ للخراط،باب فضل صلاۃ النساء فی بیوتھن) (سنن الکبری للبیہقی،باب خیر مساجد النساء قعر بیوتھن)(مصنف عبد الرزاق،باب شھود النساء الجماعۃ)(مسند البزار،رقم الحدیث۲۰۶۳)(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، باب خروج النساء الی المساجد)(شرح السنۃ للبغوی،باب خروج النساء الی المساجد)

عن أم سلمۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وصلوتک فی بیتک خیر لک من صلوتک فی حجرتک وصلوتک فی حجرتک خیر لک من صلوتک فی دارک وصلوتک فی دارک خیر لک من صلوتک فی المسجد۔

(سنن ابو داؤد،باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد)

حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نماز گھر کے کمرہ کے اندر زیادہ بہتر ہے بنسبت گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے اور اس کی گھر کے اندرون کمرہ میں افضل ہے گھر کے کمرہ میں نماز پڑھنے سے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث ۹۱۰۱)(مجمع الزوائد باب خروج النساء الی المساجد وغیر ذلک وصلاتهن فی بیوتهن وصلاتهن فی المسجد)(المستدرک للحاکم رقم الحدیث ۷۵۹)(مسند احمد ۲/۲۹۷ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)(صحیح ابن خزیمه رقم الحدیث ۱۶۸۳)

عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لأن تصلی المرأة فی بیتها خیر لها من ان تصلی فی حجرتها ولأن تصلی فی حجرتها خیر من ان تصلی فی الدار ولأن تصلی فی الدار خیر لها من ان تصلی فی المسجد۔

(معرفة السنن والآثار للبیهقی باب خروج النساء الی المساجد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نماز گھر کے کمرہ کے اندر زیادہ بہتر ہے بنسبت گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے اور اس کی گھر کے اندرون کمرہ میں افضل ہے گھر کے کمرہ میں نماز پڑھنے سے، اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان احب صلاة تصلیها المراة الی الله ان تصلی فی اشد مکان من بیتها ظلمة۔

(صحیح ابن خزیمه باب اختیار صلاة المرأة فی حجرتها علی رقم الحدیث ۱۶۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک عورت کی محبوب ترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر کے سخت اندھیرے والے حصے میں پڑھتی ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال صلوٰة المرأة وحدها تفضل صلاتها فی الجمیع خمسه وعشرون درجه۔

(تاریخ اصبهان للابو نعیم ۲/۲۹ طبع دار لکتب العلمیه بیروت)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی (اپنے گھر میں) تنہا نماز مردوں کے ساتھ جماعت کی نماز سے پچیس درجہ فضیلت رکھتی ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(الجامع الصغیر مع فیض القدیر ۴/۲۲۲)(جامع الاحادیث للسیوطی، حرف الصاد)(التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف الصاد)

فائدہ: مذکورہ بالا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں بقیہ بن الولید راوی مدلس ہے اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ اَحناف کے نزدیک تدلیس جرح نہیں، دوسری بات یہ کہ جب اس کی دوسری صحیح حدیثوں سے تائید ہوگئی تو یہ ضعف محدثین کے نزدیک بھی دور ہوگیا، جیسا کہ (فتاوٰی علمائے حدیث ۴/۱۷۹) پر اہلحدیث کے معتبر عالم ابوسعید شرف الدین دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ سند میں بقیہ بن الولید ضعیف راوی ہے مگر دوسری صحیح احادیث ملنے سے اس کا ضعف ختم ہوکر قابلِ حجت ہے۔

عن ابی موسی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة الا اربعة عبد مملوك او امراة او صبی او مریض۔ (سنن ابو داؤد، ابواب الجمعة، باب الجمعة للمملوك والمراة)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا حق واجب ہے سوائے چار آدمیوں، غلام، عورت، بچے اور مریض کے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المستدرك للحاکم، کتاب الجمعة)(سنن الکبری للبیہقی، کتاب الجمعة)(سنن دارقطنی، کتاب الجمعة)(تلخیص الحبیر لابن حجر، کتاب الجمعة، طبع قرطبہ)(الدرایة، باب الجمعة)

استدلال: جمعہ کی نماز کی اہمیت دوسری فرض نمازوں سے بھی قدرے زیادہ ہے اور یہ نماز جماعت کے بغیر ہوتی بھی نہیں، ان سب وجوہات کے باوجود عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں، کیونکہ عورت پر جماعت کی نماز پڑھنا ہی ضروری نہیں، اگر جماعت کے ساتھ شرکت کی گنجائش ہوتی تو عورتوں پر جمعہ کی نماز ضرور لازم کی جاتی۔

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن ابن عمرو الشیبانی انه رأی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه یخرج النساء

من المسجد یوم الجمعة ویقول اخرجن الی بیوتکن خیر لکم۔

(مصنف عبد الرزاق، باب من تجب علیه الجماعة)

حضرت عمرو شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکال دیتے اور فرماتے اپنے گھر جاؤ تمھارے گھر تمہارے لیے (ان مسجدوں) سے بہتر ہیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۹۴۷۵) (سنن الکبری للبیہقی، باب من لا جمعة علیه اذا شهدها صلاها رکعتین)

عن عبد الله بن عباس رضی الله عنه ان امراة سالته عن الصلاة فی المسجد یوم الجمعة فقال صلاتك فی مخدعك افضل من صلاتك فی بیتك و صلاتك فی بیتك افضل من صلاتك فی حجرتك وصلاتك فی حجرتك افضل من صلاتك فی مسجد قومك۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره خروج النساء الی العیدین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھنے کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت کی اپنے گھر کے اندرونی کمرے میں نماز زیادہ اجر وثواب والی ہے جو گھر کے صحن میں پڑھی گئی ہو، اس کی اپنے گھر کے صحن میں پڑھی گئی نماز محلّہ کی مسجد سے اجر وثواب میں بہتر ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه انه کان لا یخرج نساءه فی العیدین۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره خروج النساء الی العیدین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیویاں نماز عیدین کے لیے نہیں جایا کرتی تھیں۔

عن هشام بن عروة عن أبیه (عروة بن زبیر بن العوام رضی الله عنه) انه کان لا یدع امرأة من اهله تخرج الی فطر ولا اضحیٰ۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره خروج النساء الی العیدین)

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد عروہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ گھر کی کسی عورت کو عیدین کی نماز پڑھنے کے لیے نہیں جانے دیتے تھے۔

عن سالم قال عمر بن الخطاب رضی الله عنه رجلاً غیوراً فکان اذا خرج الی الصلوٰۃ عاتکۃ بنت زید فکان یکرہ خروجها ویکرہ منعها۔

(مجمع الزوائد، باب خروج النساء الی المساجد وغیر ذلک وصلاتهن فی بیوتهن وصلاتهن فی المسجد)

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیرت مند آدمی تھے اس لیے عورتوں کے مسجد آنے کو منع فرماتے اور عورتوں کے مسجد جانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

عن ابراهیم النخعی قال یکرہ خروج النساء فی العیدین۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کرہ خروج النساء الی العیدین)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عیدین کے لیے عورتوں کی حاضری کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب شهود النساء الجماعة)

عن ابن جریج عن عطاء قال قلت له ایحق علی النساءِ اذا سمعن الاذان ان یجبن کما هو حق علی الرجال قال لا لعمری۔

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب شهود النساء الجماعة)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا جیسے مردوں کے لیے یہ حق ثابت ہے کہ جب اذان سنیں تو مسجد میں حاضر ہوں، کیا عورتوں کے لیے بھی یہ ثابت ہے؟ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اُٹھا کر فرمایا کہ ان کے لیے ثابت نہیں۔

عن سفیان الثوری و عبد الله بن مبارک انه کرہ الیوم الخروج للنساء الی العیدین۔ (سنن ترمذی، باب فی خروج النساء فی العیدین)

حضرت سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک رحمہما اللہ حضرات اس زمانے میں عورتوں کے عید کے لیے نکلنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فہم اور بعید نظری کی تائید:

حضور اکرم ﷺ کا دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد وہ حالات باقی نہیں رہے تھے، بلکہ طبیعتوں میں تغیر اور قلبی اطمینان میں کمزوری پیدا ہو گئی تھی، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابھی نبی کریم ﷺ کی تدفین کے بعد ہاتھوں سے مٹی بھی نہیں جھاڑی تھی کہ اپنے دلوں میں بدلتی ہوئی کیفیت کو محسوس کیا۔ (سنن ترمذی، ابواب المناقب)

علاوہ ازیں جن شرائط وضوابط کے ساتھ مسجد میں حاضری کی اجازت دی گئی تھی ان کی پابندی میں دن بدن کوتاہی بڑھتی رہی، اسی تغیر حالات کی جانب مزاج شناسِ نبوت اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرمایا کہ آج اگر رسول اللہ ﷺ ہوتے تو عورتوں کو (مطلقاً) مسجد سے منع فرما دیتے، اسی کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مطلقاً عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرما دیا۔

نزلت فی شان النسوة حیث کان المنافقون یتاخرون للاطلاع علی عوراتهن ولقد نهی عمر رضی الله عنه النساء عن الخروج الی المساجد فشکون الی عائشة رضی الله عنها فقالت لو علم النبی صلی الله علیه واله وسلم ما علم عمر رضی الله عنه ما اذن لکن فی الخروج۔ (العنایة شرح الهدایة، باب المواقیت والامامة)

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا تو وہ عورتیں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر نبی کریم ﷺ یہ دیکھتے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے تو وہ بھی تمہیں مسجد جانے کی اجازت نہ دیتے۔

مزید اسی ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی زوجہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا مسجد میں جانے کو ناپسند کرنا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی کو عشاء کی نماز کے لیے ایک تدبیر سے مسجد سے روکنا عورتوں کا مسجد میں نہ جانا بہتر اور افضل ہونے کی واضح دلیل ہے۔

عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہونے پر اجماعِ اُمت:

علامہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

لم یختلفوا ان صلاة المراة فی بیتها افضل من صلاتها فی المسجد۔ (التمهید لابن عبد البر)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عورت کی نماز اپنے گھر میں اس نماز سے افضل ہے جو وہ مسجد میں ادا کرے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

لا خلاف فی ان الافضل ان لا یخرجن فی صلاة۔ (بدائع الصنائع ۱/۱۵۷)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ (بوڑھی عورت کے لیے) افضل یہ ہے کہ وہ کسی نماز کے لیے بھی گھر سے باہر نہ نکلیں۔

صفوں کی درستگی

با جماعت نماز میں صفوں کو اہتمام کے ساتھ سیدھا رکھنا اس مضمون کی جملہ روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں ٹخنے کندھے اور گردن ایک سیدھ میں ہونی چاہیے کیونکہ صفوں کی برابری نماز کو کامل بنانے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

عن عبد انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سووا صفوفکم فان تسویۃ الصف من تمام الصلوٰۃ۔

(صحیح مسلم، باب تسویۃ الصف واقامتہا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز میں صف کو درست کرو اس لیے کہ صف کو درست کرنا نماز کی خوبی اور جز ہے۔

عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول لتسون صفوفکم أو لیخالفن اللہ بین وجوھکم۔

(صحیح مسلم، باب تسویۃ الصف واقامتہا)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بندو! اپنی صفیں ضرور سیدھی اور درست رکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے رُخ ایک دوسرے کے مخالف کر دیں گے۔

دائیں طرف کی صف مکمل کرنے کی فضلیت:

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی میامن الصفوف۔ (سنن ابو داؤد، باب تسویۃ الصفوف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں صفوں کے دائیں جانب والوں پر اور فرشتے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

بائیں طرف کی صف مکمل کرنے کی فضلیت:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان

میسرۃ المسجد تعطلت فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم من عمر میسرۃ المسجد کتب لہ کفلان من لأجر۔ (سنن ابن ماجہ، باب فصل میمنۃ الصف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے درخواست کی گئی کہ مسجد کی بائیں طرف بالکل خالی ہوگئی (کیونکہ لوگ دائیں طرف باعث فضلیت کی وجہ سے زیادہ کھڑے ہوتے تھے) تو آپ ﷺ نے فرمایا جو مسجد کی بائیں طرف آباد کرے گا اس کے لیے دہرا اجر لکھا جائے گا: 1۔ جماعت کی نماز میں صف پوری کرنے کا اور 2۔ مسجد آباد کرنے کا۔

صفوں میں خلاء نہیں ہونا چاہیے:

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب و سدوا الخلل ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات الشیطن ومن وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطعہ قطعہ اللہ۔

(سنن ابو داؤد، باب تسویۃ الصفوف)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صفوں کو قائم کرو، کندھوں کو برابر کرو اور اپنے بھائیوں کے درمیان نرم ہو جاؤ، صفوں کے درمیان شیطان کے لیے خلاء نہ چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اس کو (حق سے) کاٹے گا۔

صف اول کی فضلیت:

عن أبی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی الصف الاول، قالوا یا رسول اللہ وعلی الثانی؟ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی الصف الاول، قالوا یا رسول اللہ وعلی الثانی؟ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی الصف الاول، قالوا یا رسول اللہ وعلی الثانی؟ قال وعلی الثانی۔ (مشکوۃ، باب تسویۃ الصف)

حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ رحمت فرماتے ہیں اور اُس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں پہلی صف والوں کے لیے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور دوسری صف والوں کے لیے بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ رحمت فرماتے ہیں اور اُس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں پہلی صف والوں کے لیے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور دوسری صف والوں کے لیے بھی؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ رحمت فرماتے ہیں اور اُس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں پہلی صف والوں کے لیے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور دوسری صف والوں کے لیے بھی؟ آپ ﷺ نے (تیسری بار) فرمایا اور دوسری صف والوں کے لیے بھی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله قال لو يعلم الناس مافي النداء والصف الاول ثم لم يجدوا الا أن يستهموا عليه الاستهموا۔

(صحيح بخاري، باب الاستهام في الاذان)(صحيح مسلم، باب تسوية الصفوف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو اذان اور پہلی صف کا ثواب معلوم ہو جاتا اور انہیں اذان اور پہلی صف قرعہ اندازی کے بغیر حاصل نہ ہوتی تو وہ ضرور قرعہ اندازی کرتے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله خير صفوف الرجال أولها وشرها آخرها۔ (صحيح مسلم، باب تسوية الصفوف واقامتها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردوں کی صفوں میں سب سے زیادہ ثواب پہلی صف کا ہے اور سب سے کم ثواب آخری صف کا ہے۔

پہلے اگلی صف پوری کرنی چاہیے:

عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اتموا الصف المقدم ثم الذي يليه فما كان من نقص فليكن في الصف المؤخر۔

(سنن ابو داؤد، باب تسوية الصفوف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! پہلے اگلی صف پوری کیا کرو پھر اس کے قریب والی تا کہ جو کمی کسر رہے وہ آخری ہی صف میں رہے۔

صف بندی کی ترتیب:

عن أبي مالك الاشعری رضی الله عنه قال الا احدثکم بصلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال اقام الصلوٰة وصف الرجال وصف خلفهم الغلمان ثم صلی بهم فذکر صلوٰة ثم قال هکذا صلوٰة أمتی۔

(سنن ابو داؤد، باب مقام الصبیان من الصف)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے لوگوں سے کہا میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا بیان کروں؟ پھر بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے نماز قائم فرمائی، پہلے آپ ﷺ نے مردوں کو صف بستہ کیا، ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور اس کے بعد فرمایا کہ یہی طریقہ ہے میری اُمت کی نماز کا۔

عن أبي هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم توسطوا الامام وسدوا الخلل۔ (سنن ابو داؤد، باب تسویة الصفوف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! امام کو اپنے درمیان میں لو اور صفوں میں جو بھی خلاء ہو اس کو پورا کرو۔

امام کے قریب کن لوگوں کا کھڑے ہونا مستحب ہے:

عن أبي مسعود الانصاری رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یمسح مناکبنا فی الصلوٰة ویقول استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم لیلنی منکم اولو الاحلام والنهی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔

(صحیح مسلم، باب تسویة الصفوف)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرمایا کرتے آگے پیچھے مت ہونا کہیں

تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا نہ ہو جائے اور فرماتے کہ تم لوگوں میں سے میرے قریب (یعنی صف اول میں) دین کے اعتبار سے ذی شعور اور دانشور لوگ کھڑے ہوں پھر وہ لوگ جو (دین میں علم کے اعتبار سے) ان کے قریب ہوں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یتقدم الصف الاول أعرابی ولا أعجمی ولا غلام لم یحتلم۔

(سنن دار قطنی، باب من یصلح ان یقوم خلف الامام)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلی صف میں کوئی (دین میں علم کے اعتبار سے) دیہاتی و عجمی اور کوئی نابالغ کھڑا نہ ہو۔

مقتدیوں کو نماز کے لیے کب کھڑا ہونا چاہیے:

عن أبی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا أقیمت الصلاۃ فلا تقوموا حتی ترونی۔

(صحیح بخاری، باب متی یقوم الناس اذا روا الامام عند الاقامۃ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کی اقامت کے وقت مجھے نہ دیکھ لو اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو۔

وضاحت: اس روایت کا پس منظر یہ ہے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حجرہ شریفہ سے باہر تشریف لانے سے پہلے ہی اقامت شروع کر دیتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حسب دستور اقامت کے ساتھ کھڑے ہو جاتے، پھر ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جب آپ ﷺ کو کچھ دیر لگ گئی تو آپ ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی کہ میرے نکلنے سے پہلے کھڑے نہ ہوں (آپ ﷺ کا یہ فرمان بطورِ شفقت کے اُمت کو مشقت سے بچانے کے لئے تھا۔

عن ابن شہاب الزہری أن الناس کانوا ساعۃ یقول المؤذن اللہ اکبر اللہ

اکبر یقیم الصلوٰۃ یقوموا الناس الی الصلوٰۃ فلا یاتی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مقامہ حتی یعدل الصفوف۔(مصنف عبدالرزاق قیام الناس عند الاقامۃ)

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب مؤذن (مکبّر) اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا تھا اقامت صلوٰۃ کے لیے تو لوگ کھڑے ہو جاتے تھے اور آنحضرت ﷺ اپنے مصلّے پر تشریف نہیں لاتے تھے جب تک کہ صفوں کو درست نہیں کر لیتے تھے۔

قال علامۃ بدر الدین عینی وقد اختلف السلف متی یقوم الناس الی الصلوٰۃ فذہب مالک و جمہور العلماء الی انہ لیس لقیامہم حد ولکن استحب عامتہم القیام اذا اخذ المؤذن فی الاقامۃ۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۵/۱۵۲ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلف کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ لوگ نماز کے لیے کس وقت کھڑے ہوں، امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور علماء کرام اس طرف گئے ہیں کہ کھڑے ہونے کے لیے کوئی حد مقرر نہیں، البتہ عام علماء نے کہا ہے جب مؤذن (مکبّر) اقامت شروع کرے تو اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے۔

اسی طرح حضرت امام مالک رحمہ اللہ بھی تصریح فرماتے ہیں:

واما قیام الناس حین تقام الصلوٰۃ فانی لم أسمع فی ذلک بحد یقام لہ الا أنی أری ذلک علی قدر طاقۃ الناس فان منہم التقیل والخفیف ولا یستطیعون أن یکونو کرجل واحد۔(موطا امام مالک، صفحہ ۵۶، طبع ریاض)

لوگوں کا نماز کے لیے کھڑے ہونے کے بارے میں میں نے کوئی ایسی حد نہیں سنی کہ اس وقت کھڑے ہوں، اور میرا خیال ہے کہ یہ بات لوگوں کی طاقت اور برداشت پر مبنی ہے، بعض لوگ بوجھل ہوتے ہیں اور بعض لوگ ہلکے پھلکے ہوتے ہیں عام لوگ ایک طرح کے نہیں ہو سکتے۔

سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کا حکم

مرد کے لیے ڈھانپ کر نماز پڑھنا ہی مسنون ہے:

نماز کے آداب میں سے ہے کہ پورا لباس پہن کر نماز پڑھے اور سر کو بھی ڈھانپ کر رکھے بلکہ آپ ﷺ کی اتباع میں ہر شخص کو عام حالات میں بھی سر ڈھانپ کر رکھنا چاہیے ہاں اگر مجبوری کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی لیکن کپڑا یا ٹوپی وغیرہ کے ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔

عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رایت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم واصحابہ فی الشتاء فرایتھم فی البرانس والاکسیۃ وایدیھم فیھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۱۷۵۶۳)(مجمع الزوائد باب الصلاۃ فی الثوب الواحد واکثر منہ)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سردی کے موسم میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ لمبی ٹوپیوں اور چادروں میں (نماز پڑھتے) تھے اور ان کے ہاتھ چادروں کے اندر رہتے تھے۔

عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حین افتتاح الصلاۃ رفع یدیہ حیال اذنیہ قال ثم اتیتھم فرایتھم یرفعون ایدیھم الی صدورھم فی افتتاح الصلاۃ علیھم برانس واکسیۃ۔

(سنن ابو داؤد باب رفع الیدین فی الصلاۃ)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جس وقت آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اُٹھاتے، پھر میں دوسری مرتبہ حاضر ہوا تو میں نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے وقت (سردی کی وجہ سے) اپنے ہاتھوں کو اپنے سینوں تک اُٹھاتے تھے اور ان کے سروں پر اس وقت لمبی ٹوپیاں ہوتی تھیں اور اُنہوں نے چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔

عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اتیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرایتھم

یصلون فی الاکسیة والبرانس ایدیھم من البرد۔

(معجم الصحابة لابن قانع،باب الفاء،طبع مکتبہ الغرباء الاثریة المدینة)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے (نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو دیکھا کہ وہ چادریں اوڑھے اور ٹوپیاں پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھ سردی کی وجہ سے چادروں کے اندر تھے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یلبس قلنسوة بیضاء۔ (اخلاق النبی لابی الشیخ اصبھانی،باب ذکر قلنسوته ﷺ،رقم الحدیث ۳۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(شعب الأیمان،فصل فی العمائم،رقم الحدیث ۵۸۴۸)(الکامل لابن عدی ۵/۳۵۰)(المعجم الأوسط للطبرانی،باب المیم،رقم الحدیث ۶۱۸۳)(مجمع الزوائد،باب فی القلنسوة)(المطالب العالیة لابن حجر،رقم الحدیث ۲۲۹۹)(عون المعبود،کتاب اللباس،باب فی العمائم)(تحفة الأحوذی،ابواب اللباس،باب کیف کان کمام الصحابة)

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یلبس کمة بیضاء۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۴/۱۹۳،السیرة النبویة،باب ماورد فی شعرہ وشیبہ وخضابہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

عن عائشة رضی اللہ عنھا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کانت لہ کمة بیضاء۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۴/۱۹۳،السیرة النبویة،باب ماورد فی شعرہ وشیبہ وخضابہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک سفید چپٹی ٹوپی تھی۔

عن عائشة رضی اللہ عنھا کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قلنسوة بیضاء لاطئة یلبسھا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۴/۱۹۳،السیرة النبویة،باب ماورد فی شعرہ وشیبہ وخضابہ)(المتفق والمفترق للخطیب البغدادی،رقم الحدیث ۱۲۵۵،طبع دار القادری دمشق)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک سفید سر سے چپکی ہوئی ٹوپی تھی جسے آپ ﷺ پہنا کرتے تھے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وعلیہ قلنسوۃ بیضاء شامیۃ۔ (اخلاق النبی لابی الشیخ اصبھانی باب ذکر قلنسوتہ ﷺ رقم الحدیث ۳۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سفید شامی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یلبس من القلانس فی السفر ذوات الأذان وفی الحضر المشمرۃ یعنی الشامیۃ۔

(اخلاق النبی لابی الشیخ اصبھانی باب ذکر قلنسوتہ ﷺ رقم الحدیث ۳۱۳)(الأنوار فی شمائل النبی المختار باب فی ذکر عمامۃ وقلنسوتہ ﷺ رقم الحدیث ۹۲، طبع دار المکتبی دمشق)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں چپٹی شامی ٹوپی پہنتے تھے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یلبس من القلانس ذات الأذان۔ (الجامع لا خلاق الراوی وآداب السامع للخطیب البغدادی برقم الحدیث ۸۹۰، طبع مکتبہ المعارف ریاض)(الفوائد لتمام الرازی برقم الحدیث ۱۰۱۱، طبع مکتبۃ الرشد ریاض)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ لمبی کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے۔

عن ابو سلیط رضی اللہ عنہ قال انہ رأی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قلنسوۃ اسماط لھا اذنان قد ثقب لھما حجران فی أذنیھما۔

(الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم تحت رقم الحدیث ۱۶۸۳، طبع دار الرایۃ ریاض)

حضرت ابوسلیط رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سر پر اُونی کانوں والی ٹوپی دیکھی، جس کے کانوں میں آر پار دو سوراخ تھے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثلاث قلانس قلنسوۃ بیضاء مصریۃ وقلنسوۃ بردۃ حبرۃ وقلنسوۃ ذات آذان یلبسھا فی السفر وربما وضعھا بین یدیہ اذا صلی۔

(اخلاق النبی لابی الشیخ اصبھانی باب ذکر قلنسوتہ ﷺ رقم الحدیث ۳۱۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی تین ٹوپیاں تھیں، ایک سفید مصری ٹوپی، دوسری روئی کے سلے ہوئے کپڑے کی ٹوپی اور تیسری کانوں والی ٹوپی جسے سفر میں استعمال فرماتے تھے اور بعض اوقات اس کو نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے (سترہ کی غرض سے) رکھ لیا کرتے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قلنسوۃ أسماط یعنی جلوط و کانت فیھا ثقبۃ۔

(انساب الاشرف للبلاذری باب لباس رسول اللہ ﷺ طبع دار لفکر بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی موٹے کپڑے (یا چمڑے) کی ٹوپی تھی جس میں سوراخ تھے۔

عن عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولہ قلنسوۃ طویلۃ لھا اذنان و قلنسوۃ لاطیۃ۔

(اخلاق النبی لابی الشیخ اصبھانی باب ذکر قلنسوتہ ﷺ رقم الحدیث ۳۱۶)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ ﷺ کی ایک لمبی ٹوپی تھی، جس کے دونوں طرف کان تھے اور آپ صلی اللہ ﷺ کی ایک ٹوپی سر سے چپکی ہوئی تھی۔

عن زید بن اسلم کان موسی بن عمران علیہ السلام اذا غضب اشتعلت النار فی قلنسوتہ۔ (مساوی اخلاق خرائطی، رقم الحدیث ۳۳۹، طبع جدۃ)

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ علیہ السلام کو جب غصہ آتا تھا تو آپ کی ٹوپی میں آگ بھڑک اٹھتی تھی۔

عن ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ قال کسانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم برنسا و قال البسہ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی باب الجیم، رقم الحدیث ۲۵۲۰)

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے برنس (یعنی لمبی ٹوپی) پہنائی اور فرمایا کہ اسے پہن لو۔

عن ابو قرصافه رضی الله عنه قال کسانی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم برنسا وقال البسه۔ (مجمع الزوائد،باب البرانس،رقم الحدیث ۸۵۳۶)

حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے برنس (یعنی لمبی ٹوپی) پہنائی اور فرمایا کہ اسے پہن لو۔

عن فلتان بن عاصم الجرمی رضی الله عنه قال اتیت النبی صلی الله علیه واله وسلم فرایتهم یصلون فی الاکسیة والبرانس وایدیهم فیها من البرد۔

(معجم الصحابة لابن قانع،رقم الحدیث ۱۳۶۲)

حضرت عاصم بن الجرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے (آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو دیکھا کہ وہ چادریں اوڑھے اور ٹوپیاں پہنے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھ سردی کی وجہ سے چادروں کے اندر تھے۔

عن عاصم عن کلیب عن أبیه عن خاله قال أتینت النبی صلی الله علیه واله وسلم فی الشتاء فوجدتهم یصلون فی البرانس و الاکسیة وأیدیهم فیها۔

(الاوسط لابن المنذر،رقم الحدیث ۱۲۵۶)(مجمع الزوائد،باب الصلاة فی الثوب الواحد وأکثر منه)

حضرت عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں اور وہ اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سردیوں میں حاضر ہوا تو وہ سب (یعنی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم) ٹوپیاں پہنے ہوئے اور چادریں اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے ہاتھ (سردی کی وجہ سے) چادروں میں تھے۔

کانت له (أی لرسول الله صلی الله علیه واله وسلم) عمامة تسمی السحاب کساها علیا و کان یلبسها و یلبس تحتها القلنسوة و کان یلبس القلنسوة بغیر عمامة و یلبس العمامة بغیر قلنسوة۔

(زاد المعاد،فصل فی ملابسه،طبع مؤسسة الرسالة بیروت)

آپ ﷺ کا ایک عمامہ تھا جسے "سحاب" کہا جاتا تھا آپ ﷺ نے بعد میں وہ عمامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنایا تھا آپ ﷺ کبھی عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی بغیر عمامہ

کے صرف ٹوپی پہنتے تھے اور کبھی بغیر ٹوپی کے صرف عمامہ باندھتے تھے۔

عن أنس رضی اللہ عنہ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یکثر القناع.
(شمائل ترمذی، باب ما جاء تقنع رسول اللہ ﷺ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے سر مبارک کو اکثر اوقات ڈھانپ کر رکھتے تھے۔

عن رکانہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تزال امتی علی الفطرۃ ما لبسو العمائم علی القلانس۔ (سنن ترمذی، باب العمائم علی القلانس)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت فطرتِ انسانی پر قائم رہے گی جب تک ٹوپیوں پر عمامے باندھتے رہیں گے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یأمر بستر الراس بالعمامہ او العلنسوۃ وینھی عن کشف الراس فی الصلاۃ۔ (کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ، باب صفۃ الصلاۃ)

(امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا حکم فرماتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال کان علی موسی علیہ السلام یوم کلمہ ربہ کسائ صوف وجبۃ صوف و کمۃ صوف وسراویل صوف۔ (سنن ترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء فی لبس الصوف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس دن رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا تو اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر اُون کی چادر اور سر پر چھوٹی اُونی ٹوپی تھی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۶۳۲۳) (مسند ابو یعلی الموصلی، رقم الحدیث ۴۹۹۳) (مستدرک للحاکم، رقم الحدیث ۳۴۳۱) (مسند البزار، رقم الحدیث ۲۰۳۱)

عن أبی ھریرۃ قال کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قلنسوۃ شامیۃ وفی روایۃ عن عطاء عن أبی ھریرۃ کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قلنسوۃ بیضاء شامیۃ۔ (مسند امام اعظم، باب ما جاء فی القلانس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شام کی بنی ہوئی سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

عن فضالة بن عبيد يقول سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول الشهداى أربعة رجل مؤمن جيد الايمان لقي العدو فصدق الله حتى قتل فذلك الذى يرفع الناس اليه أعينهم يومه القيامة هكذا ورفع رأسه حتى وقعت قلنسوته قال فما أدرى أقلنسوة عمر رضي الله عنه أراد أمه قلنسوة النبي صلى الله عليه واله وسلم۔

(سنن ترمذی باب فضل الشهداء عند الله)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شہید چار قسم کے لوگ ہیں، وہ جس کا ایمان مضبوط ہو وہ دشمن سے مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے کئے گئے وعدہ کو سچ کر دیکھائے یہاں تک کہ شہید ہو جائے، یہ وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن لوگ اس کی طرف نظریں اُٹھا اُٹھا کر دیکھیں گے اور فرمایا اس طرح آپ ﷺ نے سر اُٹھایا کہ آپ ﷺ کی ٹوپی گر گئی (راوی کہتا ہے کہ) مجھے علم نہیں کہ ٹوپی آپ ﷺ کی گری یا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی گری تھی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند احمد رقم الحديث ۱۴۶)(مسند أبي يعلى رقم الحديث ۲۵۲)(كتاب الجهاد لابن أبي عاصم رقم الحديث ۱۸۶)(شعب الأيمان للبيهقي رقم الحديث ۳۹۵۷)(مسند أبي دائود طيالسي رقم الحديث ۴۵)(مسند عبد بن حميد رقم الحديث ۲۷)

فائدہ: آپ ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنگ میں بھی سر پر ٹوپی کا اہتمام فرماتے تھے تو یقیناً نماز میں تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور زیادہ اس کا اہتمام فرماتے ہوں گے۔

كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يسمى كل شيء له فكان لرسول الله صلى الله عليه واله وسلم عمامة تسمى السحاب وكان يلبس تحت العمامة القلانس اللاطئة۔ (اسد الغابة ۱/۳۴)

رسول اللہ ﷺ اپنی ہر استعمال کی چیز کا نام رکھتے تھے، آپ ﷺ کا ایک عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا، آپ ﷺ عمامہ کے نیچے سر سے چپکے رہنے والی ٹوپیاں پہنتے تھے۔

عن ابن عباس رضی الله عنه انه صلی الله علیه واله وسلم کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر العمائم ویلبس العمائم بغیر قلانس۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپیاں پہنتے تھے اور کبھی صرف ٹوپی پہنتے اور کبھی بغیر ٹوپی کے عمامہ پہنتے تھے۔

عن نافع أن ابن عمر رضی الله عنه خرج حاجا فأحرم فوضع رأسه فی برد شدید فألقیت علیه برنسا فانتبه فقال ما ألقیت علی فقلت برنسا قال تلقیه علی وقد حدثتك أن رسول الله صلی الله علیه وسلم نهانا عن لبسه۔

(مسند احمد رقم الحدیث ۶۲۶۶)

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حج کے احرام کے ساتھ نکلے جبکہ اُن کا سر سخت سردی میں تھا (یعنی سر پر کوئی ٹوپی وغیرہ نہ تھی) تو میں نے اُن کے سر پر ایک ٹوپی کو رکھ دیا، جب وہ (ابن عمر رضی اللہ عنہ) بیدار ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ یہ میرے سر پر کیا ڈال دیا؟ تو میں نے عرض کیا کہ ٹوپی! تو (ابن عمر رضی اللہ عنہ) فرمانے لگے کہ تم میرے سر پر ٹوپی رکھ رہے ہو جبکہ میں نے تمہیں بتایا بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے (احرام کی حالت میں سر پر) ٹوپی رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مسند حمیدی برقم الحدیث ۶۱۲)(سنن ابو داؤد باب ما یلبس المحرم)(سنن الکبری للبیہقی، باب من کرہ أن یطرح علی نفسه مخیطا وهو)

عن سالم عن ابیه (عبد الله بن عمر رضی الله عنه) عن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال لا یلبس المحرم القمیص ولا العمامة ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا مسه زعفران ولا ورس ولا الخفین الا لمن لم یجد النعلین فان لم یجدهما فلیقطعهما اسفل من الکعبین۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس باب فی العمائم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (رسول اللہ ﷺ سے احرام باندھنے والے کے لباس کے بارے میں پوچھا تو) آپ ﷺ نے فرمایا کہ احرام میں نہ قمیض پہنو، نہ عمامہ، نہ پاجامہ، نہ

ٹوپی اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جس میں زعفران اور ورس لگا ہو اور نہ موزے پہنے، البتہ اگر کسی کو جوتے نہ ملیں تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ دے پھر پہنے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح ابن حبان برقم الحدیث ۳۹۱۷)(مسند احمد برقم الحدیث ۴۸۵۶)(سنن ابو داؤد باب ما یلبس المحرم)(سنن الکبری للبیہقی باب من کرہ أن یطرح علی نفسہ مخیطا وھو)(صحیح مسلم برقم الحدیث ۱۱۷۷)(موطا امام مالک برقم الحدیث ۱۱۶۰)

وضاحت: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لباس عام حالات میں قمیض، پاجامہ، عمامہ اور ٹوپی ہوتا تھا۔

آثار صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أنہ کان اذا مسح رأسہ رفع القلنسوۃ ومسح مقدم رأسہ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب التحرض علی الرمی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسح فرماتے تو ٹوپی کے سرے کو اٹھا کر اگلے حصے پر مسح فرماتے۔

ولھذا قال ابن عمر رضی اللہ عنہ لغلامہ نافع لما رأہ یصلی حاسرا، أرأیت لو خرجت الی الناس کنت تخرج ھکذا؟ قال لا، قال فاللہ احق من یتجمل لہ۔

(مجموعہ الفتاویٰ ابن تیمیہ، فصل فی اللباس فی الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ کو ننگے سر نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کیا تم اسی حالت (ننگے سر) لوگوں سے ملو گے؟ تو حضرت نافع رحمہ اللہ نے جواب دیا نہیں! اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لیے وقار اور زینت اختیار کی جائے۔

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أنہ کان اذا سجد یضع کفیہ علی الذی یضع علیہ جبھتہ قال ولقد رأیتہ فی یوم شدید البرد یخرج کفیہ من تحت برنس لہ۔

(کتاب الام للشافعی، باب وضع الایدی للسجود)(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، باب السجود)

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سجدہ کرتے تو اپنی ہتھیلی

وہاں رکھتے تھے کہ جہاں وہ اپنی پیشانی رکھتے تھے اور فرمایا کہ میں نے اُنہیں دیکھا ہے کہ شدید سردی کے دنوں میں وہ اپنے ہاتھوں کو ٹوپی کے نیچے سے نکالتے تھے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال اذا صلی احد کم فلیحسر العمامة عن جبهته.

(مصنف ابن أبي شيبه باب من كره السجود على كور العمامة)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنی پیشانی سے پگڑی کو ہٹالے۔

عن عبد اللہ بن سعید قال رایت علی علی بن الحسین قلنسوة بیضاء مصر به.

(مصنف ابن أبي شيبه. كتاب اللباس باب في لبس القلانس)

حضرت عبداللہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر ایک سفید رنگ کی دوتہہ والی بڑی ٹوپی دیکھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہمارے پاس سے گزر ہوا۔ وعلیه قلنسوة لا طئة وہ چپکی ہوئی ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ (الحاوی للفتاوی باب اللباس طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

عن عیسی بن طهمان قال علی انس بن مالك رضی اللہ عنہ برنسا.

(مصنف ابن أبي شيبه. كتاب اللباس باب في لبس البرانس)

حضرت عیسیٰ بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو برنس (لمبی) ٹوپی پہنے دیکھا۔

عن سلمة بن وردان قال رایت علی انس رضی اللہ عنہ عمامة سوداء علی غیر قلنسوة. (مصنف ابن أبي شيبه. كتاب اللباس باب في العمائم السود)

حضرت سلمہ بن وردان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سر پر بغیر ٹوپی کے سیاہ عمامہ دیکھا۔

استدلال: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام طور پر ٹوپیاں بھی پہنتے تھے۔

وقال الحسن كان القوم يسجدون على العمامة و القلنسوة و يداه في كمه.

(صحيح بخاری باب السجود على الثواب في شدة الحر)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کبھی گرمی کی شدت کی وجہ سے پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

عن زید بن جبیر رایت علی عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ برطلة۔

(مصنف ابن أبی شیبہ کتاب اللباس باب فی لبس البراطل)

حضرت زید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے سر پر لمبی ٹوپی دیکھی۔

عن مغیرة عن ابراهیم النخعی کانوا یصلون فی مساتقهم وبرانسهم وطیالسهم ما یخرجون أیدیهم منها قلنا له ما المستقة قال هی جبة یعملها أهل الشام ولها کمان طویلان ولبنها علی الصدر یلبسونها و یعقدون کمیها اذا لبسوها۔

(مصنف عبد الرزاق باب الرجل یسجد ملتحفا لا یخرج یدیه)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مساتق (کشادہ آستینوں والے جبوں) میں اور اپنی ٹوپیوں میں اور اپنی چادروں میں نماز پڑھا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ باہر نہیں نکالتے تھے (راوی کہتے ہیں کہ) ہم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مستقہ کے بارے میں دریافت کیا؟ تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایسا جبہ ہوتا ہے جو شام کے لوگ بناتے ہیں اور اس کی آستین لمبی ہوتی ہے اور اس کا درمیان سینہ پر ہوتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو پہنتے تھے اور اس کی آستینوں کو پہننے کے بعد بند کرلیا کرتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبری للبیہقی باب من سجد علیهما فی ثوبه)(فتح الباری لابن رجب کتاب الصلاة باب السجود علی الثوب فی شدة الحر)

عن ابراهیم بن ابی عبلة أنه رأی من اصحاب النبی صلی اللہ علیه واله وسلم عبد اللہ بن عمرو أو عمرو بن عبد اللہ بن ام حرام وواثلة بن الاسقع رضی اللہ عنهم یلبسون البرانس۔(التاریخ الکبیر للامام بخاری جزء ۶ رقم الحدیث ۲۸۱)

حضرت ابراہیم بن ابی عبلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبد اللہ بن عمرو یا عمرو بن عبد اللہ بن اُم حرام اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم کی زیارت کی، وہ لمبی ٹوپیاں پہنتے تھے۔

عن سلیمان بن قرشی انه رأی علی عثمان رضی الله عنهم قلنسوة بیضاء مضر بة مبطنة لیس فیها حشو ولها زر فی حلقه۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم،باب تسمیة من روی عنه العلم ممن یسمی هنا،رقم الحدیث ۵۰۰)

حضرت سلیمان بن قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے (خلیفہ راشد) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفید رنگ کی تنگ اور استر لگی ہوئی ٹوپی پہنے دیکھا، جس میں کوئی روئی وغیرہ بھری ہوئی نہیں تھی اور اس کے گھیرے میں گھنڈی (بٹن نما) لگی ہوئی تھی۔

عن یزید بن بلال رأیت علیاً رضی الله عنه یتوضأ فخلل لحیته قال ورأیت علیه قلنسوة بیضاء مضربة۔(الکنی والاسماء للدولابی،حرف المیم فی العین،رقم الحدیث ۱۳۲۸)

حضرت یزید بن بلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے داڑھی کا خلال فرمایا اور میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر چپٹی ٹوپی دیکھی۔

عن حسن بن صالح عن ابوحیان قال کانت قلنسوة علی لطیفة۔

(الطبقات الکبری لابن سعد،ذکر قلنسوة علی بن ابی طالب ۳/۲۲،طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

حضرت ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ٹوپی ہلکی تھی۔

عن یزید بن الحارث بن بلال فزاری قال رأیت علی قلنسوة علی رضی الله عنه بیضاء مصریة۔(الطبقات الکبری لابن سعد،ذکر قلنسوة علی بن ابی طالب،۳/۲۲،طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

حضرت یزید بن حارث بن بلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سفید مصری ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن ابو الزعراء اخبر رجل عبد الله بن مسعود رضی الله عنه ان قوماً فی المسجد بعد المغرب... فأتاهم وعلیه برنس له۔

(حلیة الاولیاء،تحت ترجمه سعید بن فیروز ابو البختری،۲/۲۵۸)

حضرت ابوزعراء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے اطلاع دی کہ کچھ لوگ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو اُس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر لمبی ٹوپی تھی۔

عن عباد بن ابی سلیمان رأیت علی انس بن مالك رضی الله عنه قلنسوة بیضاء.

(الطبقات الکبری لابن سعد۱۸/۷،طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

حضرت عباد بن ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کوسفید ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن معتمر سمعت أبی قال رأیت علی أنس رضی الله عنه برنسا اسفر من خز.

(صحیح بخاری، کتاب اللباس،باب البرانس)

حضرت معتمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو زرد رنگ کی اونی لمبی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن سفیان عن أبی حصین قال رأیت شیخا علیه برنس.

(معرفة السنن والآثار للبیهقی،باب وضع علی الرکبتین فی الرکوع ونسخ)

حضرت حصین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بزرگ حضرت انس رضی اللہ عنہ کوٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن عبد الملك بن عمیر رأیت علی أبی موسی الاشعری برنسا.

(سنن الکبری للبیهقی،باب الرخصة للرجال فی لبس الخز)

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لمبی ٹوپی پہنے دیکھا۔

عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنه انه کان اذا مسح رأسه رفع القلنسوة ومسح مقدم رأسه. (سنن دارقطنی،باب ماروی من قول النبی ﷺ الأذنان من الرأس)

(سنن الکبری للبیهقی،باب ماروی من قول النبی ﷺ الأذنان من الرأس)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (وضو میں) اپنے سر کا مسح فرماتے تھے توٹوپی اُتار کر اپنے سر کے اگلے حصہ پر مسح فرماتے۔

عن هشام بن عروة رأیت ابن الزبیر یطوف وعلیه قلنسوة لها زر. (أخبار مكة للفاکهی،ذکر تغمیض العینین فی الطواف والطواف فی القلانس،رقم الحدیث۵۶۰،طبع بیروت)

حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ طواف فرمارہے تھے اور آپ نے بٹنوں والی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔

عن نسیر بن ذعلوق رأیت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ یطوف وعلیہ برطلۃ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی برقم الحدیث ۱۳۸۶۹)(مسند ابن الجعد برقم الحدیث ۲۲۲۶)

حضرت نسیر بن ذعلوق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو طواف کرتے دیکھا، اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر سایہ دار ٹوپی تھی۔

عن ھلال بن یساف۔۔۔۔فدفعنا الی وابصۃ رضی اللہ عنہ قلت لصاحبی نبدأ فننظر الی دلہ فاذا علیہ قلنسوۃ لاطئۃ ذات أذنین و برنس خز أغبر واذا ھو معتمد علی عصا فی صلاۃ۔ (سنن ابو داؤد، باب الرجل یعتمد فی الصلاۃ علی عصا)

حضرت ہلال بن یساف رحمۃ اللہ علیہ (سے ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ) میرے بعض ساتھی (یعنی زیاد بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ) ہمیں حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہم سب سے پہلے ان کی سیرت اور حالت کو دیکھتے ہیں، تو ہم نے دیکھا کہ وہ سر سے جڑی ہوئی کانوں والی ٹوپی اور اونی مٹیالے رنگ کی ٹوپی پہنے ہوئے ہیں اور (ضعف کی وجہ سے) لاٹھی پر سہارا لے کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

عن معاذ بن معاذ رأیت علی ابن عون برنسا من صوف دقیق حسن فقال لہ بعض أصحابنا ما ھذا البرنس یا أبا عون قال برنس کان لابن عمر رضی اللہ عنہ فکساہ أنس بن سیرین فبیع فی میراث أنس فاشتریتہ۔

(العلل و معرفۃ الرجال للامام احمد بن حنبل ۲/۲۰۱، طبع دار الخانی ریاض)

حضرت معاذ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عمدہ باریک اون کی لمبی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا، اُن کو ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اے ابو عون! یہ ٹوپی کہاں سے آئی؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ یہ ٹوپی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تھی اُنہوں نے اس کو انس بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو پہنادیا، پھر یہ انس رحمۃ اللہ علیہ (کی وفات کے بعد اُن) کی میراث میں بیچی گئی تو میں نے اسے خرید لیا۔

عن عبد الرحمن بن عمارۃ بن عقبہ بن ابی معیط کنت فیمن حضر الأحنف

بن قیس رضی الله عنه ومات بالكوفة فلما وضعناه في قبره وسوينا عليه سقط قلنسوتي فأهويت لاخذها واذا هو في فسح في قبره مد بصره.

(طبقات المحدثین لابی الشیخ الاصبهانی ۱/۳۰۱، طبع مؤسسة الرسالة بیروت)

حضرت عبدالرحمن بن عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے جنازے میں حاضر تھا، جن کا کوفہ میں انتقال ہوا تھا، پس جب ہم نے ان کو قبر میں رکھا اور اُن پر مٹی وغیرہ ڈالنی شروع کی تو میری ٹوپی گر گئی، پس میں اپنی ٹوپی اُٹھانے کے لیے قبر میں جھکا تو میں نے دیکھا کہ حدِ نظر تک قبر وسیع ہے۔

<u>استدلال:</u> اس سے معلوم ہوا کہ تابعین عظام عام طور پر ٹوپی پہنا کرتے تھے اور ننگے سر نہیں رہتے تھے اور یقیناً نماز میں تو اور بھی زیادہ اس کا اہتمام کرتے ہوں گے۔

عن عبد الله بن سعيد بن ابي هند رأيت على علي بن حسين رضي الله عنه قلنسوة بيضاء لاطئة. (الطبقات الکبری لابن سعد ۵/۱۶۸، طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

حضرت ابن سعید بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سفید چپٹی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن هشام قال رايت ابن الزبير رضي الله عنه قلنسوة لها رف كان يستظل بها اذا طاف بالبيت. (مصنف ابن أبي شيبه، كتاب اللباس، باب في لبس القلانس)

حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سر پر ایک ایسی ٹوپی دیکھی جس کا چھتا بھی تھا، جب آپ بیت اللہ کا طواف کرتے تو اس چھتے سے دھوپ سے بچاؤ کرتے۔

عن اشعث عن ابيه ان ابا موسى خرج من الخلاء وعليه قلنسوة.

(مصنف ابن أبي شيبه، كتاب اللباس، باب في لبس القلانس)

حضرت اشعث رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قضاء حاجت سے فارغ ہو کر باہر آئے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر ایک بڑی ٹوپی تھی۔

عن سعید بن عبداللہ بن ضرار قال رأیت انس بن مالك رضی اللہ عنه أتى الخلاء ثم خرج وعليه قلنسوة بيضاء مزرورة۔ (مصنف عبد الرزاق، باب المسح على القلنسوة)

حضرت سعید بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بیت الخلاء تشریف لے گئے، پھر وہ واپس تشریف لائے، اُنہوں نے سفید رنگ کی بٹنوں والی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔

عن ابن جابر كان عبد الرحمن ابو عبد الله الأعمى ويزيد بن يزيد ومحمد بن سوقة ومساحق بن عبد الله بن مساحق القرشي يلبسون البرانس۔

(تاریخ دمشق، جز ۲۶، صفحہ ۱۲۲، باب عبد الرحمن الدمشقی)

حضرت ابن جابر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن ابوعبداللہ اعمی، یزید بن یزید، محمد بن سوقہ اور مساحق بن عبداللہ بن مساحق قرشی رحمہم اللہ لمبی ٹوپیاں پہنا کرتے تھے۔

عن عتبه بن ندر .... رأيت أبي امامة و أبي رهم و عمر بن عبد العزيز قلانس بيضاء صغارًا۔ (الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم ۲/۲۲۲، رقم الحديث ۱۲۲۵، طبع دار الراية رياض)

حضرت عتبہ بن ندر رحمۃ اللہ علیہ (سے ایک طویل روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ) میں نے حضرت ابوامامہ، ابورہم سباعی اور عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ کو سفید چھوٹی ٹوپیاں پہنے ہوئے دیکھا۔

عن مالك بن انس رأيت ربيعه بن أبي عبد الرحمن عليه قلنسوة ظهارتها و بطائنها الخز۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد ۵/۳۱۶، طبع دار الكتب العلميه بيروت)

حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اُنہوں نے ٹوپی پہنی ہوئی تھی جس کا اندرونی و بیرونی حصہ اونی تھا۔

عن منصور ابو سلمه خزاعى كان مالك بن أنس اذا أرادا أن يخرج يحدث توضأ وضوءه للصلاة ولبس أحسن ثيابه ولبس قلنسوة ومشط لحيته فقيل له في ذلك فقال أوقر حديث رسول الله صلى الله عليه واله وسلم۔ المحدث الفاصل بين الراوي والواعي للرامهرمزي، باب من كره يحدث حتى يتطهر، طبع دار الفكر بيروت)

حضرت منصور ابوسلمہ خزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث کے

درس کے لیے تشریف لے جانے کا ارادہ فرماتے تو وضو کرتے، جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے اور اچھے کپڑے پہنتے اور ٹوپی پہنتے اور کنگھی کرتے، ان سے اس بارے میں پوچھا گیا (ایسا کیوں کرتے ہیں؟) تو حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تعظیم واحترام کے لیے ایسا کرتا ہوں۔

عن عبداللہ بصری رأیت علی الشعبی قلنسوۃ خز خضراء۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ۵/۲۶۴ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبداللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر ہرے رنگ کی اونی ٹوپی دیکھی۔

عن خالد بن ابوبکر رأیت علی القاسم قلنسوۃ بیضاء۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ۵/۱۳۷ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت خالد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے) کو سفید ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔

عن عثیم بن نسطاس أنه رأی ابن المسیب فی یوم الاضحی علیه برنس ارجوان وعمامة سوداء غادیا من المسجد الی المصلی بعدما طلعت الشمس۔

(کتاب الام للشافعی، باب الزینة للعید)(معرفة السنن والآثار للبیهقی، باب الغدو الی المصلی)

حضرت عثیم بن نسطاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ یوم اضحیٰ کے دن اُن کے سر پر ارجوان کی ٹوپی تھی اور عمامہ تھا، اور مسجد سے آرہے تھے اُس کے بعد کہ سورج طلوع ہو چکا تھا۔

عن عفان بن مسلم کان حماد بن زید یلبس قلنسوۃ بیضاء طویلة لطیفة۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ۷/۲۱۶ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عفان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سفید ہلکی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

عن عبد الرحمن بن محمد بن مغیرۃ رأیت أبا حنیفة شیخاً یفتی الناس بمسجد

الکوفة علی رأسه قلنسوة سوداء طویلة۔

(تاریخ الاسلام للذھبی ۲/۹۹۰ حرف النون تحت ترجمة النعمان بن الثابت ابو حنیفة)

حضرت عبد الرحمن بن محمد بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کوفہ کی ایک مسجد میں بزرگ حالت میں دیکھا کہ آپ لوگوں کو فتوای دے رہے تھے اور آپ کے سر پر کالی لمبی ٹوپی تھی۔

عن صالح بن احمد کانت لابی قلنسوة وقد خاطھا بیدہ فیھا قطن فاذا قام من اللیل لبسھا۔ (العلل و معرفة الرجال للامام احمد بن حنبل ۱/۵۸، طبع دار الخانی ریاض)

حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد (احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کی ایک ٹوپی تھی جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے سیا تھا اور اس میں روئی بھری ہوئی تھی، پس جب وہ رات کو (عبادت کے لیے) اُٹھتے تھے تو اسے پہن لیا کرتے تھے۔

عن عفان بن مسلم کان ابو عوانة یلبس قلنسوة۔

(الطبقات الکبری ۷/۲۱۲، طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

حضرت عفان بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

عن ابو نعیم رأیت داؤد الطائی وکان من افصح الناس واعلمھم بالعربیة یلبس قلنسوة طویلة سوداء۔ (سیر أعلام النبلاء ۷/۴۲۳، تحت ترجمہ داؤد لطائی الامام الفقیہ)

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوداؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح اور عربی جاننے والے تھے اور وہ کالے رنگ کی لمبی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔

عن محمد بن جھم علی رأسه فراء قلنسوة کبیرة۔ (تاریخ بغداد ۱۴/۱۵۷، طبع بیروت)

حضرت محمد بن جہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت فراء رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر لمبی ٹوپی ہوتی تھی۔

عن أبی الضحی أن شریحاً کان یسجد علی برنسه وعبد الرحمن بن یزید کان یسجد علی عمامة۔ (مصنف عبد الرزاق باب السجود علی العمامة)

حضرت ابوضحیٰ بیان کرتے ہیں کہ شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنی ٹوپی پر اور عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ اپنے عمامہ پر (گرمی کی وجہ سے) سجدہ کرتے۔

وضع ابو اسحاق قلنسوۃ فی الصلوۃ ورفعها۔ (صحیح بخاری باب السجود علی الثواب فی شدۃ الحر)
اور ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے نماز میں اپنی ٹوپی کو رکھا اور اُونچا کیا۔

قال الثوری والقلنسوۃ بمنزلۃ العمامۃ۔ (مصنف عبد الرزاق باب المسح علی القلنسوۃ)
حضرت امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ٹوپی بھی عمامہ ہی کے حکم میں ہے۔

عن عبداللہ رایت الاسود یصلی فی برنس طیالسہ یسجد فیہ ورایت عبد الرحمن یعنی ابن یزید یصلی فی برنس شامی یسجد فیہ۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب فی الرجل یسجد ویداہ فی ثوبہ)
حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اپنی چادر کے ساتھ جڑی ہوئی ٹوپی میں نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ بھی اسی میں کر رہے تھے اور میں نے عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کو شامی ٹوپی میں نماز پڑھتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

عن اسماعیل قال رایت علی شریح برنسا۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب فی لبس البرانس)
حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ کو لمبی ٹوپی پہنے دیکھا۔

عن ابی شھاب قال رایت علی سعید بن جبیر برنسا۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب فی لبس البرانس)
حضرت شہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو لمبی ٹوپی پہنے دیکھا۔

قال التمیمی الثوب الواحد یجز والثوبان احسن والاربع اکمل قمیض و سراویل وعمامۃ وازار۔ (المغنی لابن قدامہ ۲/۱۳۶)
ابوالحسن تمیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کپڑا نماز کے جواز کے لیے کافی ہے، دو کپڑے بہتر ہیں، چار کپڑے ہوں تو نماز اور زیادہ کامل ہوگی، قمیض، پاجامہ، پگڑی اور تہبند۔

ٹوپی انبیاء علیہم السلام، صلحاء رحمہم اللہ و مسلمانوں کا لباس اور قدیم روایت ہے:

نبی کریم ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم اور محدثین وفقہائے کرام رحمہم اللہ اور الغرض خیر القرون اور اس کے بعد سلف کے زمانہ میں جو ٹوپی پہننے کا معمول ذکر کیا گیا ہے، اگرچہ ٹوپی پہننے کے سنت و مستحب ہونے کے ثبوت کے لیے کافی وشافی ہے، لیکن مزید وضاحت وصراحت کے لیے

چند اہلِ علم حضرات کی عربی عبارات وتصریحات مع ترجمہ نقل کی جاتی ہیں تاکہ کسی قسم کی تاویل واحتمال کی گنجائش نہ رہے، مثلاً یہ از قبیل حکایتِ افعال ہے جس کو عموم نہیں ہوتا وغیرہ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کے زمانے میں ذمیوں (یعنی اسلامی ملک میں قیام کرنے والے غیر مسلموں) سے جو معاہدہ ہوا تھا اس میں یہ بھی شامل تھا کہ:

ولا نتشبه بهم في شيئٍ من لباسهم من قلنسوة ولا عمامة۔

(سنن الکبری للبیہقی، کتاب الجزیۃ، باب الامام یکتب کتاب الصلح علی الجزیۃ)

اور ہم (مسلمانوں) کے ساتھ ان کے لباس میں کسی طرح کی مشابہت اختیار نہیں کریں گے، نہ ٹوپی میں اور نہ عمامہ میں۔

ولا نتشبه بالمسلمين في لبس قلنسوة ولا عمامة۔

(تاریخ دمشق ۲/۱۲۱، باب کیف کان امر دمشق فی الفتح وما امضاہ المسلمون من الصلح)

اور ہم مسلمانوں کے ساتھ ان کے لباس میں کسی طرح کی مشابہت اختیار نہیں کریں گے، نہ ٹوپی میں اور نہ ہی عمامہ میں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کی مزید توضیح و تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ففي شروط عمر رضي الله عنه وألا نتشبه بالمسلمين في شيئٍ من لباسهم في قلنسوة فيمنعون من لباسها لما كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وصحابته يلبسونها ولم يزل لبسها عادة الأكابر من العلماء و الفقهاء و القضاء والاشراف و الخطباء علي الناس واستمر الامر على ذلك الى أواخر الدولة الصلاحية فرغب الناس عنها۔ (أحكام أهل الذمة لابن القيم الجوزي ۳/۱۲۶۵، فصل قولهم وألا نمنع احداً من أقربائنا اراد الدخول في الاسلام، طبع رمادي للنشر الدمام)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذمیوں کے لیے (یعنی جو غیر مسلم مسلمانوں کے ملک میں رہتے تھے) جو شرائط طے ہوئی تھیں ان میں یہ شرط بھی تھی کہ ذمی مسلمانوں کے ساتھ کسی بھی چیز میں مشابہت اختیار نہیں کریں گے، مسلمانوں کے ٹوپی کے لباس میں بھی، پس

ذمیوں کو ٹوپی کے پہننے سے منع کیا جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ٹوپی پہنا کرتے تھے اور اس کے پہننے کی ہمیشہ سے اکابر کی عادت رہی ہے، علماء کی بھی، فقہاء کی بھی، قاضیوں کی بھی، معزز لوگوں کی بھی، لوگوں پر مقرر خطباء کی بھی، اور جب تک نیک صالح حکومت رہی اس وقت تک ٹوپی پہننے کی (عام لوگوں میں بھی) عادت برقرار رہی، پھر بعد میں (جب مسلمانوں کی حکومت کمزور پڑ گئی تو) لوگوں نے اس عادت سے کنارہ کشی شروع کردی۔

علامہ باجی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

سئل مالك عن القلانس هل كانت قديمة فقال كانت في زمن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وقبل ذلك فيما أرى۔

(المنتقى شرح الموطا ۷/۲۱۹، كتاب الجامع، باب ما جاء في لبس الثياب للجمال بها)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ٹوپیوں کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا یہ پرانے زمانے سے چلی آرہی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی تھیں اور میری رائے میں اس سے پہلے بھی تھیں۔

امام حطاب رعینی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۵۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

وسئل مالك عن الصلاة في البرانس قال هي من لباس المصلين وكانت من لباس الناس القديم وما أرى بها بأسا و أستحسن لباسها وقال هي من لباس المسافرين للبرد والمطر قال ولقد سمعت عبدالله بن أبي بكر وكان من عباد الناس وأهل الفضل وهو يقول ما أدركت الناس الا ولهم ثوبان برنس يغدو به وخميصة يروح بها ولقد رأيت الناس يلبسون البرانس۔

(مواهب الجليل لشرح مختصر الخليل ۱/۵۰۲، كتاب الطهارة فصل في ستر العورة)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لمبی ٹوپی میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ نمازیوں کے لباس میں سے ہے اور قدیم زمانہ کے لوگوں کے لباس میں سے ہے، میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا اور میں اس کے پہننے کو اچھا سمجھتا ہوں، اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

نے یہ بھی فرمایا کہ یہ سردی اور بارش وغیرہ کے لیے مسافروں کا لباس ہے اور فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا جو کہ عبادت گزار اور بڑی فضیلت والے لوگوں میں سے تھے کہ میں نے جن لوگوں کو بھی پایا ان کے دو کپڑے تھے ایک لمبی ٹوپی جس میں لوگ صبح کرتے تھے اور ایک اونی چادر جس سے شام کرتے تھے اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ لمبی ٹوپی پہنتے تھے۔

فائدہ: مطلب یہ کہ دو قسم کے کپڑے عام طور پر پہنے جاتے تھے یعنی چادر اور لمبی ٹوپی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

قال بعض الشافعية فيه وما قبله لبس القلنسوة اللاطئة بالرأس والمرتفعة والمضربة وغيرها تحت العمامة وبلا عمامة كل ذلك ورد....قال ابن العربي القلنسوة من لباس الأنبياء والصالحين السالكين تصون الرأس وتمكن العمامة وهي من السنة وحكمها أن تكون لاطئة لا مقبية الا أن يفتقر الرجل الى أن يحفظ رأسه عما يخرج منه من الأبخرة فيقيها ويثقب فيها فيكون ذلك تطيبا۔ (الشمائل الشريفة للسيوطي، ۱/۳۶۷، تحت رقم الحديث ۳۶۶)

بعض شافعی رحمہم اللہ حضرات نے اس روایت میں اور اس سے پہلی روایت میں فرمایا کہ سر کے ساتھ جڑی ہوئی اور سر سے اُٹھی ہوئی اور موٹی اور دوسری ٹوپی کا عمامہ کے نیچے اور عمامہ کے بغیر پہننا سب وارد ہے، علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ٹوپی انبیاء کرام اور صالحین واولیائے کرام رحمہم اللہ کا لباس ہے، جس سے سر کی حفاظت رہتی ہے اور عمامہ بھی اس پر اچھی طرح ٹھہر جاتا ہے اور یہ سنت ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ یہ سر کے ساتھ جڑا ہوا ہو نہ کہ اُٹھا ہوا ہو، مگر یہ کہ کوئی شخص سر سے پسینہ وغیرہ نکلنے سے حفاظت کرے اور اس کو اُٹھا ہوا رکھے اور اس کے درمیان خلاء چھوڑ دے تو یہ بہت اچھا ہے۔

سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے پر اجماعِ اُمت:

علامہ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۸۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

ويستحب للرجل حرا كان او عبدا ان يصلي في ثوبين ذكره بعضهم اجماعا

قال ابن تمیم وغیرہ مع ستر راسه بعمامة.

(المبدع شرح المقنع لبرهان الدين ابراهيم بن محمد ۱/۳۱۲، طبع دار الكتب العلمية بيروت)

آزاد یا غلام کے لیے دو کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے اور بعض علماء رحمہم اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، ابن تمیم رحمہ اللہ وغیرہ حضرات نے کہا ہے کہ پگڑی کے ساتھ سر چھپانے کے علاوہ دو کپڑے مراد ہیں۔

الشیخ محمد زاہد بن الحسن الکوثری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

تمام مسالک کے حضرات ٹوپی، قمیض اور پائجامہ میں نماز پڑھنے کے مستحب ہونے پر متفق ہیں، جیسے شرح منیہ صفحہ ۳۴۹ پر اور مجموع للنووی ۳/۱۷۳، وغیرہ میں مذکور ہے۔

(مقالات الکوثری، صفحہ ۱۷۱)

۲ احناف رحمہم اللہ کا مسلک:

والمستحب ان يصلى فى ثلاثة ثياب من احسن ثيابه قميص وازرار و عمامة.

(مراقی الفلاح، صفحه ۱۲۲)

مستحب یہ ہے کہ خوبصورت کپڑوں میں نماز ادا کی جائے یعنی قمیض، تہبند اور پگڑی میں۔

لو صلى مكشوف الراس وهو يجد ما يستر به الراس ان كان تهاوناً بالصلاة يكره. (المحيط البرهانى ۵/۱۳۷)

اگر سر ڈھانپنے کے لیے کپڑا موجود ہو اس کے باوجود اسے محض اہمیت نہ دیتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھے تو یہ مکروہ ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک:

والسنة فى حق الرجل ان يستر جميع جسده على الوجه المشروع فيه فهو مطلوب بذلك لاجل الامتثال ثم العمامة على صفتها كما تقدم ذكره.

(المدخل لابن الحاج ۱/۱۳۲، فصل فى اللباس)

مرد کے حق میں سنت یہ ہے کہ وہ شرعی طریقہ کے مطابق اپنے جسم کو ڈھانپے اور اللہ کے

اَحکام کی بجا آوری کے پیشِ نظر یہی بات مطلوب ہے، پھر بیان کردہ طریقہ کے مطابق پگڑی باندھ کر سر کو ڈھانپا جائے جیسا کہ اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

قال اصحابنا یستحب ان یصلی الرجل فی احسن ثیابه المتسیرة له ویتقمص ویتعمم. (المجوع شرح المهذب للنووی ۳/۱۹۶، باب ستر العورة)

ہمارے شوافع رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ آدمی کو جو خوبصورت لباس میسر ہو وہ پہن کر نماز پڑھے، قمیض بھی پہنے اور پگڑی بھی باندھے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

ویستحب للرجل حرا کان او عبدا ان یصلی فی ثوبین ذکره بعضهم اجماعا قال ابن تمیم وغیره مع ستر راسه بعمامة.

(المبدع شرح المقنع لبرهان الدین ابراهیم بن محمد ۱/۳۱۲)

آزاد یا غلام کے لیے دو کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے اور بعض علماء رحمہم اللہ نے اس پر اِجماع نقل کیا ہے، ابن تمیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات نے کہا ہے کہ پگڑی کے ساتھ سر چھپانے کے علاوہ دو کپڑے مراد ہیں۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ تحقیق:

والذی أراه فی هذه المسألة أن الصلاة حاسر الرأس مكروهة، ذلك أنه من المسلم به استحباب دخول المسلم فی الصلاة فی اكمل هیئة اسلامیة للحدیث المتقدم فی الكتاب.... فان الله احق ان یتزین له ولیس من الهیئة الحسنة فی عرف السلف اعتیاد حسر الرأس والیسر كذلك فی الطرقات والدخول كذلك فی أماكن العبادات، بل هذه عادة أجنبیة تسربت الی كثیر من البلاد الاسلامیة حینما دخلها الكفار وجلبوا الیها عاداتهم الفاسدة فقلدهم المسلمون فیها فأضاعوا بها وبأمثالها من التقالید شخصیتهم الاسلامیة

فهذا العرض الطاری لا یصلح ان یکون مسوغا لمخالفة العرف الاسلامی السابق ولا اتخاذه حجة لجواز الدخول فی الصلاة حاسر الرأس.

(تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة، صفحه ۱۶۴، طبع ریاض)

اس مسئلہ کے اندر جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لیے کہ نماز کا مکمل ہیئت اسلامی میں ادا کرنے کا پسندیدہ ہونا سب کے نزدیک مسلّم ہے کیونکہ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ اُن کے لیے اپنے آپ کو سنوارا جائے نیز ننگے سر نماز کی عادت ڈال لینا یا بازاروں میں ننگے سر گھومنا یا مقاماتِ عبادات میں ننگے سر داخل ہونا سلف صالحین کے مبارک عرف میں ہیئت حسنہ کے خلاف اور غیر اسلامی تہذیب کا امتیاز ہے جو کفار کے بلادِ اسلامی میں داخل ہونے کے بعد رائج ہوا ہے، وہاں کے مسلمانوں نے بلا دلیلِ شرعی ان بری عادتوں کو قبول کر کے اس مسئلہ میں اسی طرح بعض تہذیبی مسائل میں بھی اپنے بڑوں کی تقلید ترک کر دی ہے، لہٰذا یہ نئی رسم اس لائق نہیں ہے کہ اسلام کے سابقہ عرف اور طریقے کے مقابل بن سکے اور نہ ہی اس رسم کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز نکالا جاسکتا ہے۔

شیخ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اس کے بعد بعض مصری علماء کے غلط استدلال کی تردید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

واما استدلال بعض اخواننا من أنصار السنة فی مصر علی جوازه قیاسا علی حسر المحرم فی الحج فمن ابطل قیاس قرأته عن هؤلاء الاخوان کیف و الحسر فی الحج شعیرة اسلامیة و من مناسکه التی لاتشارکه فیها عبادة اخری و لو کان القیاس المذکور صحیحا للزم القول بوجوب الحسر فی الصلاة لأنه واجب فی الحج و هذا الزام لا انفکاك لهم عنه الا بالرجوع عن القیاس المذکور ولعلهم یفعلون۔ (تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة، صفحه ۱۶۵، طبع ریاض)

جہاں تک مصر کے بعض علماء کا حج کے دوران سر کھلے رکھنے اور اسی طرح نماز پڑھ لینے سے

استدلال کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان کا یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے فاسد ہے اس لیے کہ اولاً تو وہ مناسکِ حج کے ساتھ خاص اور شعائرِ حج میں سے ہے جس کو عام نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس سے ہر حال میں سر کھلا رکھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت نکل سکتا تو وجوباً ماننا پڑے گا جواز اُنہیں، کیونکہ حالتِ احرام میں سر کھلا رکھنا واجب ہے یعنی ننگے سر نماز پڑھنے کو واجب کہنا پڑے گا، لہٰذا یہ ایسا الزام ہے کہ ان لوگوں کو اپنے فاسد قیاس سے رجوع کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں اور ہمیں اُمید ہے کہ یہ علماء اپنی غلطی سے رجوع کر لیں گے۔

اکابر علماء اہلحدیث کی تائیدات:

(1) نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

(یابنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد) سے ثابت ہے کہ ٹوپی اور عمامہ سے نماز پڑھنا اولیٰ ہے کیونکہ لباس سے زینت ہے اگر عمامہ یا ٹوپی رہتے ہوئے سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھے تو مکروہ ہے۔ (فتاوی نذیریہ ۱/۴۲۰)

(2) مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے بالدوام ثابت ہوا ہے یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہو، پگڑی یا ٹوپی سے۔ (فتاوی ثنائیہ ۱/۵۲۵)

(3) مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ابتداء اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں باصراحت یہ مذکور ہو کہ نبی کریم ﷺ نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد میں اور وہ بھی باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو چہ جائیکہ معمول بنا لیا ہو، اس لیے اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہیے۔ (فتاوی علمائے حدیث ۴/۲۹۱)

(4) ابوسعید شرف الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ کا سر پر عمامہ رکھنے سے عمامہ سنت ہے اور ہمیشہ سر کو نماز کا شعار بنانا بھی ایجاد بندہ ہے (یعنی بدعت ہے)۔ (فتاوی ثنائیہ ۱/۵۹۰)

(5) مولوی محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ:

ننگے سر نماز کی عادت عقل اور فہم کے خلاف ہے، عقل مند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (فتاوی علمائے حدیث ۲۸۹/۴)

(6) مولوی عبدالستار رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ:

ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی اولیٰ وافضل ہے کیونکہ ٹوپی اور عمامہ باعث زیب وزینت ہے۔ (فتاوی ستاریہ ۵۹/۳)

(7) محب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ:

اگر آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول نہ ہوتا تو جس طرح سر پر عمامہ یا ٹوپی کا ثبوت مل رہا ہے اس طرح ننگے سر چلتے پھرتے رہنے یا ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بھی روایات ضرور مل جاتیں لیکن اس قسم کی ایک روایت بھی میرے علم میں نہیں آئی.... مجھے تو سر ڈھانپنا ہر حال میں بہتر اولیٰ اور مستحب ومندوب نظر آتا ہے۔ (الاعتصام، مجریہ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۹، جلد ۴۵، شمارہ ۲۷)

(8) مولوی عبید اللہ عفیف رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین کی عادت یہی تھی کہ پگڑی یا ٹوپی سمیت پورے لباس میں نماز ادا فرماتے تھے، لیجئے پڑھیئے اور اس غلط رواج پر غور فرمائیے۔

(فتاوی محمدیہ بترتیب مبشر احمد ربانی ۳۸۵/۱)

(9) علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ:

وصلاته حاسرًا رأسه للتكاسل ولا بأس به للتذلل ولو سقطت قلنسوته في الصلاة فاعادتها أفضل ان لم يحتج الى عمل كثير۔ (نزل الابرار ۱/۱۱۴، طبع بنارس)

اور سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور تذلل کی وجہ سے حرج نہیں، اور اگر نمازی کی ٹوپی نماز میں سر سے گر پڑے تو اس کو سر دوبارہ رکھ لینا افضل ہے، اگر عمل کثیر کی ضرورت نہ پڑے۔

(10) علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ:

فان ستر الرأس من الزينة عند المسلمين الذين لم يتأثروا بغادات الكافرين

کما تقدم۔(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ ۶/۱۵۱، تحت رقم الحدیث ۲۵۳۸، طبع دار المعارف ریاض)
پس سر کا ڈھانکنا ان مسلمانوں کے نزدیک زینت میں سے ہے جو کافروں کی عادات سے متاثر نہیں ہوئے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

(11) مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:
ننگے سر نماز ہو جاتی ہے مگر بطور فیشن لاپرواہی اور تعصب کی بناء پر مستقل یہ عادت بنالینا جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جا رہا ہے، ہمارے نزدیک صحیح نہیں، نبی علیہ السلام نے خود یہ عمل نہیں کیا۔(فتاوٰی علمائے حدیث ۴/۲۸۱)(اہل حدیث سوہدرہ ۱۵/ ۱۲)

(12) محمد اقبال کیلانی صاحب حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ:
سیرت طیبہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پگڑی یا ٹوپی مستقل طور پر آپ ﷺ کے لباس مبارک کا حصہ تھی، لہٰذا جو شخص آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل کرنا چاہتا ہے اسے ٹوپی یا پگڑی کو اپنے لباس کا مستقل حصہ بنانا چاہیے۔(لباس کا بیان، صفحہ ۷۳، طبع بیت السلام ریاض)

<u>خلاصہ کلام:</u> بغیر عمامہ کے ٹوپی پہننا اور ٹوپی کے اوپر عمامہ پہننا اور ٹوپی کے اوپر رومال اوڑھنا سب سنت کے مطابق ہے اور کوئی طریقہ بھی سنت کے خلاف نہیں اور ان سب سے اسلامی طریقہ اور سنت کے مطابق سر ڈھانکنے کا مقصود حاصل ہو جاتا ہے، کسی میں کم اور کسی میں زیادہ، لہٰذا بغیر عمامہ کے ٹوپی پہننے یا اس حالت میں نماز پڑھنے کو مکروہ و معیوب خیال کرنا درست نہیں، اور اس سلسلہ میں جو عوام میں یا بعض اہلِ علم حضرات میں افراط و تفریط اور مختلف قسم کی بے اعتدالیاں پائی جاتی ہیں، وہ قابلِ اصلاح ہیں اور یہ بات بھی معلوم ہو چکی کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اولیائے کرام رحمہم اللہ سے عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننا بھی سنت سے ثابت ہے، مزید حیاء و غیرت اور انسانی شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دوسروں کے سامنے اور بطور خاص اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز و عبادت کے وقت سر ڈھانپ کر رکھے اور عمامہ یا ٹوپی پہن کر اسلامی شان و شوکت اور تہذیب و ثقافت کا مظاہرہ کرے، اور اس کے برعکس ننگے سر رہنا اور اس کی عادت بنالینا ایک طرف تو انسانی شرافت و غیرت اور حیاء کے

خلاف ہے اور دوسری طرف اسلامی ثقافت وتہذیب اور سنت نبوی ﷺ کے بھی خلاف ہے، لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔

عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں:

عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لا تقبل صلوة حائض الا بخمار۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء لا تقبل الصلوة الحائض الا بخمار)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المستدرك للحاكم، رقم الحديث ۸۵۱) (سنن ابوداؤد، باب المرأة تصلي بغير خمار) (مصنف ابن أبي شيبه، باب المراة تصلي ولا تغطي شعرها) (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۱۶۷) (سنن ابن ماجه، باب اذا حاضت اجارية لم تصل الا) (المنتقى لا بن جارود، رقم الحديث ۱۷۳) (صحيح ابن خزيمه، باب نفي قبول صلاة الحرة المدركة بغير خمار) (مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۸۳۳) (سنن الكبرى للبيهقي، باب بلوغ المرأة بالحيض) (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۱۷۱۱) (معرفة السنن والآثار للبيهقي، باب صلاة المرأة) (شرح السنة للبغوي، باب في كم تصلي المرأة من الثياب)

عن الحسن عنه رفعه قال اذا حاضت الجارية لم تقبل لها صلاة الا بخمار۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب المرأة تصلي ولا تغطي شعرها) (المستدرك للحاكم، رقم الحديث ۸۵۲)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب عورت بالغ ہو جائے تو بغیر دوپٹے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

عن مجاهد قال ايما امرأة صليت علم تغط شعرها لم تقبل لها صلاة۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب المرأة تصلي ولا تغطي شعرها)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت نے نماز پڑھتے ہوئے بال نہ ڈھانپے تو اس کی نماز ہی قبول نہیں ہوگی۔

خلاصہ کلام: مرد کے لئے نماز میں خصوصاً اور عام طور پر سر ڈھانپنا سنت ہے جبکہ عورت کے لئے نماز میں سر ڈھانپنا واجب ہے۔

دورانِ نماز ازار (شلوار، تہبند) کی کیفیت و ہیئت

مرد کے لیے نماز میں ٹخنے کھلے رکھنے کا حکم:

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال ما أسفل من الكعبين من الازار في النار. (صحیح بخاری، باب ما اسفل من الکعبین فهو فی النار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تہبند (شلوار) کا وہ حصہ جو ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہے وہ دوزخ میں ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه بينما رجل يصلي مسبلاً ازاره اذ قال له رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذهب فتوضأ فذهب فتوضأ ثم جاء فقال اذهب فتوضأ فذهب ثم جاء فقال له رجل يارسول الله صلى الله عليه واله وسلم مالك أمرته أن يتوضأ قال انه كان يصلي وهو مسبل ازاره ان الله عزوجل ذكره لا تقبل صلاة رجل مسبل ازاره. (سنن ابوداؤد، باب ماجاء فی اسبال الازار) (شعب الأيمان، فصل فيما ورد من التشديد لمن ثوبه خيلاء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک صحابی اپنی چادر لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، اس کو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ "جاؤ اور وضو کرو" وہ گیا اور (دوبارہ) وضو کر کے آیا، اسے پھر آپ ﷺ نے فرمایا "جاؤ اور وضو کرو" اور (تیسری مرتبہ) وضو کر کے آیا تو ایک اور صحابی نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی چادر (ٹخنوں سے نیچے) لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور چادر لٹکانے والے کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔

تشریح: اس حدیث کی علماء نے چند تاویلیں کی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(1) دوبارہ وضو کرنے کا حکم نبی کریم ﷺ نے اس لیے دیا، تا کہ وہ دورانِ نماز غور کر سکے اور اپنے عمل مکروہ پر متنبہ ہو کر اس سے پرہیز کرے، نیز اکمل و افضل طریقے پر نماز ادا کرے۔

(2) اسبال ازار کے عمل کی وجہ سے اس سے جو گناہ سرزد ہوا، وضو کے ذریعہ وہ ختم ہو جائے۔

(3) حدیث میں نماز قبول نہ ہونے سے مراد کامل قبولیت ہے یعنی اسبالِ ازار کے ساتھ نماز

پڑھنے والے کا فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات حاصل نہ ہوں گے، لہٰذا اس حدیث سے مراد قطعی طور پر نماز کا ادا ہی نہ ہونا نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے نماز پر ملنے والے اجر و ثواب سے محرومی کا سبب ہے اور نہ ہی اسبالِ ازار سے وضو ٹوٹتا ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح، باب الستر، الفصل الثانی، طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

عن ابراهيم النخعي قال بينا ابن مسعود رضى الله عنه مع اصحابه في المسجد اذ دخل رجلان فقاما خلف ساريتين فصلى احدهما قداسبل ازاره والآخر لا يتم ركوعه ولا سجوده فجعل ابن مسعود رضى الله عنه ينظر اليهما فقال جلسوه لقد شغلك هذان عنا قال اجل اما هذا فلا ينظر الله اليه يعني المبسل ازاره واما هذا فلا يقبل الله منه يعني الذي لا يتم ركوعه ولا سجوده.

(المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ۹۳۶۷)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک دو افراد داخل ہوئے اور وہ دونوں ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، ایک نے تو اپنے ازار کو (ٹخنوں سے) نیچے لٹکایا ہوا تھا اور دوسرا رکوع و سجود مکمل نہیں کر رہا تھا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی طرف دیکھتے رہے، شرکائے مجلس نے عرض کیا کہ ان دونوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی توجہ ہم سے ہٹا دی، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں، ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والے شخص کی طرف تو اللہ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا اور اس رکوع و سجدہ کو مکمل نہ کرنے والے کی نماز اللہ قبول نہیں فرمائے گا۔

عن عطاء بن يسار عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه واله وسلم أنه قال لا تقبل الله صلاة رجل مبسل ازاره.

(شعب الأيمان للبيهقي، فصل فيما ورد من التشديد لمن ثوبه خيلاء)

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے۔

عن مجاهد كان يقال من مس ازاره كعبيه لم تقبل له صلاة۔

(مصنف ابن ابی شیبه، کتاب اللباس، باب فی جر الازار)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کہا جاتا تھا کہ جس کی ازار اس کے ٹخنوں کو چھو رہی ہو تو اس کی نماز قبول نہیں۔

عورت کے لیے ٹخنے چھپانے کا حکم:

عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان الذی یجر ثوبه من الخيلاء لا ينظر الله اليه يوم القيامة قال نافع فأنبئت أن سلمة رضی الله عنها قالت فكيف بنا قال شبرًا قالت اذا تبدو أقدامنا قال ذراعاً لا تزدن عليه۔ (سنن نسائی، کتاب الزینة، باب ذیول النساء) (سنن ترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء فی جر ذیول النساء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنا کپڑا لٹکا کر چلتا ہے، حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا ہمیں (یعنی عورتوں کو) کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بالشت کپڑا لٹکا لیا کریں، تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ایک بالشت کپڑا لٹکانے سے تو ہمارے قدم ننگے رہیں گے، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ایک ہاتھ تک کپڑا اپنے نیچے لٹکا سکتی ہیں، اس سے زائد نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عورتوں کو (ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے کی اجازت دی گئی ہے کیونکہ اس میں زیادہ پردہ ہے۔

عن أم سلمة رضی الله عنها أنها سألت النبی صلى الله علیه واله وسلم أتصلی المرأة فی درع وخمار وليس عليها ازار قال اذا كان الدرع سابغاً يغطی ظهور قدميها۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب فی کم تصلی المرأة)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ کیا عورت ایک قمیض اور دوپٹا میں نماز پڑھ سکتی ہے جبکہ اس پر ازار نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا "جب اتنی لمبی قمیض ہو کہ پاؤں کو ڈھانپ لے تو نماز پڑھ سکتی ہے"۔

قبلہ رُخ ہونا

نماز پڑھتے وقت ضروری اور لازم ہے کہ نمازی کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۴)

بے شک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف تو یقیناً پھریں گے ہم تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے اب پھیرا اپنا منہ مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو اپنا منہ اس (خانہ کعبہ) کی طرف پھیرو۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا قمت الى الصلوٰة فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة۔ (صحیح مسلم باب واجبات الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو کامل وضو کرو اور پھر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھو۔

عن عبدالله بن عمر رضي الله عنه قال بين الناس بقباء في صلوٰة الصبح جاءهم آت فقال ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قد انزل عليه الليلة قرآن وقد امر ان يستقبل الكعبة فاستقبلوها وكانت وجوههم الى الشام فاستداروا الى الكعبة۔ (صحیح بخاری باب ماجاء فی القبلۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ پر اس رات قرآن نازل ہوا اور آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ کعبہ کی طرف منہ کرو تم بھی کعبہ کی طرف منہ کرلو چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پہلے ان کے چہرے شام (بیت المقدس) کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔

نیت نماز

نیت دل کا اِرادہ ہے نماز پڑھنے سے پہلے متعین کرے کہ نماز فرض ہے یا سنت یا نفل ہے اور جماعت سے ہے یا اکیلی ہے کتنی رکعات ہیں اور پانچ نمازوں میں سے کون سے وقت کی نماز ہے؟ پس دل ہی دل ان تمام اُمور کا تعین کافی ہے ہاں اگر کسی کو وساوس آتے ہوں اور وہ نماز شروع کر کے توڑ دیتا ہو یا نماز کے خشوع وخضوع اور دھیان میں کمی آتی ہو اس خیال سے کہ کہیں نیت میں غلطی تو نہیں ہوگئی؟ تو ایسے شخص کے لیے بہتر ہے کہ وہ زبان سے بھی امور بالا کی نیت کر لے۔

عن عمر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قد يقول انما الاعمال بالنيات. (صحیح بخاری، کیف کان بدؤالوحی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان الله لا ينظر الى صوركم وأموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم وأعمالكم.

(صحیح مسلم،باب تحریم ظلم المسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتے ، بلکہ تمہارے دلوں (یعنی اخلاص) اور تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں۔

عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال تعودوا الخير فانما الخير بالعادة وحافظوا على نياتكم فى الصلاة. (مجمع الزوائد،باب النية والخروج من الصلاة)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ خیر اور بھلائی کے کاموں کی عادت ڈالو، اس لیے کہ بھلائی کے کام عادت کی بناء پر ہونے چاہئیں اور نماز میں اپنی نیت کی حفاظت کرو۔

قیام نماز

صحت مند آدمی کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شرط ہے ہاں اگر کوئی معذور ہو یا بیمار ہو تو اس کے لیے حسب طاقت بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنا درست ہے بعض لوگ بس یا ٹرین وغیرہ میں بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے کیونکہ نماز کے لیے قیام فرض ہے اس لیے ان کی نماز بالکل نہیں ہوتی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۸)

اپنی درمیانی نمازوں کی حفاظت کیا کرو اور اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے رہا کرو۔

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فسألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن الصلوٰۃ فقال صل قائماً فان لم تستطع فقاعداً فان لم تستطع فعلى جنبٍ۔ (صحیح بخاری، باب اذا لم یطق قاعداً صلی علی جنب)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھو۔

عن علی ابن أبی طالب رضی اللہ عنہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی المریض قائماً ان استطاع فأن لم یستطع یصلی فقاعداً۔

(سنن دارقطنی، باب صلوٰۃ المریض جالسا بالماموین)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر وہ کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر بیٹھ کر پڑھے۔

طویل قیام کی فضیلت:

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال سئل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم أی الصلوٰۃ أفضل، قال طول القنوت۔ (سنن ترمذی، باب طویل القیام فی الصلاۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسی نماز افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس میں قیام لمبا ہو۔

قیام کی حالت میں نگاہ سجدہ کی جگہ رکھنا:

عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يا انس! اجعل بصرك حيث تسجد۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب لا یجاوز بصرہ موضع السجود)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انس! قیام میں اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھو۔

عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا استفتح الصلوٰة.....ويشخص ببصره الى موضع سجوده۔

(الترغيب الترهيب، باب فصل في الترهيب من الالتفات في الصلاة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنی نگاہوں کو سجدہ کی جگہ جما لیتے تھے۔

مرد کے قیام کی مسنون ہیئت:

دوران قیام پاؤں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنا:

عن أبي عبيدة قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أن عبد الله رأى رجلاً يصلي قد صف بين قدميه فقال خالف السّنة ولو راوح بينهما كان أفضل۔

(سنن نسائی، باب الصف بين القدمين في الصلاة)

حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں پاؤں جوڑ (ملا) کر کھڑا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے خلاف سنت عمل کیا ہے اگر وہ پاؤں کو دوسرے پاؤں سے جدا رکھتا یعنی دونوں قدموں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھتا تو بہتر ہوتا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب من کرہ أن یصف بین قدمیہ وھو قائم فی الصلاۃ)(مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کان یراوح بین قدمیہ فی الصلاۃ)

فقال ابن جریج ولقد أخبرنی نافع أن ابن عمر رضی اللہ عنہ کان یفرسخ بینھما ولا یمس أحداھما الأخری قال بین ذالک۔(مصنف عبد الرزاق،باب التحریک فی الصلوۃ)

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت نافع رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قدموں کو کشادہ نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی ان کو ملا کر رکھتے تھے بلکہ ان دونوں کی درمیانی حالت ہوتی تھی۔

وکان ابن عمر رضی اللہ عنہ لا یفرج بین قدمیہ ولا یمس احداھما بالاخریٰ ولکن بین ذلک لا یقارب ولا یباعد۔(المغنی لابن قدامہ،فصل ما یکرہ من حرکۃ البصر فی الصلاۃ)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دونوں قدموں کے درمیان نہ زیادہ فاصلہ کرتے تھے اور نہ ہی ایک دوسرے سے ساتھ ملاتے تھے بلکہ (ان دونوں کی درمیانی حالت) یعنی نہ زیادہ قریب رکھتے تھے نہ ایک دوسرے سے دور رکھتے تھے۔

عن ابن جریج وسألت عطا عن ضم المرء قدمیہ فی الصلاۃ فقال أما ھکذا حتی تماس بینھما فلا ولکن وسطاً من ذلک۔(مصنف عبد الرزاق،باب التحریک فی الصلوۃ)

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے نماز میں قدموں کو ملانے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ دونوں پاؤں مس ہو جائیں بلکہ درمیانی صورت اختیار کرنی چاہیے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

یستحب للمصلی ان یکون بین قدمیہ فی القیام (قدر) اربع اصابع لان ھذا اقرب للخشوع۔(شرح ابی داؤد للعینی،باب وضع الیمنی علی الیسریٰ فی الصلاۃ)

نمازی کے لیے مستحب یہ ہے کہ اس کے دونوں پاؤں کے درمیان ہاتھ کی چار اُنگلیوں کے بقدر فاصلہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ خشوع کے زیادہ قریب ہے۔

نمازی کے پاؤں کے درمیان فاصلہ کتنا ہونا چاہیے؟:

نمازی کے پاؤں کے درمیان کے بارے میں کوئی قطعی حکم نہیں، ہاں بس اپنے جسم کی ضرورت کے مطابق نماز میں پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھے۔

فقہ حنفی کی تائید:

وينبغي أن يكون بين قدميه أربع أصابع في قيامه.

(فتاویٰ عالمگیری،الفصل الثالث فی سنن الصلوٰۃ)

مناسب ہے کہ نمازی کے دو قدموں کے درمیان بحالت قیام چار انگشت کا فاصلہ ہو۔

فقہ شافعی کی تائید:

وندب التفريق بينهما أي بأربع أصابع.....أو بشبر.

(اسنی المطالب شرح روض الطالب ۲/۳۳۵)

اور دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ چار انگشت یا ایک بالشت کے برابر مستحب ہے۔

فقہ مالکی کی تائید:

يندب تفريج القدمين بأن يكون المصلي بحالة متوسطة في القيام بحيث لا يضمهما ولا يفرجهما كثيرًا. (فقه العبادات مالكي ۱/۱۶۱)

دونوں قدموں کو قیام میں درمیانی حالت کے ساتھ کشادہ کرنا مستحب ہے یعنی دونوں قدموں کو نہ زیادہ ملائے اور نہ زیادہ کشادہ کرے۔

ثم ان الظاهر أن توسيعهما على خلاف المعتاد كافر انهما فيكره.

(شرح خلیل للخرشی ۲/۴۵۵)

پھر ظاہر یہ ہے کہ معتاد طریقہ سے زیادہ قدموں کو کشادہ کرنا ان کو ملانے کی طرح ہے اس لیے یہ مکروہ ہے۔

فقہ حنبلی کی تائید:

قال الاثرم رأیت ابا عبد الله وهو یصلی وقد فرج بین قدمیه هذا هو الاولی لان قبل الفعل یجعل القدمین علی طبیعتهما وحیث لم یرد نص فی قدمیه حال القیام فانه یبقیهما علی الطبیعة۔ (شرح زاد المستنقع للحمد ۵/۱۵)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اثرم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ (یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور اُنہوں نے اپنے قدموں کے درمیان فاصلہ رکھا ہوا ہے اور بہتر طریقہ یہی ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے قدموں کو ان کی طبعی حالت پر کرے اور چونکہ قیام میں پاؤں کے درمیان کی کیفیت کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں اس لیے ان کو طبعی حالت پر باقی رکھے۔

خلاصہ کلام: تمام آئمہ ومحدثین اور علماءِ اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آدمی اپنے جسامت اور طبعی ضرورت کے مطابق قیام میں پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھے۔

دورانِ قیام دونوں پاؤں برابر رکھنا:

عن عبد الرحمن قال سمعت ابن الزبیر رضی الله عنه صف القدمین ووضع الید علی الید من السنة۔ (سنن ابو داؤد، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوٰۃ)

عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے (قیام میں) دونوں پاؤں کا برابر رکھنا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا مسنون ہے۔

عن حصین قال رأیت ابن مغفل رضی الله عنه یصلی صافاً بین قدمیه۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کان یصف قدمیه)

حضرت حصین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کو نماز میں دونوں قدموں کو سیدھا رکھے ہوئے دیکھا۔

عن سعد بن ابراهیم قال رأیت ابن عمر رضی الله عنه یصلی صافاً بین قدمیه فیما نعلم۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب من کان یصف قدمیه)

حضرت سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں دونوں قدموں کو سیدھا رکھا کرتے تھے۔

عن قريش بن حيان قال رأيت الحسن يصلى صافاً بين قدميه.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يصف قدميه)

حضرت قریش بن حیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ دونوں قدموں کو سیدھا رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔

دورانِ قیام پاؤں کے اطراف (اُنگلیوں) کو قبلہ رُخ رکھنا:

يستقبل بأطراف رجليه، قاله أبو حميد رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه واله وسلم. (صحیح بخاری، باب یستقبل باطراف رجلیه القبلة)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نمازی پاؤں کے اطراف (اُنگلیوں) کو قبلہ رُخ رکھے۔

عورت کے قیام کی مسنون ہیئت:

عورت دوران قیام پاؤں ملا کر اور خوب سمٹ کر کھڑی ہو کیونکہ اس میں عورت کے لئے زیادہ پردہ کا باعث ہے جس کی تائید اس اثر صحابی رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے، جو کہ ملاحظہ ہو:

عن ابن عباس رضى الله عنه انه سئل عن الصلوٰة المرأة فقال تجتمع و تحتفز.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب، المرأة كيف تكون فى سجودها) (مصنف عبد الرزاق، باب المرأة بيديها وباب جلوس المرأة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عورت کی نماز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت خوب سمٹ کر اور سکڑ کر رہے۔

قال عبد الرزاق عن ابن جريج عن عطاء قال تجمع المرأة يديها فى قيامها ما استطاعت. (مصنف عبد الرزاق، باب تكبير المرأة بيديها وقيام المرأة وركوعها وسجودها)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت جس قدر ہو سکے قیام میں اپنے ہاتھوں کو سمیٹ کر رکھے۔

تکبیر تحریمہ کہنا

نماز شروع کرنے کی تکبیر کے بعد سلام پھیرنے تک نماز کے علاوہ تمام خارجی امور حرام ہوجاتے ہیں اس لیے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔

عن أم المؤمنین عائشة رضی الله عنها قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یستفتح الصلوة بالتکبیر. (صحیح مسلم، باب ما یجمع صفة الصلاة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر سے نماز شروع فرماتے تھے۔

عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم مفتاح الصلوة الطهور وتحریمها التکبیر وتحلیلها التسلیم.

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی ان مفتاح الصلوة الطهور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اور نماز کی تحریمہ تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔

عن ابن عباس رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال مفتاح الصلوة الطهور وتحریمها التکبیر وتحلیلها التسلیم.

(مجمع الزوائد، باب تحریم الصلوة وتحلیلها)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اور نماز کی تحریمہ تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔

عن أبی حمید الساعدی رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا قام الی الصلاة استقبل القبلة ورفع یدیه وقال الله اکبر.

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی تحریم الصلاة وتحلیلها)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کی کنجی وضو ہے اور تکبیر کہہ کر نماز کا آغاز ہوتا ہے اور سلام پھیر کر یہ ختم ہوتی ہے۔

قال امام ترمذی عند اهل العلم من أصحاب النبی صلی الله علیه واله وسلم ومن بعدهم وبه یقول سفیان الثوری وابن المبارك والشافعی واحمد واسحاق

ان تحریم الصلوٰۃ التکبیر ولا یکون الرجل داخلاً فی الصلوٰۃ الا بالتکبیر۔

(سنن ترمذی،باب ما جاء فی تحریم الصلوٰۃ و تحلیلھا)

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسی پر نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل علم کا عمل ہے اور حضرت سفیان ثوری،عبد اللہ ابن مبارک،امام شافعی اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ حضرات کا بھی یہی قول ہے کہ نماز کی تحریم تکبیر ہے اور تکبیر کے بغیر آدمی نماز میں داخل نہیں ہوتا۔

تکبیر تحریمہ کے الفاظ:

- نمازی تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہتے ہوئے نماز شروع کرے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ (سورۃ المدثر،آیت ۳) اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ۔ (سورۃ الاعلی،آیت ۹)

پس جس نے اپنے رب کا ذکر کیا پس نماز پڑھی۔

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ....وفیہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ یکبر۔

(سنن نسائی،باب فرض تکبیر الاولی)(صحیح بخاری،باب التکبیر اذا قام من السجود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک یہ تھی کہ آپ ﷺ جب نماز کا ارادہ فرماتے تو نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت اللہ اکبر کہتے۔

عن محمد بن مسلمۃ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان اذا قام یصلی تطوعاً قال اللہ اکبر۔ (سنن نسائی،باب نوع آخر من الذکر والدعاء)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔

عن أبی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ یستقبل القبلۃ ورفع یدیہ وقال اللہ اکبر۔

(سنن ابن ماجہ، باب افتتاح الصلوٰۃ)

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ رُخ ہوتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔

مقتدی امام کے ساتھ تکبیر کہے:

مقتدی کو چاہیے کہ جب امام تکبیر کہے تو یہ بھی امام کی اقتداء میں تکبیر کہے اسے مؤخر نہ کرے۔

عن أنس رضی اللہ عنہ أنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم....

فقال انما الامام أو انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا۔

(صحیح بخاری، باب ایجاب التکبیر وافتتاح الصلاۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔

جس نے امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی اس کی نماز نہیں:

عن أبی حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم أنہ قال اذا کبر الرجل فی افتتاح الصلاۃ قبل الامام فصلاتہ فاسدۃ۔ (کتاب الآثار للامام أبی یوسف، باب افتتاح الصلاۃ)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حماد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے شروعِ نماز کی تکبیر (تحریمہ) امام سے پہلے کہی تو اس کی نماز فاسد ہے۔

جس نے تکبیر تحریمہ نہ کہی اس کی نماز نہیں:

عن أبی حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم أنہ قال اذلم یکبر الرجل فی افتتاح الصلاۃ فلیس صلاۃ۔ (کتاب الآثار للامام أبی یوسف، باب افتتاح الصلاۃ)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حماد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے شروع نماز کی تکبیر (تحریمہ) نہ کہی تو اس کی نماز نہیں ہے۔

امام کا تکبیریں اُونچی آواز سے کہنا:

امام ہر رکن نماز کے لیے تکبیر اُونچی آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ تکبیر کہتے ہوئے امام کی اقتداء کرے۔

عن سعید بن الحارث قال اشتکی ابو هریرة رضی الله عنه أو غاب فصلی ابو سعید الخدری رضی الله عنه فجهر بالتکبیر حین افتتح وحین رکع۔

(صحیح بخاری، باب وهو ینهض من السجدتین)

حضرت سعید بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے یا کہیں گئے ہوئے تھے تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو تکبیر بلند آواز سے کہی جب نماز شروع کی اور جب رکوع کیا۔

تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع الیدین کرنا:

عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال رأیت النبی صلی الله علیه واله وسلم حین افتتح الصلوٰة رفع یدیه۔

(سنن ابوداؤد، باب رفع الیدین وضع یده الیمنی علی الیسری)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو رفع الیدین کیا۔

عن ابن عمر وابن عباس رضی الله عنهم عن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال ترفع الایدی فی سبع مواطن.....فی افتتاح الصلوٰة۔

(سنن طحاوی، باب رفع الیدین عند رؤیت البیت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات مقامات پر ہاتھوں کو اُٹھایا جاتا ہے ان میں سے ایک شروع نماز یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت بھی ہے۔

تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھوں کی کیفیت و ہیئت

تکبیر تحریمہ کہتے وقت مرد کے ہاتھوں کی ہیئت و کیفیت:

رفع الیدین کرتے وقت اُنگلیوں کو ان کی حالت اصلی پر کھول کر رکھا جائے یعنی نہ بہت زیادہ کھولا جائے اور نہ بالکل بند کیا جائے اور تکبیر کہتے وقت ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ رکھے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا كبر للصلاة نشر اصابعه۔ (سنن ترمذی، باب نشر الاصابع عند التكبير)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو اُنگلیوں کو کھلا رکھتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحيح ابن خزيمه، باب نشر الاصابع عند الرفع اليدين) (صحيح ابن حبان، باب ذكر ما يستحب للمرء نشر الأصابع عند التكبير الأفتتاح الصلاة) (المستدرك للحاكم، باب التامين)

عن سعيد بن سمعان قال دخل علينا أبي هريرة رضي الله عنه مسجد بني زريق فقال ثلاث كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يعمل بهن تركهن الناس كان اذا قام في الصلاة قال هكذا وأشار أبو عامر بيده ولم يفرج بين أصابعه ولم يضمها۔ (المستدرك للحاكم، كتاب الصلاة باب التامين)

حضرت سعید بن سمعان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس مسجد بنی زریق میں تشریف لائے اور فرمایا تین چیزیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے جبکہ لوگوں نے انہیں ترک کر رکھا ہے، (وہ یہ ہیں) آپ ﷺ جب کھڑے ہوتے تو اس طرح کہتے (راوی) ابو عامر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور اُنگلیوں کو نہ بالکل کھول کر رکھا اور نہ ہی بالکل ملا کر رکھا۔

عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا استفتح أحدكم فليرفع يديه وليستقبل بباطنهما القبلة فان الله امامه۔

(سنن الكبرى للبيهقي، باب كيفيت رفع اليدين) (مجمع الزوائد، باب رفع اليدين في الصلوة)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سے کوئی نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھائے اور ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔

تکبیر تحریمہ کہتے وقت عورت کے ہاتھوں کی ہیئت وکیفیت:

رفع الیدین کرتے وقت عورت ہاتھوں کی اُنگلیوں کو ملا کر رکھے کیونکہ اس میں زیادہ پردہ ہے اور تکبیر کہتے وقت ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ رکھے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ سئل عن الصلوٰۃ المرأۃ فقال تجتمع و تحتفز۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب ،المرأة كيف تكون في سجودها)(مصنف عبد الرزاق، باب المرأة بيديها وباب جلوس المرأة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عورت کے طریقہ نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا عورت خوب سمٹ کر اور سکڑ کر نماز پڑھے۔

قال عبد الرزاق عن ابن جريج عن عطاء قال تجمع المرأة يديها في قيامها ما استطاعت۔ (مصنف عبد الرزاق، باب تكبير المرأة بيديها وقيام المرأة وركوعها وسجودها)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت جس قدر ہو سکے کھڑے ہونے کی حالت میں ہاتھوں کو ملا کر رکھے۔

عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا استفتح أحدكم فليرفع يديه وليستقبل بباطنهما القبلة فان الله امامه۔

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب كيفيت رفع اليدين)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سے کوئی نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھائے اور ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔

مرد کا تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھانا مسنون ہے:

مرد کو تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھانا چاہیے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے

بالمقابل ہو جائیں اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ نماز کے شروع میں کانوں تک ہاتھ اُٹھائے جائیں کیونکہ نمازی نماز شروع کرتے وقت عبادت میں مشغول ہوتا ہے اور دُنیاوی تقاضوں سے بیزار اور بے تعلق ہوتا ہے مثلاً کھانے، پینے، بولنے وغیرہ سے اور عرفِ عام میں بھی جب کسی چیز سے توبہ یا بیزاری کی جاتی ہے تو کانوں کو ہاتھ لگائے جاتے ہیں، جیسے سجدے میں مسلمان زبان سے تو رب تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اقرار ''سبحان ربی الاعلیٰ'' سے کرتے ہیں اور سر زمین پر رکھ کر اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح شروع نماز میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی زبان سے ''اللہ اکبر'' کے الفاظ سے کی جاتی ہے اور کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر دُنیا سے بیزاری کا اعلان کیا جاتا ہے۔

عن مالك بن حويرث رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه واله وسلم اذا كبر رفع يديه حتى يحاذي بهما أذنيه وفي رواية حتى يحاذي بهما فروع أذنيه۔ (صحيح مسلم، باب استحباب رفع اليدين)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تکبیر (تحریمہ) کہتے تو دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے یہاں تک کہ انہیں دونوں کانوں کے بالمقابل لے آتے ایک روایت میں ہے کہ ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر لے آتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن نسائی، باب رفع اليدين حيال الاذنين)(سنن الكبرى للنسائي، باب رفع اليدين حذاء فروع الاذنين عند الرفع من)(قرة العينين برفع اليدين في الصلاة للبخاري، باب يرفع يديه اذا ركع واذا رفع راسه من)(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب من قال يرفع يديه حذو منكبيه)(مصنف ابن أبي شيبه، الى اين يبلغ بيديه)(سنن طحاوی، باب رفع اليدين في افتتاح الصلاة الى أين يبلغ بهما)(مصنف ابن أبي شيبه، من كان يرفع يديه اذا افتتح الصلاة)(سنن طحاوی، باب التكبير للركوع و التكبير للسجود و الرفع)(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٦٢٦،٦٢٩،٦٣٠)(مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ٢٦٩٨)(مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٥٢٦)(الآحاد والمثاني لابن ابي عاصم، رقم الحديث ٩٢٢)(معرفة السنن والآثار للبيهقي، باب رفع اليدين عند الافتتاح والركوع ورفع)(معجم لابن عساكر، رقم الحديث ١٠٠٧)(صحيح ابو عوانه، رقم الحديث ١٥٨٦)(سنن دارقطني، باب ذكر تكبير ورفع اليدين عند الافتتاح)(صحيح ابن حبان، باب ذكر اباحة رفع المرء يديه في

الموضع الذی وصفناہ الی حذأذنیه)(شرح السنة للبغوی،باب رفع الیدین عند التکبیر الافتتاح وعند)(مختصر خلافیات للبیھقی ۲/۳۲،طبع مکتبة الرشید الریاض)

عن قتادة رضی اللہ عنه بھذا الاسناد أنه رأی نبی اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم وقال حتی یحاذی بھما فروع أذنیه۔(صحیح مسلم،باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہاتھوں کو کانوں کی لو کے برابر اُٹھاتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق،باب تکبیرة الافتتاح ورفع الیدین)(معرفة السنن والآثار للبیھقی ،باب رفع الیدین عند الافتتاح والرکوع ورفع)

عن وائل بن حجر رضی اللہ عنه قال انه أبصر النبی صلی اللہ علیه واله وسلم حین قام۔ الی الصلاة رفع یدیه حتی یحیال منکبیه وحاذی بأبھامیه أذنیه ثم کبر۔(سنن ابو داؤد،باب تفریع استفتاح الصلاة)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے برابر ہو گئے اور جبکہ آپ ﷺ کے ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے برابر آ گئے پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجه،باب رفع الیدین اذا رکع واذا رفع راسه)(سنن دار قطنی،باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح الصلاة و الرکوع)(سنن طحاوی،باب رفع الیدین فی افتتاح الصلاة الی أین یبلغ بھما)(سنن نسائی ، باب موضع الابھامین عند الرفع)(صحیح مسلم ،باب وضع یده الیمنی علی الیسری)(مسند احمد،رقم الحدیث ۱۸۰۹۳،۱۸۸۶۶)(سنن الکبریٰ للبیھقی،باب رفع الیدین عند الرکوع)(صحیح ابن حبان،باب ذکر مایستحب للمصلی رفع الیدین ارادته الرکوع وعند رفع رأسه منه)(سنن الکبریٰ للبیھقی،باب من قال یرفع یدیه حذو منکبیه)(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث ۸۲، ۸۴، ۱۹، ۶۲۵)(مصنف ابن أبی شیبه،باب الی این یبلغ بیدیه)(المنتقع لابن الجارود،باب صفة صلاة النبی ﷺ ،رقم الحدیث ۲۰۲)(مسند امام اعظم،باب الی این یرفع یدیه عند افتتاح الصلاة)(مسند أبی داؤد طیالسی،رقم الحدیث ۱۱۱۲)(الأوسط فی السنن والاجماع

والاختلاف،باب ذکر رفع الیدین الی الأذنین)(مسند البزار،رقم الحدیث۴۳۸۵)(صحیح ابن خزیمه،باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاة قبل)(صحیح ابو عوانه،باب اباحة الالتحاف بثوبه بعد تکبیر،رقم الحدیث۱۵۹۶)(معرفة السنن والآثار للبیهقی،باب رفع الیدین فی تکبیر فی صلاة)(شرح السنة للبغوی،باب رفع الیدین عند تکبیر الافتتاح وعند)

عن براء بن عازب رضی الله عنه رأیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه الی قریب من أذنیه ثم لا یعود.

(سنن ابو داؤد،باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر کہتے اور ہاتھوں کو اتنا اُٹھاتے کہ دونوں انگوٹھے کانوں کے برابر آ جاتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند احمد،رقم الحدیث۱۶۹۵۳،۱۹۸۲۶)(مصنف عبد الرزاق،باب تکبیرة الافتتاح ورفع الیدین)(سنن طحاوی،باب رفع الیدین فی افتتاح الصلاة الی أین یبلغ بهما)(سنن دارقطنی، باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منه وقدر)(مصنف ابن أبی شیبه،باب الی این یبلغ بیدیه؟)(سنن طحاوی،باب التکبیر للرکوع و التکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذلك رفع ام لا)(مسند أبی یعلی،رقم الحدیث۱۶۹۲،۱۶۹۱)(مسند الشافعی،باب رفع الیدین فی الصلاة،رقم الحدیث۱۹۸)(مسند الرویانی،رقم الحدیث۳۲۳)(مصنف ابن أبی شیبه،باب من کان یرفع یدیه فی أول تکبیرة ثم لا یعود)(جزء رفع الیدین للبخاری،رقم الحدیث۳۵)(سنن الکبری للبیهقی،باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح)(مسند حمیدی،رقم الحدیث۷۲۱)(حدیث أبی الفضل الزهری،باب یرفع یدیه أول تکبیرة فی الصلاة ثم لا)(شرح السنة للبغوی،باب رفع الیدین عند تکبیر الافتتاح وعند)الکفایه فی علوم الروایة للخطیب البغدادی۱/۱۳۹)

عن سعید بن سمعان أتانا ابو هریرة رضی الله عنه فی مسجد بنی زریق فقال ثلاثاً کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یفعلهن ترکهن الناس یرفع یدیه حتی جاوزتا أذنیه ویسکت بعد القرأة.(المستدرك للحاکم،رقم الحدیث۸۵۶)

حضرت سعید بن سمعان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد بنی زریق میں آئے اور فرمایا کہ تین چیزیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کرتے تھے مگر لوگوں نے اُسے چھوڑ

دیا، ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھانا اور قرأۃ کے بعد سکتہ کرنا۔

عن سالم عن أبيه (ابن عمر رضی الله عنه) قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا افتتح الصلاة ورفع يديه حتى تحاذي منكبيه۔

(مختصر خلافیات للبیہقی ۲/۳۱، طبع مكتبة الرشيد الرياض)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر لے جاتے۔

عن أنس رضی الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كبر فحاذي بابهاميه أذنيه۔ (المستدرك للحاكم، باب التامين، رقم الحديث ۹۲۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تکبیر کہتے ہوئے اپنے انگوٹھوں کو دونوں کانوں کے برابر لے جاتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب من قال يضع يديه قبل ركبتيه)(الطبرانی الأوسط بحواله مجمع البحرين في زوائد المعجمين ۲/۱۱۰، طبع مكتبة الرشيد الرياض)(مختصر خلافيات للبيهقي ۲/۳۹، طبع مكتبة الرشيد الرياض)(سنن دارقطني، باب ذكر الركوع والسجود)

عن عباس بن سهل عن أبي حميد الساعدي رضی الله عنه أنه كان يقول لأصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بصلاة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان اذا قام الى الصلاة كبر ورفع يديه حذا وجهه۔

(سنن طحاوی، باب رفع اليدين في افتتاح الصلاة الى أين يبلغ بهما)

حضرت عباس بن سہل رحمہ اللہ حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کو فرمانے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جاننے والا ہوں جب آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے کے برابر بلند کرتے۔

عن الحكم بن عمير رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم

یعلمنا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فارفعوا ایدیکم ولا تخالفوا آذانکم۔

(مجمع الزوائد،باب رفع الیدین فی الصلاۃ)

حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمیں یہ تعلیم دیتے تھے کہ جب تم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتو اپنے ہاتھ کانوں تک اُٹھاؤ۔

عن عامر بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ عن أبیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا افتتح الصلاۃ فرفع یدیہ حتی جاوز بہما أذنیہ۔

(مسند احمد،رقم الحدیث ۱۵۵۱۷)(مجمع الزوائد،باب رفع الیدین فی الصلاۃ)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے جب نماز شروع کی تو رفع الیدین کیا یہاں تک کہ دونوں کانوں سے تجاوز کر گئے۔

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن عاصم بن کلیب عن أبیہ عن علی رضی اللہ عنہ أنہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الأولی من الصلاۃ ثم لا یعود فی شیء منہا۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی،باب من قال لا یرفع یدیہ فی الصلاۃ الا عند،رقم الحدیث ۳۲۷۶)

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز کی اول تکبیر کے ساتھ رفع الیدین ہے اس کے بعد کچھ نہیں۔

عن محارب قال لو رأیت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اذا قام الی الصلاۃ قال ھکذا ورفع یدیہ حذو وجہہ۔(مصنف ابن أبی شیبہ،باب الی این یبلغ بیدیہ)

حضرت محارب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اس طرح کرتے پھر دونوں ہاتھوں کو چہرہ تک اُٹھایا۔

عن نافعاً یحدث عن ابن عمر رضی اللہ عنہ یرفع یدیہ حتی یکونا حذو أذنیہ۔

(مصنف عبدالرزاق،باب تکبیرۃ الافتتاح ورفع الیدین)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہاتھوں کو اُٹھاتے یہاں تک کہ وہ کانوں کی لوتک پہنچ جاتے۔

عن زید بن علی عن أبیه عن جدة عن علی بن أبی طالب رضی الله عنه أنه كان یرفع یدیه فی التكبیرة الأولی الی فروع أذنیه ثم لا یرفعهما حتی یقضی صلاة.

(مسند امام زید بن علی، باب تکبیر فی الصلاۃ)

حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ میں اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے اوپر کے حصہ تک اُٹھاتے اور پھر ختم نماز تک رفع الیدین نہ کرتے۔

حدثنا جریر عن مغیرہ عن ابراهیم قال لا یجاوز أذنیه بیدیه فی الافتتاح۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب الی این یبلغ بیدیه)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبیر افتتاح میں کانوں تک ہی ہاتھ اُٹھائے۔

عن الرزاق عن داؤد بن ابراهیم قال رأیت وهب بن منبه اذا کبر فی الصلوٰۃ رفع یدیه حتی تکونا حذو أذنیه۔ (مصنف عبد الرزاق، باب تکبیرۃ الافتتاح ورفع الیدین)

حضرت داؤد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ جب نماز میں اللہ اکبر کہتے تو کانوں تک ہاتھ اُٹھاتے۔

حدثنا وکیع عن اسرائیل عن جابر عن أبی جعفر قال یجاوز أذنیه بیدیه فی الافتتاح۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب الی این یبلغ بیدیه)

حضرت ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شروع (نماز) میں ہاتھوں کو کانوں سے اُوپر نہ کیا جائے۔

حدثنا اسحاق بن منصور وعبید الله عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی میسرۃ قال كان أصحابنا اذا افتتحوا الصلوٰۃ رفعوا ایدیهم الی آذانهم۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب الی این یبلغ بیدیه)

حضرت ابومیسرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب جب رفع الیدین کرتے تو کانوں تک ہاتھ اُٹھاتے۔

عن أبی حنیفة عن حماد عن ابراهیم أنه قال اذا کبر الرجل فی افتتاح الصلوٰۃ

رفع یدیه ولم یجاوز بهما أذنیه. (کتاب الاثار للامام أبی یوسف باب افتتاح الصلاة)
حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نمازی اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرے تو ہاتھ کانوں سے تجاوز نہ کریں۔

عن عبد المالك بن أبی سلیمان عن عطاء قال لا تجاوز بیدیك أذنیك.

(مصنف ابن أبی شیبه باب الی این یبلغ بیدیه)

حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ کانوں سے اُوپر نہیں کرنے چاہیے۔

اَحناف کا مسلک مجموعہ اَحادیث پر عمل کرنا ہے:

وذکر الطیبی ان الشافعی حین دخل مصر سئل عن کیفیة رفع الیدین عند التکبیر فقال یرفع المصلی یدیه بحیث یکون کفاه حذاء منکبه وابهاماه حذاء شحمتی أذنیه واطراف اصابعه حذاء فروع أذنیه لانه جاء روایة یرفع الیدین الی منکبین وفی روایة الی الأذنین وفی روایة الی فروع الأذنین فعمل الشافعی بما ذکرنا فی رفع الیدین جمعا بین الروایات الثلاث.

(مرقاة المصابیح ۲/۲۵۴، طبع مکتبه رشیدیه)

علامہ طیبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت امام شافعی رحمہ اللہ مصر تشریف لائے تو آپ سے سوال کیا گیا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کیسے اُٹھائے جائیں؟ تو امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نمازی اپنے دونوں ہاتھ اس طرح اُٹھائے کہ اس کی دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہو جائیں اور انگوٹھے کان کی لو کے برابر ہو جائیں اور اُنگلیوں کے پورے کانوں کے اُوپر کے حصے کے برابر ہو جائیں، کیونکہ ایک روایت میں ہاتھ کندھوں تک اُٹھانے کا ذکر ہے، دوسری میں کانوں تک اُٹھانے کا ذکر ہے اور تیسری میں کانوں کے اُوپر کے حصہ تک اُٹھانے کا ذکر ہے، پس امام شافعی رحمہ اللہ نے تینوں روایات پر عمل کرنے کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع الیدین میں ہمارے مذکورہ طریقہ کے مطابق عمل کیا۔

عورت کا تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھانا مسنون ہے:

عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم

يا ابن حجر اذا صليت فاجعل يديك حذاء أذنيك والمرأة تجعل يديها حذاء ثديها۔

(المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۱۹۶۲۵)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن حجر! جب تم نماز پڑھا کرو تو ہاتھ کانوں تک اُٹھاؤ اور عورت اپنی چھاتی تک ہاتھ اُٹھائے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مجمع الزوائد، باب رفع اليدين)(كنز العمال، رقم الحديث ۱۱۹۶۳۰)

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمہم اللہ:

عبدربه بن سليمان قال رأيت أم الدرداء رضى الله عنها ترفع يديها حذو منكبيها حين تفتتح الصلاة۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب في المرأة اذا افتتحت الصلوة الى اين ترفع يديها)(جزء رفع اليدين للامام بخاری، رقم الحديث ۲۲، طبع مكتبه امداديه)

حضرت عبدربہ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہا نماز میں اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اُٹھا رہی تھیں۔

يحيىٰ بن ميمون قال حدثني عاصم الاحول قال رأيت حفصة بنت سيرين كبرت في الصلوة وامأت حذو ثدييها ووصف يحيىٰ فرفع يديه جمعًا

(مصنف ابن ابی شيبه، باب في المرأة اذا افتتحت الصلوة الى اين ترفع يديها)

حضرت یحییٰ بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ کو دیکھا اس نے نماز کے شروع میں تکبیر کہی اور اپنی چھاتیوں کے برابر ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

عن عيسىٰ بن كثير عن حماد انه كان يقول في المرأة اذا استفتحت الصلوة ترفع يديها الى ثدييها۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب في المرأة اذا افتتحت الصلوة الى اين ترفع يديها)

حضرت عیسیٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب عورت نماز شروع کرے تو اپنے ہاتھوں کو چھاتیوں تک اُٹھائے۔

عن الزهري قال ترفع يديها حذو منكبيها۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب في المرأة اذا افتتحت الصلوة الى اين ترفع يديها)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت اپنے ہاتھ اپنی کندھوں کے برابر بلند اُٹھائے۔

حدثنا هشيم قال اخبرنا شيخ لنا قال سمعت عطاء سئل عن المرأة كيف ترفع يديها في الصلوٰة؟ قال حذو ثدييها۔ (مصنف عبد الرزاق، باب تكبير المرأة يديها وقيام المرأة وركوعها وسجودها) (مصنف ابن أبي شيبه، باب في المرأة اذا افتتحت الصلوٰة الى اين ترفع يديها)

حضرت ہشیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور وہ کہتے ہیں ہمیں ہمارے شیخ نے خبر دی اس نے کہا کہ (اہل مکہ کے مفتی) حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ عورت نماز میں کیسے ہاتھ اُٹھائے؟ تو میں نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو خود سنا اُنہوں نے جواب دیا کہ عورت اپنے ہاتھ اپنی چھاتیوں کے برابر اُٹھائے۔

عن ابن جريج قال قلت لعطاء أتشير المرأة بيديها كالرجل؟ قال لا ترفع بذلك يديها كالرجل وأشار فخفض يديه جدًا وجمعهما اليه جدًا وقال ان للمرأة هيئة ليست للرجل۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب في المرأة اذا افتتحت الصلوٰة الى اين ترفع يديها) (مصنف عبد الرزاق، باب تكبير المرأة بيديها وقيام المرأة وركوعها وسجودها)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا عورت مرد کی طرح نماز میں ہاتھ اُٹھائے؟ تو اُنہوں نے (عملاً سمجھانے اور طریقہ بتانے کے لیے) ہاتھوں کا اشارہ کیا، پس اپنے دونوں ہاتھوں کو پست رکھا اور دونوں ہاتھوں کو خوب ملایا نیز فرمایا عورت کا طریقہ نماز مرد کی طرح نہیں۔

تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد مرد کے ہاتھ باندھنے کا طریقہ وہیئت:

تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھوں کو اس طرح باندھے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور جبکہ انگوٹھے اور چھنگلیا اُنگلی سے حلقہ بنا کر کلائی کے گٹے کو پکڑے اور باقی تین اُنگلیاں کلائی پر بچھا دے۔

عن أبي وائل بن حجر رضي الله عنه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه

واله وسلم فكان اذا كبر رفع يديه قال ثم التحف ثم أخذ شماله بيمينه۔

(سنن ابو داؤد، باب رفع الیدین فی الصلاۃ)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے جب تکبیر کہی تو دونوں ہاتھ اُٹھائے پھر چادر اوڑھی اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا۔

عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا كان قائماً فى الصلوة قبض بيمينه على شماله۔

(سنن ابن ماجه، باب وضع اليمين على الشمال فى الصلاة)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو بائیں ہاتھ کو دایاں ہاتھ سے پکڑا۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن نسائی، باب موضع اليمين فى الشمال فى الصلاة)(سنن دارمی، باب قبض اليمين على الشمال فى الصلاة)(الأوسط فى السنن والاجماع والاختلاف لابن منذر، باب ذكر وضع اليمين على الشمال فى الصلاة)

عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يضع يده اليمنى على اليسرى فى الصلاة قريباً من الرسغ۔ (مسند احمد رقم الحدیث ۱۸۱۱۸)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر گٹے کے قریب رکھا ہوا تھا۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن دارمی، باب قبض اليمين على الشمال فى الصلاة)(تلخيص الحبير لابن حجر، باب صفة الصلاة)(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۶۵۲۱)

عن سهل بن سعد رضی الله عنه قال كان ناس يؤمرون أن يضع الرجل اليد

الیمنی علی ذراعه الیسری فی الصلوٰة۔ (صحیح بخاری، باب وضع الیمنی علی الیسری)
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو (آپ ﷺ کی طرف سے) حکم دیا جاتا کہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح مسلم، باب صفة الصلاة و کیفیة وضع الیدین علی الفخذین)(موطا امام مالک، باب وضع الیدین احداهما علی الأخری فی الصلاة)

عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال أن النبی صلی الله علیه واله وسلم کان یأخذ شماله بیمینه فی الصلوٰة۔ (سنن دارقطنی، باب فی اخذ الشمال بالیمین فی الصلاة)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک نبی اکرم ﷺ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا کرتے۔

عن قبیصة بن هلب رضی الله عنه عن أبیه رأیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یؤمنا فیأخذ شماله بیمینه۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی وضع الیمین فی الشمال)
حضرت قبیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے وقت اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑا کرتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجه، باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاة)(شرح السنة للبغوی، باب ما یستفتح به الصلاة من الدعاء)(المعجم الکبیر للطبرانی برقم الحدیث ۱۶۸۶۹)(مسند احمد برقم الحدیث ۲۰۹۷۰)

عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال لانظرن الی صلاة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کیف یصلی فنظرت الیه فقام فکبر ورفع یدیه حتی حاذتا بأذنیه ثم وضع یدیه الیمنی علی کفه الیسری والرسغ والساعد۔
(سنن نسائی، باب وضع الیمین من الشمال فی الصلاة)
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے کہا دیکھوں کہ رسول اللہ ﷺ

کیسے نماز پڑھتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا یہاں تک کہ کانوں کے قریب کر لیے پھر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت، گٹے اور کلائی پر رکھا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابو داؤد، باب تفریع استفتاح الصلاۃ)(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب وضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلاۃ)(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۱۸۶۰)(صحیح ابن خزیمہ، باب وضع بطن الکف الیمنی علی کف الیسری والرسغ والساعد)(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، باب ذکر وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول انا معشر الأنبیاء أمرنا بتعجیل فطرنا و تاخیر سحورنا وأن نضع ایماننا علی شمائلنا فی الصلوٰۃ۔ (سنن دارقطنی، باب فی اخذ الشمال بالیمین فی الصلاۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ سحری تاخیر سے کریں اور افطار میں جلدی کریں (جب افطار کا وقت ہو جائے تب) اور نماز میں دائیں (ہاتھ) کو بائیں پر رکھیں۔

اُحناف کا مسلک مجموعہ اَحادیث پر عمل کرنا ہے:

چنانچہ اس سلسلہ میں تین قسم کے عمل احادیث مبارکہ میں منقول ہیں:

1۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا

2۔ دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھنا

3۔ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑنا

چونکہ فقہاء حنفیہ کی نظر احادیث پر وسیع ہے لہٰذا ان کے ہاں مسنون و مستحسن ہے کہ تمام صورتوں کو جمع کیا جائے کہ دائیں ہاتھ کچھ حصہ بائیں ہتھیلی پر اور کچھ کلائی پر رکھنا اور ساتھ ساتھ دوسری روایات سے جن میں ہاتھ پکڑنے کی تائید ہے اس پر بھی عمل کرتے ہوئے انگوٹھے اور چھوٹی اُنگلی سے کلائی کو پکڑے۔

مرد کا نماز میں زیرِ ناف ہاتھ باندھنا مسنون ہے:

مرد کے لیے حالت قیام میں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا مسنون، مستحسن، قرب الٰہی اور ادب کے انتہائی قریب ہے۔

عن وائل بن حجر رضی اللہ عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وضع يمينه على شماله تحت السرة. (مصنف ابن أبي شيبه، باب وضع اليمين على الشمال)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر زیر ناف باندھا۔

عن أبي جحيفة أن علياً رضی اللہ عنه قال من السنة وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرة (في نسخه الأعرابي). (سنن ابو داؤد، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلوٰة)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی سنت (نبوی ﷺ) میں سے ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن دار قطني، باب في أخذ الشمال باليمين في الصلاة) (مصنف ابن أبي شيبه، كتاب الصلوٰة، باب وضع اليمين على الشمال) (مسند احمد، رقم الحديث ٨٧٥، ٨٣٣) (سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب وضع اليدين على الصدر في الصلاة من السنة) (الاوسط في السنن والاجماع والاختلاف لابن المنذر، رقم الحديث ١٢٩٠، طبع الرياض) (مسائل احمد بن حنبل، باب صفة الصلاة، طبع المكتب الاسلامي بيروت) (احكام القرآن الكريم للطحاوي، رقم الحديث ٣٢٧، طبع البحوث الاسلامية التركي) (الأحاديث المختارة للمقدسي، رقم الحديث ٧٧٢، ٧٧١) (مجمع الزوائد، باب كيفية الصلاة وأركانها، رقم الحديث ٢٦٣٢) (كنز العمال، رقم الحديث ٢٢٠٩٣) (اتحاف المهرة، رقم الحديث ١٤٧٨٦)

عن النعمان بن سعد عن علي رضی اللہ عنه أنه كان يقول ان من سنة الصلاة وضع اليمين على الشمال تحت السرة.

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب وضع اليدين على الصدر في الصلاة من السنة)

حضرت نعمان بن سعد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی سنت (نبوی ﷺ) میں سے ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن دار قطنی، باب فی اخذ الشمال بالیمین فی الصلاۃ)(تنقیح التحقیق لا بن عبد الهادی، مسألة ۱۳۲، رقم الحدیث ۶۷۵)(اتحاف المهرة لابن حجر، رقم الحدیث ۱۴۷۸۶)

عن أنس رضی الله عنه قال ثلث من اخلاق النبوة تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلوٰة تحت السرة۔

(سنن الکبریٰ للبیهقی، باب افتتاح الصلاۃ بعد التکبیر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں نبوت علیہ السلام کے اخلاق میں سے ہیں: 1۔روزہ جلدی افطار کرنا 2۔سحری تاخیر سے کرنا 3۔نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر زیر ناف باندھنا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مختصر خلافیات للبیهقی ۲/۳۴، طبع مکتبة الرشید الریاض)(المحلی بالآثار، مسألة لا یکبر الامام حتی یستوی من وراءہ) (خلافیات للبیهقی، صفحه ۳۷، طبع مکتبه ظاهریه دمشق)
(الجواهر النقی للبیهقی، باب وضع الیدین علی الصدر فی الصلاۃ)

عن ابن شاهین قال علی بن ابی طالب رضی الله عنه ثلث من اخلاق النبوة تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الکف علی الکف تحت السرة۔

(مسند احمد، رقم الحدیث ۸۷۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں نبوت علیہ السلام کے اخلاق میں سے ہیں: 1۔روزہ جلدی افطار کرنا 2۔سحری تاخیر سے کرنا 3۔نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھنا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(کنز العمال، رقم الحدیث ۲۳۲۶۱)(مسند زید، باب الافطار، طبع دار الکتب السلفیه)(الجواهر النقی للبیهقی، باب وضع الیدین علی الصدر فی الصلاۃ)

عن وائل حضرمی رضی الله عنه قال أنه صلی مع رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حین قال "ولا الضالین" قال آمین و أخفی بها صوته ثم وضع یدیه الیمنی علی یدیه الیسری وجعلها علی بطنه۔(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۷۵۰۶)

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب رسول اللہ ﷺ نے ''ولا الضالین'' کہا تو آپ ﷺ نے آہستہ آواز سے آمین کہا، اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اپنے پیٹ پر رکھا۔

عن أبي وائل عن أبي هريرة رضي الله عنه قال من السنة أن يضع الرجل يده اليمنى على اليسرى تحت السرة في الصلاة. (احكام القرآن الكريم للطحاوي رقم الحديث ٣٢٨، طبع البحوث الاسلامية التركي)(الاوسط في السنن والاجماع والاختلاف لابن المنذر رقم الحديث ١٢٩١، طبع الرياض)

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز کی سنت (نبوی ﷺ) ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہیے۔

أخبرنا ابوحنيفة عن ابراهيم قال أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يعتمد باحدى يديه على الأخرى في الصلاة يتواضع الله تعالى قال امام محمد ويضع بطن كفه الأيمن على رسغه الأيسر تحت السرة فيكون الرسغ في وسط الكف. (كتاب الاثار للامام محمد، باب الصلاة قاعدا والتعمد على شئي او يصلي الى سترة)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے ایک (یعنی دائیں) ہاتھ کو دوسرے (یعنی بائیں) ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع و عاجزی اختیار کرتے ہوئے رکھ لیتے تھے، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصے کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر ناف کے نیچے رکھ لے، جس سے اس کے بائیں ہاتھ کا گٹا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے درمیان آجائے گا۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن علي رضي الله عنه في وضعهما تحت السرة. (مختصر خلافيات للبيهقي ٢/٣٣، طبع الرياض)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ہاتھوں کو) ناف کے نیچے رکھا جائے۔

وأبي مجلز وروي عن علي رضي الله عنه تحت السرة.

(سنن الكبرى للبيهقي، باب وضع اليدين على الصدر في الصلاة)

ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (ہاتھوں کو) ناف کے نیچے رکھا جائے۔

عن أبي وائل قال قال أبي هريرة رضي الله عنه أخذ الكف على الكف في الصلوٰة تحت السرة (في نسخه الأعرابي)۔ (سنن ابو داؤد، باب وضع اليمنى على اليسرى)

حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہیے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب وضع اليدين على الصدر في الصلاة من السنة) (الاوسط في السنن والاجماع والاختلاف لابن المنذر، حديث نمبر ۱۲۹۱، طبع الرياض) (تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف ۱۰/۱۱۱، رقم الحديث ۱۳۴۹۳) (المحلى بالآثار، مسألة لا يكبر الامام حتى يستوى من وراءه)

عن عقبة بن صبهيان سمع علياً رضي الله عنه يقول في قول الله عزوجل "فصل لربك وانحر" قال وضع اليمنى على اليسرى تحت السرة۔

(التمهيد لابن عبد البر ۲۰/۷۸، طبع وزارة عموم الأوقاف والشؤن الاسلامية المغرب)

حضرت عقبہ بن صہبان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فصل ربک وانحر" کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے مراد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھیں۔

توثیق: اس حدیث کے تمام راوی بخاری و مسلم کے ہیں سوائے عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے اور ان کو یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ کہا ہے۔ (الجرح و تادیل، رقم الحدیث ۱۲۹۱)

نوٹ: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ آیت سے ناف کے نیچے حکم پر ہی استدلال کیا ہے۔

(أحكام القرآن للطحاوي، باب تأويل قوله تعالىٰ "فصل لربك وانحر")

وقال ابن حزم روينا عن أبي هريرة رضي الله عنه قال وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرة۔ (سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب افتتاح الصلاة بعد التكبير)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا چاہیے۔

الحجاج بن حسان قال سمعت أبا مجلز او سألته قلت كيف يضع قال يضع

باطن کف یمینه علی ظاهر کف شماله و یجعلها أسفل من السرة۔

(مصنف ابن أبي شيبه ،باب وضع اليمين علی للشمال)

حضرت حجاج بن حسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کس طرح باندھے جائیں؟ انہوں نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندر کے حصے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اُوپر کے حصے پر رکھے اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے۔

عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله فی الصلوٰة تحت السرة۔

(مصنف ابن أبي شيبه ،باب وضع اليمين على الشمال)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھا جائے۔

یہی روایت معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(كتاب الاثار للامام محمد، كتاب الصلاة،قبيل باب الوتر)(موطا امام محمد،باب وضع اليمين على اليسار فی الصلاة)(كتاب الآثار للامام محمد،باب الصلاة قاعدًا والتعمد على شیء او يصلی الى سترة)(الأمالى فی آثار الصحابة لعبد الرزاق الصنعانی،رقم الحديث ۵۳،طبع مكتبه القرآن القاهرة)(الجواهر النقی للبيهقی،باب وضع اليدين على الصدر فی الصلاة)

مراسیل حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہیں:

وأما الارسال فكل من عرف بالأخذ عن الضعفاء والمسامحة فی ذلك لم يحتج بما أرسله تابعياً كان أو من دونه وكل من عرف أنه لا يأخذ الا عن ثقه فتدليسه ومرسله مقبول فمراسيل سعيد بن المسيب و محمد بن سيرين و ابراهيم النخعی عندهم صحاح۔ (التمهيد لما فی الموطا ۱/۳۰،طبع وزارة عموم الأوقاف والشؤون الاسلامية المغرب)

اور رہی بات مراسیل کی تو ہر وہ شخص جس کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ضعفاء سے حدیث اخذ کرتا ہے اور اس کے بارے میں مسامحت کو اختیار کرتا ہے تو اس مرسل سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا، چاہے وہ تابعی ہو یا اس کے بعد کا کوئی راوی ہو، اور جس کے بارے میں یہ مشہور ہو کہ وہ صرف ثقہ راویوں سے ہی حدیث کو حاصل کرتا ہے تو اس کی تدلیس اور

مرسل احادیث مقبول ہوتی ہیں، لہٰذا محدثین رحمہم اللہ کے ہاں حضرت سعید بن مسیب، حضرت محمد بن سیرین اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہم اللہ حضرات کی مراسیل صحیح احادیث ہی ہیں۔

حدثنا عبد الوارث بن سفیان قال حدثنا قاسم بن أصبغ قال حدثنا أحمد بن زهیر قال حدثنا أحمد بن حنبل قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبه عن سلیمان الأعمش قال قلت لأبراهیم اذا حدثتنی حدیثا فأسنده فقال اذا قلت عبدالله رضی الله عنه یعنی ابن مسعود رضی الله عنه فأعلم أنه عن غیر واحد واذا سمیت لك أحدًا فهو الذی سمیت قال أبو عمر الی هذا نزع من أصحابنا من زعم أن مرسل الامام أولی من مسندہ لأن فی هذا الخبر مایدل علی أن مراسیل ابراهیم النخعی أقوی من مسانیده وهو لعمری كذلك۔

(التمهید لما فی الموطا من المعانی والأسانید(مقدمه)۱/۳۷،طبع وزارة عموم الأوقاف والشؤون الاسلامیة المغرب)(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ۱/۲۳۱،طبع دار طیبة)

حضرت سلیمان اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ جب آپ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کریں تو سند سے بیان کریں، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب میں بغیر سند کے ان (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کروں تو ایک جماعت نے مجھے وہ حدیث بتائی ہوتی ہے اور جب میں سند سے بیان کروں تو مجھے صرف ایک ہی روای معلوم ہوتا ہے جس (راوی) کو میں بیان کر دیتا ہوں، حضرت امام ابوعمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے بعض نے یہ اخذ کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی مرسل احادیث ان کی مسانید سے بہتر ہیں، اس لئے کہ یہ اثر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی مراسیل ان کی مسانید سے زیادہ قوی ہیں اور وہ خدا کی قسم ایسی ہی ہیں۔

وأما مراسیل النخعی فقال ابن معین مراسیل ابراهیم أحب الی من مراسیل الشعبی وعنه أیضاً أعجب الی من مرسلات سالم بن عبد الله والقاسم وسعید بن المسیب وقال أحمد لا بأس بها۔ (تدریب الراوی ۱/۲۳۱،طبع دار طیبة)

اور رہی بات ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی مراسیل تو اس بارے میں امام ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کہ مجھے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی مراسیل حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زیادہ پسند ہیں اور وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی مراسیل حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زیادہ پسند ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی مراسیل میں کوئی مضائقہ (عیب) نہیں۔

وقال امام طحاوی کان ابراهیم لا یرسل عن عبد الله رضی الله عنه الا ماصح عنده و تواترت به الروایة عنده. (سنن طحاوی، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذلك رفع أم لا؟)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی وقت مرسل روایت بیان کرتے تھے جب وہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہوتی تھی اور وہ ان کے نزدیک متواتر ہوتی تھی۔

نوٹ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۶۹ جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۴۰ اَحادیث روایت کی ہیں۔

جمہور آئمہ اُمت کا مسلک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے:

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وقال الثوری و أبوحنیفة واسحاق أسفل السرة وروی ذلك عن علی و أبی هریرة والنخعی .....وقال احمد بن خنبل فوق السرة وهو قول سعید بن جبیر، قال أحمد بن حنبل وان كانت تحت السرة فلا بأس به.

(اختلاف الفقهاء فی هذا الباب أی وضع الیمین علی الشمال فی الصلاة من السنة، طبع الریاض)

امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا کہنا ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں اور یہی قول حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما اور امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ناف کے اُوپر ہاتھ باندھنا چاہیے اور یہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لئے جائیں تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

فقہاءِ احناف کا مسلک:

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وقال بعضهم توضعان تحت السرة وممن قال بذلك منهم أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد ورووا ذلك عن علي وأبي هريرة رضي الله عنهم۔

(احكام القرآن للطحاوي، كتاب الصلاة باب تاويل قوله تعالى "فصل لربك وانحر")

بعض حضرات نے فرمایا کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں گے اور جن حضرات نے یہ بات فرمائی اُن میں سے امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ ہیں اور انہوں نے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ولنا حديث علي رضي الله تعالى عنه كما روينا و السنة اذا أطلقت تنصرف الى سنة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ثم الوضع تحت السرة أبعد عن التشبه بأهل الكتاب. (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة باب كيفية الدخول في الصلاة)

اور ہماری (یعنی احناف کی دلیل) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جیسا کہ ہم نے نقل کیا اور سنت کا لفظ جب (مطلق) بولا جائے تو اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے، پھر ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے میں اہل کتاب کے ساتھ تشبہ سے بھی حفاظت پائی جاتی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:

قال اسحاق بن راهويه كما قال تحت السرة أقوى في الحديث وأقرب الى التواضع۔

(مسائل الامام احمد بن حنبل و اسحاق بن راهويه ۲/۱۵۵، مسئله نمبر ۲۱۴، طبع السعودية)

امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا حدیث کے لحاظ سے قوی اور تواضع کے لحاظ سے (خشوع وخضوع کے) قریب ہے۔

امام ابوالقاسم عمر بن الحسین بن عبداللہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۳۳۴ھ) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

کا قول نقل فرماتے ہیں:

ثم یضع یدہ الیمنی علی کوعہ الیسری ویجعلھما تحت سرتہ۔

(متن الخرقی علی مذھب ابی عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی باب استقبال القبلۃ)

پھر اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں گٹے پر رکھے اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔

شیخ الاسلام موفق الدین ابو عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

مسألہ :قال (ویجعلھما تحت السرتہ)اختلفت الروایۃ فی موضع وضعھما فروی احمد أنہ یضعھما تحت سرتہ روی ذلك عن علی رضی اللہ عنہ وأبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ وأبی مجلز و النخعی والثوری واسحاق لما روی عن علی رضی اللہ عنہ قال من السنۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ رواہ الامام أحمد وأبو داؤد وھذا ینصرف الی السنۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولأنہ قول من ذکرنا من الصحابۃ۔ (المغنی لابن قدامۃ الحنبلی ۱/۳۲۱)

مسئلہ: (اور دونوں ہاتھ اپنی ناف کے نیچے رکھ دے) دونوں ہاتھ رکھنے کی جگہ کے بارے میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف روایات مروی ہیں (اُن میں سے) ایک روایت یہ ہے کہ ناف کے نیچے رکھے اور یہی حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور (جلیل القدر تابعین) حضرت ابو مجلز، حضرت ابراہیم نخعی، امام ثوری اور حضرت اسحاق رحمہم اللہ حضرات سے مروی ہے، چنانچہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو امام احمد اور امام ابوداؤد رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کی سنت کی طرف لوٹتا ہے اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی قول ہے۔

مزید ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

ویرفع یدیہ عند ابتداء التکبیر الی حذو منکبیہ أو الی فروع أذنیہ ویجعلھا تحت السرۃ۔ (العمدۃ باب صفۃ الصلاۃ طبع دمشق)

تکبیر تحریمہ کے وقت مونڈھوں تک یا کانوں کے قریب تک ہاتھ اُٹھائے اور پھر ناف کے نیچے باندھ لے۔

مزید ایک اور مقام پر نماز کے افعال کی سنتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ألنوع الثانی سنن الأفعال وھی اثنتان وعشرون (الی أن قال)..... ووضع الیمنی علی الیسری وجعلھما تحت السرۃ.

(الکافی فی فقه الامام أحمد بن حنبل عبداللّٰہ بن قدامة المقدسی أبو محمد ۱/۱۳۶)

دوسری نوع نماز کے افعال کی سنتوں کے بیان میں ہے اور وہ بائیس سنتیں ہیں اور (ایک سنت) دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن مفلح حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۸۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

"ویجعلھما تحت سرته "فی أشھر الروایات وصححھا ابن الجوزی وغیرہ لقول علی رضی اللّٰہ عنه من السنة وضع الیمنی علی الشمال تحت السرۃ رواہ احمد وابوداؤد. (المبدع شرح المنقع لابن المفلح الحنبلی،باب صفة الصلاۃ)

اور اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھ لے، مشہور یہی روایت ہے اور اسی روایت کو ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

منصور بن یونس بن ادریس بہوتی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

ثم وضع کفه الیمنی علی کفه الیسری،والرسغ والساعد"ویجعلھما تحت سرته" روی عن علی و أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنھم لقول علی رضی اللّٰہ عنه (من السنة وضع الیمنی علی الشمال تحت السرۃ)رواہ احمد وابوداؤد.

(کشاف القناع،باب صفة الصلوٰۃ وبیان مایکرہ فیھا وارکانھا وواجباتھا وسننھا وما یتعلق بذلك)

پھر اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر اور گٹے اور بازو پر رکھے اور اپنے دونوں ہاتھ ناف کے

نیچے رکھ لے، حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے'' اس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

سن له أيضاً (جعلهما) أي يديه (تحت سرته) لقول علي رضي الله عنه (من السنة وضع اليمنى على الشمال تحت السرة) رواه احمد و ابوداود ومعناه. ذل بين يدي الله عزوجل. (شرح منتهى الارادات، باب صفة الصلوٰة ومايكره فيها واركانها وواجباتها وسننها ومايتعلق)

اور یہ بھی سنت ہے کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے'' اس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی وجہ اللہ عزوجل کے سامنے اپنی ذلت کو ظاہر کرنا ہے۔

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

سئل الشيخ عبد الله بن محمد بن عبد الوهاب رحمه الله تعالىٰ عن رفع اليدين؟ فأجاب فاذا فرغ من رفع اليدين وضع يمينه على شماله على مفصل الكف تحت السرة كما في سنن أبي داؤد عن علي رضي الله عنه قال من السنة وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرة. (الدرر السنية، باب صفة الصلاة، طبع الغبيكان)

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے رفع الیدین کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے جواب میں فرمایا کہ جب ہاتھ اُٹھائے تو داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھے اور ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنن ابوداؤد میں ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔

امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم کا متفقہ مسلک:

امام محیی الدین ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ٦٧٦ھ) فرماتے ہیں کہ:

ويجعلهما تحت صدره فوق سرته، هذا مذهبنا المشهور وبه قال الجمهور،

وقال أبوحنيفة وسفيان الثوری واسحاق بن راهويه و أبو اسحاق المروزی من أصحابنا: يجعلها تحت سرته،وعن علی بن أبی طالب رضی الله عنه روايتان كالمذهبين وعن أحمد روايتان كالمذهبين،ورواية ثالثة أنه مخير بينهما ولا ترجيح،وهذا قال الأوزاعی وابن المنذر، وعن مالك رحمه الله تعالیٰ روايتان احداهما يضعهما تحت صدره و الثانية يرسلهما ولا يضع احداهما علی الأخری، وهذارواية جمهور أصحابه وهی الأشهر عندهم،وهی مذهب الليث بن سعد، وعن مالك رحمه الله تعالی أيضاً استحباب الوضع فی النفل، والارسال فی الفرض، وهو الذی رجحه البصريون من أصحابه۔

(شرح النووی،باب وضع يده اليمنی علی اليسری بعد تكبيرة الاحرام)

اوردونوں ہاتھ اپنے سینے کے نیچے اورناف کے اُوپر رکھ لے، ہمارا مشہور مذہب یہی ہے اور یہی قول جمہور (شوافع) کا ہے اور امام ابوحنیفہ،سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ ﷭ اور ہمارے فقہائے (شوافع) میں سے ابواسحاق مروزی ﷫ کاقول یہ ہے کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں اور حضرت علی ؓ سے دونوں مذہبوں کی طرح دو روایتیں ہیں اور امام احمد ﷫ سے بھی دونوں مذہبوں کی طرح دوروایتیں ہیں اورتیسری روایت یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان نمازی کواختیار ہےاوردونوں میں کوئی ترجیح نہیں ہے اوریہی قول اوزاعی اورابن منذر ﷭ کا ہے اورامام مالک ﷫ سے دوروایتیں ہیں، ایک روایت تو سینے کے نیچے رکھنے کی ہے اوردوسری روایت ارسال کرنے کی ہے اوریہی روایت امام مالک ﷫ کے جمہوراصحاب کی ہے اوران کے نزدیک مشہوریہی ہے اورلیث بن سعد کا مذہب بھی یہی ہےاورامام مالک ﷫ سے ایک روایت نفل نماز میں ہاتھ رکھنے اورفرض میں ارسال (یعنی ہاتھ چھوڑنے) کی ہے اورامام مالک ﷫ کے بصرہ کے اصحاب نے اسی کوترجیح دی ہے۔

امام ترمذی ﷫ کا تحقیقی فیصلہ:

ورأی بعضهم ان يضعهما فوق السرة ورأی بعضهم ان يضعهما تحت السرة وكل ذالك واسع عندهم۔(سنن ترمذی،باب ما جاء فی وضع اليمين علی الشمال فی الصلاة)

بعض علماء کی رائے ہے کہ ہاتھ ناف کے اُوپر رکھے جائیں اور بعض کی رائے یہ ہے کہ ناف کے نیچے رکھے جائیں، ان میں سے ہر ایک جائز ہے ان کے نزدیک۔

یہی وجہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ عام طور پر ترمذی شریف میں فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مسالک ذکر کرتے ہیں ہاتھ باندھنے کے متعلق صرف دو مسلک ذکر کرتے ہیں:

1۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا　　2۔ ناف کے اُوپر ہاتھ باندھنے کا

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری کی بصیرت آموز تحقیق:

واحتج صاحب الهداية لأصحابنا فى ذلك بقوله ان السنة وضع اليمنى على الشمال تحت السرة (قلت) هذا قول على بن أبى طالب رضى الله عنه واسناد الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم غير صحيح وانما رواه احمد فى مسند والدارقطنى ثم البيهقى من جهته فى سننيهما من حديث أبى جحيفة عن على رضى الله عنه أنه قال ان من السنة وضع الكف تحت السرة وقول على أن من السنة هذا اللفظ يدخل فى المرفوع عندهم وقال أبو عمر فى التفصى واعلم أن الصحابى اذا أطلق اسم السنة فالمراد به سنة النبى صلى الله عليه واله وسلم وكذلك اذا أطلقها غيره مالم تضف الى صاحبها كقولهم سنة العمرين وما أشبه ذلك.

(عمدة القارى شرح بخارى باب وضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة)

اور اس سلسلہ میں ہمارے فقہاء کے لیے صاحب ہدایہ نے اس روایت سے دلیل پکڑی ہے کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور نبی ﷺ کی طرف اس کو منسوب کرنا صحیح نہیں اور اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور پھر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے اپنی سنن میں ابو جحیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ سنت (دائیں) ہتھیلی کا (بائیں) ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ سنت ہے، یہ لفظ فقہاء کے نزدیک مرفوع حدیث میں داخل ہے اور ابو عمر نے "تفصی"

میں فرمایا کہ یہ بات جان لینی چاہیے کہ صحابی جب سنت کے لفظ کا اطلاق فرمائے تو اس سے نبی کریم ﷺ کی سنت مراد ہوا کرتی ہے اور اسی طریقہ سے جب غیر صحابی سنت کا اطلاق کرے (تب بھی نبی کریم ﷺ کی سنت مراد ہوا کرتی ہے) جب تک اس کی نسبت کسی دوسرے کی طرف نہ ہو، جیسا کہ علماء کا قول کہ عمرین کی سنت اور اس کے مشابہ دوسرے الفاظ۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں انتہائی تواضع اور عاجزی ہے:

وبه قال سفيان الثوري واسحاق تحت السرة أقوى في الحديث وأقرب الى التواضع۔ (الاوسط في السنن والاجماع والاختلاف، تحت رقم ١٢٩١، طبع الرياض)

حضرت سفیان ثوری اور امام اسحاق بن راہویہ ﷫ فرماتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا حدیث کے لحاظ سے قوی اور تواضع کے لحاظ سے (خشوع وخضوع کے) قریب ہے۔

قال اسحاق بن راهويه كما قال تحت السرة أقوى في الحديث وأقرب الى التواضع۔

(مسائل الامام احمد بن حنبل و اسحاق بن راهويه ٢/٥٥١، مسئله نمبر ٢١٣، طبع السعودية)

امام اسحاق بن راہویہ ﷫ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل ﷫ فرماتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا حدیث کے لحاظ سے قوی اور تواضع کے لحاظ سے (خشوع وخضوع کے) قریب ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ اور شیخ علامہ ناصر الدین البانی ﷫ کا دوٹوک فیصلہ:

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ ﷫ فرماتے ہیں کہ:

واما وضعهما على الصدر فيكره نص عليه۔

(كتاب صفة الصلاة من شرح العمدة، صفحه ٩٦، طبع دار العاصمه)

نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا مکروہ ہے اس پر نص (یعنی قرآن وحدیث میں دلیل) ہے۔

شیخ علامہ ناصر الدین البانی ﷫ فرماتے ہیں کہ:

نماز میں دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھنا سنت نہیں اور ہم یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

(صفۃ النبی، صفحہ ۲۰۳، طبع الہند)

خلاصہ کلام: مذکورہ تمام مستند فقہائے کرام رحمہم اللہ کی عبارات سے معلوم ہوا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور جلیل القدر تابعین مثلاً ابو مجلز وابراہیم نخعی رحمہما اللہ سمیت فقہائے احناف اور اسحاق بن راہویہ وسفیان ثوری رحمہما اللہ جیسے محدث وفقیہ اور مشہور روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ اور شوافع میں سے ابو اسحاق مروزی رحمہ اللہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں جبکہ بعض فقہائے کرام رحمہم اللہ ناف سے اُوپر اور سینے سے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں مگر یاد رہے مرد کے حق میں خاص سینے کے اُوپر ہاتھ باندھنے کا چاروں فقہائے کرام رحمہم اللہ میں سے کوئی بھی قائل نہیں، بلکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے تو سینہ پر ہاتھ باندھنے مکروہ ہونا منقول ہے اور سینے پر ہاتھ باندھنے میں غیروں کی مشابہت بھی لازم آتی ہے، لہٰذا بعض حضرات کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قول کو صرف حنفی مسلک کی طرف منسوب کرنا اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دیگر فقہاء کی طرف منسوب کرنا درست نہیں، اور اسی طرح سے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا روایات سے ثابت نہیں کیونکہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے عمل کا ثبوت اَحادیث نبویہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ وغیرہ حضرات کی روایات وآثار کے ساتھ ساتھ عقل وقیاس کے اصول سے بھی ثابت ہے۔

تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد عورت کے ہاتھ باندھنے کا طریقہ وہیئت:

عورت اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر سینے کے اُوپر رکھے اور مردوں کی طرح اُنگلیوں سے حلقہ نہ بنائے بلکہ بس ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے، کیونکہ یہ عورت کے لیے زیادہ پردہ کا سبب ہے۔

عورت کا سینہ پر ہاتھ باندھنے پر اِجماعِ اُمت:

ابو القاسم ابراہیم بن محمد القاری سمرقندی رحمہ اللہ (التوفی ۹۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ:

والمراۃ تضع (یدیہا) علی صدرھا بالاتفاق۔

(مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق، صفحہ ۱۵۲)

عورت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی اس پر سب فقہاء کا اتفاق ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں کہ:

والمراۃ تضع (یدیھا) علی صدرھا اتفاقاً لان مبنی حالھا علی الستر۔

(فتح العنایۃ، باب سنن الصلاۃ)

عورت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی، اس پر سب فقہاء کا اتفاق ہے کیونکہ عورت کی حالت کا دارومدار پردے پر ہے۔

حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

واما فی حق النساء فاتفقوا علی ان السنۃ لھن وضع الیدین علی الصدر انھا ما استرلھا۔ (السعایہ ۲/۱۵۶، طبع فیصل اکیڈمی)

عورتوں کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ ان کے لیے سنت سینے پر ہاتھ رکھنا ہے اس لیے کہ یہ زیادہ پردے کا باعث ہے۔

عورت کا سینہ پر ہاتھ باندھنے کے حکم کی حکمت ستر عورت ہے:

لأنھا لیس لھا حکم العورۃ فی حقہ ولھذا تضع المرأۃ یدیھا علی صدرھا وان کان عورۃ۔ (تبیین الحقائق، سنن الصلاۃ)

اسی وجہ سے عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے پر رکھے بے شک اس کے حق میں یہ ستر ہے۔

فائدہ: علامہ ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ اجماع کی تعریف یوں فرماتے ہیں کہ:

ومعنی الأجماع فی الشرع اتفاق علماء العصر من أمت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی أمر من امور الدین الی ان قال فان الذین یعتبر وقولھم فی الأجماع ھم العلماء المجتھدون الی ان قال الأجماع حجۃ قاطعۃ عند الجمھور۔

(روضۃ الناظر فی أصول الفقہ للمقدسی، صفحہ ۱۱۶، طبع بیروت)

اجماع کسی بھی شرعی مسئلہ میں حضرت محمد ﷺ کی اُمت کے جید علماء کا کسی دینی اُمور میں کسی ایک بات پر اتفاق ہونے کو کہتے ہیں اور یہ علماء اور مجتہدین کا اجماع جمہور کے نزدیک حجت قطعی ہے۔

ثناء پڑھنا

تکبیر تحریمہ کہہ کر مرد ہاتھ ناف کے نیچے باندھتے ہوئے امام ہو یا مقتدی ثناء پڑھے جبکہ عورت تکبیر تحریمہ کہہ کر سینہ پر ہاتھ باندھتے ہوئے ثناء پڑھے، جبکہ منفرد مرد اور عورت انفرادی طور پر ثناء پڑھیں۔

ثناء کے مسنون کلمات:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ۔ (سورۃ طور، آیت ۴۸)

اور جب آپ کھڑے ہوں تو اپنے رب کی تسبیح اور تحمید کیجئے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا استفتح الصلوة قال "سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك"۔

(سنن ابو داؤد، باب من رأی الاستفتاح سبحانك)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے "اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجه، باب افتتاح الصلاة)(سنن نسائی، باب نوع آخر من الذكر)(مسند اسحاق بن راهويه، رقم الحديث١٠٠٠)(سنن ترمذی، باب مايقول عند افتتاح الصلاة)(صحيح ابن خزيمه، باب اباحة الدعاء بعد التكبير و قبل القراءة)(مسند البزار، رقم الحديث٢٠١)(سنن طحاوی، باب مايقال فی الصلاة بعد تكبيرة الافتتاح)(سنن دار قطنی، باب دعاء الاستفتاح بعد التكبير)(المستدرك للحاكم، رقم الحديث٨٥٩)(حلية الأوليا ٣/٨١)(الدعوات الكبير للبيهقی، باب القول والدعاء عند استفتاح الصلاة، رقم الحديث٧٧)(سنن الكبرى للبيهقی، باب الاستفتاح

بسبحانك اللهم...)(شرح السنة للبغوی،باب ما یستفتح به الصلاة من الدعاء)(معجم لابن عساکر،رقم الحدیث۱۵۱۸)(معرفة السنن والآثار للبیہقی،باب افتتاح الصلاة بعد التکبیر)

عن أبی سعید الخدری رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا افتتحا لصلاة قال:سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالی جدك ولا اله غیرك"۔(مسند احمد،رقم الحدیث۱۱۰۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو دُعا پڑھتے "اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مسند احمد،رقم الحدیث۱۱۶۵۷)(سنن ابن ماجه،باب افتتاح الصلاة)(سنن ابوداؤد،باب من رأی الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك)(سنن نسائی،باب نوع آخر من الذکر بین افتتاح الصلاة وبین)(سنن ترمذی،باب مایقول عند افتتاح الصلاة)مسند أبی یعلی،رقم الحدیث۱۱۰۸)(معجم لابن المقری،رقم الحدیث۵۹۸)(الدعاء للطبرانی،جامع أبواب القول عند افتتاح الصلاة بعد،رقم الحدیث۵۰۱)(سنن طحاوی،باب مایقال فی الصلاة بعد تکبیرة الافتتاح)(سنن الکبری للبیہقی،باب الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك)

عن ابن مسعود رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یعلمنا اذا استفتحنا الصلٰوة أن نقول:سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالی جدك ولا اله غیرك"۔(سنن ترمذی،باب مایقول عند افتتاح الصلاة)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو یہ دُعا پڑھتے "اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن الکبری للنسائی،باب ذکر اختلاف الناقلین الخبر سمرة)(عمل الیوم واللیلة للنسائی، باب ثواب من سبح الله مائة تسبیحة و تحمیدة)(الدعاء للطبرانی،جامع أبواب القول عند

افتتاح الصلاۃ بعد رقم الحدیث۵۰۴)(سنن الکبری للبیہقی،باب الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك)(معجم لابن الأعرابي،رقم الحدیث۴۰۳)(مصنف عبد الرزاق،باب استفتاح الصلاۃ)(شعب الایمان للبیہقی،باب فصل فی ادامۃ ذکر الله عزوجل)(المعجم الأوسط للطبرانی،رقم الحدیث۱۰۲۶)(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث۱۰۲۸،۱۰۱۱۷،۹۳۰۱)(الدعوات الکبیر،باب القول والدعاء عند استفتاح الصلاۃ،رقم الحدیث۱۵۶)

عن أنس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم أنه كان اذا كبر رفع يديه حتى يحاذي أذنيه "يقول سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك"۔ (سنن دار قطنی،باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر تحریمہ کہتے پھر اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اُٹھاتے اور پھر یہ دُعا پڑھتے ''اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند أبي يعلى،رقم الحدیث۳۷۳۵)(الدعاء للطبرانی،جامع أبواب القول عند افتتاح الصلاۃ بعد رقم الحدیث۵۰۵)(الدعاء للطبرانی،جامع أبواب القول عند افتتاح الصلاۃ بعد رقم الحدیث۵۰۶)(سنن الکبری للبیہقی،باب الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك)(المعجم الأوسط للطبرانی،رقم الحدیث۳۰۳۹)(سنن دار قطنی،باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر)

عن واثلة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم كان إذا استفتح الصلاة قال: سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث۱۵۵)

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز شروع فرماتے تو پڑھتے ''اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند الشامیین للطبرانی،رقم الحدیث۲۲۰۲،۵۶۹)(مجمع الزوائد،باب ما یستفتح به الصلاۃ)

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا استفتح الصلاة قال سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك. (الدعاء للطبرانی، جامع أبواب القول عند افتتاح الصلاة بعد رقم الحدیث ۵۰۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز شروع فرماتے تو پڑھتے "اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

عن عبدة عن عمر رضی الله عنه أنه كان اذا كبر للصلوة قال "سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك".

(صحيح مسلم، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة)

حضرت عبدة رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (لوگوں کو تعلیم کے لیے) ان کلمات "اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں" کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند ابن الجعد رقم الحدیث ۱۸۳) (مصنف ابن أبي شيبه، باب فيما يفتتح به الصلاة) (مصنف عبد الرزاق، باب استفتاح الصلاة) (كتاب الآثار لمحمد بن الحسن، باب افتتاح الصلاة ورفع الأيدي والسجود) (سنن دارقطني، باب دعاء الاستفتاح بعد التكبير) (الدعاء للطبراني، جامع أبواب القول عند افتتاح الصلاة بعد رقم الحديث ۵۰۳، ۵۰۲، ۵۰۰) (مختصر الأحكام للطوسي، باب ما يقول عند افتتاح الصلاة) (المستدرك للحاكم رقم الحديث ۸۶۰) (سنن طحاوي، باب ما يقال في الصلاة بعد تكبيرة الافتتاح) (سنن الكبرى للبيهقي، باب التعوذ بعد الافتتاح) (مسند الفاروق لابن كثير، كتاب الصلاة) (سنن الكبرى للبيهقي، باب الاستفتاح بسبحانك اللهم)

عن أبي وائل قال كان عثمان رضی الله عنه اذا افتتح الصلوٰة يقول "سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك".

(سنن دار قطنی، باب دعاء الاستفتاح بعد التكبير)

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے تو ''اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں'' پڑھتے۔

اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول یہی ثناء پڑھنے کا تھا:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وفى الباب عن على و عائشه و عبد الله بن مسعود و جابر و جبير بن مطعم و ابن عمر قال أبو عيسى وحديث أبي سعيد اشهر حديث فى هذا الباب وقد اخذ قوم من أهل العلم بهذا الحديث و اما اكثر أهل العلم فقالوا بما روى عن النبى صلى الله عليه واله وسلم أنه كان يقول "سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك" وهكذا روى عن عمر بن الخطاب و عبد الله بن مسعود و العمل على هذا عند اكثر أهل العلم من التابعين وغيرهم۔

(سنن ترمذی، باب مایقول عند افتتاح الصلاة)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، جابر بن مطعم، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایات مروی ہیں اور یہ حدیث اس باب میں مشہور ترین حدیث ہے اور علماء کی ایک جماعت کا اسی پر عمل ہے جبکہ اکثر اہل علم کے نزدیک نبی اکرم ﷺ سے یہ دُعا منقول ہے ''اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں'' اور اسی طرح یہی ثناء مروی ہے عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور اکثر تابعین رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ اہل علم کا یہی عمل ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کا بصیرت آموز تحقیقی فیصلہ:

فافضل انواع الاستفتاح ماکان ثناءً مخلصًا "سبحانك اللھم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدك ولا الہ غیرك"۔ (فتاوی ابن تیمیہ، قاعدۃ فی انواع الاستفتاح)

نماز کے شروع میں سب سے بہتر اور افضل پڑھی جانے والی چیز (دُعا) وہ ہے جو محض ثناء ہی ثناء ہو، وہ یہ ہے "اے اللہ! ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا نام بہت برکت والا اور آپ کی بزرگی بہت برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

ثناء آہستہ پڑھنا مسنون ہے:

عن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال سکتتان حفظتھما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم....اذا دخل فی صلوته واذا فرغ من القرأته ثم قال بعد ذلك واذا قرأ ولا الضآلین۔ (سنن ابو داؤد، باب السکتۃ عند الافتتاح)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے (یعنی دو مقام پر خاموش رہنا) یاد رکھے ہیں ایک تکبیر تحریمہ کے بعد (ثناء، تسمیہ و تعوذ پڑھنے کے لیے) دوسرا جب قرأۃ سے فارغ ہوتے پھر بعد میں فرمایا جب "ولا الضالین" پڑھتے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی السکتتی)(صحیح ابن حبان، باب ذکر ما یستحب للمرء ان یکست سکتۃ اخری عند)(سنن دار قطنی، باب وجوب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)(سنن ابن ماجہ، باب فی سکتتی الامام)(سنن ابن ماجہ، باب اذا قرا الامام فانصتوا)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۶۹۹۳)(سنن الکبری للبیہقی، باب فی سکتتی الامام)(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، باب القرأۃ خلف الامام)(معجم لابن عساکر، رقم الحدیث ۱۰۲۳)

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کانت لہ سکتۃ اذا افتتح الصلاۃ۔ (سنن نسائی، باب سکوت الامام بعد افتتاح الصلاۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کچھ دیر خاموش رہتے تھے نماز شروع کرنے کے بعد (یعنی تسمیہ، تعوذ، ثناء)۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن نسائی،باب الوضوء بالثلج)(سنن ابن ماجہ،باب افتتاح الصلاۃ)(سنن ابو داؤد ،باب السکتۃ عند الافتتاح)(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث ۲۹۹۴)(سنن دارقطنی،باب وجوب القرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)(سنن الکبری للبیہقی،باب فی سکتتی الامام)(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی،باب القرأۃ خلف الامام)(معجم لابن عساکر،رقم الحدیث ۱۰۲۳)

آثار تابعین رحمہم اللہ:

عن ابراھیم قال أربع یخافت بھن الامام بسم اللہ الرحمن الرحیم وسبحانك اللھم والتعوذ وآمین۔ (کتاب الآثار لابی حنیفہ،باب الجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کو امام آہستہ پڑھے، بسم اللہ، ثناء، تعوذ، آمین۔

یہی روایت معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق،باب ما یخفی الامام)(مصنف ابن أبی شیبہ ،باب من کان لا یجھر بسم اللہ)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا بصیرت آموز منصفانہ اور محققانہ فیصلہ:

قال المصنف وجھر بہ عمر احیاناً بمحضرٍ من الصحابۃ لیتعلمہ الناس مع أن السنۃ أخفاء یدل علی انہ الافضل وانہ الذی کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یداوم علیہ غالباً۔(نیل الاوطار ۲/۲۱۲،باب صفۃ الصلاۃ)

(علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) مصنف نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں کبھی کبھی بلند آواز سے ثناء پڑھ لیتے تھے تاکہ لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے باوجود یہ کہ اس کو آہستہ آواز سے پڑھنا ہی مسنون ہے اور یہ عمل دلالت کرتا ہے کہ یہی ثناء پڑھنا افضل ہے اور یہی وہ ثناء ہے جس کو نبی اکرم ﷺ اکثر پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہی اصول آمین جہر سے کہنے میں بھی ہے کہ سنت آہستہ آواز سے کہنا ہی ہے مگر تعلیم کے لیے آمین اُونچی آواز سے کہی جا سکتی ہے۔

تعوذ اور تسمیہ کا بیان

قرأة سے پہلے تعوذ اور تسمیہ پڑھنا:

ثناء پڑھنے کے بعد منفرد اور امام کو چاہیے کہ یہ تعوذ اور تسمیہ پڑھے جبکہ مقتدی ثناء پڑھ کر خاموش ہوجائے۔

أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ (سورۃ النحل، آیت ۹۸)

جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

عن أبي سعيد رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يقول قبل القرأة اعوذ بالله من الشيطن الرجيم۔ (مصنف عبد الرزاق، باب متی یستعین)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ قرأۃ سے پہلے ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے“ پڑھتے۔

عن جبير بن مطعم رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا دخل في الصلوة قال....أعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔

(سنن ابن ماجه، باب الاستعاذة في الصلاة)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جب نماز شروع فرمائی تو ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے“ پڑھی۔

عن الحسن رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يتعوذ "أعوذ بالله من الشيطن الرجيم"۔ (تلخیص الحبیر لابن حجر، صفحه ۲۱۷، طبع بیروت)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ پناہ حاصل کرنے کے لیے ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے“ پڑھتے تھے۔

عن الأسود بن يزيد قال سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه افتتح الصلوة

و کبر فقال "سبحانك اللهم و بحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدك ولا اله غيرك"
ثم يتعوذ۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب في التعويذ كيف هو؟)
حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ثناء کے بعد "میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے" پڑھتے تھے۔
فائدہ: چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلی رکعت میں تعوذ منقول ہے باقی رکعتوں میں نہیں۔ (تلخیص الحبیر لابن حجر، صفحہ ۲۱۸، طبع بیروت)
علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ان التعوذ سنة القرأة فيأتي به كل قاري للقرآن۔۔۔لا يأتي به المقتدي۔

(البحر الرائق، باب صفة الصلاة)
بے شک تعوذ قرأۃ کی سنت میں سے ہے لہٰذا قرآن پڑھنے والا ہر شخص اسے پڑھے گا، البتہ مقتدی نہیں پڑھے گا۔

تسمیہ (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھنا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه واله وسلم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم۔ (سنن دار قطني، باب وجوب قرأة بسم الله الرحمن الرحيم)
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ نبی کریم ﷺ اپنی نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تھے۔

عن عبدالله بن عباس رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه واله وسلم يفتتح صلوة ببسم الله الرحمن الرحيم۔ (سنن ترمذي، باب من راى الجهر بسم الله الرحمن الرحيم)(سنن نسائي، باب قرأة بسم الله الرحمن الرحيم)
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے ساتھ نماز شروع فرماتے تھے۔

عن انس بن مالك رضی الله عنه أكان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يستفتح القرائة ببسم الله الرحمن الرحيم . (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۹۶۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرأۃ کو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے شروع فرماتے۔

عن على رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه واله وسلم كيف تقرأ اذا قمت الى الصلوة قلت "الحمد لله رب العالمين" فقال قل" بسم الله الرحمن الرحيم" . (سنن دار قطنی، باب وجوب القراءة بسم الله الرحمن الرحيم فی الصلاة)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ جب نماز پڑھتے ہو تو قرأۃ کیسے کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا میں ''الحمد للہ رب العالمین'' پڑھتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بھی پڑھا کرو۔

عن نعيم قال صليت وراى ابى هريرة رضى الله عنه فقرأ " بسم الله الرحمن الرحيم" ثم قرأ بأم القرآن حتى اذا بلغ "غير المغضوب عليهم والضآلين" فقال آمين فقال آمين ويقول كلما سجد الله اكبر واذا قام من الجلوس فى الاثنتين قال الله اكبر واذا سلم قال والذى نفسى بيده انى لأشبهكم صلوة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم . (سنن نسائی، باب القرأة بسم الله الرحمن الرحيم)

حضرت نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی پھر سورۃ فاتحہ تلاوت فرمائی جس وقت وہ ''غیر المغضوب علیہم والضالین'' پر پہنچے تو انہوں نے آمین کہی تو لوگوں نے بھی آمین کہی اور جب سجدہ میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعت پڑھ کے اُٹھتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب سلام پھیرا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری نماز تم لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہے۔

عن عمرو بن دينار أن ابن عباس رضى الله عنه كان يستفتح الصلاة ببسم الله الرحمن الرحيم . (مصنف عبد الرزاق، باب قرأة "بسم الله الرحمن الرحيم")

عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نماز کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے شروع فرماتے تھے۔

تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھنا مسنون ہے:

حضور ﷺ کا عمل تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھنے کا تھا اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کا عمل تھا تعوذ اور تسمیہ چونکہ سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں لہٰذا جہری نمازوں امام میں اپنی قرأۃ الحمد للہ سے جہر کرے۔

عن سمرة رضی الله عنه قال سکتتان حفظتهما عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ....اذا دخل فی صلاته واذا فرغ من القرأته ثم قال بعد ذلك واذا قرأ ولا الضآلین۔(سنن ابو داؤد، باب السکتة عند الافتتاح)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے (یعنی دو مقام پر خاموش رہنا) یاد رکھے ہیں، جب نماز شروع فرماتے (ثناء، تسمیہ وتعوذ پڑھنے کے لیے) اور جب قرأۃ سے فارغ ہوتے پھر بعد میں فرمایا جب ''ولا الضالین'' پڑھتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ترمذی، باب ماجاء فی السکتتین)(صحیح ابن حبان، باب ذکر ما یستحب للمرء ان یکست سکتة اخری عند)(سنن دار قطنی، باب وجوب قرأة بسم الله الرحمن الرحیم)(سنن ابن ماجه، باب فی سکتتی الامام)(سنن ابن ماجه، باب اذا قرا الامام فانصتوا)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۶۹۹۳)(سنن الکبری للبیهقی، باب فی سکتتی الامام)(معرفة السنن والآثار للبیهقی، باب القرأة خلف الامام)(معجم لابن عساکر، رقم الحدیث ۱۰۲۲)

عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کانت له سکتة اذا افتتح الصلوٰة۔ (سنن نسائی، باب سکوت الامام بعد افتتاح الصلاة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کچھ دیر خاموش رہتے تھے نماز شروع کرنے کے بعد (یعنی اس دوران ثناء اور تعوذ وتسمیہ پڑھتے)۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابو داؤد، باب السکتة عند الافتتاح)(سنن ابن ماجه، باب افتتاح الصلاة)(سنن نسائی،

باب الوضوء بالثلج)(سنن الکبری للبیہقی،باب فی سکتتی الامام)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۶۹۹۳)(معرفة السنن والآثار للبیہقی،باب القراۃ خلف الامام)(سنن دارقطنی، باب وجوب القراۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)(معجم لابن عساکر،رقم الحدیث ۱۰۲۲)

عن أنس رضی اللہ عنہ قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم فلم اسمع احدا منہم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (سنن ترمذی،باب افتتاح القراۃ بالحمد للہ رب العالمین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں لیکن کسی کو بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اُونچی آواز سے پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند احمد،رقم الحدیث ۱۳۳۸۶، ۱۲۳۸۰)(سنن دارقطنی، باب ذکر اختلاف الروایۃ فی الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم)(الاستذکار لابن عبد البر،رقم الحدیث ۵۶۷)(صحیح ابن خزیمہ،باب ذکر خبر غلط فی الاحتجاج بہ)(سنن نسائی، باب ترک الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم)(مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کان لا یجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم)(مجمع الزوائد،باب فی بسم اللہ الرحمن الرحیم)(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث ۸۲۷۰)(المنتقع لابن الجارود،باب صفة صلاۃ النبی ﷺ)(سنن ابو داؤد،باب من لم یر الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)(سنن ترمذی، باب افتتاح القراۃ بالحمد للہ رب العالمین)(سنن نسائی،باب افتتاح الصلاۃ)(سنن دارمی، باب کراہیۃ الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم)

عن أنس رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یسر ببسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (مجمع البحرین فی زوائد المعجمین ۲/۱۱۶،طبع مکتبۃ الرشید الریاض)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آہستہ پڑھتے تھے۔

عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخفی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (جامع المسانید للخوارزمی ۱/۳۲۷،طبع بیروت لبنان)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

عن ابن عبداللہ بن مغفل قال کان عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اذا سمع أحدنا یقرأ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یقول صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وخلف أبی بکر وخلف عمر رضی اللہ عنہم فما سمعت أحدًا منہم قرأ "بسم اللہ الرحمن الرحیم". (سنن نسائی، باب ترک الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت ابن عبداللہ بن مغفل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ جس وقت کسی کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ آواز سے پڑھتے سنتے تو فرماتے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی مگر ان میں سے کسی کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھتے نہیں سنا (یعنی اُونچی آواز پڑھتے نہیں سنا)۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(کتاب الآثار للابی یوسف، باب افتتاح الصلاۃ) (جامع المسانید للخوازمی ۱/۳۱۸، طبع بیروت)
(سنن ترمذی، باب ترک الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم "الحمد للہ رب العالمین" سے قرأۃ شروع فرماتے۔

عن أنس رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وابابکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کانوا یستفتحون القرأۃ بالحمد للہ رب العالمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول القرأۃ ولا فی أخرھا۔

(صحیح مسلم، باب حجۃ من قال لا یجھر بسملہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم "الحمد للہ رب العالمین" سے قرأۃ شروع فرماتے تھے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نہ قرأۃ کے شروع میں ذکر کرتے تھے نہ قرأۃ کے آخر میں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبدالرزاق، باب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم) (صحیح ابن خزیمہ، باب ذکر خبر غلط فی الاحتجاج بہ) (صحیح بخاری، باب ما یقراء بعد التکبیر)

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یستفتحالصلوٰۃ بالتکبیر والقرأۃ بالحمد للہ رب العالمین۔

(مصنف عبد الرزاق، باب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز تکبیر سے شروع فرماتے اور قرأۃ "الحمد للہ رب العالمین" سے شروع فرماتے۔

استدلال: آپ ﷺ الحمد للہ شروع کرنے سے پہلے تعوذ وتسمیہ آہستہ آواز میں پڑھ کر اُونچی آواز سے قرأۃ یعنی الحمد للہ شروع فرماتے اگر تعوذ اور تسمیہ بھی اُونچی آواز سے پڑھتے تو اس حدیث میں اس کا بھی ضرور ذکر کیا جاتا۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن أبی وائل قال کان عمر رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ لا یجھران بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین۔

(سنن طحاوی، باب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلاۃ)

حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر وحضرت علی رضی اللہ عنہما بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تعوذ اور آمین اُونچی نہیں کہتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق، باب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کان لا یجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم) (مجمع الزوائد، باب فی بسم اللہ الرحمن الرحیم)(کتاب الآثار للامام أبی یوسف، باب افتتاح الصلاۃ)

عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ فی الجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم قال ذلک فعل الاعراب۔ (مجمع الزوائد، باب فی بسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُونچی آواز سے پڑھنے کے متعلق فرمایا کہ یہ تو گنواروں کا عمل ہے۔

عن ابراھیم نخعی قال أربع یخفیھن الامام بسم اللہ الرحمن الرحیم وسبحانک

اللھم والتعوذ وآمین۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کان لا یجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم)
حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ پڑھے "تسمیہ" ثناء، اعوذ باللہ اور آمین۔

یہی روایت معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:
(کتاب الآثار لأبی یوسف، باب افتتاح الصلاۃ)(مصنف عبد الرزاق، باب ما یخفی الامام)

جمہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہاء رحمہم اللہ اُمت کا مسلک:

قال الترمذی والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منھم ابو بکر و عمر و عثمان و علی وغیر ھم ومن بعدھم من التابعین وبہ الثوری وابن المبارک واحمد و اسحاق لا یرون أن یجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا ویقولھا فی نفسہ۔

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی ترک الجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم)
امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ تعوذ اور تسمیہ آہستہ کہنا سنت ہے جن میں خلفاء راشدین اور دیگر حضرات سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راھویہ رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت آموز بیان:

وبھذا الطریق علمنا أنہ لم یکن ھدیہ الجھر بالبسملۃ کل یوم ولیلۃ خمس مرات دائماً مستمراً ثم یضیع أکثر الأمۃ ذلک ویخفی علیھا وھذا من أمحل المحال۔ (زاد المعاد ۱/۲۶۳، طبع بیروت) •

اور اسی طریقہ سے ہم نے معلوم کرلیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک اُونچی آواز سے بسم اللہ پڑھنے کا نہیں تھا، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ شب و روز میں پانچ مرتبہ دوام و استمرار کے ساتھ اُونچی آواز سے بسم اللہ پڑھتے ہوں جبکہ ان کے بعد اکثر اُمت اس کو ضائع کردے اور یہ بات ان پر مخفی رہے؟۔

قرأتِ نماز کا حکم

امام اور منفرد تمام فرض نمازوں کی پہلی دو رکعت میں اور باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے ساتھ دوسری کوئی سورت یا کم از کم چھوٹی تین آیات یا بڑی ایک آیت جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو، پڑھے۔

امام اور منفرد کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے:

عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه يبلغ به النبی صلی الله عليه واله وسلم لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب. (صحیح مسلم، باب وجوب القرأة الفاتحه)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو سورۃ فاتحہ اور قرآن کا کچھ حصہ نہ پڑھے اسکی نماز نہیں۔

وضاحت: اس حدیث کی تصریح کے لیے ہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرات تابعین و محدثین رحمہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں چونکہ یہ حضرات آپ ﷺ کے مطلوبہ مفہوم و مراد کو بخوبی سمجھتے تھے۔

1۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اکیلا نماز پڑھے اس کے لیے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے لیکن جو امام کے پیچھے ہو تو ضروری نہیں، اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاذ اور عظیم محدث و فقیہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ والی اس حدیث کو منفرد پر محمول کیا ہے، جسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے یوں نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو:

معنى قول النبی صلی الله عليه واله وسلم "لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" اذا كان وحده واحتج بحديث جابر حيث قال من صلی ركعة لم يقرأ فيها بأم القران فلم يصل الا أن يكون وراء الامام قال احمد فهذا رجل من اصحاب النبی صلی الله عليه واله وسلم تأول قول النبی صلی الله عليه واله وسلم "لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" ان هذا اذا كان وحده.

(سنن ترمذی، باب القرأة خلف الامام)(موطا امام مالك، باب ما جاء أم القرآن)

"لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحه الكتاب" کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص اکیلا نماز

پڑھ رہا ہو تو سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر اس کی نماز نہیں ہوگی، اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس نے ایک رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی، اِلّا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو، امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاذ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے ارشاد مبارک کا مفہوم وہ ہے جو ایک جلیل القدر صحابی نے سمجھا ہے کہ:

"لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" والی حدیث منفرد کے بارے میں ہے۔

2۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے، ملاحظہ ہو:

عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه يبلغ به النبى صلى الله عليه واله وسلم قال "لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" فصاعدًا قال سفيان لمن يصلى وحده۔ (سنن ابو داؤد، باب ترك القرأة)

حضرت سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث "لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعدًا" اس شخص کے لیے ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔

3۔ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فأما حديث عبادة رضى الله عنه الصحيح فهو محمول على غير المأموم و كذلك حديث أبي هريرة رضى الله عنه وقد جاء مصرحًا به رواه الخلال بإسناده عن جابر رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال كل صلاة لا يقرأ فيها بأمر القرآن فهي خداج الا أن تكون وراء الامام وقد روى أيضاً موقوفاً عن جابر رضى الله عنه وقول أبي هريرة رضى الله عنه اقرأ بها نفسك من كلامه وقد خالفه جابر و ابن الزبير رضى الله عنهم وغيرهما۔

(المغنى لابن قدامة، كتاب الصلاة، باب قرأة المأموم، طبع دار الفكر بيروت)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث غیر مقتدی پر محمول ہے، اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اور باقاعدہ اس کی تصریح بھی ہے جسے خلال رحمہ اللہ نے اپنی سند سے بواسطہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ "ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے ناقص ہے

البتہ اگر امام کی اقتداء ہوتو درست ہے'' یہی بات حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی ثابت ہے اور ''دل ہی دل میں پڑھ لیا کرو'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے، جس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔

ایک علمی نقطہ: اس پوری حدیث کے الفاظ میں کہیں بھی مقتدی کا ذکر نہیں ہے کہ وہ بھی فاتحہ پڑھے تو اب یہ خود ہی اپنی طرف سے خیال کرنا اور اپنی طرف سے مقتدی پر فاتحہ کو لازم قرار دینا کیونکر درست ہوسکتا ہے جبکہ ہم نے اس حدیث کی تشریح و مقتضی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور دیگر محدثین رحمہم اللہ سے ثابت کیا ہے کہ اس سے مراد منفرد اور امام ہے نہ کہ مقتدی۔

امام اور منفرد کا سورۃ فاتحہ اور ساتھ کوئی دوسری سورۃ پڑھنا ضروری ہے:

پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۔(سورۃ المزمل، آیت ۲۰)

پس قرآن میں سے وہ حصہ پڑھو جو تمہارے لیے آسان ہے۔

عن أبي قتادة رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه واله وسلم يقرأ في الركعتين الأولين من الصلوٰة الظهر بفاتحة الكتاب وسورتين.

(صحیح بخاری، باب القرأة في الظهر والعصر)(صحیح مسلم، باب القرأة في الظهر والعصر)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھتے۔

عن أبي سعيد رضي الله عنه قال امرنا ان نقرأ بفاتحة الكتاب وما تيسر.

(سنن ابو داؤد، باب من ترك القرأة في الصلوٰة بفاتحة الكتاب)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں (آپ ﷺ کی طرف سے) حکم دیا جاتا کہ ہم سورۃ فاتحہ اور اس کے علاوہ جو قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہیں پڑھیں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال أمرني رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أن أنادي انه لا صلوٰة الا بقرائة فاتحة الكتاب فما زاد.

(سنن ابو داؤد، من ترك القرأة في الصلوٰة بفاتحه الكتاب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں یہ اعلان کروں کہ فاتحہ اور اس سے زائد قرآن پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه یبلغ به النبی صلی الله علیه واله وسلم لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب فصاعدًا۔

(سنن ابو داؤد، من ترك القرأة فی الصلوٰة بفاتحه الکتاب)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو سورۃ فاتحہ اور قرآن کا کچھ حصہ نہ پڑھے اسکی نماز نہیں۔

عن رفاعة بن رافع رضی الله عنه بمعناه قال فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قمت فتوجهت الی القبلة فکبر ثم اقرأ بأم القرآن و بما شاء الله أن تقرأ۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی وصف الصلوٰة)

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو قبلہ رُخ کر کے تکبیر کہہ پھر فاتحہ پڑھ اور جتنا چاہے قرآن پڑھ۔

امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا حکم:

با جماعت نماز کا طریقہ یہ ہے کہ امام کے لیے سورۃ فاتحہ اور اس سے زائد قرآن پڑھنا ضروری ہے جبکہ مقتدی کے ذمہ انصات اور خاموش رہنا ضروری اور واجب ہے۔

خیال رہے کہ شروع اسلام میں نماز میں دُنیاوی بات چیت کرنا جائز تھا اور مقتدی قرأۃ بھی کرتے تھے، بات چیت تو بھی جو کہ اس آیت سے منسوخ ہوئی:

وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۸)

اور اللہ تعالیٰ کے لئے با ادب کھڑے رہا کرو (خاموش)۔

چنانچہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قال کنت نتکلم فی الصلوٰة یکلم الرجل صاحبه وهو الی جنبه فی الصلوٰة

حتی نزلت وقوموا للہ قنتین فامرنا بالسکوت ونہینا عن الکلام۔

(صحیح مسلم، باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ)(صحیح بخاری، باب ماینہی من الکلام فی الصلوٰۃ)

ہم لوگ نماز میں باتیں کرلیا کرتے تھے ہر ایک ساتھی نماز کی حالت میں گفتگو کرلیا کرتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت "وقوموا للہ قنتین" نازل ہوئی پس ہم کو حکم دیا گیا کہ خاموش رہنے کا اور نماز میں کلام نہ کرنے کا، پھر نماز میں کلام منع ہو گیا مگر تلاوتِ قرآن مقتدی کرتے تھے، مگر جب یہ آیت نازل ہوئی تو مقتدی کی تلاوت بھی ممنوع ہوگئی، وہ آیت یہ ہے:

وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسکی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم ہو۔

لغوی مفہوم: یہ بات ذہن نشین رہے کہ بخاری شریف میں "أنصات" یعنی خاموش رہنا اور "لا تحرك به لسانك" (یعنی اپنی زبان نہ ہلاؤں) کو مترادف اور ہم معانی بتلایا گیا ہے۔(صحیح بخاری، کیف کان بدء الوحی ﷺ، رقم الحدیث ۵)

اسی طرح جمہور اہل اسلام فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نماز با جماعت کا طریقہ بتلایا گیا ہے کہ امام قرأۃ کر رہا ہو تو اس وقت مقتدیوں کا وظیفہ صرف یہ ہے کہ نہایت توجہ کے ساتھ اس کی طرف کان لگائے رہیں اور خود خاموش رہیں۔

مذکورہ آیت کا شانِ نزول:

عن أبي العالية أن النبي صلى الله عليه واله وسلم كان اذا صلى باصحابه فقرأ فقرأ اصحابه فنزلت۔ (زجاجۃ المصابیح، باب القرأۃ خلف الامام)

حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی تو آپ ﷺ نے قرأۃ کی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی قرأۃ کی، اس وقت یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔

عن مجاهد قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقرأ في الصلاة فسمع قرأة فتى من الأنصار فنزلت "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا"۔

(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۱، طبع قاہرۃ)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں قرأۃ کرتے تو انصار کے لوگ سن

کر ایسا ہی کرتے تو یہ آیت "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا" نازل ہوئی۔
تفسیر مدارک میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے کہ:

"وجمهور الصحابه رضی الله عنهم اجمعين قال على انه استماع المؤتم".

(تفسیر مدارک ۱/۴۵۸، طبع مکتبہ القرآن والسنۃ پشاور)

کہ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فرمان ہے کہ یہ آیت مقتدی کے قرأۃِ امام سننے کے متعلق ہے۔

ظاهرة وجوب الاستماع والانصات وقت قرأة القرآن فى الصلاة و غير صلاة.

(تفسیر کشاف، صفحہ ۲۰۱، طبع دار المعرفۃ بیروت)

مذکورہ آیت سے ظاہری طور پر یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز اور غیر نماز میں جب بھی قرآن پڑھا جائے تو خاموشی اختیار کی جائے، ذیل میں درج بالا آیت کی تفسیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور حضرات مفسرین ومحدثین سے نقل کی جاتی ہے۔

تفاسیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

تفسیر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

عن ابن مسعود رضى الله عنه أنه سمع ناسا يقرءون مع الامام فلما انصرف قال امام ان لكم ان تفقهوا واذا "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" كما أمر كم الله. (تفسیر خازن، جلد ۲، طبع دار الکتب العلمیہ) (تفسیر طبری ۱۰/۹۵۶، طبع قاہرۃ)

یسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور چند آدمیوں کو امام کے پیچھے قرأۃ کرتے سنا جب آپ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم سمجھ اور عقل سے کام لو اور جب قرآن کریم کی قرأۃ ہوتی ہو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

قال ابن مسعود رضى الله عنه اذا كنت خلف الامام فأنصت للقرآن.

(الاستذکار لابن عبد البر ۲/۲۳۱، طبع دار قتیبۃ دمشق بیروت)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی امام کے پیچھے ہو تو قرآن کے لئے خاموش رہے۔

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ:

عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ واذا قرئ القرآن فی الصلوٰۃ المکتوبۃ فاستمعوا له الی قراء ته وان صتو القراء ته. (تفسیر ابن عباس، صفحہ ۱۸۷، طبع پشاور)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب فرض نماز میں قرآن پڑھا جائے تو اس کی قراءۃ کو کان لگا کر سنو اور قرآن پڑھے جاتے وقت خاموش رہو۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنه قوله "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" یعنی فی الصلاۃ المفروضۃ. (تفسیر طبری ۱۰/۶۶۳، طبع قاہرۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت فرض نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنه.... وقرأ اصحابه وراء ہ فخلطوا علیه قال فنزل القرآن "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" فهذا فی المکتوبۃ.

(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۴، طبع قاہرۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پیچھے پڑھتے اور (آپ ﷺ کی قراءۃ میں) کشمکش پیدا کر دیتے، تو تب یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ:

عن معاویۃ بن قرۃ رضی اللہ عنه سألت بعض مشائخنا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم احبسه قال عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنه کل من سمع القرآن وجب علیه الاسماع والانصات قال انما نزلت هذا الایۃ اذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا فی القرأۃ خلف الامام.

(کتاب القرأۃ للبیہقی، باب ذکر من یؤثر عن اصحاب النبی ﷺ)

معاویہ بن قرۃ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آیا ہر وہ شخص جو قرآن کی سماعت کرے اس پر سننا اور خاموش رہنا واجب ہے؟ تو عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے

جواب فرمایا کہ مذکورہ آیت "اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا" صرف قرأۃ خلف الامام کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی مقتدی کا امام کے پیچھے قرآن سننا واجب ہے۔

تفسیر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

عن ابن عمر رضی الله عنه قال كانت بنو اسرائيل اذا قرأت امتهم جاوبوهم فكره الله ذلك لهذه الامة قال واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا۔

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۳/۲۹۶،طبع ضیاء القرآن پبلیکیشنز)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے امام جب قرأۃ کرتے تھے تو بنی اسرائیلی ان کے ساتھ پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ کام اس اُمت کے لیے بھی ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور خاموش رہو۔

تفسیر مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ:

عن المقداد رضی الله عنه انه سمع ناسا يقرؤن مع الامام فانصرف قال اما آن لكم ان تفقهوا "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" كما أمركم الله۔

(تفسیر مظہری ۳/۵۰۷،طبع دار لاشاعت)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو امام کے ساتھ قرأۃ کرتے ہوئے سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا ابھی تک تم نہیں سمجھے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے خاموش ہو کر سنو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے "قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا"۔

تفاسیر تابعین رحمہم اللہ:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول:

قال هشيم أخبرنا من سمع الحسن يقول فی الصلاة المكتوبة۔

(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۶،طبع قاہرۃ)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ مذکورہ آیت فرض نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

عن مجاهد "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" قال في الصلوٰة المكتوبة.

(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۱، طبع قاھرۃ)(تفسیر عبد الرزاق ۲/۱۰۸، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ آیت فرض نمازوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

عن سعيد بن جبير "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" قال في الصلوٰة المكتوبة. (تفسیر طبری ۱۰/۶۶۱، طبع قاھرۃ)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

عن سعيد بن المسيب "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" قال في الصلوٰة.

(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۰، طبع قاھرۃ)(الاستذکار لابن عبد البر ۲/۲۳۰، طبع بیروت)

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت ضحاک اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم کا قول:

عن الضحاك "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" قال في الصلوٰة المكتوبة.

(تفسیر ابن کثیر ۲/۲۸۱، طبع ریاض)(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۱، طبع قاھرۃ)

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ آیت فرض نمازوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

عن ابراهيم النخعي "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" قال في الصلوٰة المكتوبة. (تفسیر ابن کثیر ۲/۲۸۱، طبع ریاض)(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۱، طبع قاھرۃ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ آیت فرض نمازوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

قال ابن عدي "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" قال اذا قرئ في الصلوٰة.

(تفسیر ابن کثیر ۲/۲۸۱، طبع مکتبہ دار السلام ریاض)

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نماز میں قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنا جائے۔

امام ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

قال ابن زید فی قوله "واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلکم ترحمون" قال اذا قام الامام للصلوٰۃ فاستمعوا له وانصتوا۔

(تفسیر ابن کثیر ۲/۲۸۱،طبع مکتبہ دار السلام ریاض)(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۳،طبع قاھرۃ)

امام ابن زید رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلکم ترحمون" کا حکم اس وقت ہے جب امام نماز کے لیے کھڑا ہو گیا پس اس کی قرأۃ سنو اور خاموش رہو۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

عن الزهری قال لایقرأ من وراء الامام فیما یجهر به من القرأۃ تکفیهم قرأۃ الامام وان لهم یسمعهم صوته ولکهم یقرؤن فیما لم یجهر به سراً فی انفسهم ولا یصلیح لاحد خلفه ان یقرأ معه فیما یجهر سراً وعلانیة قال الله تعالیٰ "واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون"۔

(کتاب القرأۃ للبیهقی،ذکر مایؤثر عن اصحاب النبی ﷺ)(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۳،طبع قاھرۃ)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے وہ نمازیں جن میں قرأۃ بآواز بلند کی جاتی ہے، مقتدی کو قرأۃ نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اسے امام کی قرأۃ کافی ہے اگرچہ وہ امام کی آواز نہ سنیں، لیکن ان نمازوں میں دل میں قرأۃ کریں جن میں دل میں قرأۃ کی جاتی ہے اور کسی کے لیے درست نہیں کہ جن نمازوں میں باآواز قرأۃ ہوتی ہے ان میں امام کے ساتھ پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلکم ترحمون"۔

عن الزهری قال کان النبی صلی الله علیه واله وسلم یقرأ ورجل یقرأ فنزلت "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا"۔(تفسیر طبری ۱۰/۶۶۲،طبع قاھرۃ)

حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ قرأۃ کرتے تو لوگ بھی پڑھتے تھے اس موقع پر یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

عبداللہ بن عمیر اور عطا بن ابی رباح رحمہما اللہ کا قول:

طلحه بن عبيد الله بن كريز قال رأيت عبيد الله بن عمير و عطاء بن رباح يتحدثان والقاص يقص فقلت الا تسمعان الى الذكر و تستوجان الموعود قال فنظرا الى ثم اقبلا على حديثهما قال فاعدت فنظر الى ثم اقبلا على حديثهما قال فاعدت الثالثة قال فنظرا الى فقالا انما ذلك فى الصلوة "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا"۔

(كتاب القرأة للبيهقى، ذكر ما يؤثر عن اصحاب النبى ﷺ)(تفسير طبرى ۱۰/۶۵۹، طبع قاهرة)

طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبید بن عمیر اور عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ آپس میں بات چیت کر رہے ہیں جبکہ واعظ اپنا واعظ سنا رہا ہے میں نے کہا کیا تم اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں سنتے؟ ان دونوں نے میری طرف دیکھا اور پھر باتوں میں مشغول ہو گئے، فرماتے ہیں میں نے دوبارہ کلمات دوہرائے، اُنہوں نے میری طرف دیکھا اور پھر باتیں کرنے لگے، میں نے تیسری مرتبہ بھی وہی الفاظ دوہرائے تو اُنہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ حکم تو فقط نماز میں ہے یعنی "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا"۔

حضرت عامر رحمہ اللہ کا قول:

عن عامر قال فى الصلاة المكتوبة۔ (تفسير طبرى ۱۰/۶۶۲، طبع قاهرة)

حضرت عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت فرض نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام السدی رحمہ اللہ کا قول:

عن السدى "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" قال اذا قرئ فى الصلاة۔

(تفسير السدى الكبير، صفحه ۲۷۰، طبع الوفاء)(تفسير طبرى ۱۰/۶۶۲، طبع قاهرة)

حضرت سدّی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

دیگر تفاسیر محدثین رحمہم اللہ:

تفسیر محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۸ھ):

عن محمد بن كعب القرظى قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا

قرأ في الصلوٰة أجابه من ورائه ان قال بسم الله الرحمن الرحيم قالوا مثل مايقول حتى تنقضي الفاتحة والسورة فلبث ماشاء الله أن يلبث ثم نزلت "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له فانصتوا لعلكم ترحمون" فقرأ وانصتوا.

(تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ۴/۲۵۹، رقم الحدیث ۹۴۹۴)

کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب قرأۃ کرتے تو مقتدی بھی آپ ﷺ کے پیچھے قرأۃ کرتے چنانچہ جب آپ ﷺ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہتے تو مقتدی بھی اسی طرح کہتے یہاں تک کہ سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ ختم ہوتی یہ معاملہ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا چلتا رہا پھر یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ قرأۃ کرتے جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہتے۔

تفسیر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۴۱ھ):

قال العلامة ابن تيمية وقول الجمهور هو الصحيح فان الله سبحانه و تعالىٰ "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له فانصتوا لعلكم ترحمون" قال احمد أجمع الناس على نزلت في الصلوٰة. (فتاوٰی ابن تیمیہ ۲۲/۱۵۰، باب صفة الصلوٰة، طبع مکتبہ العبیکان)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور حضرات کا قول صحیح ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پر (اہل علم) لوگوں کا اجماع ہے کہ مذکورہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

تفسیر طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۰ھ):

عن بشير بن جابر قال صلى ابن مسعود رضى الله عنه فسمع ناسا يقرؤن مع الامام فلما انصرف قال اما آن لكم ان تفقهوا ما آن لكم ان تعقلو "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا" كما أمركم الله. (تفسیر طبری ۱۰/۶۵۹، طبع قاھرۃ)

بشیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے سنا لوگ امام کے پیچھے قرأۃ کر رہے ہیں، جب نماز مکمل ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اب بھی تمہارے لیے وقت ہے تدبر و تفکر کرو اور سمجھ جاؤ "واذا قرئ

القرآن فاستمعوا له وأنصتوا "یعنی جب قرآن پڑھا جائے پس اسے سنو اور خاموش رہو جیسا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت آموز فیصلہ:

قال ابو جعفر واولی الاقوال فی ذلك بالصواب قول من قال امروا باستماع القرآن فی الصلوٰۃ اذا قرأ الامام وکان من خلفه ممن یأتم به یسمعه وفی الخطبة وانما قلنا ذالك اولی بالصواب لصحة الخبر عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال "واذا قرأ الامام فأنصتوا" واجماع الجمیع علی ان من سمع الخطبة ممن علیه الجمعة الاستماع والانصات لهامع تتابع الاخبار بالأمر ذالك عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وانه لا وقت یجب علی احد استماع القرآن ولا نصات لسامعه من قاریه الا فی هاتین الحالتین علی اختلاف فی الخبر عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بما ذکرنا من قوله "واذا قرأ الامام فأنصتوا" فالانصات خلفه لقرأته واجب علی من کان موتما سامعا قرأته بعموم ظاهر القرآن والخبر عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم۔

(تفسیر طبری ۹/۱۶۶، طبع مصطفی البابی الحلبی مصر)

امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام اقوال میں سے ان لوگوں کا قول درست اور صحت کے اعتبار سے اولیٰ ہے جن کا یہ کہنا ہے کہ امام جب قرأۃ کر رہا ہو تو اقتداء کرنے والے پر قرآن پاک کا سننا واجب ہے اور اس کے بعد وہ قول جو خطبہ کے متعلق ہے ہم نے (پہلا قول) اولیٰ اس لیے کہا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے، بے شک آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأۃ کر رہا ہو تو خاموش رہو۔

(دوسرا قول) تمام لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس پر جمعہ واجب ہے اور وہ خطبہ امام سن رہا ہو تو اس کے لیے بھی سننا اور خاموش رہنا واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پے در پے اخبار وارد ہوئیں ہیں، سوائے ان دو حالتوں (نماز اور جمعہ کا خطبہ) کے کسی اور وقت میں قرآن پاک سننا اور اس کے لیے خاموش رہنا واجب نہیں کہ امام پڑھ

رہا ہو اور سامع سن رہا ہو اور ان حالتوں میں سے ایک پہ اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی امام کی اقتداء میں ہو، قرأۃ خلف الامام کے ترک پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "واذا قرأ الامام فأنصتوا" ہر اس شخص پر جو امام کی اقتداء میں قرآن سن رہا ہو، چپ رہنا واجب ہے (اس کی دو وجہ ہیں) ایک ظاہر قرآن کا عمومی حکم اور دوسرا رسول اللہ ﷺ کی صحیح خبر۔

تفسیر ابومنصور الماتریدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۳۳ھ):

ثم ان كانت الآية في الصلاة ففيه دلالة النهي عن القرأة خلف الامام لأنه أمر بالاستماع والانصات له. (تفسیر ابو منصور الماتریدی، ۵/۱۲۴، طبع در الکتب العلمیۃ بیروت)

پس یہ آیت اگر نماز کے لئے ہے، یہ دلیل ہے کہ امام کے پیچھے قرأۃ کرنا منع ہے، بلکہ توجہ کرنے اور خاموش رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

تفسیر الجصاص رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۷۰ھ):

دلت الاية على النهي عن القرأة خلف الامام فيما يجهر به فهي دالة على النهي فيما يخفى لانه أوجب الاستماع و الانصات عند قرأة القرآن ولم يشترط فيه حال الجهر من الاخفاء فاذا جهر فعلينا الاستماع و الانصات واذا خفي فعلينا الانصات بحكم اللفظ لعلمنا بانه قارئ للقرآن.

(تفسیر احکام القرآن للامام ابو بکر الجصاص ۳/۲۱۶، طبع دار احیاء التراث العربی)

امام ابوبکر الجصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مذکورہ آیت کی رو سے جس طرح جہری نمازوں میں مقتدی کو امام کے ساتھ پڑھنے سے روکا گیا ہے اسی طرح سری نمازوں میں بھی مقتدی کو امام کیساتھ پڑھنے سے روکا گیا ہے کیونکہ اس آیت میں جہری وسری کی تخصیص نہیں الغرض جب امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو تو ہم پر اس کا سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے اور جب امام آہستہ پڑھ رہا ہو تو خاموش رہنا بہر حال ضروری ہے چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ امام قرآن پڑھ رہا ہے۔

تفسیر سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۷۳ھ):

وروى عبدالوهاب عن مجاهد عن أبي العالية الرياحي قال كان النبي عليه

السلام اذا صلی فقرأ وقرأ اصحابه خلفه حتی نزلت"واذا"فسکت القوم وروی قتادة عن سعید بن المسیب فی قوله تعالیٰ"واذا"قال فی الصلاة۔وقال مجاهد وجب الانصات فی موضعین فی الصلاة والامام یقرأوقال وعطاء والحسن ان هذا(الآیة)فی الصلاة۔(تفسیر سمرقندی ۲/۱۷۵،مکتبة الشاملة)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت أبي العالیہ الریاحی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز میں قرأۃ کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے پڑھتے، تب یہ آیت نازل ہوئی، پھر لوگ خاموش ہو گئے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول(واذا قرئ القرآن...)نماز کے لئے نازل ہوئی ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کے لئے واجب ہے کہ وہ نماز میں خاموش رہے جب امام قرأۃ کر رہا ہو۔

حضرت عطاء اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت نماز کے لئے نازل ہوئی ہے۔

تفسیر الوسیط للطنطاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۳۱ھ):

وبعض العلماء یحمل القرأة فی الآیة علی القرأة خلف الامام فی الصلاة ... أن الآیة تأمر بوجوب الاستماع والانصات عند قرأة القرآن فی الصلاة وفی غیر الصلاة۔(تفسیر الوسیط للطنطاوی ۱/۱۷۶۱،طبع قاهرة)

بعض علماء کا قول ہے کہ مذکورہ آیت امام کے پیچھے قرأۃ کرنے کے متعلق نازل ہوئی ہے، بیشک اس آیت میں قرآنِ کریم کے لئے خاموش رہنے اور توجہ کرنے کا حکم دیا گیا ہو خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں ہو۔

تفسیر ابن عبد البر نمری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ):

قال ابو عمر فی قول اللہ عزوجل"واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا"مع

اجماع اهل العلم ان مراد الله من ذلك فى الصلٰوة المكتوبة۔

(التمهيد لما فى الموطا من المعانى والاسانيد ١١/٣٠)

حضرت ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم حضرات کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس آیت "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" کا شان نزول فرض نماز ہے۔

تفسیر السمعانی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۴۸۹ھ):

قال الحسن والزهرى والنخعى هذا فى القرأة فى الصلاة۔ (تفسیر سمعانی ۲/۲۴۲، طبع الرياض)

حضرت حسن بصری، حضرت امام زہری اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت نماز میں قرأۃ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

تفسیر امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۵۱۶ھ):

عن المقداد رضى الله عنه انه سمع ناسا يقرؤن مع الامام فانصرف قال اما آن لكم ان تفقهوا "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" كما امركم الله قال هذا قول الحسن والزهرى والنخعى ان الاية فى القرأة فى الصلٰوة خلف الامام، هذا أولى ممن قال انها نزلت للانصات فى الجمعة لان الاية مكية والجمعة وجبت فى المدينة۔ (تفسیر معالم التنزیل ۳/۶۲۲، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو امام کے ساتھ قرأۃ کرتے ہوئے سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا ابھی تک تم نہیں سمجھے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے خاموش ہو کر سنو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" یہ قول حسن بصری، زہری اور نخعی رحمۃ اللہ علیہم کا ہے کہ یہ آیت نماز میں قرأۃ خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ قول اولیٰ (بہتر و افضل) ہے ان لوگوں کے قول سے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت خطبہ جمعہ کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور جمعہ مدینہ منورہ میں واجب ہوا۔

تفسیر علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۵۲۸ھ):

ظاهره وجوب الاستماع والانصات وقت قرأة القرآن فى صلٰوة وغيرها ثم

صار سنة فی غیر صلوٰة ان ینصت القوم اذا کانوا فی مجلس یقرأ فیه القرآن۔

(تفسیر کشاف ۱/۵۲۳،طبع تہران)

آیت کے ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز کی حالت ہو یا خارج از نماز کی حالت ہو ہر صورت میں قرأۃ کی طرف توجہ کرنا اور خاموش رہنا ضروری ہے، پھر یہ حکم نماز کے علاوہ سنت ٹھہرا یعنی کسی مجلس میں قرآن پاک پڑھا جارہا ہو تو لوگوں کو خاموش رہنا سنت ہے۔

تفسیر زادالمیسر للامام الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۹۷ھ):

واذا قرئ القرآن فاستمعوا له أيها الناس وأنصتوا لتعقلوه رجاء أن يرحمكم الله به۔ (تفسیر زادالمیسر ۳/۱۲۶،طبع دار الکتاب العربی بیروت)

اے لوگوں! جب قرآن کی قرأۃ کی جائے تو خاموش رہو اور توجہ کرو اگر تم عقل رکھتے ہو تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

تفسیر کبیر للامام فخرالدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ):

وفی الآیة مسائل ومنها لاشك ان قوله" فاستمعوا له وأنصتوا" أمره وظاهر الامر للوجوب فمقتضاه أن يكون الاستماع والسكوت واجباً۔

(تفسیر کبیر ۱۵/۱۰۲،طبع مکتب الاعلام الاسلامی)

اس آیت مبارک میں چند مسائل ہیں ایک یہ کہ "فاستمعوا له وأنصتوا" اللہ عزوجل کا حکم ہے اور حکم ظاہر میں وجوب کے لیے ہے پس اس آیت کریمہ کا مقتضی یہی ہے کہ (قرأۃ قرآن مجید کے وقت) سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔

تفسیر ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۰ھ):

نزلت فی المأموم ینصت ولا یقرأ۔ (تفسیر الماوردی ۱/۵۲۰،طبع دار ابن حزم بیروت)

مذکورہ آیت مقتدی خاموش رہے اور قرأۃ نہ کرے کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

تفسیر قرطبی للامام ابی عبداللہ بن احمد الانصاری القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۱ھ):

فلا قرأة بفاتحة الكتاب ولا غيرها فی المشهور من مذهب مالك لقول الله تعالیٰ "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" وقول رسول الله صلی الله علیه واله

وسلم "مالی انازع القرآن" وقوله فی الامام "واذا قرئ فانصتوا" وقوله "من کان له امام فقرأة الامام له قرأة.

(الجامع الاحکام القرآن ۷/۲۵۳، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام کے پیچھے نہ سورۃ فاتحہ پڑھی جائے نہ کچھ اور، یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا" یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور خاموش رہو، اور رسول اللہ ﷺ کا قول "مالی أنازع القرآن" یعنی کیا ہے میرے لیے قرآن میں منازعت کی جا رہی ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام پڑھے تم خاموش رہو اور مزید رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو امام کے پیچھے نماز ادا کر رہا ہو تو امام کی قرأۃ ہی اس کی قرأۃ ہے۔

تفسیر علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۸۵ھ):

فظاهر اللفظ يقتضي وجوبها حيث يقرأ القرآن وعامة الفقهاء على استحبابها خارج الصلوة. (تفسیر بیضاوی، صفحہ ۲۰۸، طبع قاہرہ)

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر عموم آیت نماز میں سننا اور خاموش رہنا کے وجوب کا تقاضا کرتے ہیں، جہاں بھی قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور عام فقہاء کے نزدیک خارج از قرآن پاک سننا مستحب ہے۔

تفسیر خازن لعلامہ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۲۵ھ):

ذهب قوم الى انه لا يقرأ أسر الامام اوجهر يروى ذلك عن جابر واليه ذهب اصحاب الرأي حجة من لا يرى القرأة خلف الامام ظاهر هذا الاية لان قوله "فاستمعوا له وأنصتوا" امر وظاهر الأمر للوجوب فمقتضاه ان يكون الاستماع والانصات واجبين. (تفسیر خازن ۲/۱۶۲، طبع حقانیہ پشاور)

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ خواہ امام آہستہ پڑھے یا جہراً، مقتدی کو بہر حال کچھ نہیں پڑھنا چاہیے اور یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسی پر احناف کا عمل ہے خلف الامام نہ پڑھنے کی دلیل اس آیت کریمہ "فاستمعوا له وأنصتوا" کا ظاہر ہے کہ جب بھی قرآن پڑھا

جائے، سنو اور خاموش رہو اور یہ حکم ہے اور حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے، پس اس کا تقاضا سننا اور خاموش رہنا ہے۔

تفسیر ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۲۸ھ):

وقول جمهور هو الصحيح فان الله سبحانه و تعالیٰ يقول "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون" وقال احمد أجمع الناس على أنها نزلت في الصلوٰة۔ (مجموعه فتاوٰی ۲۲/۱۷۷، طبع مکتبة العبیکان)

جمہور کا قول ہی صحیح ہے کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے خوب غور سے اور خاموشی سے سنو، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت نماز میں قرأۃ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ابن جزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۱ھ):

واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا فيه ثلاثة أقوال: أحدها أن الانصات المأمور به هو لقرأة في الصلاة۔ (تفسیر ابن جزی ۱/۳۱۹، طبع بیروت)

مذکورہ آیت کے بارے میں تین اقوال ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے نماز میں خاموش رہے۔

تفسیر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۷۴ھ):

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم مومنوں کے لیے بصیرت، ہدایت اور رحمت کا موجب ہے تو اس کے بعد قرآن کریم کا احترام اور تعظیم کا عملی ثبوت پیش کرنے کا طریقہ بتلایا اور حکم دیا کہ قرآن کی قرأۃ کے وقت خاموش رہو نہ کہ مشرکین جیسے جو کہ قرآن سنتے وقت شور وغل مچایا کرتے لیکن احادیث مذکورہ سے موکدہ طور پر خاموش رہنے کا حکم صرف امام کے پیچھے فرض نمازوں میں اقتداء کرنے والوں کے لئے معلوم ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر مع معالم ۳/۶۲۳، طبع مکتبہ دارالسلام ریاض)

تفسیر درمنثور للعلامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ):

عن ابن عباس رضی الله عنه (واذا قری القرآن فاستمعوا له فانصتوا) يعني

فی الصلوٰۃ المفروضۃ۔ (درمنثور ۳/۶۳۴، طبع دار الفکر بیروت)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مذکورہ آیت فرض نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر علامہ ابو مسعود رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۸۲ھ):

فاستمعوا له استماع تحقيق وقبول وانصتوا أي اسكتو في خلال القرأة وراعوها الى انقضائها تعظيماً له وتكميلاً للاستملع الى ان قال وظاهر النظم يقتضي وجوب الاستماع والانصات عند قرأة القرآن في الصلوٰة وغيرها الى آن قال وجمهور الصحابة رضي الله عنهم اجمعين على أنه في استماع الموتم۔

(تفسیر ابو السعود علی الکبیر ۲/۵۰۲)

یعنی قرآن کریم کی سماعت کی طرف ایسی توجہ کرو جس سے تحقیق اور قبول حق کا جذبہ نظر آئے اور اثنائے قرأۃ میں بالکل خاموش رہو اور قرأۃ مکمل ہونے تک اسے پوری توجہ سے سنو تاکہ توجہ کا مکمل فائدہ حاصل ہو، آیت کے ظاہری الفاظ کا تقاضا ہے کہ نماز میں اور خارج از نماز جہاں بھی قرأۃ ہو وہاں خاموش رہنا چاہیے لیکن جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا مسلک یہ ہے کہ وجوبی طور پر خاموش رہنا صرف مقتدی کے لیے ہے۔

تفسیر احمدیہ از ملا احمد جیون امیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۳۱ھ):

امام کے پیچھے مقتدی کا فاتحہ نہ پڑھنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے، خواہ نماز میں یا نماز سے باہر تو اسے سنو اور خاموش رہو۔

(تفسیر احمدیہ، حصہ اول، صفحہ ۲۷۶، طبع المیزان)

تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۲۵ھ):

قال قوم نزلت الاية ترك الجهر بالقرأة خلف الامام۔

(تفسیر مظہری ۲/۵۰۵، طبع دار الاشاعت)

ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ یہ آیت امام کے پیچھے باآواز پڑھنے کے ترک کرنے کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر روح المعانی از علامہ سید محمود آلوسی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۷۰ھ):

فی ان المأموم لایقرأ فی سریة ولا جهریة لا تقتضی وجوب الاستماع عند القرأة القرآن فی الصلوٰة وغیرها وقد قام الدلیل فی غیرها علی جواز الاستماع وترکه فقی فیها علی حاله فی الانصات للجهر وکذا فی الاخفاء لعلمنا بانه یقرأ ویوید ذالك اخبار جمة۔ (تفسیر روح المعانی ۹/۱۳۲، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مذکورہ آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ نماز میں اور خارج از نماز جب بھی قرآن کریم کی قرأۃ ہو تو خاموش رہنے کا وجوب ثابت ہے لہٰذا جہری نمازوں میں اور سری نمازوں میں خاموشی ضروری ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ امام قرأۃ کرتا ہے اس بات کی تائید میں کثیر روایات ہیں۔

تفسیر عثمانی از حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۲ھ):

اس آیت سے بہت سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ نماز میں جب امام قرأۃ کرے تو مقتدی کو سننا اور خاموش رہنا چاہیے۔ (تفسیر عثمانی ۱/۷۹۰، طبع دار الاشاعت)

تفسیر معارف القرآن از مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۴ھ):

(مذکورہ) آیت قرآنی سے مقتدی کا حکم بیان کرنا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی پر مطلقاً استماع اور انصات واجب ہے اور لازم ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے اپنی قرأۃ جائز نہیں۔

(معارف القرآن ۲/۲۸۴، طبع مکتبہ المعارف)

تفسیر معارف القرآن از مولانا مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ):

اس آیت سے اس پر استدلال کیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدیوں کو قرأۃ نہیں کرنا چاہیے۔

(معارف القرآن ۴/۱۶۲، طبع مکتبہ معارف القرآن کراچی)

تفسیر فتح المنان المعروف تفسیر حقانی از مفتی عبد الحق دہلوی:

یہ کہ جب قرآن مجید آواز سے پڑھے تو مقتدیوں کے لیے سکوت کرے سننے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر حقانی ۲/۴۵۰، طبع میر محمد کتب خانہ کراچی)

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا مصفانہ فیصلہ:

سلف کی ایک جماعت نے صراحت کی ہے کہ یہ آیت نماز میں امام کی قرأۃ سے متعلق ہے۔

(فتح القدیر للشوکانی ۲/۳۲۱)

بعض امور کی علمی و تحقیقی وضاحت:

(1) علمِ دین کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں سب سے پہلے قرآن سے رجوع کیا جاتا ہے اور مذکورہ بالا آیت کے ترجمہ اور تفاسیر سے یہ بات واضح ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی قرأۃ نہ کرے، بلکہ خاموشی اور توجہ سے کھڑا رہے۔

(2) بعض حضرات کا یہ کہنا کہ یہ آیت مشرکین سے متعلق ہے کہ وہ جب قرآن پڑھا جاتا تھا تو شور وغل کرتے تھے، اس لیے ان کو خاموش رہنے کے لیے کہا گیا، لہٰذا اگر فرض کر لیا جائے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے تب بھی قرآن کا کونسا حکم ہے جس میں مشرکین کو کسی کام سے منع کیا گیا ہو اور مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ فرمایا ہو؟ مشرکین کو شرک سے منع کیا گیا تو کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہاں مخاطب مشرکین ہیں، مسلمان نہیں، اسی طرح سورۃ نور میں پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے والوں کے لیے اسّی کوڑے مارنے کی سزا تجویز کی گئی، جبکہ یہ آیتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے لیے خصوصی واقعہ میں نازل ہوئی تھیں، تاہم علمائے اُمت کا کہنا ہے کہ یہ حکم سب کے لیے عام ہے، لعان کی آیتیں حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے بارے میں نازل ہوئیں کہ میاں بیوی میں سے کوئی ایک، دوسرے پر زنا کاری کا الزام لگائے اور شرعی ثبوت نہ ہو تو شرعی طریقہ کے مطابق لعان کریں، تاہم یہ حکم بھی سب مسلمانوں کے لیے عام ہے۔

(3) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مذکورہ بالا آیت کا تعلق خطبہ جمعہ سے ہے، لیکن اولاً تو قابلِ غور بات یہ ہے کہ خطبہ جمعہ تو مدینہ میں جاری ہوا، جبکہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی، لہٰذا یہ آیت صریح طور پر جماعت کی نماز کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے، ثانیاً خطبے کے متعلق تمام اُئمہ کا اتفاق ہے کہ دورانِ خطبہ انصات (خاموشی) واجب یا مستحب ہے کیونکہ مذکورہ آیت کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ خطبے کے متعلق نازل ہوئی، جب کہ جمہور کا قول محقق

یہ ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ یہ آیت نماز کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے، بالفرض اگر تسلیم کرلیا جائے کہ شانِ نزول خطبہ ہے تو پھر وجوب یا استحبابِ انصات (خاموشی) کس بناء پر؟ ظاہر ہے کہ خطبہ ذکر اللہ اور قرآن پر مشتمل ہے، جبکہ نماز میں تو سارا ہی قرآن ہے لہٰذا دلالۃ النص کے طور پر نماز میں بطریقِ اولیٰ خاموشی واجب ہوگی۔

قرأت خلف الامام کا حکم احادیث نبویہ ﷺ اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آثار تابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی روشنی میں:

باجماعت نماز کا طریقہ یہ ہے کہ امام کے لیے سورۃ فاتحہ اور اس سے زائد قرآن پڑھنا ضروری ہے جبکہ مقتدی کے لیے سننا اور خاموش رہنا ضروری اور واجب ہے کیونکہ امام سب مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے اور امام کی قرأۃ ہی مقتدی کی قرأۃ شمار ہوتی ہے اسی لیے امام کی قرأۃ مقتدی کے لیے کافی ہوجاتی ہے۔

دورانِ قرأت امام کے پیچھے مقتدی بالکل خاموش رہے:

عن أبي موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خطبنا فبین لنا سنتنا وعلمنا صلوٰتنا فقال اذا صلیتم فاقیموا صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین۔ (صحیح مسلم، باب التشھد فی الصلاۃ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور سنت سکھائی اور ہمیں نماز کا طریقہ بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو سیدھا کرلیا کرو پھر تم میں سے کوئی ایک امام بنے، جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأۃ کرنے لگے تو تم خاموش ہوجاؤ اور جب وہ "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن دارمی، باب القول بعد من الراس من الرکوع)(سنن دار قطنی، باب ذکر قولہ ﷺ من کان

له امام فقرأة الامام له قرأة)(سنن ابو داؤد، باب التشهد)(مشکوٰة، کتاب الصلاة)(صحیح أبي عوانه، رقم الحديث ١٦٩٨، ١٦٩٧، ١٦٩٦، طبع دار الكتب العلمية بيروت)(سنن ابن ماجه، باب اذا قرأ الامام فأنصتوا)(صحيح ابن خزيمه، رقم الحديث ١٥٨٣، طبع دار الكتب العلمية بيروت)(صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٢١٦٧، طبع دار الكتب العلمية بيروت)(مختصر خلافيات للبيهقي ٢/١٢٥، طبع مكتبة الرشيد الرياض)(الأحكام الكبرىٰ الخراط، باب ما جاء في قرأة أم القرآن للامام والمأموم والفذ)مسند احمد، رقم الحديث ١٩٧٢٣)(مسند البزار، رقم الحديث ٨٨٩٨)(مسند أبي يعلى، رقم الحديث ٣٢٦٧)(سنن دار قطني، باب ذكر قوله صلى الله من كان له امام فقرأة الامام له قرأة، رقم الحديث ١٢٥٠، ١٢٤٩)(مسند الروياني، رقم الحديث ٥٦٥)(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٣٣)(كنز العمال، رقم الحديث ١٩٦٨٢)(سنن الكبرى للبيهقي، باب من قال يترك المأموم القرأة فيما جهر، رقم الحديث ٢٨٩٠، ٢٨٨٩)(معرفة السنن والآثار للبيهقي، رقم الحديث ٣٦٢٧)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين۔ (سنن ابن ماجه، باب اذا قرأ الامام فانصتوا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے پس جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قرأۃ کرے تو تم خاموش رہو جب وہ ''غیر المغضوب علیہم والا الضالین'' کہے تو تم آمین کہو۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند احمد، رقم الحديث ٩٤٣٨، ٨٥٣٣، ٨٨٨٩)(مصنف ابن أبي شيبه، باب في الامام يصلي جالسا، رقم الحديث ١٣٧٧)(سنن ابن ماجه، باب اذا قرأ الامام فأنصتوا)(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كره القرأة خلف الامام، رقم الحديث ٣٧٩٩)(مصنف ابن أبي شيبه، باب مسألة امامة من صلى جالسا، رقم الحديث ٣٦١٣٧)(سنن ابو داؤد، باب الامام يصلي من قعود)(سنن الكبرى للنسائي، باب تأويل قول جل ثنائه واذا قرئ القرآن، رقم الحديث ٩٩٦، ٩٩٥)(سنن نسائي، باب تأويل قول جل ثنائه واذا قرئ القرآن، رقم الحديث ٩٢٢، ٩٢١)(سنن دار قطني، باب ذكر قوله صلى الله من كان له امام فقرأة الامام له قرأة، رقم الحديث ١٢٤٥، ١٢٤٤، ١٢٤٣)(سنن الكبرى للبيهقي، باب من قال يترك المأموم القرأة فيما جهر، رقم الحديث ٢٨٩١)(مسند البزار، رقم الحديث ٣٠٦٠، ٣٠٥٩)(سنن طحاوي، باب القرأة

خلف الامام)(فوائد تمام فی نسخه زین بن شعیب برقم الحدیث ۹۷۲)(صحیح مسلم، باب التشهد فی الصلاة)(الأحکام الکبریٰ للخراط، باب ماجاء فی قرأة أم القرآن للامام والمأموم والفذ) (مشکوٰۃ، کتاب الصلاۃ)(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره القرأة خلف الامام)

فائدہ: اس حکم میں خاص طور پر "والا الضالین" کہنے کے بعد آمین کہنا، اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ سورۃ فاتحہ صرف امام پڑھے گا مقتدی خاموش رہیں گے۔ (مرقاۃ المفاتیح، باب القرأۃ فی الصلاۃ)

عن الزهری عن أنس بن مالك رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال اذا قرء فانصتوا۔ (کتاب القرأة خلف الامام للبیهقی، رقم الحدیث ۳۱۳، طبع پشاور)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قرأۃ کرے تو تم خاموش رہو۔

عن علی رضی الله عنه قال قال رجل للنبی صلی الله علیه واله وسلم اقرأ خلف الامام أو انصت قال بل أنصت فأنه یکفیك۔ (سنن دار قطنی، باب ذکر قوله من کان له امام فقرأة الامام له قرأة، رقم الحدیث ۱۲۵۵) (مختصر خلافیات للبیهقی ۲/۱۱۶، طبع مکتبة الرشید الریاض)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ امام کے پیچھے قرأۃ کروں یا چپ رہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا خاموش رہا کرو یہی تمہارے لیے کافی ہے۔

عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فلما سلم قال أیکم قرأ خلفی فقال رجل أنا یا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقال مالی أنازع القرأن اذا صلی أحدکم خلف الامام فلینصت فان قرأته وصلاته له صلاة۔ (مختصر خلافیات للبیهقی ۲/۱۱۷، طبع مکتبة الرشید الریاض)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ کون میرے پیچھے قرأۃ کر رہا تھا تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی (دل میں کہوں) کون میرے ساتھ قرآن میں کشمکش کر رہا ہے، جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ خاموش رہے کیونکہ امام کی قراۃ تمہاری قرأۃ اور امام کی نماز تمہاری نماز شمار ہوگی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا قال الامام "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" فقولوا آمين فانه من وافق قوله الملئكة غفر له ما تقدم من ذنبه۔ (صحيح مسلم، باب التسبيح والتحميد والتامين)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو پس جس آدمی کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی اسکے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحيح بخاری ،باب جهر الماموم بالتامين)(سنن دارمی،باب فی فضل التامين)(سنن نسائی، باب الجهر بآمين)(مصنف عبد الرزاق، باب آمين)(مسند احمد، رقم الحديث ۲۸۶)

استدلال: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں جہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے امام کے "ولا الضالین" کہنے کے بعد آمین کہنے کا حکم فرمایا ہے وہیں یہ بھی فرمایا کہ آمین کہو اس لیے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے اگر امام کا آمین کہنا جہری نمازوں کی قرأۃ کی طرح بلند آواز سے ہوتا یا امام کا آمین کہنا سری نمازوں کی قرأۃ کی طرح کافی ہوتا تو دونوں (یعنی امام اور مقتدی) کو الگ الگ حکم نہ دیا جاتا، یعنی جہری نمازوں میں تو مقتدی خود سن لیتا کہ امام بھی آمین کہہ رہا ہے اور کہہ لیتا اور سری نمازوں میں بتانے کی ضرورت پیش نہ آتی کہ امام کی آمین قرأۃ کی طرح مقتدی کو کافی ہو جاتی، لیکن بتانے کی ضرورت اسی لیے پیش آئی کہ امام کی قرأۃ مقتدی کو کافی ہوتی ہے لیکن آمین کہنا ہر حال میں امام اور مقتدی کے لیے آہستہ آواز میں کہنے کا حکم ہے اس لیے تو مذکورہ بالا احادیث صرف آمین کہنے کا ذکر ہے اور قرأۃ خلف الامام کا ذکر نہیں۔

عن نعيم قال صليت وراء أبي هريرة رضي الله عنه فقرأ "بسم الله الرحمن الرحيم" ثم قرأ بأم القرآن حتى اذا بلغ "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" فقال آمين فقال آمين ويقول كما سجد الله اكبر واذا قام من الجلوس في الاثنتين قال الله اكبر واذا سلم قال والذي نفسي بيده اني لأشبهكم صلاة رسول الله

صلى الله عليه واله وسلم۔ (سنن نسائی، باب القرأة بسم الله الرحمن الرحیم)

حضرت نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھی پھر سورۃ فاتحہ تلاوت فرمائی جس وقت وہ ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' پر پہنچے تو اُنہوں نے آمین کہی تو لوگوں نے بھی آمین کہی اور جب سجدہ میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعت پڑھ کے اُٹھتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب سلام پھیرا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری نماز تم لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہے۔

<u>**استدلال:**</u> مذکورہ بالا حدیث میں اگر سورۃ فاتحہ سب مقتدی امام کے ساتھ پڑھ رہے ہوتے تو آمین کی تخصیص نہ کی جاتی کہ مقتدیوں کو بھی امام کے ساتھ آمین کہنی چاہیے، کیونکہ تمام مقتدی پہلے خاموش کھڑے امام کی قرأۃ سن رہے تھے جب امام نے ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' کے بعد آمین پڑھی تو مقتدیوں نے بھی آمین پڑھی۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ:

عن أبي وائل قال سئل عبد الله ابن مسعود رضى الله عنه عن القرأة خلف الامام فقال أنصت للقرآن فان فى الصلوٰة شغلاً وسيكفيك ذالك الامام۔

(کتاب القرأة خلف الامام للبیہقی، رقم الحدیث ۲۵۰، طبع دار الکتب پشاور)

ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا میں امام کے پیچھے قرأۃ کرسکتا ہوں؟ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن کے لیے خاموش رہو کیونکہ امام قرأۃ میں مشغول ہے اور امام کی قرأۃ تجھے کافی ہے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب من قال لا یقرأ خلف الامام علی الاطلاق) (موطا امام محمد، باب القرأة فی الصلوٰة خلف الامام) (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۳۲۵) (سنن طحاوی، باب القرأة خلف الامام) (مصنف عبد الرزاق، باب القرأة خلف الامام)

عن قتادة عن سعید ابن المسیب قال انصت للامام۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره القرء ة خلف الامام)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام کی قرأۃ کے لیے خاموش رہو۔

فقال له ابوبکر فحدیث أبی هریرة رضی الله عنه فقال هو صحیح یعنی واذا قرئ فانصتوا۔ (صحیح مسلم، باب التشهد فی الصلوٰة)

حضرت ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے سلمان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کیسی ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ بالکل صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام قرأۃ کرے تو بالکل خاموش رہو۔

عن محمد بن سرین قال لا اعلم القرأة خلف الامام قال من السنة۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره القرأة خلف الامام)

حضرت محمد بن سرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام کے پیچھے قرأۃ کو سنت نہیں سمجھتا۔

امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے:

عن جابر رضی الله عنه قال ان رجلاً صلی خلف النبی صلی الله علیه واله وسلم فی الظهر والعصر یعنی قرأ فاومی الیه رجل فنهاه فابی فلما انصرف قال اتنهانی ان اقرأ خلف النبی صلی الله علیه واله وسلم فتذاکرا حتی سمع النبی صلی الله علیه واله وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من صلی خلف امام فان قرأة الامام له قرأة۔ (کتاب القرأة خلف الامام للبیهقی، رقم الحدیث ۳۳۹، طبع پشاور)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ظہر یا عصر کی نماز میں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے قرأۃ کی تو ساتھ والے آدمی نے اشارہ سے اسکو قرأۃ سے منع کیا لیکن وہ قرأۃ سے نہ رکا جب نماز سے فارغ ہوئے تو قرأۃ کرنے والے نے منع کرنے والے کو کہا تم مجھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرأۃ سے کیوں منع کر رہے تھے؟ وہ دونوں آپس میں تکرار کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے انکی گفتگو سن لی اور ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص امام کے

پیچھے نماز پڑھتا ہو اس کے امام کی قرأۃ ہی اس مقتدی کی قرأۃ ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن دارقطنی، باب ذکر قوله ﷺ من كان له امام فقرأة الامام له قرأة)(كتاب الآثار للأبي يوسف،باب افتتاح الصلاة،رقم الحديث١١٢)(موطا امام محمد،باب القرأة في الصلوٰة خلف الامام)

عن جابر رضی الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم من كان له امام فقرأة الامام له قرأة۔ (سنن ابن ماجه،باب اذا قرأ الامام فانصتوا)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے امام کی اقتداء کی تو امام کی قرأۃ مقتدی کو کافی ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كره القرأة خلف الامام)(مسند عبد بن حميد،رقم الحديث١٠٥٠) (سنن طحاوی،باب القرأة خلف الامام)(سنن دارقطني،باب ذكر قوله ﷺ من كان له امام فقرأة الامام له،رقم الحديث١٢٣٣)(سنن دارقطني،باب ذكر نيابة الامام عن قرأة المأمومين، رقم الحديث١٥٠١)(موطا امام محمد،باب افتتاح الصلوٰة)(مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم، صفحه٣٢،طبع مكتبة الكوثر)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث٤٠٠٢)(مسند احمد٣/٣٣٩، طبع دار احياء التراث العربي بيروت)(الاستذكار لا بن عبد البر٤/٢٢١،رقم الحديث ٢٩٢٩،طبع دار قتيبة دمشق بيروت)(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء٧/٣٣٤)(سنن الكبرى للبيهقي،باب من قال لايقرأ خلف الامام على الاطلاق،رقم الحديث٢٨٩٨،٢٨٩٦)(معرفة السنن والآثار للبيهقي،باب القرأة خلف الامام،رقم الحديث٣٦٦٣،٣٦٦١)(معجم ابن الأعرابي،رقم الحديث١٧٥٥) (تلخيص الحبير لا بن حجر١/٥٦٨،باب صفة الصلاة)(كنز العمال،رقم الحديث٢٢٩٣٨،١٩٦٨٣)۔

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال سئل رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أفي كل صلاة قرأة قال نعم ،فقال رجل من الانصار وجبت هذه فقال لي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم و كنت أقرب القوم اليه ما أرى الامام اذا أم القوم الا كفاهم۔ (سنن نسائي،باب اكتفاء المأموم بقرأة الامام)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ہر نماز میں قرأۃ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تو ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر تو قرأۃ ضروری

ہوگئی؟ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمام اہل مجلس میں آپ ﷺ کے قریب تھا آپ ﷺ نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میں تو یہی جانتا ہوں کہ امام کی قرأۃ مقتدیوں کو کافی ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(کتاب القرأۃ خلف الامام للبیہقی، رقم ۳۷۷، طبع دار الکتب پشاور) (مجمع الزوائد، باب القرأۃ فی الصلوٰۃ) (سنن الکبری للنسائی، باب اکتفاء المأموم بقرأۃ الامام، رقم الحدیث ۹۹۰) (مسند الشامیین للطبرانی، رقم الحدیث ۲۲۲۳) (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۸۰۰، ۲۷۵۳۰) (سنن دار قطنی، باب ذکر قولہ من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ، رقم الحدیث ۱۵۰۵، ۱۲۶۲) (سنن الکبری للبیہقی، باب من قال لا یقرأ خلف الامام علی الاطلاق، رقم الحدیث ۲۹۰۹) (سنن نسائی، باب اکتفاء المأموم بقرأۃ الامام، رقم الحدیث ۹۲۳) (مصنف ابن أبی شیبہ، رقم الحدیث ۳۲) (الأحکام الکبریٰ للخراط، باب ماجاء فی قرأۃ أم القرآن للامام والمأموم والفذ) (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب من قال لایقرا خلف الامام)

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من کان لہ امام فقرأۃ۔ (سنن دار قطنی، باب ذکر نیابۃ الامام عن قرأۃ المأمومین، رقم الحدیث ۱۵۰۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص امام کی اقتداء میں نماز پڑھے اس کے لیے امام کی قرأۃ کافی ہے۔

عن عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ۔ (سنن طحاوی، باب القرأۃ خلف الامام)

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کا امام ہو تو امام کی قرأۃ اس کی قرأۃ ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق، باب القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث ۲۷۹۷) (سنن الکبری للبیہقی، باب من قال لایقرأ خلف الامام علی الاطلاق، رقم الحدیث ۲۸۹۷)

عن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال

تکفیك قرأة الامام خافت أو جهر.

(سنن دار قطنی، باب ذکر قوله ﷺ من کان له امام فقرأة الامام له، رقم الحدیث ۱۲۶۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے امام کی قرأۃ کافی ہے خواہ وہ قرأۃ جہری کرے یا سری کرے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(حلیة الأولیاء ۴/۲۶۵)(مختصر خلافیات للبیهقی ۲/۱۳۱، طبع مکتبة الرشید الریاض)

عن أبی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من کان له امام فقرأة الامام له قرأة. (مختصر خلافیات للبیهقی ۲/۱۲۰، طبع مکتبة الرشید الریاض)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا امام ہو تو امام کی قرأۃ ہی اس کی قرأۃ شمار ہوگی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن دار قطنی، رقم الحدیث ۱۵۰۴)(معجم ابن الأعربی، رقم الحدیث ۱۷۶)

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

عن نافع و انس بن سرین قال عمر بن الخطاب رضی الله عنه تکفیك قرأة الامام.

(مصنف عبد الرزاق، باب القرأة خلف الامام، رقم الحدیث ۲۸۱۱)

حضرت نافع اور حضرت انس ابن سرین رحمہما اللہ سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مقتدی کو امام کی قرأۃ کافی ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(موطا امام محمد، باب القرأة فی الصلوة خلف الامام)(کتاب القرأة خلف الامام للبیهقی، رقم الحدیث ۲۵۰، طبع دار الکتب پشاور)(سنن طحاوی، باب القرأة خلف الامام)(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره القرأة خلف الامام)(مسند احمد، رقم الحدیث ۴۸۵۱)(مختصر خلافیات للبیهقی ۲/۱۱۳، طبع مکتبة الرشید الریاض) (موطا امام مالك، باب ترك القرأة خلف الامام) (سنن الکبریٰ للبیهقی، باب من قال لا یقرأ خلف الامام) (الاستذکار لابن عبد البر ۴/۲۲۲، طبع دار قتیبة دمشق)

عن عبداللہ بن دینار عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال یکفیك قرأة الامام۔(سنن طحاوی، باب القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث ۱۳۱۸)

حضرت عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ امام کی قرأۃ تمہیں کافی ہے۔

عن زید بن ثابت وجابر وعن ابن عمر رضی اللہ عنہم اذا صلی أحد کم خلف الامام فحسبہ قرأۃ الامام۔

(شرح السنۃ للبغوی، باب القرأۃ خلف الامام ومن قال لایقرأ اذا جھر الامام)

حضرت زید بن ثابت، حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام کی قرأۃ ہی اس کے لئے کافی ہے۔

عن عبید اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ۔(مختصر خلافیات للبیہقی ۲/۱۲۹، طبع مکتبۃ الرشید الریاض)

حضرت عبیداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کا امام ہو تو امام کی قرأۃ ہی اس کی قرأۃ شمار ہوگی۔

عن أبی وائل قال جاء رجل الی عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فقال اقرأ خلف الامام؟ فقال عبداللہ رضی اللہ عنہ ان فی الصلوۃ شغلاً سیکفیك ذاك الامام۔(مصنف ابن أبی شیبہ، باب کرہ القرأۃ خلف الامام)

ابووائل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور دریافت کیا کہ کیا میں امام کے پیچھے قرأۃ کرسکتا ہوں؟ تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیونکہ (امام) مشغول ہے (قرأۃ میں) اور امام کی قرأۃ تجھے کافی ہے۔

عن أبی الزبیر عن جابر رضی اللہ عنہ من صلی خلف الامام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ۔(مختصر خلافیات للبیہقی ۲/۱۰۸، طبع مکتبۃ الرشید الریاض)

حضرت ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام کی قرأۃ ہی اس کی قرأۃ شمار ہوگی۔

عن أبی ھارون العبدی عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ من صلی خلف امام

فان قرأة الامام له قرأة۔ (مختصر خلافیات للبیہقی ۲/۱۱۸، طبع مکتبۃ الرشید الریاض)
حضرت ابو ہارون العبدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو امام کی قرأۃ ہی اس کی قرأۃ شمار ہوگی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۰۷۹) (مجمع الزوائد، باب القرأة خلف الامام)

عن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه من كان له امام فقرأة الامام له قرأة۔ (مختصر خلافیات للبیہقی ۲/۱۲۰، طبع مکتبۃ الرشید الریاض)
حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کا امام ہو تو امام کی قرأۃ ہی اس کی قرأۃ شمار ہوگی۔

فقال أبو الدرداء رضي الله عنه ما أرى الامام اذا أم القوم الا قد كفاهم۔
(مختصر خلافیات للبیہقی ۲/۱۳۳، طبع مکتبۃ الرشید الریاض)
حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں کا کوئی امام ہو تو وہ سب کے لئے کافی ہے۔

عن عبد الله بن جابر رضي الله عنه من صلى ركعة لم يقرأ فيها بفاتحة الكتاب لم يصل الا أن يكون وراء الامام۔
(اختلاف الفقهاء اختلاف العلماء للمروزي، باب من نسي القرأة في الركعتين الأوليين)
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی ایک رکعت بھی بغیر فاتحہ کے پڑھے اس کی نماز نہیں سوائے جو امام کے پیچھے ہو۔

امام کے پیچھے قرأت کرنا منع ہے:

عن عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن أبيه قال نهى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عن اقرأة خلف الامام۔ (مصنف عبد الرزاق، باب قرأة خلف الامام)
حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے منع فرمایا۔

عن بلال رضي الله عنه أمرني رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أن لا اقرأ

خلف الامام۔ (کتاب القرأۃ خلف الامام للبیہقی، رقم الحدیث۴۲۱، طبع ادارۃ الاحیاء گوجرانوالہ)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ امام کے پیچھے قرأۃ نہ کیا کرو۔

عن الثوری عن بلال رضی اللہ عنہ أمرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أن لا اقرأ خلف الامام۔ (مختصر خلافیات للبیہقی ۲/۱۲۸، طبع مکتبۃ الرشید الریاض)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ امام کے پیچھے قرأۃ نہ کیا کرو۔

عن الشعبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا قرأۃ خلف الامام۔ (سنن دارقطنی، باب ذکر قولہ ﷺ من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ)

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے (مرسل) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے قرأۃ درست نہیں۔

عن أنس رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم اقبل بوجھہ فقال أتقرءون والامام یقرء فسکتوا، فسالھم ثلثاً فقالو انا نفعل قال فلا تفعلوا۔ (سنن طحاوی، باب القراۃ خلف الامام)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم (اسوقت بھی) قرأۃ کرتے ہو (جبکہ) امام بھی قرأۃ کرتا ہے؟ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) خاموش رہے آپ ﷺ نے ان سے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے) تین مرتبہ سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم امام کے پیچھے قرأۃ کرتے تھے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا امام کے پیچھے قرأۃ نہ کیا کرو۔

أخبرنی موسیٰ بن عقبۃ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وابا بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم کانوا ینھون عن القرأۃ خلف الامام۔

(مصنف عبدالرزاق، باب قرأۃ خلف الامام)

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے منع فرماتے تھے۔

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان ینھی عن القرأۃ خلف الامام۔

(مختصر خلافیات للبیہقی ۲/۱۲۶،طبع مکتبۃ الرشید الریاض)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے منع فرمایا۔

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا جلوساً عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذات یوم اذجاء رجل فقال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اقرأ خلف الامام وأنا اسمع قرأته؟ فقال لا ان قرأۃ الامام لك قرأۃ۔

(فوائد تمام، رقم الحدیث ۹۸۲،طبع مکتبہ الرشد الریاض)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دن بیٹھے تھے تو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر میں امام کے پیچھے کھڑا ہوں اور اس کی قرأۃ سنتا ہوں تب بھی قرأۃ کرنی چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، کیونکہ امام کی قرأۃ ہی تیری قرأۃ ہے۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ:

اخبرنی موسیٰ بن عقبة أن ابا بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم کانوا ینھون عن القرأۃ خلف الامام۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری،باب وجوب القرأۃ للامام والمأموم)

حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم امام کے ساتھ قرآن پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

عن قاسم بن محمد قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لا یقرأ خلف الامام جھر أو لم یجھر۔ (کتاب القرأۃ خلف الامام للبیہقی، رقم الحدیث ۳۳۰،طبع گوجرنوالہ)

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے قرأۃ نہ کی جائے خواہ امام آہستہ آواز سے قرأۃ کرے یا بلند آواز سے قرأۃ کرے۔

عن علقمة بن قیس أن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کان لا یقرأہ خلف

الامام فیما یجھر فیہ وفیما یخافت۔(موطا امام محمد،باب القرأۃ فی الصلوۃ خلف الامام)
حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے نہ تو پہلی دو رکعتوں میں قرأۃ کرتے اور نہ آخری دو رکعتوں میں قرأۃ کرتے تھے۔

عن أبي جمرۃ قال سألت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اقرأ والامام بین یدی؟ فقال لا۔(سنن طحاوی،باب القرأۃ خلف الامام)
حضرت ابو جمرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب امام میرے آگے قرأۃ کر رہا ہو تو میں بھی قرأۃ کروں؟ اُنہوں نے فرمایا نہیں۔

عن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ قال اقرأ والامام بین یدی قال لا۔

(سنن دار قطنی،باب ذکر قولہ ﷺ من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ)
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ میں امام کے پیچھے قرأۃ کر سکتا ہوں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔

عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال لا یقرأ فی شيء من الصلاۃ۔

(صحیح مسلم،باب سجود التلاوۃ)
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے تمام نمازوں میں کوئی قرأۃ نہیں۔

عن عبید اللہ بن مقسم أنہ سأل عبداللہ عمرو جابر بن عبد اللہ وزید بن ثابت رضی اللہ عنھم فقالوا لا یقراء فی شيء من الصلوات۔

(مصنف ابن أبي شیبہ،باب من کرہ القرأۃ خلف الامام)
حضرت عبداللہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے قرأۃ خلف الامام کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کہ امام کے پیچھے تمام نمازوں میں کوئی قرأۃ نہیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن طحاوی،باب القرأۃ خلف الامام)(الاستذکار لا بن عبد البر ۲/۲۲۵،رقم الحدیث ۹۵۰،طبع دار قتیبۃ دمشق بیروت)

عن سالم بن عبد الله كان عبد الله بن عمر رضی الله عنه لا يقرأ خلف الامام۔

(موطا امام محمد، باب القرأة في الصلوة خلف الامام)

حضرت سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل امام کے پیچھے قرأۃ کرنے کا نہ تھا۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(موطا امام مالك، باب ترك القرأة خلف الامام)(مصنف عبد الرزاق، باب القرأة خلف الامام)(مختصر خلافيات للبيهقي ۲/۱۱۵، طبع مكتبة الرشيد الرياض)(شرح السنة للبغوى، باب القرأة خلف الامام ومن قال لا يقرأ)(مسند ابن الجعد ۱/۱۷۸، طبع مؤسسة نادر بيروت)

(كتاب القرأة خلف الامام للبيهقي، رقم الحديث ۳۲۵، طبع ادارة احياء السنة گوجرنواله)

أنه لا يقرأ احد خلف الامام سواء أسر الامام أو جهر يروى ذلك عن زيد بن ثابت رضی الله عنه و جابر رضی الله عنه۔

(شرح السنة للبغوى، باب القرأة خلف الامام ومن قال لا يقرأ)

بے شک امام کے پیچھے نہ سری نمازوں میں قرأۃ ہے نہ ہی جہری نمازوں میں، یہ حضرت زید بن ثابت اور جابر رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے۔

عن موسیٰ بن أبي عائشة عن ابن عمر رضی الله عنه سئل عن القرأة خلف الامام قال الامام يقرأ۔ (مختصر خلافيات للبيهقي ۲/۱۱۵، طبع مكتبة الرشيد الرياض)

(الاستذكار لابن عبد البر ۲/۲۲۴، طبع دار قتيبة دمشق بيروت)

حضرت موسیٰ بن ابو عائشہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأۃ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا امام قرأۃ کر تو رہا ہے (یعنی امام کی قرأۃ تمہیں کافی ہے)۔

عن عطا بن يسار أنه سأل زيداً رضی الله عنه عن القرأة مع الامام فقال لا قرأة مع الامام في شئي۔ (صحيح مسلم، باب سجود التلاوة)

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، کیا امام کے پیچھے قرأۃ کی جا سکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا امام کے ساتھ بالکل قرأۃ نہیں کی جا سکتی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن نسائی، باب ترك السجود فی النجم)(مصنف عبدالرزاق، باب القرأة خلف الامام)(سنن طحاوی، باب القرأة خلف الامام)

كان عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ينهون عن خلف الامام أشد النهي أبوبكر الصديق، وعمر الفاروق، وعثمان بن عفان، وعلي بن أبي طالب وعبد الرحمن بن عمر، وعبدالله بن عباس رضي الله عنهم اجمعين.

(عمدة القاري، باب وجوب القرأة للامام والمأموم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے دس سختی سے امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے منع کرتے تھے (جن میں) حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، عبدالرحمن بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

عن اشعث بن مالك بن عمارة قال سئلت لا ادرى كم رجل اصحاب عبد الله بن مسعود رضى الله عنه كلهم يقولون لا يقراء خلف الامام منهم عمرو بن ميمون. (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كره القرأة خلف الامام)

حضرت اشعث بن مالک بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد (جن کی تعداد ۴۰۰۰ سے زائد تھی) جن میں خصوصیت سے عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں سب کے سب امام کے پیچھے قرأۃ کے قائل نہ تھے اور یہی فتوی دیا کرتے تھے۔

عن أبي بشر عن سعيد بن جبير قال سالته عن القرأة خلف الامام قال ليس خلف امام قرأة. (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كره القرأة خلف الامام)

حضرت ابو بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ کیا امام کے پیچھے قرأۃ کی جاسکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کسی قسم کی کوئی قرأۃ نہیں کی جاسکتی۔

عن الوليد بن قيس قال سألت سويد بن غفلة اقرأ خلف الامام في الظهر و العصر، قال لا. (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كره القرأة خلف الامام)

حضرت ولید بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ

میں ظہر اور عصر میں امام کے پیچھے قرأۃ کرسکتا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں کر سکتے۔

عن الشعبی قال لا قرأۃ خلف الامام۔

(سنن دار قطنی، ذکر قوله ﷺ من کان له امام فقرأۃ الامام له قرأۃ)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ امام کے پیچھے قرأۃ نہیں ہے۔

کان الضحاك ینهی عن القرأۃ خلف الامام۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره القرأۃ خلف الامام)

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے منع فرماتے تھے۔

عن سفیان اذا صلیت خلف الامام فلا تقرأ خلفه جهر أو لم یجهر۔

(اختلاف الفقهاء اختلاف العلماء للمروزی، باب القرأۃ خلف الامام)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ قرأۃ نہ کرے خواہ جہری نماز ہو یا سری نماز ہو۔

فان عبد الله بن مبارك لم یكن من القائلین بوجوب القرأۃ خلف الامام۔

(تحفة الاحوذی، باب ما جاء فی ترك القرأۃ)

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو امام کے پیچھے قرأۃ کو ضروری قرار دیتے تھے۔

عن أبی حنیفة عن حماد عن ابراهیم فی القرأۃ خلف الامام قال اجتمعا أن لا یقرأ خلف الامام فی المغرب والعشاء والفجر (وقال ابراهیم) ولا فی الظهر والعصر۔ (کتاب الآثار للامام أبی یوسف، باب افتتاح الصلاۃ)

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جماعت میں امام کے پیچھے مغرب، عشاء، فجر اور نہ ہی ظہر و عصر میں قرأۃ ہے۔

قال الامام محمد لا قرأۃ خلف الامام فیما جهر فیه ولا فیما لم یجهر فیه بذلك جاءت عامة الاثار وهو قول أبی حنیفة۔ (موطا امام محمد، باب القرأۃ فی الصلوۃ خلف الامام) (کتاب الاثار للامام محمد، باب القرأۃ فی الصلوۃ خلف الامام)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے نہ جہری نمازوں میں پڑھا جائے اور نہ سری نمازوں میں پڑھا جائے کیونکہ عام آثار اور روایات اسی پر دلالت کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔

امام کی اقتداء میں مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ پڑھے بھی کامل ہے:

عن أبي بكرة رضی الله عنه انه دخل المسجد رسول الله صلى الله عليه واله وسلم راكع فركع قبل ان يصل الى الصف فقال النبى صلى الله عليه واله وسلم زادك الله حرصا ولا تعد. (صحیح بخاری، اذا رکع دون الصف)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ رکوع میں چلے گئے چنانچہ صف میں ملنے سے قبل ہی وہ (تکبیر تحریمہ کہہ کر) رکوع میں چلے گئے اور آہستہ آہستہ چلتے چلتے نماز ہی کی حالت میں صف میں پہنچ گئے آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہوکر ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے نیکی کرنے پر اور حریص کرے پھر ایسا نہ کرنا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن نسائی، باب الركوع دون الصف)(القرأة خلف الامام للبخاری، باب هل يقرأ بأكثر من فاتحة الكتاب خلف، رقم الحديث ٩٦)(المنتقى لابن جارود، باب الرجل يصلى خلف القوم وحده رقم الحديث ٣١٨)(سنن ابوداؤد، باب الرجل يركع دون الصف)(المعجم الأوسط للطبرانى، رقم الحديث ٢١٩٦)(سنن طحاوى، رقم الحديث ٥٥٧٥)(سنن الكبير للبيهقى، باب من ركع دون الصف وفى ذلك دليل على)(مسند البزار، رقم الحديث ٣٦٥١)(صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٢١٩٣)(سنن الصغير للبيهقى، باب اذا ركع دون الصف)(سنن الكبرى للبيهقى، باب من جوز الصلاة دون الصف)(مصنف عبد الرزاق، باب من دخل والامام فركع قبل أن يصل)(كتاب الآثار للامام محمد، باب من سبق بشئى من صلاة، رقم الحديث ٢٨٦)(شرح السنة للبغوى، باب من صلى خلف الصف وحده)(معجم ابن الأعرابى، رقم الحديث ٥٥٧٥)(معرفة السنن والآثار للبيهقى، باب صلاة المنفرد خلف الامام)(مسند أبى داؤد طيالسى، رقم الحديث ٩١٧)(مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٤٥٧، ٢٠٤٠٥)(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١٠٣٠)

فائدہ: ظاہر ہے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی نماز کامل اور درست ہوئی تھی، ورنہ آپ ﷺ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو فرض نماز میں کبھی رعایت نہ دیتے اور دوبارہ لوٹانے کا ضرور حکم

فرماتے، اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا، تربیت کے لیے تھا۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال انه واخذ رسول الله صلی الله علیه واله وسلم من القرأة من حیث کان بلغ ابو بکر رضی الله عنه.

(سنن ابن ماجه، باب صلاة رسول الله ﷺ عند المرض الوفات)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث منقول ہے مگر اس حدیث کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الوفات میں امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حسب معمول نماز شروع فرمائی اس دوران آپ ﷺ کے مرض میں کچھ تخفیف ہوئی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور صفوں میں گزرتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں جا کر امامت کے فرائض سنبھال لیے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکبّر کا فریضہ ادا کیا) جب رسول اللہ ﷺ نے امامت سنبھال لی تو نماز میں قرأۃ وہاں سے شروع فرمائی جہاں تک ابوبکر رضی اللہ عنہ قرأۃ کر چکے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند احمد برقم الحدیث۱۷۸۵، ۲۰۵۵، ۱۷۸۵، ۲۰۵۶، ۱۷۸۵)(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب من رکع دون الصف وفی ذلك دلیل علی ادراك...)(مصنف ابن أبی شیبه، باب فی الرجل اذا قدم الرجل یبدأ بالقرأة أو یقرأ حیث انتهی)(فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل برقم الحدیث۹۰)

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

انما یؤخذ بالآخر فالآخر من فعل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم.

(صحیح بخاری، باب انما جعل الامام لیؤتم به)(صحیح بخاری، باب الخروج فی رمضان)

یعنی رسول اللہ ﷺ کے آخری فعل سے دلیل پکڑی جائے گی۔

جبکہ مرض الوفات میں آپ ﷺ کی نماز بغیر فاتحہ خلف الامام ادا کرنا واضح ہے، لہٰذا آپ ﷺ کا آخری عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آخری تعلیم فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کی تھی۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کل صلوٰة لا یقرأ فیها بام الکتاب فهی خداج الا صلوٰة خلف الامام. (سنن دارقطنی، باب ذکر قوله ﷺ من کان له امام فقرأة الامام له قرأة)(کتاب القرأة خلف الامام للبیهقی،

رقم الحدیث۲۲۸،طبع ادارۃ الاحیاء گوجرنوالہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ نماز ناقص ہے ہاں مگر وہ نماز اس سے مستثنیٰ ہے جو امام کے پیچھے پڑھی گئی ہو(یعنی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے نماز درست ہے)۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کل صلاۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب فلا صلاۃ لہ الا وراء الامام۔(موطا امام مالك،باب ترك القرأۃ خلف الامام)(کتاب القرأۃ خلف الامام للبیھقی،رقم الحدیث۳۳۴،طبع ادارۃ الاحیاء گوجرنوالہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایسی نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے درست نہیں سوائے اس کے جو نماز امام کے پیچھے ادا کی جائے۔

عن وھب بن کیسان عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم أنہ قال من صلی صلوٰۃ رکعۃ فلم یقرأ فیھا بأم القرآن فلم یصل الا وراء الامام۔(سنن طحاوی،باب القرأۃ خلف الامام)(کتاب القرأۃ خلف الامام للبیھقی، رقم الحدیث۳۴۹،طبع گوجرنوالہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت بھی سورت فاتحہ کے بغیر پڑھی اس کی نماز صحیح نہیں ہوئی سوائے یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کل صلوٰۃ لا یقرأ فیھا بأم الکتاب فھی خداج الا صلوٰۃ خلف الامام۔

(کتاب القرأۃ خلف الامام للبیھقی،رقم الحدیث۳۵۰،طبع ادارۃ الاحیاء گوجرنوالہ)

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ نماز ناقص ہے ہاں مگر وہ نماز اس سے مستثنیٰ ہے جو امام کے پیچھے پڑھی گئی ہو(یعنی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے نماز درست ہے)۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مختصر خلافیات للبیھقی۲/۱۲۰،طبع مکتبۃ الرشید)(صحیح ابن خزیمہ،رقم الحدیث۴۸۹)

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ:

عن أبي نعيم قال سمع جابر رضى الله عنه يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بأم القرآن فلم يصل الا أن يكون وراء الامام.

(سنن ترمذی، باب ما جاء في ترك القرأة خلف الامام اذا جهر الامام بالقرأة)

حضرت ابونعیم رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز صحیح نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

عن وهب بن كيسان قال سمعت جابر بن عبدالله رضى الله عنه من صلى صلوٰة لم يقرء افيها بفاتحة الكتاب فلم يصل الا وراء الامام.

(موطا امام مالك، باب ما جاء في القرآن)

حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز صحیح نہیں ہوئی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔

عن وهب بن كيسان قال سمع جابر رضى الله عنه يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بأم القرآن فلم يصل الا وراء الامام.

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب من قال لا يقرأ خلف الامام على الاطلاق)

حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز صحیح نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبدالرزاق، باب لا صلاة الا بقرأة)(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال لا صلاة الا بفاتحة الكتاب ومن قال شيء معها)(سنن طحاوی، باب القرأة خلف الامام)(الاستذكار لا بن عبدالبر ۲۲۲/۳، رقم الحديث ۴۹۲۲، طبع دار قتيبة دمشق)

قال سفيان بن عيينه معنى قول النبى صلى الله عليه واله وسلم لا صلوٰة لمن يصلى وحده. (سنن ابو داؤد، باب من ترك القرأة في الصلوٰة)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان "فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی" یہ

منفرد کے بارے میں ہے (یعنی مقتدی کو یہ حدیث شامل نہیں)۔

قال الامام احمد بن حنبل معنی قول النبی صلی الله علیه واله وسلم لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب اذا کان وحده۔

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی ترك القرأة خلف الامام)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان ''فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی'' کا مطلب یہ ہے کہ جب تنہا نماز پڑھے تب فاتحہ ضروری ہے (یعنی مقتدی کو یہ حدیث شامل نہیں)۔

امام کے پیچھے قرأۃ کرنے پر نبی کریم ﷺ تنبیہ:

عن عمران بن حصین رضی الله عنه قال أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم صلی الظهر فجعل رجل یقرأ خلفه بسبح اسم ربك الأعلی فلما انصرف قال ایکم قرأ او ایکم القاری فقال رجل أنا فقال قد ظننت أن بعضکم خالجنیها۔ (صحیح مسلم، باب نهی الماموم عن جهرة بالقرأة خلف الامام)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پیچھے سورۃ الاعلیٰ پڑھی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کون پڑھنے والا تھا؟ ایک آدمی نے عرض کیا میں نے تو آپ ﷺ نے فرمایا تحقیق میں نے گمان کیا کہ تم میں سے کوئی میری قرأۃ میں اُلجھن ڈال رہا ہے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن نسائی، باب ترك القرأة خلف الامام)(سنن الکبریٰ للبیهقی، باب من قال لا یقرأ خلف الامام علی الاطلاق)(صحیح أبی عوانه، رقم الحدیث ۱۶۹۳، طبع دار المعرفة بیروت)(مصنف عبد الرزاق، باب القرأة خلف الامام)(مسند حمیدی، رقم الحدیث ۸۵۰)(مصنف ابن أبی شیبه، باب کره القرأة خلف الامام)(سنن دارقطنی، باب ذکر قوله ﷺ من کان له فقرأة الامام له امام قرأة، رقم الحدیث ۱۲۲۵)(کتاب القرأة خلف الامام للبیهقی، رقم الحدیث ۳۶۰، طبع ادارة الاحیاء گوجرانواله)(مسند ابن الجعد، رقم الحدیث ۹۵۳)(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۹۸۶۱، ۱۹۸۸۹، ۱۹۸۶۳، ۱۹۸۱۵)(القرأة خلف الامام للبخاری، رقم الحدیث ۶۱)(القرأة خلف الامام للبخاری، باب وجوب القرأة

للامام والمأموم، رقم الحدیث٥٦)(مسند البزار، رقم الحدیث٣٦٠١)(سنن ابوداؤد، باب من رأی القرأة اذا لم یجهر الامام)(مسند الرویانی، رقم الحدیث١٠٦)(صحیح ابن حبان، باب ذکر البیان بأن الشك فی هذا الخبر فی الظهر، رقم الحدیث١٨٣٦)(سنن دارقطنی، باب صلاة النساء جماعة وموقف امامهن، رقم الحدیث١٥١٠)(معرفة السنن و الآثار للبیهقی، باب القرأة خلف الامام) (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث٥٢٤،٥٢٣،٥٢٢،٥٢٠،٥١٩)(معجم لابن عساکر، رقم الحدیث٣٩٢) (مختصر خلافیات للبیهقی٢/١٢٧،طبع مکتبة الرشید الریاض)(الأحکام الکبریٰ للخراط، باب ماجاء فی قرأة أم القرأن للامام والمأموم والفذ)(الاستذکار لابن عبد البر٢/٢٢٣، رقم الحدیث ٢٩٣٧، طبع دار قتیبة دمشق بیروت)(شرح السنة للبغوی، باب القرأة خلف الامام ومن قال لایقرأ اذا جهر الامام)(مسند أبی داؤد الطیالسی، رقم الحدیث٨٩١، طبع هجر)

عن قتادة رضی الله عنه قال أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم صلی الظهر و قال قد علمت أن بعضکم خالجنیها۔

(صحیح مسلم، باب نهی المأموم عن جهره بالقرأة خلف الامام)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور فرمایا کہ تحقیق میں نے معلوم کیا کہ تم میں سے کوئی مجھے قرأۃ میں اُلجھا رہا ہے۔

عن عبد الله بن بحینه رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم هل قرأ احد منکم قالوا نعم قال انی أقول مالی انازغ القرآن فانتهی الناس عن القرأة معه حین قال ذالك۔(مسند احمد، رقم الحدیث٢١٨٤٢)

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ابھی کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا تب ہی تو میں (دل میں) کہوں کہ میرے ساتھ قرآن کریم کی قرأۃ میں منازعت (کشمکش) کیوں کی جارہی ہے آپ ﷺ کا یہ ارشاد جب لوگوں نے سنا تو آپ ﷺ کے پیچھے قرأۃ کرنا ترک کردیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث٢٥١)(مسند البزار، رقم الحدیث٢٢١٣)(کتاب القرأة خلف

الامام للبیھقی، رقم الحدیث۳۲۶،طبع ادارۃ الاحیاء گوجرنوالہ)(سنن الکبریٰ للبیھقی، باب من قال یترك المأموم القراۃ فیما جھر فیه الامام بالقرأۃ)(مجمع الزوائد، باب القرأۃ فی الصلوٰۃ)

عن أبی ھریرۃ رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم انصرف من صلوٰۃ جھر فیھا بالقرأۃ فقال ھل قرأ معی أحد منکم انفا فقال رجل نعم انا یا رسول الله قال فقال رسول الله صلی علیه واله وسلم انی اقول مالی انازع القرآن۔ (سنن ابو داؤد، باب من ترك القرأۃ فی الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جہری نماز پڑھا رہے تھے تو فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ پڑھا ہے (تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف ایک شخص بولا کہ جی ہاں میں تھا یا رسول اللہ ﷺ، میں نے آپ کے ساتھ قرأۃ کی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبھی تو میں (اپنے دل میں) کہوں کہ کون ہے جو میرے ساتھ قرأت میں جھگڑ رہا ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(موطا امام مالك، باب ترك القرأۃ خلف الامام فیما جھر فیه)(مصنف عبد الرزاق، باب القرأۃ خلف الامام)(مسند حمیدی، رقم الحدیث۹۸۳)(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کرہ القرأۃ خلف الامام)(سنن الکبری للنسائی، باب ترك القرأۃ خلف الامام فیما جھر فیه)(سنن نسائی، باب ترك القرأۃ خلف الامام فیما جھر فیه)(السنن والمأثورۃ للامام شافعی، باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین فی المطر، رقم الحدیث۳۳)(سنن ابن ماجه، باب اذا قرأ الامام فأنصتوا)(سنن ترمذی، باب ماجاء فی ترك القرأۃ خلف الامام)(القرأۃ خلف الامام للبخاری، رقم الحدیث۶۷)(مسند احمد، رقم الحدیث۲۲،۰۳۱۸،۸۰۰۷،۷۸۳۳،۷۸۱۹،۷۲۷۰،۷۹۹۳،۷۸۲۰،۷۸۰۳)(سنن دارقطنی، باب ذکر قوله ﷺ من کان له امام فقرأۃ الامام له، رقم الحدیث۱۲۶۵)(سنن طحاوی، باب القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث۱۲۹۰)(مسند أبی یعلی، رقم الحدیث۵۸۶۱)(معرفة السنن والآثار للبیھقی، باب القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث۲۷۳۶)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث۵۲۹۷)(مسند البزار، رقم الحدیث۸۷۸۰)(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث۱۸۴۹)(سنن الکبری للبیھقی، باب من قال یترك المأموم القرأۃ فیما جھر، رقم الحدیث۲۸۹۲)(الأحکام الکبریٰ للخراط، باب ماجاء فی قرأۃ أم القرآن للامام والمأموم والفذ)(شرح السنة للبغوی، رقم الحدیث۶۰۷)(حلیة الأولیاء ۹/۳۲۰)

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال کانوا یقرؤن خلف النبی صلی الله

علیہ والہ وسلم فقال خلطتم علی القرآن۔

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کرہ القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۳۷۷۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نبی کریم ﷺ کے پیچھے قرأۃ کرتے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ پر قرآن مجید خلط ملط کر دیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند احمد،رقم الحدیث۴۳۰۹)(القرأۃ خلف الامام للبخاری،رقم الحدیث۱۵۴)(مسند البزار،رقم الحدیث۲۰۷۹)(سنن دارقطنی،باب ذکر نسخ التطبیق والأمر بالأخذ بالرکب،رقم الحدیث۱۲۹۰)(خلق أفعال العباد للبخاری۱/۱۱۱)(سنن طحاوی،باب القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۱۲۹۳)(مسند أبی یعلی،رقم الحدیث۵۲۹۷,۵۰۰۶)(کتاب القرأۃ خلف الامام للبیہقی،رقم الحدیث۳۶۵،طبع ادارۃ الاحیاء گوجرنوالہ)(مسند البزار،باب القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۴۸۸)

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ أن رجل اقرأ خلف النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بسبح أسم ربك الأعلی فلما انصرف النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من قرأمنکم سبح اسم ربك الأعلی؟ فسکت القوم فسألهم ثلاث مرات کل ذلك یسکتون ثم قال رجل أنا قال قد علمت أن بعضکم خالجنیها۔

(کتاب الآثار للامام أبی یوسف،باب افتتاح الصلاۃ،رقم الحدیث۱۱۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے سورۃ الاعلی کی قرأۃ کی تو نماز پڑھنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون میرے پیچھے سورۃ الاعلیٰ پڑھ رہا تھا؟ تو تمام لوگ خاموش رہے، آپ ﷺ نے تین مرتبہ پوچھا لیکن تمام لوگ خاموش رہے، پھر ایک شخص نے عرض کیا میں تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا تب ہی میں (دل میں کہوں) کوئی میری سورت پڑھنے میں رکاوٹ ڈال رہا تھا۔

امام کے پیچھے قرأۃ کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کی تنبیہ:

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجر۔

(موطا امام محمد،رقم الحدیث۱۲۶)(مصنف عبدالرزاق،باب القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۲۸۰۶)

حضرت محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش جو شخص امام کے پیچھے قرأۃ کرتا ہے اس کے منہ میں پتھر ڈالیں جائیں۔

عن محمد بن عجلان قال قال علی رضی اللہ عنہ من قرأ مع الامام فلیس علی الفطرۃ۔ (مصنف عبد الرزاق،باب القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۲۸۰۶)

حضرت محمد بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے امام کے ساتھ قرأۃ کی تو وہ فطرت (سنت) پر نہیں ہے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق،باب القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۲۸۰۱، ۲۸۰۳)(سنن طحاوی،باب القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۱۳۰۶)(معجم ابن الأعرابی،رقم الحدیث۲۲۲۳)(سنن دارقطنی،باب ذکر قولہ من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ،رقم الحدیث۱۲۵۹،۱۲۷۵) (مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کرہ القرأۃ خلف الامام)(سنن طحاوی،باب القراۃ خلف الامام)(الاستذکار لا بن عبد البر ۴/۲۴۴،رقم الحدیث ۴۹۴۴،طبع بیروت)

عن عبد الرزاق عن علی رضی اللہ عنہ قال من قرأ خلف الامام فلا صلاۃ لہ۔

(مصنف عبد الرزاق،باب القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۲۸۱۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے امام کے پیچھے قرأۃ کی اس کی نماز نہیں۔

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی ان علیاً رضی اللہ عنہ کان ینھی عن القرأۃ خلف الامام۔ (مصنف عبد الرزاق،باب القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۲۸۰۵)

حضرت عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے منع فرماتے تھے۔

عن عطاء بن یسار انہ سأل زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عن القرأۃ مع الامام فقال لا قرأۃ مع الامام فی شئی من الصلوۃ۔ (مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کرہ القرأۃ خلف الامام،رقم الحدیث۳۷۸۳)(سنن نسائی،باب ترک القرأۃ خلف الامام)

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے

پیچھے پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کسی نماز میں کوئی قرأة نہیں۔

عن موسی بن سعد عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال من قرأ خلف الامام فلا صلاۃ لہ۔ (مصنف عبد الرزاق، باب القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث ۲۸۰۲)

حضرت موسیٰ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پوتے) سے مروی ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے امام کے پیچھے قرأة کی اسکی نماز نہیں ہوئی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(موطا امام محمد رقم الحدیث ۱۲۰)(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کرہ القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث ۳۷۸۸)(الاستذکار لا بن عبد البر ۳/۲۲۳، رقم الحدیث ۲۹۳۶، طبع دار قتیبۃ دمشق بیروت)
(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب من قال لا یقرأ خلف الامام علی الاطلاق)

عن ابن ثوبان عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال لا یقرأ خلف الامام أن جهر وأن خافت۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کرہ القرأۃ خلف الامام)

حضرت ابن ثوبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ امام کے پیچھے نہ پڑھا جائے، امام خواہ آواز سے پڑھتا ہو یا پست آواز میں۔

عن علقمہ بن قیس أنہ قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ لیت الذی یقرأ خلف الامام ملیء فوہ ترابا۔ (موطا امام محمد، باب القرأۃ فی الصلوۃ خلف الامام)

حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش کہ وہ شخص کا منہ جو امام کے پیچھے قرأة کرتا ہے مٹی سے بھر دیا جائے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن طحاوی، باب القرأۃ خلف الامام)(کتاب القرأۃ خلف الامام للبیہقی، رقم الحدیث ۲۷۰، طبع ادارۃ الاحیاء گوجرنوالہ)(مصنف عبد الرزاق، باب القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث ۲۸۰۶)

عن عکرمۃ قال سألت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ان ناساً یقرأن فی الظهر والعصر فقال لو کان لی سبیل لقلعت السنتہم۔ (سنن طحاوی، باب القرأۃ فی الظهر والعصر)

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا ہے کہ کچھ لوگ

ظہر اور عصر کی نماز میں (امام کے پیچھے) قرأۃ کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا اگر میرا ان پر بس چلتا تو میں انکی زبانیں کھینچ لیتا۔

عن أبي بجاد عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال وددت أن الذي يقرأ خلف الامام في فيه جمرة۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كره القرأة خلف الامام)

حضرت ابو بجاد رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں) نے بتلایا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ جو امام کے پیچھے قرأۃ کرتا ہے اس کے منہ میں انگارے ہوں۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(موطا امام محمد، باب افتتاح الصلاۃ، رقم الحدیث ۱۲۵) (القرأۃ خلف الامام للبخاری، تحت رقم الحدیث ۱۸) (الاستذکار لابن عبد البر ۲/۲۲۵، رقم الحدیث ۴۹۳۸، طبع دار قتیبۃ دمشق بیروت)

عن موسیٰ بن سعد عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال وددت أن الذي يقرأ خلف الامام في فيه حجر۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری، باب وجوب القرأۃ للامام)

حضرت موسی بن سعد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیٹے نے بتلایا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأۃ کرتا ہے اس کے منہ میں پتھر بھر دیے جائیں۔

عن عبد الله بن زيد بن اسلم عن أبيه قال عشرة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ينهون عن القرأة خلف الامام أشد النهي ابوبكر الصديق و عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان و علي بن أبي طالب و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن أبي وقاص و عبد الله بن مسعود و زيد بن ثابت و عبد الله بن عمر و عبد الله بن عباس رضي الله عنهم اجمعين۔ (زجاجة المصابيح، باب القرأة في الصلاة)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود،

حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرأۃ کرنے سے انتہائی سختی کے ساتھ منع کرتے تھے۔

عن أبي اسحٰق أن علقمه بن قيس قال وددت أن الذي يقرأ خلف الامام ملیء فوه ترابا أو رضفاً۔ (مصنف عبد الرزاق، باب القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث ۲۸۰۶)

حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ پسند ہے کہ جو امام کے پیچھے قرأۃ کرتا ہو اس کے منہ میں مٹی یا گرم پتھر بھریں جائیں۔

عن ابراهيم عن اسود بن يزيد لان اعض على جمرة احب الي ان اقرأ خلف الامام۔

(مصنف عبد الرزاق، باب القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث ۲۸۰۷)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ اپنے منہ میں آگ کے شعلے ڈالوں بجائے اس کے کہ امام کے پیچھے قرأۃ کروں جبکہ مجھے علم ہے کہ امام پڑھتا ہے۔

یہی روایت معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق، باب القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث ۲۸۰۹) (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كره القرأۃ خلف الامام، رقم الحدیث ۳۷۸۹، ۳۷۸۲) (مسند ابن الجعد، رقم الحدیث ۲۳۱۷)

عن مغيرة عن ابراهيم أنه كان يكره القرأة خلف الامام وكان يقول تكفيك قرأة الامام۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كره القرأة خلف الامام)

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے امام کے پیچھے قرأۃ کرنے کی بدعت ایجاد کر لی ہے جبکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم امام کے پیچھے قرأۃ نہیں کرتے تھے اور امام کے پیچھے پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

عن ابراهيم قال الذي يقرأ خلف الامام مشاق۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كره القرأة خلف الامام)

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأۃ کرتا ہے وہ (سنت کی) مخالفت کرنے والا ہے۔

عن (امام) محمد قال لاأعلم القرأة خلف الامام من السنة۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کرہ القرأة خلف الامام)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ امام کے پیچھے قرأة کرنا سنت نہیں۔

ستر بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ:

قال الشعبی أدرکت سبعین بدریاً کلھم یمنعون المقتدی عن القرأة خلف الامام۔ (روح المعانی، باب القرأة خلف الامام، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا وہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأة کرنے کو منع کرتے تھے۔

مسئلہ قرأت خلف الامام کے پر اَحادیث نبویہ ﷺ وآثارِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اِجمالی خلاصہ:

(پہلی دلیل): وہ اَحادیث جن میں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ امام کی قرأة کے وقت مقتدی خاموش رہے، جن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایات شامل ہیں، ان روایات میں حسب ذیل نکات قابلِ غور ہیں:

(1) سنت کے مطابق زندگی گزارو، جس میں یہ بھی داخل ہے کہ امام کے پیچھے قرأة نہ کرنا سنت ہے، جس کی تلقین حضورِ اکرم ﷺ نے فرمائی۔

(2) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو، یعنی تکبیر کہنے کا حکم امام اور مقتدی دونوں کو فرمایا، جبکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأة کرے تو تم خاموش رہو، اس میں صاف اور واضح طور پر بتایا گیا کہ امام کا کام قرأة کرنا اور مقتدی کا کام خاموش رہنا ہے۔

(3) امام کے ولا الضالین کہنے کے بعد آمین کہو، اگر مقتدی بھی قرأة کرے تو اس کی آمین یا تو امام سے پہلے ہوگی یا بعد میں یا پھر وہ آمین کا انتظار کرے گا اور یہ تمام صورتیں خلاف سنت ہیں۔

(4) اس روایت میں امام کی قرأة کے وقت خاموش رہنے کا حکم مطلق ہے جو کہ جہری وسری دونوں نمازوں کی قرأتوں کو شامل ہے، مقتدی جب جہری قرأة ہوگی تو آمین کہے گا، ورنہ

خاموش رہے گا۔

(5) اس روایت کے مطابق یہ تو ناممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام کے فرائض تو بیان کر دیئے ہوں اور مقتدی کے فرائض ترک کر دیئے ہوں، بالفاظِ دیگر مقتدی کو قرأۃ کرنا تو فرض تھا مگر نعوذ باللہ آپ ﷺ نے اس کے برعکس اس کو خاموش رہنے کا حکم فرمایا ہو۔

(6) حدیث میں "واذا قال" کا لفظ صاف ظاہر کرتا ہے کہ پڑھنے والا ایک اور "قولوا" کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ کہنے والے بہت سے ہیں، یعنی صرف امام پڑھے گا اور مقتدی صرف آمین کہیں گے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ "خاموش رہو" کے الفاظ غیر محفوظ ہیں، کیونکہ یہ حدیث بخاری شریف میں اس اضافہ کے بغیر ہے، اولاً تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد کے دریافت کرنے پر خود ہی وضاحت فرمادی کہ یہ اضافہ صحیح ہے۔ (صحیح مسلم، باب التشہد فی الصلاۃ)

ثانیاً: اس حدیث کے اضافہ کو امام احمد بن حنبل، علامہ ماردینی، امام نسائی، ابن حزم، ابن جریر طبری، ابن کثیر، ابوعوانہ، ابن حجر، ابن قدامہ، ابن تیمیہ، علامہ عینی اور نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح تسلیم کیا ہے، تفصیل کے لیے درج ذیل حوالہ جات کا مطالعہ فرمائیں:

(نصب الرایۃ مع ھامش ۲/۱۵)(الجواھر النقی للبیہقی ۲/۱۵۶)(فتح البیان فی مقاصد القرآن ۵/۱۱۸)

اگر حدیث میں "خاموش رہو" کی زیادتی نہ بھی ہو تو بھی "امام کے لیے ولا الضآلین کہنے پر مقتدیوں کا آمین کہنا" اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ ولا الضآلین تک مقتدی خاموش رہیں۔

(شرح الموطا للزرقانی باب ماجاء فی التامین خلف الامام)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہی روایت مسند احمد، صحیح ابوعوانہ، سنن ابن ماجہ، سنن ابو داؤد، سنن بیہقی، سنن دارقطنی اور دیگر کتب احادیث میں یہ روایت مروی ہے، جن میں ذکر ہے کہ جب امام قرأۃ کرے تو تم خاموش رہو، یعنی اس میں قرأۃ کا لفظ سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں کو شامل ہے، جبکہ صرف ضم سورۃ کے دوران خاموش رہنا اور سورۃ فاتحہ کے وقت قرأۃ کرنا، یا سورۃ فاتحہ کے وقت خاموش رہنا اور ضم سورۃ کے دوران قرأۃ کرنا کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ قرأۃ سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں کا مجموعہ ہے، اسی مذکورہ مفہوم کو حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے تائید ملتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأۃ کرے تو تم خاموش رہو۔

(دوسری دلیل): وہ اَحادیث جن میں ذکر ہے کہ امام کی قرأۃ ہی مقتدی کی قرأۃ ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت جابر رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات سے سنن ابن ماجہ، سنن بیہقی، سنن دارقطنی، مصنف ابن اَبی شیبہ، موطا امام محمد میں منقول ہے اور سنن دارقطنی کی روایت جو کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ چاہے امام آہستہ آواز سے قرأۃ کرے چاہے اُونچی آواز سے کرے، اس مضمون کے تعلق کے ساتھ الشیخ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابن تیمیہ نے ''فروع'' میں اس کو مضبوط قرار دیا ہے۔

(أصل صفة الصلاة للبانی، نسخ القرأة وراء الامام)

یہ اَحادیث صاف اور صریح ہیں کہ خواہ سورۃ فاتحہ ہو یا ضم سورۃ، جہری نماز ہو یا سری نماز، امام کی قرأۃ مقتدی کے لیے کافی ہوگی۔

(تیسری دلیل): وہ اَحادیث جن میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے قرأۃ کرنے والوں کو منع فرمایا اور تنبیہ فرمائی یہ روایات حضرت عمران بن حصین، حضرت قتادہ، حضرت عبداللہ بن بحینہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات سے منقول ہے، ان روایات میں سری اور جہری دونوں نمازوں کا ذکر ہے، ان اَحادیث میں منازعت، کشمکش، خلط ملط وغیرہ کے الفاظ ہیں، کیونکہ نماز باجماعت میں قرأۃ امام کا حق ہے، اگر مقتدی بھی قرأۃ کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی نے امام کا حق چھین لیا، یہی منازعت ہے اسی لیے بعض اَحادیث کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ ''مجھ سے قرآن چھینا جارہا ہے'' لہٰذا ان روایات میں یہ نکات قابلِ غور ہیں:

(1) یہ کہ ان روایات میں اکثر ظہر کی نماز کا ذکر ہے، جب سری نماز میں خاموش رہنا ہے تو جہری نمازوں میں خاموش رہنا بدرجہ اولیٰ ہوگا۔

(2) آپ ﷺ کو تین دفعہ پوچھنا پڑا، گویا کہ یہ عمل آپ ﷺ کو پسند نہ تھا اور اس کے باوجود پوری جماعت میں صرف ایک صحابی نے قرأۃ کی وہ بھی اپنے جی (دل) میں، اور اس

پر بھی آپ ﷺ نے تحسین نہیں فرمائی بلکہ تنبیہ فرمائی۔

(3) آپ ﷺ نے مطلق قرأۃ کا لفظ استعمال کیا نہ کہ سورۃ فاتحہ یا سورۃ ضم کا۔

(4) وہ اَحادیث جن میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرأۃ کرنے سے رک گئے، تو اس اَحادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابتداء میں حضور کے پیچھے قرأۃ کرتے تھے، جیسا کہ تفسیر ابن اَبی حاتم میں محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں منقول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور ضم سورۃ سب کی قرأۃ کرتے تھے، لیکن پھر جب یہ آیت نازل ہوئی "واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون" تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرأۃ کرنے سے رُک گئے، پھر بھی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو معلوم نہ تھا وہ کبھی کبھی آپ ﷺ کے پیچھے قرأۃ کر جاتے، اسی لیے اَحادیث میں کبھی فجر کی نماز کا، کبھی ظہر کی نماز کا اور کبھی عصر کی نماز کا ذکر ہے اور بعض اَحادیث میں سورۃ فاتحہ کی قرأۃ کرنے کی اِجازت کا بھی ذکر ہے اس کے پڑھنے سے منازعت کا امکان کم تھا، بعد میں مکمل منع کر دیا گیا۔

(آثار السنن، باب فی ترك القرأة خلف الامام فی الصلوات کلها)

(چوتھی دلیل): حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا رکوع میں بغیر فاتحہ پڑھے ملنا اور رسول اللہ ﷺ کا اُسے نماز لوٹانے کا کہنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز کامل ہو جاتی ہے۔

(پانچویں دلیل): وہ آثار صحابہ کرام جن میں مطلقاً قرأۃ خلف الامام سے منع فرمایا گیا ہے، بلکہ قرأۃ خلف الامام کرنے والے پر شدید عتاب فرمایا ہے۔

(چھٹی دلیل): آئمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) میں سے کوئی بھی مطلقاً طور پر سری اور جہری نمازوں میں قرأۃ خلف الامام کے وجوب کے قائل نہیں، تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل حوالہ جات کا مطالعہ فرمائیں:

(موطا امام محمد باب القرأة فی الصلوة خلف الامام) (کتاب الحجة للامام محمد باب القرأة خلف الامام) (موطا امام مالك باب ترك القرأة خلف الامام فيما جهر فيه) (کتاب الام

للامام شافعی،ابواب الصلوٰۃ) (التمہید لا بن عبد البر،رقم الحدیث۲۳۶)(المغنی لا بن قدامہ، مسئلۃ المأموم اذا سمع قرأۃالامام طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)(تحفۃ الاحوذی،باب ماجاء فی ترک القرأۃ خلف الامام)(الفقہ الاسلامی وأدلتہ للزحیلی،باب یشترط فی القرأۃ)

جمہور سلف وخلف رحمۃ اللہ علیہم حضرات کا مسلک قرأت خلف الامام سے منع کرنا ہے:

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ قرأۃ خلف الامام کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اپنا اجمالی مؤقف بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

فالنزاع من الطرفین لکن الذین ینھون عن القرأۃ خلف الامام جمھور السلف و الخلف ومعھم الکتاب و السنۃ الصحیحۃ والذین اوجبوھا علی المأموم فحدیثھم ضعفہ الائمۃ۔ (نوع العبادات لابن علامہ تیمیہ،صفحہ۸۶)

مسئلہ زیر بحث میں نزاع تو طرفین سے ہے لیکن جو لوگ امام کے پیچھے قرأۃ سے منع کرتے ہیں وہ جمہور سلف وخلف ہیں اور ان کے ہاتھ میں کتاب اللہ اور سنت صحیحہ ہے اور جو لوگ قرأۃ مقتدی پر واجب قرار دیتے ہیں تو آئمہ حدیث نے ان کی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

علامہ محدث محمد بن اسمٰعیل امیر یمانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۸۲ھ) کا تحقیقی فیصلہ:

ثم اختلف القائلون بوجوب القرأۃ فقیل فی محل سکتات الامام،وقیل فی سکوتہ بعد تمام القرأۃ،ولا دلیل لھذین القولین فی الحدیث۔

(سبل السلام شرح بلوغ المرام ۱/۱۰۶)

پھر امام کے پیچھے قرأۃ کو واجب کہنے والے باہم اختلاف میں ہو گئے،بعض یہ کہتے ہیں کہ امام کے سکتوں میں (قرأۃ کرنی چاہیے) اور بعض اس کے قائل ہیں کہ جب امام قرأۃ سے فارغ ہو جائے (تو اس وقت مقتدی قرأۃ کر لے) لیکن دونوں باتوں کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔

جمہور فقہاءِ اُمت کے نزدیک قرأت خلف الامام واجب نہیں:

ھذا مالک فی اھل الحجاز وھذا الثوری فی اھل العراق و ھذا الاوزاعی فی اھل

الشام و هذا لیث فی اهل مصر ماقالوا الرجل صلی وقرأ امامه ولم یقرأ هو صلوٰة باطلة۔(المغنی لا بن قدامه ،مسئلة المأموم اذا سمع قرأة الامام طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

یہ اہل حجاز کے امام حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اہل عراق کے امام ہیں اور یہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اہل شام کے امام ہیں اور یہ لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اہل مصر کے امام ہیں ان آئمہ مذکورہ میں کسی نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ جب امام قرأۃ کر رہا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے نہ قرأۃ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

و کذلك الامام مالك والامام احمد لم یکونوا قائلین بوجوب قرأة الفاتحة خلف الامام فی جمیع الصلوات۔(تحفة الاحوذی،باب ماجاء فی ترك القرأة خلف الامام)

اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرات بھی تمام نمازوں میں امام کے پیچھے فاتحہ کی قرأۃ کے واجب ہونے کے قائل نہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی اور بصیرت آموز فیصلہ:

وقد ثبت بالکتاب وللسنة وبالاجماع أن انصات المأموم لقرأة امامه یتضمن معنی القرأ معه وزیادة۔

(مجموعة الفتاویٰ،۲۹۰/۲۲، کتاب الصلاة،فصل الناس فی القرأة خلف الامام،طبع العبیکان)

تحقیق یہ ہے کہ یہ بات قرآن کریم، حدیث شریف اور اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ امام کی قرأۃ کی وجہ سے مقتدی کا خاموش رہنا ہی اس کے پڑھنے کے حکم میں ہے، بلکہ اس کو قرأۃ کے ثواب کے ساتھ خاموش رہنے کی وجہ سے حکم کی تعمیل کا ثواب بھی ملتا ہے۔

عن وهب بن کیسان أنه سمع جابر رضی الله عنه یقول من صلی رکعة لم یقرأ فیها بأم القرآن فلم یصل الا وراء الامام،رواه مالك فی الموطا وجابر آخر من مات من الصحابة بالمدینة وهو من أعیان تلك الطبقة وروی مالك ایضا عن نافع عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه کان اذا سئل هل یقرأ أحد خلف الامام؟ یقول اذا صلی أحد کم خلف الامام فحسبه قرأة الامام واذا صلی وحده فلیقرأ قال وکان عبد الله بن عمر رضی الله عنه لایقرأ خلف

الامام و ابن عمر من أعلم الناس بالسنة وأتبعهم لها۔

(مجموعة الفتاوی ۲۲/۱۴۲، کتاب الصلاۃ فصل الناس فی القرأۃ خلف الامام، طبع العبیکان)

وہب بن کیسان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورت فاتحہ کی قرأۃ نہ کی تو اس کی نماز نہیں، سوائے یہ کہ امام کے پیچھے ہو، اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں نقل کیا ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے اخیر میں وفات پانے والے ہیں اور یہ اس طبقہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے، نیز امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے اور اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کے لیے امام کی قرأۃ ہی کافی ہو جائے گی اور جب کوئی شخص تنہا نماز پڑھے تو وہ قرأۃ ضرور کرے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خود امام کے پیچھے قرأۃ نہیں کرتے تھے، جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ سنت کے عالم تھے اور سب سے زیادہ متبع سنت تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ:

وروی مسلم فی صحیحه عن عطا بن یسار أنه سأل زید بن ثابت رضی الله عنه عن القرأة مع الامام فقال لا قرأ مع الامام شیئ وروی البیهقی عن أبی وائل أن رجل سأل ابن مسعود رضی الله عنه عن القرأة خلف الامام فقال أنصت للقرآن فان فی الصلاة لشغلا وسیکفیك ذاك الامام وابن مسعود رضی الله عنه و زید بن ثابت رضی الله عنه هما فقیها أهل المدینة وأهل الكوفة من الصحابة۔ (مجموعة الفتاوی ۲۲/۱۴۲، سئل عن القرأۃ خلف الامام، طبع العبیکان)

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں عطا بن یسار رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اُنہوں نے خود حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے مقتدی کے قرأۃ کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کچھ بھی پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأۃ

کرنے کے بارے میں سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ قرآن کے لیے خاموش رہو، امام کی قرأۃ ہی تمہارے لیے کافی ہو جائے گی، عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اہل مدینہ اور اہل کوفہ میں فقیہ صحابی تھے۔

قرأت خلف الامام کی ممانعت پر قرآن مجید سے بصیرت آموز دلیل:

تفسیر طبری: علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال قال ابن زيد كان هارون عليه السلام يقول آمين فقال الله" قد أجيبت دعوتكما" فصار التأمين دعوة صار شريكه فيها . (تفسير الطبري ۱۲/۲۶۷، طبع دار هجر)

حضرت عبداللہ بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا مانگنے پر حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''تم دونوں کی دُعا قبول کر لی گئی'' تو اس دُعا پر آمین کہنے والا اس دُعا میں شریک ہو جاتا ہے۔

قيل ان الداعي وان كان واحداً فان الثاني كان مؤمناً وهو هارون فلذلك نسبت الاجابة اليهما لأن المؤمن داع و كذلك قال أهل التأويل.

(تفسير الطبري ۱۲/۲۷۰، طبع دار هجر)

پس اگر کوئی اعتراض کرنے والا کہے کہ دُعا کی نسبت دونوں کی طرف کیسے ہے؟ جب کہ دُعا مانگنے والا ایک تھا، تو جواب میں کہا جائے گا کہ اگرچہ دُعا مانگنے والا ایک تھا مگر دوسرا آمین کہنے والا تھا اور وہ حضرت ہارون علیہ السلام تھے، پس نسبت دُعا کی دونوں کی طرف صحیح ہے کیونکہ آمین کہنے والا بھی دُعا مانگنے والا ہوتا ہے۔

تفسیر کبیر: امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وذلك لأن من يقول عند الدعاء الداعي آمين فهو أيضاً داع لأن قوله آمين تأويله استجب فهو سائل كما أن الداعي سائل أيضاً.

(تفسير كبير ۵/۳۳، طبع دار الكتب العلمية بيروت)

اور یہ اس لیے ہے کہ جو شخص دُعا مانگنے والے کی دُعا کے وقت آمین کہتا ہے وہ بھی دُعا مانگنے والا ہی شمار ہوتا ہے کیونکہ آمین کا معنی ہے ''اے اللہ! قبول فرما'' پس آمین کہنے والا سائل

ہے جسے کہ دُعا مانگنے والا سائل ہے۔

تفسیر جلالین: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أدعو ربكم تضرعاً حال تذللا و خفية سرًا انه لا يحب المعتدين بالتشدق ورفع الصوت۔ (تفسیر جلالین،صفحہ ۱۳۴،طبع دار العربیۃ)

مانگو اپنے رب سے عاجزی کے ساتھ اور پوشیدہ طور پر، اللہ تعالیٰ بلند آواز سے دُعا مانگنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

قال ابن منير فى ذكر مناسبة الباب بأن التامين دُعاء وقال ان التامين قائم مقام التلخيص بعد البسط فالداعى فصل المقاصد والمؤمن أتى بكلمة تشمل جميعاً۔ (فتح الباری شرح بخاری ۲/۲۶۲،طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ آمین دُعا ہے اور آمین تفصیل آمین کے بعد اختصار کے مترادف ہے، امام نے مقاصد و مطالب کو تفصیلاً ذکر کیا اور اس پر آمین کہنے والا صرف یہ کلمہ کہتا ہے جو ساری دُعا کو شامل ہے۔

استدلال: قرآنِ پاک کی اس آیت کی تفسیر سے ثابت ہوا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دُعا مانگ رہے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام بالکل خاموش مگر متوجہ تھے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا ختم کی تو آپ علیہ السلام نے آمین کہی اور اللہ تعالیٰ نے ان (حضرت ہارون علیہ السلام) کو بھی دُعا کرنے والا فرمایا، اسی طرح جب امام فاتحہ پڑھتا ہے (یاد رہے فاتحہ کو بھی حدیث شریف میں اللہ اور بندہ کے درمیان تقسیم بتایا گیا ہے کہ بندہ دُعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جواب میں قبول فرماتے رہتے ہیں) اور مقتدی حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح خاموش اور متوجہ رہتا ہے اور جب امام سورۃ فاتحہ ختم کرتا ہے تو مقتدی بھی آمین کہہ دیتے ہیں تو وہ فاتحہ امام اور مقتدی دونوں کے لئے شمار ہو جاتی ہے جیسے قرآنِ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا میں حضرت ہارون علیہ السلام کیا۔

قرأت خلف الامام نہ کرنے پر عقلی دلیل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی:

امام موفق احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''مناقب أبی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ'' لکھی ہے اس میں آپ نے ایک

قصہ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قرأت خلف الامام پر بعض علماء نے مباحثہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ بحث ومناظرہ کے لئے ایک جماعت تشکیل دو، اُنہوں نے ایک جماعت بنائی، امام صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے بحث میں سب بات کرو گے یا ایک کرے گا؟ اُنہوں نے کہا کہ ایک بات کرے گا، تو آپ نے فرمایا کہ بات کرنے کے لیے وہی منتخب کرو گے، اس کی بات سب کی بات سمجھی جائے گی یا ان کی اپنی بات ہوگی؟ وفد نے کہا نہیں وہ ہمارا نمائندہ اور وکیل ہوگا اور اس کی بات سب کی بات ہوگی، تب امام صاحب نے فرمایا کہ بس مناظرہ ہوگیا، وفد میں سے جو کم فہم تھے اُنہوں نے شور کیا کہ نہیں اب مناظرہ کرنا ہے، مگر ان کے ماہرین نے کہا کہ بس کرو اور چلے جاؤ کیونکہ تم مناظرہ ہار گئے ہو اور شکست کا تم لوگوں نے اقرار کرلیا ہے (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو عملی طور پر بتا دیا کہ جب میرے سامنے ایک ہی وکیل بات کرے گا اور ان کی بات سب کی طرف سے سمجھی جائے گی اور سارے نہیں بولیں گے تو یہی ضابطہ وقاعدہ نماز کے متعلق بھی ہے کہ امام جو سب کی نماز کا ضامن ہوتا ہے، کی قرأت ہی سب کی قراۃ سمجھی جائے گی)۔

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الملهم" میں ایک بادشاہ اور اس کے پاس جانے والے وفد کا ذکر کیا ہے کہ مثلاً وفد کے تمام ارکان نے اگر بولنا شروع کیا تو بادشاہ کتنا ناراض ہوگا اور کہہ دیگا کہ کیا وفد کے سربراہ کا کلام سب کا کلام نہیں ہے؟ ہر ایک یہی کہے گا کہ ہاں ایسا ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ مصنف عبد الرزاق میں ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مذکور ہے کہ اسلام میں پہلی بدعت یہ شروع ہوئی کہ لوگوں نے امام کے پیچھے پڑھنا شروع کر دیا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا دوٹوک فیصلہ:

وهذا النبي وأصحابه والتابعون وهذا مالك في أهل الحجاز وهذا الثوري في أهل العراق وهذا الاوزاعي في أهل الشام وهذا الليث في أهل مصر ما قالوا لرجل صلى وقرأ امامه ولم يقرأ هو صلوته باطلة.

(المغني، صفحه ۶۰۲، خير الكلام في وجوب فاتحه خلف الامام، صفحه ۳۲، طبع مكتبه نعمانيه)

یہ آنحضرت ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں اہل حجاز (اہل مکہ) میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

ہیں، اہل عراق میں امام ثوری رحمہ اللہ ہیں، اہل شام میں امام اوزاعی رحمہ اللہ ہیں، اہل مصر میں امام لیث رحمہ اللہ ہیں، ان میں سے کسی نے ایسے شخص کی نماز کو باطل نہیں کہا جس نے جہری نماز میں امام کی اقتداء کی اور قرأۃ نہ کی۔

امام شافعی رحمہ اللہ بھی جہری نمازوں میں قرأت خلف الامام کے قائل نہیں:

كل صلاة صليت خلف الإمام والإمام يقرأ قراءة لا يسمع فيها قرأ فيها.

(كتاب الام للشافعي ۱۷۳/۷، ابواب الصلاة طبع دار المعرفة بيروت)

ہم کہتے ہیں کہ ہر وہ نماز جو امام کی پیچھے پڑھی جائے اور امام ایسی قرأۃ کر رہا ہو جو سنی نہ جاتی ہو تو مقتدی ایسی نماز میں قرأۃ کریں۔

نوٹ: یعنی سنی جانے والی نمازوں میں قرأۃ نہ کریں، آج کل تو لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے ہر کسی کو امام کی قرأۃ سنائی دیتی ہے خواہ مقتدی کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔

اکابر علمائے اہل حدیث فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے والے کی نماز کو باطل نہیں سمجھتے:

(1) مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

امام بخاری رحمہ اللہ سے لے کر دور قریب کے محققین علمائے اہل حدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ دیانت دارانہ تحقیق کے بعد فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے اور وہ بے نماز ہے۔ (توضیح الکلام فی وجوب القرأۃ خلف الامام، صفحہ ۷۱، طبع ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد)

(2) عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

اہل حدیث امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھنے والے کو "بے نماز" سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، امام بخاری رحمہ اللہ سے لے کر محققین علماء اہل حدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا۔ (خیر الکلام فی وجوب فاتحہ خلف الامام (مقدمہ) صفحہ ۱۴، طبع مکتبہ نعمانیہ)

(3) شیخ الکل حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

امام بخاری رحمہ اللہ سے لے کر محققین علماء اہل حدیث تک کسی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں۔

(خیر الکلام فی وجوب فاتحہ خلف الامام، صفحہ ۳۳، طبع مکتبہ نعمانیہ)

سورۃ فاتحہ قرأت قرآن میں شامل ہے:

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۔(سورۃ النحل،آیت ۹۸)

جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

استدلال: اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جب قرآن کی قرأۃ کرنے لگو تو تعوذ پڑھ لیا کرو، چنانچہ سورۃ فاتحہ سے پہلے تعوذ کا پڑھنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سورۃ فاتحہ قرأۃِ قرآن کا حصہ ہے، الگ نہیں۔

عن أبي سعيد رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يقول قبل القرأة اعوذ بالله من الشيطن الرجيم۔

(مصنف عبد الرزاق باب متى يستعيذ رقم الحديث ۲۵۸۹)(مسند أبي يعلى رقم الحديث ۱۱۰۸)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ قرأۃ سے پہلے "أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھتے۔

استدلال: ظاہر ہے تعوذ سورۃ فاتحہ اور سورۃ سے پہلے ہی پڑھی جاتی ہے لہٰذا اس حدیث میں واضح حکم ہے کہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ دونوں قرأۃ میں شامل ہے۔

عن أبي سعيد بن المعلى رضي الله عنه قال مربي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال ألم يقل الله يا أيها الذين آمنو أستجيبو لله وللرسول اذا دعا كم ثم قال ألا أعلمك سورة أعظم سورة من القرآن قبل أن أخرج من المسجد فلما أراد أن يخرج قال- الحمد لله رب العالمين- وهي السبع المثاني والقرآن العظيم الذى أوتيتم ۔(صحيح بخارى باب ماجاء فى فاتحة الكتاب)

ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ جب تمہیں پکاریں تو اس کا جواب دو (یعنی ان کی اطاعت کرو) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس سے پہلے کہ مسجد سے باہر نکلوں ایک سورۃ نہ سکھاؤں؟ پھر جب آپ ﷺ نے باہر جانے کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ وہ سورۃ فاتحہ ہے اور وہی سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو تمہیں دیا گیا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه واله وسلم قال اذا قمت الى الصلوٰة فكبر ثم اقرأ ماتيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعاً ثم ارفع۔ (صحیح بخاری، باب امر النبی ﷺ الذی لا یتمہ رکوعہ بالاعادۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو اور جس قدر ہو سکے قرآن پڑھو، اس کے بعد رکوع کرو یہاں تک کہ اطمینان سے ادا ہو جائے تو اس کے بعد سر اُٹھاؤ (قومہ کے لیے)۔

استدلال: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مطلقاً قرآن پڑھنے کا حکم فرمایا تو ظاہر ہے اس سے سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھنا ہی مراد ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يفتتح الصلوٰة بالتكبير والقرأة "بالحمد لله رب العالمين"۔ (سنن ابو داؤد، باب افتتاح الصلوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز تکبیر سے اور قرأۃ "الحمد للہ رب العالمین" سے شروع فرماتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح مسلم، باب ما یجمع صفۃ الصلوٰۃ)(سنن ابن ماجہ، باب القرأۃ)(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من لا یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)(صحیح ابن حبان، باب ذکر وصف ما یفتتح بہ المرء صلاتہ)(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۱۹۸، ۲۳۶۴۷)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال لي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أخرج فناد في المدينة أنه لا صلوٰة الا بقرآن۔

(سنن ابو داؤد، باب من ترک القرأۃ فی الصلوٰۃ بفاتحۃ الکتاب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اعلان کروں کہ بغیر قرآن پڑھے نماز صحیح نہیں ہوتی (یعنی فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی)۔

عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه واله وسلم وأبابكر و عمر و

عثمان رضی اللہ عنہم کانوا یفتتحون القرأۃ بالحمد للہ رب العالمین۔

(سنن ابو داؤد، باب افتتاح الصلوۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ، ابوبکر، عمر عثمان رضی اللہ عنہم قرأۃ ''الحمد للہ رب العالمین'' سے شروع فرماتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجہ، باب افتتاح الصلاۃ)(سنن ترمذی، باب فی افتتاح القرأۃ)(سنن نسائی، باب البدائۃ بفاتحہ الکتاب قبل السورۃ)(صحیح بخاری، باب ما یقرأ بعد التکبیر)(صحیح مسلم، باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ)(مسند أحمد، رقم الحدیث ۱۲۶۵۱، ۱۱۵۵۴، ۱۳۵۴۰)(الاستذکار لابن عبد البر، رقم الحدیث ۲۵۶۹)(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من لا یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)(سنن دارمی، باب کراھیۃ الجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیف تقرأ اذا قمت الی الصلوۃ قلت "الحمد للہ رب العالمین" فقال قل" بسم اللہ الرحمن الرحیم "۔(سنن دار قطنی، باب وجوب القرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلاۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ جب نماز پڑھتے ہو تو قرأۃ کیسے کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا میں ''الحمد للہ رب العالمین'' پڑھتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' بھی پڑھا کرو۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

عن حمید أن أبا بکر رضی اللہ عنہ یفتتح القرأۃ "الحمد للہ رب العالمین"۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من لا یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کی قرأۃ ''الحمد للہ رب العالمین'' سے شروع فرماتے۔

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أنہ کان یفتتح القرأۃ "بالحمد للہ رب العالمین"۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من لا یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ قرأۃ ''الحمد للہ رب العالمین'' سے شروع فرماتے۔

عن حمید عن أنس رضی اللہ عنہ أنہ کان یستفتح القرأة بالحمد للہ رب العالمین۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب من لا یجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت اُنس رضی اللہ عنہ قرأة "الحمد للہ رب العالمین" سے شروع فرماتے۔

امام کے ساتھ رکوع میں ملنے والے کی وہ رکعت شمار ہوگی:

جس شخص نے امام کو رکوع میں پالیا یعنی امام کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے امام کیساتھ رکوع میں شامل ہوگیا تو اس نے وہ رکعت پالی، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی فتویٰ ہے اور اُمت کا اجمالی عمل بھی یہی ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۴۳)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

استدلال: اس آیت میں نماز باجماعت کا ذکر ہے، نماز باجماعت میں قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ سب کچھ ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر بالخصوص رکوع کا ذکر فرمایا "اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو" اس کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے سے رکعت مل جاتی ہے جبکہ امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہوں تو رکعت شمار نہیں ہوتی۔

عن أبی بکرة رضی اللہ عنہ أنہ أنتہی الی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو راکع فرکع قبل أن یصل الی الصف فقال فذکر ذلك النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال زادك اللہ حرصا ولا تعد۔ (صحیح بخاری باب اذا رکع دون الصف)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے قریب اس حالت میں پہنچے کہ آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے تھے چنانچہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ صف میں ملنے سے پہلے ہی (تکبیر تحریمہ کہہ کر) رکوع میں چلے گئے اس کا ذکر آپ ﷺ سے نماز کے بعد کیا گیا تو آپ ﷺ نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تجھے نیکی کرنے پر اور زیادہ حریص کرے مگر آئندہ ایسا نہ کرنا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن نسائی، باب الرکوع دون الصف)(القرأة خلف الامام للبخاری، باب هل یقرأ بأکثر من فاتحة الکتاب خلف، رقم الحدیث ۹۶)(سنن ابو داؤد، باب الرجل یرکع دون الصف)(مسند البزار، رقم الحدیث ۳٦۵۱)(سنن طحاوی، رقم الحدیث ۵۵۰۵))(المنتقی لابن جارود، باب الرجل یصلی خلف القوم وحده، رقم الحدیث ۳۱۸)(معجم ابن الأعرابی، رقم الحدیث ۵۵۰۵)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۲۱۹٦)(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۲۱۹۳)(سنن الکبریٰ للبیهقی، باب من رکع دون الصف وفی ذلك دلیل علی ادراك الرکعة ولولا ذلك لما تکلفوه)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۳۰)(سنن الصغیر للبیهقی، باب اذا رکع دون الصف)(سنن الکبری للبیهقی، باب من جوز الصلاة دون الصف)(مسند أبی داؤد طیالسی، رقم الحدیث ۹۱۶)(کتاب الآثار للامام محمد، باب من سبق بشئی من صلاة، رقم الحدیث ۲۸٦)(معرفة السنن والآثار للبیهقی، باب صلاة المنفرد خلف الامام)(شرح السنة للبغوی، باب من صلی خلف الصف وحده)(مصنف عبد الرزاق، باب من دخل والامام فرکع قبل أن یصل)(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۳۵۷، ۲۰۴۰۵، ۲۰۴۰۵)

فائدہ: اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

عن الحسن عند الطبرانی فقال أیکم صاحب هذا النفس؟ قال خشیت أن تفوتنی الرکعة معك. (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب اذا رکع دون الصف)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نماز کے بعد (رسول اللہ ﷺ) نے پوچھا کہ کس نے ایسا کیا؟ تو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے ایسا کیا ہے کیوں کہ مجھے خوف تھا کہیں آپ ﷺ کے ساتھ میری یہ رکعت فوت نہ ہو جائے۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا جئتم الی الصلوٰة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعتدوها شیئا ومن ادرك الرکعة فقد ادرك الصلوٰة. (سنن ابو داؤد، باب فی الرجل یدرك الامام ساجدا کیف یصنع)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز کے لیے آؤ ہم سجدے کی حالت میں ہوں تو تم لوگ سجدہ کر لو لیکن اس رکعت کو شمار نہ کرو اور جس شخص نے رکوع پا لیا تو اس نے نماز پالی (یعنی رکوع میں شرکت پوری رکعت میں شرکت کے برابر ہے)۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

المستدرك للحاكم، رقم الحديث٤٨٦)(مصنف عبد الرزاق، باب أدرك ركعة أو سجدة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال من ادرك الركعة من الصلاة فقد ادركها قبل أن يقيم الامام صلبه۔

(صحيح ابن خزيمه، رقم الحديث١٦٢٢، طبع دار الكتب العلميه بيروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے امام کے رکوع سے اُٹھنے سے پہلے رکوع کو پالیا اس نے وہ رکعت پالی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن دارمی، باب من ادراك ركعة من الصلوة فقد ادراك)(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ادراك الامام فى الركوع)(موطا امام محمد، باب الرجل يسبق ببعض الصلوة)(سنن دارقطني، باب من ادراك الامام قبل اقامة صلبه فقد ادراك الصلاة)

عن عبدالله بن مغفل رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه واله وسلم اذاوجدتم ساجداً فاسجدواأو راكعاً فاركعوا أو قائماً فقوموا ولا تعتدو بالسجود اذا لم تدركوا الركعة۔ (مختصر سلسلة الاحاديث الصحيحه للباني، رقم الحديث٥٣٣)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم امام کو سجدہ کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ سجدہ کرو اور اگر رکوع میں پاؤ تو اس کے ساتھ رکوع کرو اور اگر قیام کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ قیام کرو لیکن جب تک رکوع نہ ملے اس وقت تک رکعت کا کوئی اعتبار نہیں۔

عن عبد العزيز بن رفيع رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم اذا جئتم والامام راكع فاركعوا وان كان ساجداً فاسجدوا ولا تعتدوابالسجود اذا لم يكن معه الركوع۔ (سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ادراك الامام فى الركوع)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا جب تم امام کو رکوع میں پاؤ تو رکوع کرو اور اگر سجدے میں پاؤ تو سجدہ کرو اور سجدہ کا کوئی اعتبار نہیں اگر تمہیں (امام) کے ساتھ رکوع نہیں ملا۔

عن عبدالعزیز بن محمد المکی عن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال من لم یدرك الرکعة لم یدرك الصلاة. (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ادراك الامام فی الرکوع)

حضرت عبدالعزیز بن محمد المکی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ جس کا رکوع رہ گیا تو اس کی وہ نماز (کی رکعت بھی) رہ گئی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا جئتم ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوا شيئا ومن أدرك الركعة فقد أدرك الصلاة. (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ادراك الامام فی الرکوع)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ جب تم نماز کے لیے آؤ اور (امام) کو سجدہ میں پاؤ تو سجدہ میں چلے جاؤ اور مت رکو اور جس کا رکوع رہ گیا اس کی نماز کی (وہ رکعت) رہ گئی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه واله وسلم اذا أتى أحدكم الصلاة فلا يركع دون الصف حتى يأخذ مكانه من الصف.

(سنن طحاوی، باب من صلی خلف الصف وحدہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا کہ جب تم نماز کے لیے آؤ تو صف سے الگ رکوع میں مت جایا کرو اس وقت رکوع کرو جب صف میں پہنچ جاؤ۔

استدلال: کیونکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ رکعت کو پانے کے لئے صف سے پہلے ہی رکوع کر لیتے تا کہ رکعت مل جائے، اسی لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ (کوشش کیا کریں کہ) صف میں پہنچ کر رکوع کیا جائے۔

عن عبدالله بن أبي أوفى رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه واله وسلم كان يقوم في الركعة الأولى من الصلاة الظهر حتى لا يسمع وقع قدم.

(سنن ابو داؤد، باب القرأة فی الظهر)

حضرت عبداللہ بن أوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں بے شک نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں اتنی دیر قیام کرتے یہاں تک کہ قدموں کی آواز کو نہ سنتے۔

استدلال: یعنی جب تک کسی نمازی کے قدموں کی آواز سنتے قرأۃ فرماتے تا کہ وہ رکوع میں مل سکے اور اُسے وہ رکعت مل جائے، اور جب قدموں کے آنے کی آواز بند ہو جاتی تو رکوع فرماتے، اگر رکوع میں ملنے سے رکعت شمار نہ ہوتی تو اس انتظار کو کوئی مقصد نہ ہوتا۔

عن أبي مالك الأشعري رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أنه كان يسوي بين الأربع ركعات في القرأة والقيام ويجعل الركعة الأولى هي اطولهن لكي يثوب الناس. (مسند احمد رقم الحدیث ۲۲۴۰۳)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کی چاروں رکعتوں کو قیام اور قرأۃ میں برابر کرتے تھے، مگر پہلی رکعت کو سب سے لمبی کرتے تھے تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو حاصل کر سکیں۔

عن عطاء أنه سمع عبدالله بن الزبير رضى الله عنه على المنبر يقول للناس اذا دخل أحدكم المسجد والناس ركوع فليركع حين يدخل ثم ليدب راكعا حتى يدخل في الصف فان ذلك السنة قال عطاء وقد رأيته هو يفعل ذلك.

(صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث ۱۵۷۱ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اس حال میں مسجد میں داخل ہو کہ لوگ رکوع میں ہوں تو لوگوں کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے، پھر رکوع کی ہی حالت میں آہستہ آہستہ چلتے چلتے صف میں شامل ہو جائے، بلاشبہ یہ سنت (نبوی ﷺ) ہے، حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن زيد بن علي عن أبيه عن جده عن علي رضى الله عنه قال اذا أدركت الامام وهو راكع وركعت معه بتلك الركعة واذا أدركته وهو ساجد وسجدت معه فلا تعتد بتلك الركعة. (مسند امام زید بن علی باب الرجل یدرك مع الامام بعض الصلاة)

حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا تم نے

امام کو رکوع میں پالیا اور اس کے ساتھ رکوع کر لیا تو یہ رکعت شمار کر لو اور اگر سجدہ میں پایا تو اس کے ساتھ سجدہ کر لو مگر وہ رکعت شمار نہ کرو۔

أن زيد بن ثابت و ابن عمر رضي الله عنهم كانا يفتيان الرجل اذا انتهى الى القوم وهم ركوع أن يكبر تكبيرة وقد أدرك الركعة قالا وان وجدهم سجود سجد معهم ولم يعتد بذلك۔ (موطا امام مالك، باب من ادراك ارکعة من الصلوٰة)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ جو شخص جماعت کو رکوع کی حالت میں پالے وہ تکبیر کہہ کر رکوع کرے تو اسکی رکعت ہوگئی اور اگر سجدہ کی حالت میں ملا تو رکعت شمار نہ ہوگی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق، باب الرجل يدخل والامام راكع كم يكبر) (مصنف ابن أبي شيبه، باب الرجل يدرك الامام وهو راكع هل)

عن الزهري عن عروه بن الزبير وزيد بن ثابت يجيئان والامام راكع فيكبران تكبيرة الافتتاح للصلاة وللركعة۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب الرجل يدرك الامام وهو راكع هل)

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عروہ بن زبیر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس وقت پہنچے کہ امام رکوع میں چلے گئے تھے تو انہوں نے دو تکبیریں کہیں، ایک نماز کے شروع کی اور دوسری رکوع کے لیے۔

عن خارجه بن زيد بن ثابت أن زيد بن ثابت يركع على عتبيه المسجد ووجهه الى القبلة ثم يمشي معترضاً على شقه الايمن أن وصل الى الصف أولم يصل۔

(سنن طحاوی، باب من صلى خلف الصف وحده)

حضرت خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد کی دہلیز میں قدم رکھتے ہی قبلہ رو ہو کر رکوع میں چلے جاتے پھر (بحالت رکوع) دائیں طرف (صف کی طرف) چل پڑتے اور رکوع سے پوری رکعت شمار کرتے چاہے آپ صف تک پہنچے یا نہ پہنچے۔

عن مالك أنه بلغته أن عبد الله بن عمر وزيد بن ثابت رضي الله عنهم كانا يقولان من ادرك الركعة فقد ادرك السجدة. (موطا امام مالك، باب فيمن أدرك ركعة من الصلاة)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دونوں فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے رکوع پالیا اس نے سجدہ بھی پالیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ادراك الامام في الركوع) (موطا امام محمد، باب القرأة في الصلوٰة خلف الامام) (شرح السنة للبغوي، باب من صلى خلف الصف وحده)

عن سهل بن حنيف أنه رأى زيد بن ثابت دخل المسجد والامام راكع فمشى حتى أمكنه أن يصل الصف وهو راكع كبر فركع ثم دب وهو راكع حتى وصل الصف.

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب من ركع دون الصف وفي ذلك دليل على ادراك الركعة ولولا ذلك لما تكلفوه)

حضرت سہل بن حنیف رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو امام رکوع میں تھا تو وہ تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے گئے یہاں تک کہ چلتے چلتے صف میں مل گئے۔

عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنه أنه كان يقول من أدرك الامام راكعاً فركع قبل أن يرفع الامام رأسه فقد أدرك تلك الركعة.

(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ادراك الامام في الركوع)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تم نے امام کو رکوع میں پا کر اس کے سر اُٹھانے سے پہلے رکوع کر لیا تو تحقیق تم نے اس رکعت کو پالیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال اذا أدركت الامام وهو راكع فوضعت يديك على ركبتيك من قبل أن يرفع رأسه فقد أدركته) (مصنف عبد الرزاق، باب الرجل يدرك الامام وهو راكع فيركع الامام قبل أن يركع)

عن أبي الاحوص عن ابن مسعود رضي الله عنه قال من لم يدرك الامام راكعاً لم يدرك تلك الركعة. (سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ادراك الامام في الركوع)

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کا امام کے ساتھ رکوع رہ گیا تو اس کو وہ رکعت نہیں ملی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المعجم الکبیر للطبرانی برقم الحدیث ۹۳۷۰)(مصنف عبدالرزاق باب أدرک رکعة أو سجدة)

عن زید بن وهب قال دخلت أنا وابن مسعود رضی الله عنه المسجد والامام راكع فركعنا ثم مضينا حتى استوينا فى الصف فلما فرغ الامام قمت أصلى فقال قد أدركته. (مصنف عبدالرزاق باب من دخل والامام راكع فركع قبل أن يصل الى الصف)

حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو امام رکوع میں تھا تو ہم بھی رکوع میں چلے گئے اور پھر ہم (چلتے چلتے) صف میں مل گئے، جب امام نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے نماز پوری کی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا تحقیق وہ رکعت مل گئی تھی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن طحاوی باب من صلى خلف الصف وحده)(مصنف ابن أبي شيبه باب فى الرجل يدخل والقوم ركوع فيركع قبل أن يصل الصف)(المعجم الكبير للطبرانی برقم الحديث ۹۳۵۸)(سنن الكبرى للبيهقى باب ادراك الامام فى الركوع)

عن عطا أنه سمع ابن الزبير رضى الله عنه على المنبر يقول اذا دخل أحدكم المسجد والناس ركوع فليركع حين يدخل. (المعجم الاوسط للطبرانی برقم الحديث ۶۲۱۵)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع کی حالت میں ہوں تو داخل ہوتے ہی (تکبیر کہہ کر) رکوع میں چلا جائے۔

عن ابن سيرين أن أبا عبيدة رضى الله عنه جاء والقوم ركوع فركع دون الصف ثم مشى حتى دخل فى الصف.

(مصنف ابن أبي شيبه باب فى الرجل يدخل والقوم ركوع فيركع قبل أن يصل الصف)

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسجد میں تشریف

لائے تو لوگ رکوع کی حالت میں تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے صف سے پیچھے رکوع کیا، پھر آپ رضی اللہ عنہ حالت رکوع میں چلتے چلتے صف میں شامل ہو گئے۔

عن أبي امامة أن زيد بن ثابت رضي الله عنه ركع قبل أن يصل الى الصف ثم مشى راكعاً۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب في الرجل يدخل والقوم ركوع فيركع قبل أن يصل الصف)

حضرت ابوامامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کیا اور پھر رکوع کی حالت میں چلتے ہوئے صف میں جا کے مل گئے۔

عن جعفر عن ميمون قال اذا دخلت المسجد والقوم ركوع فكبرت ثم ركعت قبل أن رؤوسهم فقد أدركت الركعة۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال اذا أدركت الامام وهو راكع فوضعت يديك على ركبتيك من قبل أن يرفع رأسه فقد أدركته)

حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع میں ہوں تو ان کے سر اُٹھانے سے پہلے تکبیر کہہ کر مل جائے تو تم نے اس رکعت کو پالیا۔

عن الحسن قال إذا جاء رجل والإمام راكع فركع ووضع يديه على ركبتيه قبل أن يرفع الإمام رأسه أجزأته تلك الركعة۔ (مسند ابن الجعد، رقم الحديث ۳۲۲۱)

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی اُس وقت آئے جب امام رکوع میں ہو اور جس نے امام کے سر اُٹھانے سے پہلے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ لیا تو گویا اُس نے سجدہ بھی پالیا۔

عن عبيدالله بن أبي يزيد قال رأيت ابن جبير فعله (أنه دخل والقوم ركوع فركع دون الصف ثم دخل في الصف)۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب في الرجل يدخل والقوم ركوع فيركع قبل أن يصل الصف)

حضرت عبیداللہ بن اَبی یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی کرتے (یعنی جماعت کو اس حال میں پاتے کہ لوگ رکوع کی حالت میں ہوتے تو وہ صف میں ملے بغیر رکوع کر لیتے، پھر رکوع کی حالت میں چلتے ہوئے صف میں شامل ہو جاتے۔

عن عطاء قال اذا ركعت قبل أن يرفع الامام رأسه فقد أدركت فان رفع أن

ترکع فقد فاتتك۔ (مصنف عبدالرزاق، باب أدرك ركعة أو سجدة)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی امام کے ساتھ اُس کے سر اُٹھانے سے پہلے مل جائے تو اُسے وہ رکعت مل گئی اور اگر امام کے (رکوع سے) سر اُٹھانے کے بعد رکوع میں ملا تو وہ رکعت فوت ہوگئی۔

عن سعيد بن المسيب قال من أدرك الامام قبل أن يرفع رأسه فقد ادرك السجدة۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال اذا أدركت الامام وهو راكع فوضعت يديك على ركبتيك من قبل أن يرفع رأسه فقد أدركته)

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس نے امام کو (رکوع سے) سر اُٹھانے سے پہلے پالیا تو اس نے سجدہ بھی پالیا۔

عن هشام بن عروة قال كان أبي يدخل والامام راكع فيركع دون الصف ثم يدخل في الصف۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال اذا أدركت الامام وهو راكع فوضعت يديك على ركبتيك من قبل أن يرفع رأسه فقد)

حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد اس حال میں مسجد میں داخل ہوتے کہ امام اگر رکوع کی حالت میں ہوتا تو وہ صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر کے صف میں داخل ہوجاتے۔

عن وقاء قال دخلت أنا و سعيد بن جبير وهم ركوع فركعت أنا وهو من الباب ثم جئنا حتى دخلنا في الصف۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال اذا أدركت الامام وهو راكع فوضعت يديك على ركبتيك من قبل أن يرفع رأسه فقد أدركته)

حضرت وقاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اس حال میں مسجد میں داخل ہوئے کہ لوگ رکوع کی حالت میں تھے، ہم دونوں نے دروازہ پر رکوع کر لیا اور پھر چلتے چلتے صف میں آکر مل گئے۔

حدثني يزيد بن أبي حبيب انه رأى أبا سلمة دخل المسجد والقوم ركوع فركع ثم دب راكعاً۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب من قال اذا أدركت الامام وهو راكع فوضعت يديك على ركبتيك من قبل أن يرفع رأسه فقد أدركته)

حضرت یزید بن ابی حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد میں داخل ہوتے دیکھا کہ لوگ رکوع کی حالت میں تھے، پھر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے صف میں شامل ہوگئے۔

عن میمون قال اذا دخلت المسجد والقوم رکوع فکبرت ثم رکعت قبل أن یرفعوا رؤوسهم فقد أدرکت الرکعة۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب من قال اذا أدرکت الامام وهو راکع فوضعت یدیك علی رکبتیك من قبل أن یرفع رأسه فقد أدرکته)

حضرت میمون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں داخل ہو اور لوگوں کو دیکھو کہ حالت رکوع میں ہیں تو تم تکبیر کہہ کے اُن کے سر اُٹھانے سے پہلے رکوع کر لو تو تمہیں وہ رکعت مل گئی۔

عن زید بن علی اذا أدرك الامام وهو راکع فکبر تکبیرة واحدة یرید بها الدخول فی الصلاة ثم رکع أجزاه ذلك۔ (مسند امام زید بن علی، باب تکبیر فی الصلاة رقم الحدیث ۸۰)

حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کسی نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا پھر اس نے ایک تکبیر نماز میں شامل ہونے کے ارادہ سے کہی پھر رکوع کر لیا تو یہ درست ہے۔

عن عثمان بن الأسود قال دخلت أنا وعمرو بن تمیم المسجد فرکع الامام فرکعت أنا وهو ومشیا راکعین حتی دخلنا الصف فلما قضینا الصلاة قال لی عمرو الذی صنعت آنفا ممن سمعته؟ قلت من مجاهد قال قد رأیت ابن الزبیر فعله۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب من قال اذا أدرکت الامام وهو راکع فوضعت یدیك علی رکبتیك من قبل أن یرفع رأسه فقد أدرکته)

حضرت عثمان بن اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور عمرو بن تمیم رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں داخل ہوئے، امام نے رکوع کیا تو میں نے اور اُنہوں نے بھی رکوع کر لیا، پھر ہم دونوں رکوع کی حالت میں چلتے ہوئے صف کے ساتھ مل گئے، جب ہم نے نماز مکمل کر لی تو عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ جو کچھ تم نے ابھی کیا ہے اسے کہتے ہوئے کس سے سنا؟ میں نے کہا کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اور اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو ایسا کرتے دیکھا تھا۔

وعن هشام عن الحسن قالا فی الرجل یدخل المسجد والقوم قد رکعوا قالا ان کان یظن أنه یدرك القوم قبل أن یرفعوا رؤوسهم فلیرکع ولیمش حتی

یدخل الصف۔ (مصنف ابن أبي شیبه، باب من قال اذا أدرکت الامام وهو راکع فوضعت یدیك علی رکبتیك من قبل أن یرفع رأسه فقد أدرکته)

حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع کی حالت میں ہوں تو اسے دیکھنا ہے کہ اگر اس کے پہنچنے سے پہلے پہلے لوگ رکوع سے سر اُٹھالیں گے تو وہیں رکوع کرلے اور چلتا ہوا صف میں شامل ہو جائے۔

عن عمر بن عبد العزیز قال اذا ادرکهم رکوعاً کبر تکبیرتین تکبیرة لا فتتاح الصلاة وتکبیرة للرکوع وقد أدرك الرکعة۔

(سنن الکبریٰ للبیهقی، باب من کبر تکبیرة واحدة للافتتاح ورکع)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو رکوع کو پائے تو ایک تکبیر نماز کو شروع کرنے کی اور ایک تکبیر رکوع کے لیے کہے تحقیق اس کو وہ رکعت مل گئی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت آموز استدلال:

مشہور محدث حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہی عمل نقل کیا ہے کہ جس کو رکوع مل گیا اُسے رکعت بھی مل گئی اور ان روایات کے باب کا عنوان قائم کرتے ہوئے یوں استدلال کرتے ہیں کہ "من رکع دون الصف وفی ذلك دلیل علی ادراك الرکعة ولولا ذلك لما تکلفوہ"

یہ باب ان لوگوں کے بیان میں ہے جنہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرلیا اور یہ عمل دلیل ہے کہ اس سے ان کا مقصد اس رکعت کو حاصل کرنا تھا ورنہ انہیں اس جد و جہد کی کیا ضرورت تھی؟؟

جمہور فقہاءِ اُمت کا مسلک:

علامہ ابن البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قال جمهور الفقهاء من ادرك الامام راکعا فکبر ورکع وامکن یدیه من رکبیته قبل ان یرفع الامام رأسه فقد ادرك الرکعة ومن لم یدرك ذالك فقد فاتته الرکعة ومن فاتته الرکعة فاتته السجدة ای لا یعتد بها هذا مذهب مالك

والشافعي و ابي حنيفة و اصحابه والثوري والاوزاعي وابي ثور واحمد و اسحق وروي ذالك عن علي و ابن مسعود و زيد و ابن عمر رضي الله عنهم وقد ذكرنا الاسانيد عنهم في التمهيد۔ (الاستذکار، باب من ادرك ركعة من الصلاة)

جمہور فقہاء ؒ کا کہنا ہے کہ جس شخص نے امام کو رکوع میں پایا اور وہ تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا گیا اور دونوں گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا، امام کے اُٹھنے سے پہلے پہلے تو اس نے وہ رکعت پالی اور جس نے امام کو رکوع میں نہ پایا اس سے رکوع فوت ہو گیا اور جس سے رکوع فوت ہو گیا اس سے سجدہ فوت ہو گیا، یہی مذہب ہے حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام ابوحنیفہ ؒ اور ان کے اصحاب وسفیان ثوری، امام اوزاعی، امام ابوثور، امام احمد، اسحق بن راہویہ ؒ کا اور یہی حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے اور ہم نے ان کی سندیں تمہید میں ذکر کر دی ہیں۔

علامہ ابن رشد المالکی ؒ فرماتے ہیں کہ:

الذي عليه الجمهور أنه اذا أدرك الامام قبل أن يرفع رأسه من الركوع وركع معه فهو مدرك للركعة وليس عليه قضاءها۔

(بداية المجتهد ۱/۱۵۸، كتاب الصلاة طبع دار الكتب العلمية بيروت)

جمہور کا قول یہ ہے کہ اگر امام کے سر اُٹھانے سے پہلے کوئی شخص امام کو رکوع میں پالے تو اس نے وہ رکعت پالی اور اس پر اس رکعت کی قضاء نہیں ہے۔

سورۃ فاتحہ کو دوسری سورۃ سے پہلے پڑھنا:

عن عصمة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يستفتح القرائة بالحمد لله رب العالمين الفاتحة وأبو بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم۔

(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۴۸۴)

حضرت عصمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عثمان اور عمر رضی اللہ عنہم نماز کو "الحمد للہ رب العالمین" سے شروع فرماتے تھے۔

عن ابن عباس رضي الله عنه أن نبي الله صلى الله عليه واله وسلم كان يتفتح

القرأة "بالحمد لله رب العالمين". (مجمع الزوائد، باب قرأة الفاتحه قبل السورة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز ''الحمد للہ رب العالمین'' سے شروع فرماتے تھے۔

عن أنس رضي الله عنه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ومع أبي بكر وعمر وعثمان فكلهم يستفتح الصلاة "بالحمد لله رب العالمين".

(الكنى والأسماء للدولابي، رقم الحديث ١٥٠١)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر، عمر وعثمان رضی اللہ عنہم سب کے ساتھ نماز ادا کی وہ نماز کو ''بالحمد للہ رب العالمین'' سے شروع فرماتے تھے۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه كان يتفتح القرأة "بالحمد لله رب العالمين".

(طبرانی کبیر بحوالہ مجمع الزوائد، باب قرأة الفاتحه قبل السورة)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نماز سورۃ فاتحہ ''الحمد للہ رب العالمین'' سے شروع فرماتے تھے۔

جسے قرآن بالکل یاد نہ ہو اُس کے لیے قرأت کا حکم:

عن ابن أبي أوفى رضي الله عنه قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه واله وسلم فقال اني لا أستطيع أن آخذ شيئا من القرآن فعلمني شيئا يجزئني من القرآن فقال قل: "سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة الا بالله".

(سنن نسائی، باب ما يجزی من القرأة لمن لا يحسن القرآن)

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو قرآن کریم معمولی سا بھی یاد نہیں ہوتا تو آپ ﷺ مجھ کو ایسی چیز سکھلائیں جو قرآن کریم کا بدل ہو جائے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کہا کرو ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ''۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(کتاب الآثار لأبي يوسف، رقم الحديث ١٥١)(مسند احمد، رقم الحديث ١٩١١١)(مسند عبد بن حميد، رقم الحديث ٥٢٣)(سنن ابو داؤد، باب ما يجزی الأمي والأعجمي من القرأة)(سنن الكبرى للبيهقي، باب الذكر يقوم القرأة اذا لم يحسن)(صحيح ابن حبان، رقم الحديث ١٨١٠)(الدعاء للطبراني، رقم الحديث ١٦١٢)

آمین کہنا

امام جب سورۃ فاتحہ مکمل کر چکے اور ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' کہے تو مقتدی کو چاہیے آمین کہے اور منفرد جب ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' کہے تو آمین کہے۔

امام جب ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' کہے تو مقتدی آمین کہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال اذا قال القارئ "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" فقال من خلفه آمين.

(صحيح مسلم، باب التسبيح والتحميد والتابعين)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' کہے تو تم (مقتدی) بھی آمین کہو۔

آمین کہنے کا حکم:

آمین دُعا ہے: چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ. (سورۃ الاعراف، آیت ۵۵)

اپنے رب سے عاجزی اور آہستگی کے ساتھ دُعا کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

آمین دُعا ہے لہٰذا یہ آہستہ ہی کہنا افضل ہے: چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ.

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۶)

اے محبوب ﷺ! جب لوگ آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں بہت نزدیک ہوں، مانگنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں جو مجھ سے دُعا کرتا ہے۔

مذکورہ آیت تفسیر ملاحظہ ہو:

تفسیر ابن کثیر: اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أعطيت آمين في الصلوة وعند الدعاء لم يعط أحد قبلي الا ان يكون موسى عليه السلام

کان یدعوا وھارون علیہ السلام یؤمن فاختموا الدعاء بآمین فان اللہ یستجیبہ لکم۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۴۰، طبع شمع بك ایجنسی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں بھی اور دُعا میں بھی آمین عطاء کی گئی ہے یہ مجھ سے پہلے سوائے موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو نہیں ملی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دُعا مانگتے تو ہارون علیہ السلام آمین کہتے، لہٰذا تم دُعا کو آمین کے ساتھ ختم کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری دُعا کو قبول فرمائیں گے۔

مزید اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

عن أبي موسى الاشعري رضي الله عنه قال رفع الناس اصواتهم بالدعاء فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ايها الناس أربعوا على انفسكم فانكم لاتدعون اصم ولا غائباً ان الذين تدعونه سميع قريب۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/۱۹، طبع شمع بك ایجنسی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے دُعا میں اپنی آوازیں بلند کرنا شروع کر دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میانہ روی سے کام لو تم کسی بہرے یا غائب ذات کو نہیں پکار رہے جس ذات کو تم پکارتے ہو وہ ہر بات سننے والا اور قریب ہے۔

تفسیر طبری: علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال قال ابن زيد كان هارون عليه السلام يقول آمين فقال الله "قد أجيبت دعوتكما" فصار التأمين دعوة صار شريكه فيها۔ (تفسیر الطبری ۱۲/۲۶۲، طبع دار ھجر)

حضرت عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا مانگنے پر حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''تم دونوں کی دُعا قبول کر لی گئی'' تو اس دُعا پر آمین کہنے والا اس دُعا میں شریک ہو جاتا ہے۔

قيل ان الدعى وان كان واحداً فان الثانى كان مؤمناً وهو هارون فلذلك نسبت الاجابة اليهما لأن المؤمن داع و كذلك قال أهل التأويل۔

(تفسیر الطبری ۱۲/۲۶۰، طبع دار ھجر)

پس اگر کوئی اعتراض کرنے والا کہے کہ دُعا کی نسبت دونوں کی طرف کیسے ہے؟ جب کہ دُعا مانگنے والا ایک تھا، تو جواب میں کہا جائے گا کہ اگر چہ دُعا مانگنے والا ایک تھا مگر دوسرا آمین کہنے والا تھا اور وہ حضرت ہارون علیہ السلام تھے، پس نسبت دُعا کی دونوں کی طرف صحیح ہے کیونکہ آمین کہنے والا بھی دُعا مانگنے والا ہوتا ہے۔

تفسیر کبیر: امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وذلك لأن من يقول عند الدعاء الدعي آمين فهو أيضاً داع لأن قوله آمين تأويله استجب فهو سائل كما أن الدعي سائل أيضاً.

(تفسير كبير ۵/۲۲، طبع دار الكتب العلمية بيروت)

اور یہ اس لیے ہے کہ جو شخص دُعا مانگنے والے کی دُعا کے وقت آمین کہتا ہے وہ بھی دُعا مانگنے والا ہی شمار ہوتا ہے کیونکہ آمین کا معنی ہے ''اے اللہ! قبول فرما'' پس آمین کہنے والا سائل ہے جسے کہ دُعا مانگنے والا سائل ہے۔

تفسیر جلالین: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أدعو ربكم تضرعاً حال تذللا و خفية سرًا انه لا يحب المعتدين بالتشدق ورفع الصوت۔ (تفسير جلالين، صفحه ۱۳۲، طبع دار العربية)

مانگو اپنے رب سے عاجزی کے ساتھ اور پوشیدہ طور پر، اللہ تعالیٰ بلند آواز سے دُعا مانگنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تفسیر ابن منیر: قال ابن منير في ذكر مناسبة الباب بأن التامين دُعاء وقال ان التامين قائم مقام التلخيص بعد البسط فالداعي فصل المقاصد والمؤمن أتى بكلمة تشمل جميعاً۔ (فتح الباری شرح بخاری ۲/۲۶۳، طبع دار الكتب العلمية بيروت)

ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ آمین دُعا ہے اور آمین تفصیل آمین کے بعد اختصار کے مترادف ہے، امام نے مقاصد و مطالب کو تفصیلاً ذکر کیا اور اس پر آمین کہنے والا صرف یہ کلمہ کہتا ہے جو ساری دُعا کو شامل ہے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ:

قال عطاء آمین دعاء۔ (صحیح بخاری، کتاب الدعوات)

یعنی امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ آمین کو دُعا ہی فرماتے تھے۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

فالتأمین دُعاء صحیح بلا شك۔۔۔۔فکل تأمین دُعاء ولیس کل دُعاء تأمینا۔

(المحلی لابن حزم ۳/۲۶۶، طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

پس آمین کو دُعا کہنا بلا شک وشبہ صحیح ہے، پس ہر آمین دُعا ہے لیکن ہر دُعا آمین نہیں ہے۔

آمین ذکر ہے لہٰذا آہستہ کہنا ہی افضل ہے:

أنه ذکر من الأذکار فلا یجهر به کسائر أذکار الصلوٰة۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/۱۹، طبع شمع بك ایجنسی)

اس لئے کہ آمین بھی نماز کے دوسرے اذکار کی طرح ایک ذکر ہے، پس دوسرے اذکار کی طرح آمین بالجہر نہ کیا جائے۔

لأنه ذکر مسنون فی الصلوٰة فلا یجهر به المأموم کالتکبیرات کسائر أذکار۔

(شرح المهذب ۳/۳۶۸)

اس لئے کہ آمین ذکر مسنون ہے، نماز میں مقتدی اس کا جہر نہ کرے، جیسا کہ تکبیراتِ نماز اور نماز کے باقی اذکار کا مقتدی جہر نہیں کرتا۔

لأن هذا قام الدلیل علی أنه من أذکار الصلوٰة کالتسبیح ونحوه۔

(سبل السلام ۱/۱۰۸، طبع دار السلام)

اس لئے کہ یہ بات دلیل سے قائم وثابت ہو چکی کہ آمین اذکارِ نماز میں سے ہے۔

دُعا اور ذکر میں اخفاء افضل ومعتبر ہے:

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ (سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۵)

اپنے رب کو یاد کیا کرو اپنے دل میں عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے بلند آواز کیے بغیر۔

تفسیر کبیر: امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

واعلم ان الأخفاء معتبر فی الدعاء ویدل علیه الأول هذه الآیة فانها تدل علی أنه تعالیٰ أمر بالدعاء مقروناً بالاخفاء وظاهر الأمر للوجوب فان لم یحصل الوجوب فلا أقل من کونه ندباً۔ (تفسیر کبیر ۱۳/۱۰۶، طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

پس جان لو کہ دُعا میں اخفاء معتبر ہے اور اس پر کئی دلیلیں ہیں، اول تو یہی آیت، کیونکہ یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُعا کے مخفی کرنے کا حکم دیا ہے، ظاہر ہے امر وجوب کے لیے ہوتا ہے، پس اگر وجوب حاصل نہ ہو تو کم از کم مستحب کا درجہ تو ضرور ہوگا۔

تفسیر جلالین: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أدعو ربکم تضرعاً (حال تذللاً) وخفیة (سراً) انه لایحب المعتدین (بالتشدق ورفع الصوت)۔ (تفسیر جلالین، صفحہ ۱۳۴، طبع دار العربیة)

تم اپنے پروردگار کو عاجزی اور پوشیدہ طور پر پکارو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

تفسیر در منثور: عن زید بن اسلم کان یری أن الجهر بالدعاء۔

(تفسیر در منثور ۳/۴۲۰، طبع مکتبہ حقانیہ پشاور)

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہر کرنا ہی حد سے تجاوز کرنا ہے اور دُعا میں حد سے تجاوز کرنے کا مطلب ہے بلند آواز سے دُعا کرنا۔

تفسیر طبری: یقول تعالیٰ ذکره واذکر أیها المستمع المنصت للقرآن اذا قرئ فی صلاة أو خطبة "ربك فی نفسك" یقول اتعظ بما فی آئ القرآن واعتبر به وتذکر معادك الیه عند سماعکه "تضرعاً" یقول افعل ذلك تخشعا لله وتواضعاً له "وخفیة" یقول وخوفاً من الله أن یعاقبك علی تقصیر یکون منك فی الاتعاظ به والاعتبار وغفلة عما بین الله فیه من حدوده "ودون الجهر من القول" یقول

ودعاء باللسان لله فی خفاء لا جهار یقول لیکن ذکر الله عند استماعك القرآن فی دعاء ان دعوت غیر جهار ولکن فی خفاء من القول. (تفسیر طبری ۱۰/۶۶۸، طبع قاهرة)

حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں یہ حکم ہے کہ جب امام نماز پڑھے تو قرأۃ کو غور سے سنو اور خاموش رہو اور اپنے رب کو یاد کرو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے اور زبان سے بھی چلائے بغیر یعنی ذکر کے ساتھ آواز بلند نہ کر۔

رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ:

عن أنس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم أنه قال خیر الدعاء الخفی. (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۱۴۳۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہترین دُعا وہ ہے جو پوشیدہ ہو۔

عن أنس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم دعوة فی السر تعدل سبعین دعوة فی العلانیة.

(الجامع الصغیر للسیوطی، رقم الحدیث ۴۲۰۶)(فیض القدیر، رقم الحدیث ۴۲۰۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ آہستہ دُعا مانگنا بلند آواز سے مانگی جانے والی ستر دُعاؤں کے برابر ہے۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ:

عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ... وقال لفضل الذکر الخفی الذی یسمعه سبعون ضعفاً.... فیقول الله تبارك وتعالی له ان لك عندی خبیئاً لا تعلمه أنا أجزیك به وهو الذکر الخفی.

(مسند ابو یعلی، رقم الحدیث ۴۷۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذکر کی فضیلت جو خفی یعنی جو سننے میں نہیں آتا ستر گنا ہے (جو جہر یعنی اُونچی آواز سے ہو) پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرے لیے میرے پاس ایک چھپی ہوئی چیز ہے جس کو تو نہیں جانتا اور میں اس کا تجھے بدلہ دوں گا اور وہ ذکر خفی (یعنی آہستہ آواز سے ذکر) ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم خير الذكر الخفي وخير الرزق أو العيش ما يكفي۔

(مسند احمد ۱/۱۷۲، طبع بیروت) (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۸۰۹)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہتر ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو ضرورت میں کفایت کرے۔

اِخفاءِ دُعا پر اِجماعِ اُمت:

عن الحسن قال لقد كان المسلمون يجتهدون في الدعاء وما يسمع لهم صوت ان كان همساً بينهم وبين ربهم وذلك أن الله يقول "أدعو ربكم تضرعاً و خفية"۔ (در منثور ۳/۴۳۱، طبع مکتبہ حقانیہ پشاور)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان دُعا میں کوشش کیا کرتے کہ پوشیدہ رہے کہ ان کی آواز تک نہ سنی جاتی تھی، یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "تم اپنے پرودگار کو عاجزی اور پوشیدہ طور پر پکارو"۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت آموز استدلال:

قال ابو حنيفه اخفاء التامين افضل واحتج ابوحنيفة على صحة قوله قال قوله آمين وجهان احدهما أنه دعاء والثاني أنه من اسماء الله تعالىٰ فأن كان دعاء وجب اخفائه لقوله تعالىٰ ادعو ربكم تضرعا وخفية وان كان اسماً من اسماء الله تعالىٰ وجب اخفائه لقوله تعالىٰ واذكر ربك في نفسك تضرعاً و خيفة فان يثبت الوجوب۔ (تفسیر کبیر ۱۴/۱۳۱، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہستہ آمین کہنا افضل ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی صحت پر یوں استدلال کیا ہے کہ آمین میں دو احتمال ہیں، پہلا احتمال یہ ہے کہ وہ دُعا ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے پس اگر آمین دُعا ہے تو واجب ہے کہ آہستہ پڑھی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "کہ تم اپنے رب کو عاجزی

سے آہستہ پکارو' اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہو تب بھی اخفاء واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اور ذکر کرو اپنے رب کا دل میں عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے"۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

وقال الحنيفة والكوفيون ومالك فى رواية عنه بالاسرار لأنه دعاء وسبيله الأخفاء لقوله تعالىٰ "أدعو ربكم تضرعاً وخفية"۔

(ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ۲/۱۰۰، طبع الکبری الأمیریۃ مصر)

احناف رحمہم اللہ، اہل کوفہ رحمہم اللہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت میں آمین آہستہ کہنے کا فرمایا ہے اس لیے کہ آمین دُعا ہے اور دُعا کے آہستہ کہنے کا حکم اس (مذکورہ) آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔

سورۃ فاتحہ کے بعد آمین آہستہ کہنا مسنون ہے:

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا امن الامام فأمنوا فأنه وافق تامينه تامين الملئكة غفر له ما تقدم من ذنبه۔

(صحیح مسلم، باب التسبیح والتحمید والتامین)(سنن دارمی، باب فی فضل التامین)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو پس جس آدمی کی آمین فرشتوں کے موافق ہوگئی اسکے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

استدلال: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی اس نمازی کے لیے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہو اور ظاہر ہے کہ فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں، ہم نے ان کی آمین آج تک نہیں سنی تو ہمیں چاہیے کہ ہماری آمین بھی آہستہ ہو تاکہ فرشتوں کی موافقت ہو اور گناہ کی معافی ہو۔

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يعلمنا يقول لا تبادروا الامام اذ كبر فكبروا واذا قال "ولا الضالين" فقولوا

آمین واذا رکع فارکعوا واذا قال" سمع الله لمن حمده" فقولوا" اللهم ربنا لك الحمد".(صحیح مسلم، باب ائتمام الماموم بالامام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں (نماز کا طریقہ) سکھاتے تو فرماتے تھے کہ امام سے پہلے کوئی کام نہ کرو، امام جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام "ولا الضآلین" کہے تو تم آمین کہو اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام کہے "سمع اللہ لمن حمدہ" تو تم "اللھم ربنا لک الحمد" کہو۔

عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فلما قرأ "غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین" قال آمین واخفی بها صوته.

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۸۴۲)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو جب آپ ﷺ "غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین" پڑھ چکے تو آمین کہا اور آمین میں آواز کو آہستہ کیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ترمذی، باب ماجاء فی التأمین، تحت رقم الحدیث ۲۴۸)(مختصر الأحکام للطوسی، ۲/۹۱ باب ماجاء فی التأمین)(سنن الکبری للبیهقی، باب جهر الامام بالتأمین، رقم الحدیث ۲۴۴۶)(حدیث السراج، رقم الحدیث ۳۲۹)(سنن دار قطنی، باب التامین فی الصلوة بعد فاتحة الکتاب والجهر بها)(المستدرك للحاکم، کتاب التفسیر، باب آمین یخفض الصوت، رقم الحدیث ۵۸۹)(شرح السنة للبغوی، باب الجهر بالتأمین فی صلاة الجهر، تحت رقم الحدیث ۵۸۶)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۵۰۸، طبع مطبعة الامة بغداد)(مسند أبی داؤد طیالسی، رقم الحدیث ۱۱۱۷)

عن سمرة و عمران بن حصین رضی الله عنهم قال سکتتان حفظتهما عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم...اذا دخل فی صلاته واذا فرغ من القرأته ثم قال بعد ذلك واذا قرأ ولا الضآلین.(سنن ابو داؤد، باب السکتة عند الافتتاح)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے (یعنی دو مقام پر خاموش رہنا) یاد رکھے ہیں، جب نماز شروع فرماتے اور جب قرأۃ سے فارغ ہوتے پھر

بعد میں فرمایا جب "ولا الضالین" پڑھتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ترمذی، باب ماجاء فی السکتتی)(صحیح ابن حبان، باب ذکر ما یستحب للمرء ان یکست سکتة اخری عند)(سنن دارقطنی، باب وجوب قرأة بسم الله الرحمن الرحیم)(سنن ابن ماجه، باب فی سکتتی الامام)(سنن ابن ماجه، باب اذا قرا الامامفانصتوا)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ٦٩٩٣)(سنن الکبری للبیهقی، باب فی سکتتی الامام)(معرفة السنن والآثار للبیهقی، باب القرأة خلف الامام)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ١٣٧٢٣)(سنن الکبریٰ للبیهقی، باب السکتتی الامام)(مسند احمد رقم الحدیث ١٩٣٩٠، ١٩٣٧٣)

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کان اذا کبر سکت هنیئة واذا قال" غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین " سکت هنیئة واذا قام فی الرکعة الثانیة لم یسکت وقال الحمد لله رب العالمین.

(مصنف ابن أبي شیبه، باب ما یستحب ان یخفیه الامام)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تھے تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے اور جب "غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین" کہتے تھے تب بھی تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔

استدلال: ان مذکورہ بالا تمام احادیث نبویہ ﷺ میں ہے کہ آپ ﷺ "غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین" کے بعد سکتہ کرتے تھے مطلب کہ آپ ﷺ آمین کہنے کے لیے آپنی آواز بہت پست کر لیتے تھے۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ:

عن أبي وائل قال کان عمر وعلی رضی الله عنهم لا یجهران ببسم الله الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین. (سنن طحاوی، باب قرأة بسم الله الرحمن الرحیم فی الصلاة)

حضرت ابو وائل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم أعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اُونچی نہیں کہتے تھے۔

عن أبي معمر عن عمر ابن الخطاب رضی الله عنه أنه قال یخفي الامام أربعاً

التعوذ و بسم اللہ الرحمن الرحیم و آمین و ربنا لك الحمد۔
(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، باب ادب المامومر وما یتعلق بہ)
حضرت ابومعمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آہستہ آواز سے کہے، اُعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین، ربنا لک الحمد۔

عن ابراهیم نخعی عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنه قال یخفی الامام أربعاً التعوذ و بسم اللہ وآمین و ربنالك الحمد۔ (کنز العمال، کتاب الصلاۃ، باب ادب المامومر وما یتعلق بہ)(زجاجۃ المصابیح، باب القرأۃ فی الصلاۃ)
حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کو چار چیزوں میں اخفاء کرنے کا حکم ہے، اُعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین، ربنا لک الحمد۔

عن أبي فاختة عن أبيه أن علياً رضی اللہ عنه كان لا يجهر ببسم اللہ الرحمن الرحيم كان يجهر بالحمد للہ رب العالمين۔
(مصنف عبدالرزاق، باب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)
حضرت ابوفاختہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ''بسم اللہ'' بلند آواز سے نہیں کہتے تھے بلکہ ''الحمد للہ رب العالمین'' بلند آواز سے پڑھتے تھے۔
<u>استدلال:</u> اگر آمین اُونچی آواز سے کہی جاتی تو راوی اُس کا بھی ذکر کرتے۔

عن أبي وائل قال كان علی رضی اللہ عنه وابن مسعود رضی اللہ عنه لا يجهران ببسم اللہ الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بالتامين۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۹۳۰۴) (المحلی ابن حزم ۳/۱۴۸، مسئلہ نمبر ۳۶۳، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)
حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما یہ دونوں حضرات اُعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اُونچی نہیں کہتے تھے۔

عن ابراهيم قال يخفی الامام أربعاً التعوذ و بسم اللہ وآمین و ربنالك الحمد۔
(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کان یجهر ببسم اللہ الرحمن الرحیم، رقم الحدیث ۴۱۳۶)
حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام چار چیزوں کو آہستہ کہے اُعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین، ربنا لک الحمد۔

یہی روایت معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق، باب ما یخفی الامام، رقم الحدیث ۲۵۹۶)(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کان یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم، رقم الحدیث ۸۸۵۲)(کتاب الاثار لمحمد ابن الحسن، باب الجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)(کتاب الآثار لابی یوسف، باب افتتاح الصلاۃ)

عن ابراھیم قال خمس یخفین سبحانك اللھم وبحمدك والتعوذ وبسم اللہ الرحمن الرحیم وآمین واللھم ربنالك الحمد۔(مصنف ابن أبی شیبہ، باب ما یستحب ان یخفیہ الامام)(مصنف عبد الرزاق، باب ما یخفی الامام)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں آہستہ آواز سے کہی جائیں ''سبحانک اللّٰھم، أعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین، اللّٰھم ربنا لک الحمد''۔

عن أبی حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم أنہ قال أربع یسر ھن الامام فی نفسہ بسم اللہ الرحمن الرحیم، سبحانك اللھم وبحمدك، والتعوذ وآمین۔(کتاب الآثار لابی یوسف، باب افتتاح الصلاۃ) کتاب الاثار لمحمد ابن الحسن، باب الجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا کہ چار چیزیں امام اپنے دل میں کہے ''بسم اللہ، سبحانک اللّٰھم، أعوذ باللہ، آمین''۔

وقال سفیان الثوری فاذا فرغت من قرأۃ فاتحۃ الکتاب فقل آمین تخفیھا۔

(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، باب ذکر مد الصوت بآمین)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (امام) جب قرأۃِ فاتحہ سے فارغ ہو تو آمین آہستہ کہے۔

عن المنصور عن ابراھیم أنہ کان یسر آمین۔(مصنف عبد الرزاق، باب آمین)

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ آمین آہستہ کہتے تھے۔

قال الامام بسفیان الثوری ثم یقول آمین سراً سواء کان اماماً اوماموماً او منفرداً۔(فقہ سفیان الثوری، صفحہ ۵۶۱، باب افعال الصلاۃ)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آمین آہستہ کہی جائے خواہ مقتدی ہو، خواہ امام ہو یا اکیلا نماز پڑھتا ہو۔

قال (امام) محمد واذا فرغ الامام من ام الکتاب أن یؤمن الامام و یؤمن من خلفه ولا یجهرون۔ (موطا امام محمد باب آمین فی الصلاۃ)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام سورت فاتحہ سے فارغ ہو تو آمین کہے اور مقتدی بھی آمین کہیں لیکن جہر نہ کریں (یعنی آہستہ آواز سے آمین کہیں)۔

جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اخفا آمین پر عمل کرتے تھے:

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آمین بالاخفاء راجح ہے اور وجہ ترجیح یہ ہے کہ:

اذ کان اکثر الصحابة رضی الله عنهم والتابعین علی ذلك۔

(الجواهر النقی علی البیهقی ۲/۵۸، طبع قاهرہ)

کیونکہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اسی پر (آمین بالاخفاء) پر عمل پیرا تھے۔

محدثین وفقہاءِ کوفہ رحمہم اللہ کا اخفاء آمین پر اجماع:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وقال أبو حنیفة والکوفیون وامام مالك فی روایة لا یجهر بالتامین۔

(شرح مسلم للنووی ۱/۱۷۶، طبع دار الکتب العلمیة بیروت)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تمام کوفہ والوں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت کے مطابق فرمایا کہ ہے کہ آمین جہر سے نہ کہی جائے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تحقیق:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو قول قدیم یہ تھا کہ مقتدی آمین بالجہر کہے مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا اور یہ پسند فرمایا تھا کہ مقتدی آمین بالجہر نہ کہے اور یہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری فتویٰ اور پسندیدہ قول ہے۔

قال الشافعی فاذا فرغ من قرأة أم القرآن قال آمین ورفع بها صوته لیقتدی به من کان خلفه واذا قال قالوا اما وأسمعوا انفسهم ولا أحب أن یجهروا بها فان فعلوا فلا شئی علیهم۔ (کتاب الام للامام الشافعی ۱/۹۵، طبع بولاق)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب امام سورت فاتحہ کی قرأۃ سے فارغ ہو تو آمین بلند

آواز سے کہے تا کہ مقتدی بھی سن کر آمین کہنے میں اقتداء کریں اور جب امام آمین کہے تو مقتدی بھی کہیں اور اپنے آپ کو سنائیں، میں (امام شافعی رحمۃ اللہ) مقتدیوں کے لیے آمین بالجہر کو پسند نہیں کرتا اور اگر انہوں نے آمین بالجہر کیا تو بھی ان پر کچھ حرج نہیں۔

امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قال الشافعي ويسمع من خلفهم أنفسهم۔ (مختصر المزني على هامش الام ۱/۷۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقتدی آمین اتنی آواز میں کہیں کہ خود سن سکیں۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

وأما المزني فهو ناصر مذهب الشافعي قال الشافعي المزني ناصر مذهبي۔

(شرح المهذب ۱/۱۰۷)

مگر مزنی وہ مددگار ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا خود امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ”مزنی میرے مذہب کا مددگار ہے“۔

قال في المختصر وهو من الجديد قال البيهقي ولا نعلم كتاباً صنف في الاسلام أعظم نفعاً وأعم بركة وأكثر ثمرة من مختصره۔ (شرح المهذب ۱/۷۱)

مختصر مزنی میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جدید اقوال ہیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اسی صفحہ میں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کسی کتاب کو بھی مختصر مزنی سے زیادہ نفع مند اور زیادہ بابرکت اور بہت پھل دینے والی نہیں جانتے۔

امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی الشیر ازی الفیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۶ھ) لکھتے ہیں:

وأما المأموم فقد قال في الجديد لا يجهر وقال في القديم يجهر۔ (مهذب مع شرح ۳/۳۶۸)

مقتدی کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول جدید یہ ہے کہ جہر نہ کرے اور قول قدیم یہ تھا کہ مقتدی جہر کرے۔

امام ابو القاسم عبد الکریم بن محمد الرافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

وأما المأموم فقد نقل عن القديم أنه يؤمن جهراً وعن الجديد أنه لا يجهر

(فتح العزيز شرح الوجيز ۳/۲۰۶)

مقتدی کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قول قدیم میں جہر آمین نقل کیا گیا ہے اور جدید قول میں ہے کہ مقتدی آمین بالجہر نہ کرے۔
قاضی حسین شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

القاضي حسين قد خالف الجمهور فقال في تعليقه ألقديم أنه لا يجهر۔

(شرح المهذب ١/٦٧)

قاضی حسین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور (شوافع) کی مخالفت کی ہے اس نے اپنی کتاب تعلیق میں کہا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم قول بھی یہی ہے کہ مقتدی آمین بالجہر نہ کرے۔
کتاب ''اصل صفۃ صلاۃ النبی ﷺ'' کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

ولعله من أجل ذلك رجع الشافعي عن قوله القديم فقال الجديد ان المؤتم لا يجهر بآمين ونصه في (الام ١/٦٥) فاذا فرغ الامام من قرأة (أم القرآن) قال آمين ورفع بها صوته ليقتدي بها خلفه فاذا قالها قالوها وأسمعوا أنفسهم ولا أحب أن يجهروا بها فان فعلوا فلا شئى عليهم وبهذا نأخذ ان شاء الله تعالىٰ لما سبق وأيضاً لم يذكر أحد ممن روى جهره صلى الله عليه واله وسلم بالتامين أن الصحابة كانوا يجهرون بها ورأه فلو كانو يفعلون ذلك لنقلوه الينا لا سيما وأن الجهر بها خلاف الأصل قال تعالىٰ "أدعو ربكم تضرعاً و خفية انه لا يحب المعتدين" فلا يجوز الخروج عن هذا الأصل الا بدليل صحيح۔

(أصل صفة صلاة النبي ﷺ ١/٣٨٠، طبع مكتبه المعارف الرياض)

ہم بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قولِ قدیم کی بجائے قولِ جدید یعنی آمین کو جہر آواز سے نہ کہا جائے کو اختیار کرتے ہیں جس کی نص "کتاب الام" میں موجود ہے کہ جب امام قرأۃ سے فارغ ہو تو وہ جب آمین کہے تو آواز کو اُونچا رکھے اور جب کہ مقتدی اپنے آپ کو سنائیں اور میں آمین اُونچی آواز سے کہنے کو پسند نہیں کرتا اور جو اُونچی آواز سے کہے تب بھی کوئی حرج نہیں، اور اسی وجہ سے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کا آمین جہر سے روایت کیا ہے اُنہوں نے یہ روایت نہیں کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی اقتداء میں آمین جہر سے

کہا کرتے تھے، اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آمین جہر سے کہا کرتے تو ضرور اس کو بیان کرتے، خصوصاً جبکہ آمین کا جہر سے پڑھنا اصل مسئلہ کے خلاف بھی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "تم اپنے پروردگار کو عاجزی اور پوشیدہ طور پر پکارو اور وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا" لہٰذا اس اصل سے نکلنا جائز نہیں ہے مگر دلیل صحیح ہے اور ہمارا اس اصل سے ہٹنا صرف امام کے جہر سے متعلق ہی ہے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا ثبوت ہے، اس کے علاوہ اپنے اصل پر ہی برقرار رہے گا (یعنی مقتدی ہر حال میں آمین اخفاء ہی سے کہیں گے)۔

امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقت پسندانہ فیصلہ:

کل مسئله فيها قولان للشافعي قديم وجديد فالجديد هو الصحيح وعليه العمل لأن القديم مرجوع عنه۔ (شرح المهذب ۱/۶۶)

ہر مسئلہ جس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہوں قدیم اور جدید پس جدید ہی قابل عمل ہوگا کیونکہ قدیم مرجوع عنہ ہو چکا ہے یعنی متروک العمل ہو چکا ہے۔

امام اربعہ رحمہم اللہ کا متفقہ مسلک:

فان أمن الامام جهراً فالجديد أنه لايجهر المأموم وهو مذهب أبي حنيفة ورواية عن مالك لأنه ذكر من الاذكار فلا يجهر به كذكر أذكار الصلاة والقديم أنه يجهر به وهو مذهب الامام احمد بن حنبل۔ (تفسير ابن كثير ۱/۳۱، طبع مصر)

پس اگر امام آمین بالجہر کہے تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جدید قول یہ ہے کہ مقتدی آمین بالجہر نہ کہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی یہی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت بھی یہی ہے کیونکہ آمین بھی نماز کے دوسرے اذکار کی طرح ایک ذکر ہے پس آمین بالجہر نہ کیا جائے گا نماز کے دوسرے اذکار کی طرح اور قول قدیم یہ تھا کہ مقتدی بالجہر کریں اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی فیصلہ:

وقال علامة نيموى لم يثبت الجهر بالتامين عن النبي صلى الله عليه واله

وسلم ولا عن الخلفاء الاربعة وما جاء فی الباب فهو لا یخلو من شئی۔

(آثار السنن ۱/۲۲۵،طبع مکتبة الحسینة)

علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلند آواز سے آمین کہنا نہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی خلفائے راشدین سے، اور جو کوئی روایت اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے وہ جرح و تنقید سے خالی نہیں۔

علامہ ابن القیم اور مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت آموز تحقیق:

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

واذا جهر به الامام أحياناً ليعلم المأمومين فلا بأس بذلك فقد جهر عمر بالاستفتاح ليعلم المأمومين وجهر ابن عباس بقرأة الفاتحة فی الصلاة الجنازة ليعلمهم أنها سنة و من هذا أيضا جهر الامام بالتامين۔

(زاد المعاد ۱/۲۶۶،طبع موسسة الرسالة بیروت)

اور کبھی جب امام قنوت نازلہ بالجہر پڑھتا ہے مقتدیوں کی تعلیم کے لیے تو اس میں حرج نہیں ہے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ثناء، تعوذ، تسمیہ وغیرہ بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے لوگوں کی تعلیم کے لیے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ بالجہر پڑھا تا کہ لوگوں کو نمازِ جنازہ کی تعلیم دیں اور اسی قبیل سے امام کا بلند آواز میں آمین کہنا بھی ہے۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قلت وما ظهر لی أنه ثبت الجهر عن النبی صلی الله علیه واله وسلم قطعاً لكن لا علی طريق السنية بل للتعليم أحياناً أی لتعليم أنه ما يقرأ۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری ۲/۳۶۲،طبع رشیدیہ)

مجھ پر یہ بات منکشف ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جہراً آمین قطعی طور پر ثابت ہے لیکن یہ سنت کے طور پر نہیں بلکہ کبھی کبھی تعلیم کے طور پر (یعنی یہ بتانے کے لیے کہ آپ ﷺ کیا پڑھ رہے ہیں)۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کا منصفانہ اور عادلانہ فیصلہ:

وأما جهر المقتدين بالتأمين وراء الامام فلا نعلم فيه حديثا مرفوعاً صحيحاً يجب المصير اليه ولذلك بقينا فيه على الأصل الذى سبقت الأشارة اليه وهذا هو مذهب الامام شافعي فى الأم أن الامام يجهر بالتامين دون المأمومين هو أوسط المذاهب فى المسألة وأعدلها، وانى لألاحظ أن الصحابة رضى الله عنهم لو كانوا يجهرون بالتامين خلف النبى صلى الله عليه واله وسلم لنقله وائل بن حجر رضى الله عنه وغيره ممن نقل جهره صلى الله عليه واله وسلم فدل ذلك على أن الاسرار به من المؤتمين هو السنة فتأمل.

(سلسلة الأحاديث الصحيحة وشئ من فقهها وفوائدها، رقم الحديث ۴۶۴، طبع الرياض)

اور یہ مسئلہ کہ امام کے پیچھے اُونچی آواز سے آمین کہنی چاہیے تو اس بارے میں ایک بھی صحیح مرفوع حدیث نہیں کہ جس پر مسئلہ کی بنیاد رکھی جائے، یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس مسئلہ کو ان دلائل کی وجہ سے اس کی اصل پر ہی رکھا ہے جس کا اِشارہ پہلے بیان ہو چکا ہے، یہی مذہب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ان کی کتاب الام میں مذکور ہے کہ امام تو آمین جہر سے کہے اور مقتدی آمین جہر سے نہ کہیں اور یہی مذہب سب سے عمدہ اور عدل و انصاف والا ہے، اور بلاشک وشبہ یہ بات میں تاکید کے ساتھ وضاحت کرتا ہوں کہ اگر نبی کریم ﷺ کے مقتدی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُونچی آواز سے آمین کہتے تو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی اُونچی آمین کا ذکر کیا ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اُونچی آمین کا ذکر بھی ضرور کرتے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدیوں کا آہستہ آمین کہنا سنت ہے، لہٰذا غور و فکر سے کام لیں۔

خلاصہ کلام: لوگوں کی تعلیم کے لیے قابلِ اخفاء اُمور کا جہر بہت سی احادیث سے ثابت ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فاتحہ کے بعد بطورِ تعلیم کے لیے تین مرتبہ آمین اُونچی آواز سے کہی۔

(المعجم الكبير للطبرانى ۲۲/۲۲، مجمع الزوائد رقم الحديث ۲۶۶۰)

اسی طرح بطور تعلیم کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز کی قرأۃ جہراً فرمائی۔

(صحیح بخاری ۱/۱۰۵) (صحیح مسلم ۱/۱۸۵)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بطور تعلیم کے ثناء جہراً پڑھنا۔ (صحیح مسلم ۱/۱۷۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعوذ جہر سے پڑھنا۔ (کتاب الام للامام الشافعی ۱/۹۳)

اولاً تو آمین کا جہر جو بعض احادیث میں آیا ہے وہ تعلیم کے لیے آیا ہے، دوسرا یہ کہ جہر کی احادیث بیانِ جواز پر محمول ہیں یا ابتدائی دور پر محمول ہیں جبکہ آخری دور اور راجح عمل آمین کا اخفاء ہے جسے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔

سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ کان اذا افتتح الصلٰوۃ قرأۃ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" فاذا فرغ من الحمد للہ قرأۃ "بسم اللہ الرحمن الرحیم"۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کان یجھر بہا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ جب نماز شروع فرماتے تو اس وقت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتے اور جب سورۃ فاتحہ کی قرأۃ سے فارغ ہوتے تو اس وقت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتے۔

جہری اور سری نمازوں میں فرق کرنا:

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ یقول فی کل صلٰوۃ یقرأ فما أسمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أسمعنا کم وما أخفی عنا أخفینا عنکم۔

(صحیح بخاری، باب القرأۃ فی العصر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز میں قرأۃ کی جاتی ہے پس جس نماز میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قرأۃ سنائی (یعنی بلند آواز سے پڑھی) ہم بھی تمہیں سناتے ہیں اور جس نماز میں ہم سے اخفاء کیا (یعنی آہستہ پڑھی) تو ہم بھی تم سے اخفاء کرتے ہیں۔

رکوع میں جاتے اور اُٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنا مسنون ہے

نمازی قرأۃ سے فارغ ہو کر سیدھا رکوع میں چلا جائے اور رفع الیدین نہ کرے اسی طرح رکوع سے اُٹھتے ہوئے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت بھی رفع الیدین نہ کرے چونکہ قرآن کریم اور اَحادیث نبوی ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم اور بہت سے اسلاف کا یہی عمل رہا ہے لہٰذا یہی اولیٰ اور بہتر ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ۔ (سورۃ المومنون، آیت ۱،۲)

تحقیق وہ مومن لوگ کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں خشوع رکھتے ہیں۔

مذکورہ آیت کی تفاسیر:

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ:

صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "خاشعون" سے مراد وہ لوگ ہیں:

مخبتون متواضعون لا یلتفتون یمیناً ولا شمالاً ولا یرفعون أیدیھم فی الصلوٰۃ۔

(تفسیر ابن عباس، صفحہ ۲۱۲، طبع دار الکتب پشاور)

جو عاجزی اور انکساری سے کھڑے ہوتے ہیں اور دائیں بائیں التفات نہیں کرتے (یعنی اِدھر اُدھر دیکھتے نہیں) اور نہ ہی نماز میں رفع الیدین کرتے ہیں۔

تفسیر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

عظیم تابعی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "خاشعون" سے مراد وہ لوگ ہیں:

خاشعون الذین یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ الا فی التکبیر الاولی۔

(تفسیر سمرقندی ۲/۴۶۲، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

خشوع والے وہ لوگ ہیں جو تکبیر تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ۔ (سورۃ النساء، آیت ۷۷)

یعنی تم اپنے ہاتھوں کو روکو اور نماز قائم رکھو۔

بعض علماء کے نزدیک یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شروع نماز کی تکبیر تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں تکبیریں کہتے وقت کہیں بھی رفع الیدین نہ کیا جائے۔ (زجاجۃ المصابیح، باب صفۃ الصلوٰۃ)

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔ (سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۴)

اور میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

استدلال: آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نماز کا مقصد اللہ کا ذکر ہے نماز کے ہر عمل میں اللہ کی حمد و ثناء ہے، ہر رُکن اور ہر اُونچ نیچ کے وقت اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، رکوع سے آگے، پیچھے اور تیسری رکعت کے شروع میں جو رفع الیدین ہے وہ بغیر ذکر کے ہے، اس لئے اس دوران رفع الیدین نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ اس رفع الیدین میں کسی قسم کا کوئی ذکر نہیں، کیونکہ اس کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں نماز میں تکبیروں کی تعداد اور ان کے اوقات بتاتے ہیں، ایک تو ان روایات میں رکوع میں جاتے اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ذکر نہیں اور دوسرے اگر اس رفع الیدین کے لئے الگ الگ تکبیر مانی جائے تو ان روایات میں بتائی ہوئی تعداد کم رہ جاتی ہے، اس کی وضاحت یہ بھی ہے کہ قنوتِ وتر اور تکبیراتِ عیدین کے رفع الیدین کے ساتھ ہم اللہ اکبر بھی کہتے ہیں جو کہ اس آیت کریمہ کے عین مطابق ہے کہ نماز کے ہر رُکن میں ذکر ہے۔

آیت قرآنیہ کی تفسیر کے بعد ارشادات نبوی ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ پیش کرتے ہیں جس سے یہ بات نکھر کر سامنے آجائے گی کہ نمازی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرے اس کے علاوہ پوری نماز میں رفع الیدین نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ کا رفع الیدین کرنے سے منع فرمانا:

عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس، أسکنو

فی الصلوۃ۔ (صحیح مسلم،باب الأمر بالسکون فی الصلاۃ والنہی،رقم الحدیث ۱۱۹)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ کیا بات ہے کہ تم لوگوں کو رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا کہ وہ ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو (یعنی رفع الیدین نہ کرو)۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابو داؤد،باب فی السلام)(سنن نسائی،باب السلام بالایدی فی الصلاۃ)(مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود)(مسند أبی یعلی،رقم الحدیث ۷۴۷۲،طبع دار الفکر)(مصنف عبد الرزاق،رفع الیدین فی الدعاء)(مسند الشافعی ۱/۴۴،باب ومن کتاب استقبال القبلۃ فی الصلاۃ)(مسند حمیدی،رقم الحدیث ۹۲۰)(مسند أبی یعلی،رقم الحدیث ۷۴۸۰)(مسند احمد،رقم الحدیث ۲۱۰۲۸،۲۱۰۷۶،۲۰۹۶۳،۲۰۹۵۸)(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب من لم یذکر الرفع الاعند الافتتاح)(مسند أبو عوانہ،رقم الحدیث ۲۰۵۵،۱۵۵۲)(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب الخشوع فی الصلاۃ)(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث ۱۷۹۷،۱۸۲۲،۱۸۲۳،۱۸۳۷،۱۸۲۸)(صحیح ابن حبان،رقم الحدیث ۱۸۷۸)(مسند أبی داؤد طیالسی،رقم الحدیث ۸۲۳)(شرح مشکل الأثار للطحاوی،باب بیان ماروی عن رسول اللہ ﷺ)(مسند البزار،رقم الحدیث ۴۲۹۱)(المسند لأبی نعیم،باب الکراھیۃ أن یضرب الرجل بیدیہ عن یمینہ)(مسند السراج،رقم الحدیث ۱۳۲)(المخلصیات لابن زکریا البغدادی،رقم الحدیث ۹۰،طبع قطر)(نیل الاوطار،باب رفع الیدین وبیان صفۃ ومواضعہ)

فائدہ: مذکورہ حدیث کو اکثر فقہاء و محدثین نے ترکِ رفع الیدین کی دلیل کے طور پر استدلال کیا ہے،اُن میں سے چند کا حوالہ درج ذیل ہے:

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

امام ابو حنیفہ،امام سفیان ثوری،امام مالک بن انس،امام ابن أبی لیلیٰ رحمہم اللہ وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ ہم تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین کو نہیں جانتے،اور اس کی دلیل حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور (مذکورہ) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایات ہیں۔

(المجموع شرح المہذب ۳/۴۰۰،طبع دار الفکر بیروت)

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

تمسکوا بحدیث جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ "أسکنوا فی الصلاۃ" لترک رفع

الیدین عند الرکوع۔(فتح الباری شرح بخاری،باب وجوب النفقة علی الاھل والعیال)
اُنہوں (محدثین) نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث "أسکنوا فی الصلاة" سے دلیل پکڑی ہے اور اسے رکوع کے وقت رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل بنایا ہے، چنانچہ مندرجہ ذیل محدثین نے اسے ترکِ رفع الیدین کی دلیل کے طور پر نقل کیا ہے، چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ باب کے تحت نقل کیا ہے:
(مصنف ابن أبی شیبه،باب من کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ باب کے تحت یہی نقل کیا ہے کہ اُس دور میں بھی محدثین وفقہائے کرام نے اس حدیث کو ترک رفع الیدین کی دلیل بنایا ہے۔
(جزء الرفع رفع الیدین للامام بخاری،رقم الحدیث ۳۷،طبع دار لارقم للنشر والتوزیع الکویت)

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ کے باب کے تحت نقل کیا ہے:
(صحیح ابن حبان،باب ذکر مایستحب للمصلی رفع الیدین عند قیامه من الرکعتین من صلاة)

امام ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ کے باب کے تحت نقل کیا ہے:
(مسند أبی عوانه،باب النھی عن الاختصار فی الصلاة وایجاب الانتصاب والسکون فی الصلاة الالصاحب العذر)

امام ابونعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ کے باب کے تحت نقل کیا ہے:
(المسند لأبی نعیم،باب الکراھیة أن یضرب الرجل بیدیه عن یمینه)

امام ابوبکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ کے باب کے تحت نقل کیا ہے:
(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب الخشوع فی الصلاة)

علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۴۴ھ) نے لکھا ہے کہ:

قد ذکر ابن القصار هذا الحدیث حجة فی النهی عن رفع الایدی علی روایة المنع من ذالك جملة۔(الاکمام المعلم بفوائد المسلم ۲/۲۴۳)

ابن قصار المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ رفع الیدین منع کرنے والی روایتوں میں سب سے واضح طور پر یہ حدیث حجت اور دلیل ہے رفع الیدین روکنے پر۔

امام ابوالحسین قدوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۲۸ھ) نے ترکِ رفع الیدین کا باب باندھ کر اس حدیث

کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ (التجرید للقدوری ۲/۵۱۹، باب لا ترفع الیدین فی تکبیر الرکوع)
امام محدث علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ:
بہت سے علماء متاخرین نے اس حدیث کو ترکِ رفع الیدین کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔
(التمہید لما فی الموطا من المعانی والأسانید ۹/۲۱۵، طبع وزارۃ عموم الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ)
امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۹۰ھ) نے رکوع کے رفع الیدین سے منع کی تصریح فرما کر اس روایت کو پیش کیا ہے۔ (المبسوط للعلامہ السرخسی ۱/۱۴، طبع دار لمعرفۃ بیروت)
امام ابوبکر الکاسانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۸۷ھ) نے منع رفع الیدین و مسنوخ رفع الیدین عند الرکوع پر اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے۔ (بدائع الصنائع ۱/۲۰۷، دار لکتب العلمیہ بیروت)
امام ابوالمعالی برہان الدین البخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۱۶ھ) نے رکوع کے رفع الیدین سے منع کی تصریح فرما کر اس روایت کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔
(المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی ۱/۳۷۶، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۶ھ) نے بطور ترکِ رفع الیدین کے طور پر اس روایت کو پیش کیا ہے۔ (المجوع شرح المھذب ۳/۴۰۰، طبع دار الفکر بیروت)
امام جمال الدین ابو محمد علی بن ابی یحییٰ الخزرجی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۸۶ھ) منع رفع الیدین کی روایت کے طور پر پیش کیا ہے۔
(اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب، باب لا ترفع الایدی عند الرکوع ولا بعد الرفع منہ)
امام عثمان بن علی المعروف فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (۷۴۳ھ) نے اس حدیث سے ترکِ رفع الیدین پر دلیل پکڑی ہے۔ (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۱/۱۲۰، طبع بولاق قاھرہ)
علامہ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۹ھ) نے اس حدیث سے ترکِ رفع الیدین پر کیا ہے۔ (تنقیح التحقیق للذھبی ۱/۱۳۷، باب صفۃ الصلاۃ طبع دار الوطن الریاض)
امام حافظ ابوعبداللہ علاء الدین مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۶۲ھ) نے اس حدیث سے ترکِ رفع الیدین پر استدلال کیا ہے۔ (شرح سنن ابن ماجہ ۵/۱۴۶۷، طبع بیروت)
امام جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۶۲ھ) فرماتے ہیں:
والذی یرفع یدیہ حال التسلیم لا یقال لہ اسکن فی الصلوٰۃ انما یقال ذلک

لمن یرفع یدیه فی اثناء الصلوٰة وهو حالة الرکوع والسجود ونحو ذلك هو الظاهر۔ (نصب الرایة ۱/۴۷۲، طبع بیروت)

جو آدمی سلام کے وقت رفع الیدین کرے اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ ''نماز میں سکون اختیار کرو'' یہ جملہ اسی کو کہا جائے گا جو نماز کے درمیان میں ہو اور وہ رکوع وسجود کی حالتیں ہیں لہٰذا اس حدیث ''اسکنوا فی الصلوٰۃ'' سے یہی ظاہر ہے کہ یہ رکوع وسجود میں رفع یدین کی ممانعت سے متعلق ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۴ھ) نے منع رفع الیدین کے طور پر اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ (البدر المنیر ۳/۴۸۰، الحدیث التاسع، طبع الریاض)

امام محدث محمد بن خلیفہ الابی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۲۸ھ) نے منع رفع الیدین کے طور پر اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ (شرح مسلم لابی ۲/۳۲۲، طبع بیروت)

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۳۸ھ) نے ترکِ رفع الیدین کا باب باندھ کر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (رؤوس المسائل الخلافیہ ۱/۱۵، باب لا ترفع الایدی فی الصلاۃ الا عند افتتاح الصلاۃ)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ امام محدث علامہ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) نے اس حدیث کو منع رفع الیدین ومنسوخ رفع الیدین عند الرکوع کے طور پر پیش کیا ہے۔

(شرح سنن أبی داؤد ۳/۲۹۷، باب بیان رفع الیدین فی أول الصلاۃ، طبع مکتبہ الرشید الریاض)

(البنایہ شرح ھدایہ ۲/۲۹۹، دار الفکر بیروت) (عمدۃ القاری شرح بخاری ۵/۳۸۲)

علامہ زین العابدین الشہیر ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۰ھ) نے اس حدیث سے ترکِ رفع الیدین پر استدلال فرمایا ہے۔ (البحر الرائق ۱/۳۲۲، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

ویس فی غیر التحریمة رفع ید عند ابن حنیفة لخبر مسلم عن جابر بن سمرة رضی الله عنه۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۲/۲۷۵، طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے سوا رفع الیدین نہیں ہے، صحیح مسلم کی اس حدیث کے مطابق جو حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لمن یرفع یدیه فی اثناء الصلوٰة وهو حالة الرکوع والسجود ونحو ذلك هو الظاهر۔ (نصب الرایة ۱/۴۷۲، طبع بیروت)

جو آدمی سلام کے وقت رفع الیدین کرے اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ "نماز میں سکون اختیار کرو" یہ جملہ اسی کو کہا جائے گا جو نماز کے درمیان میں ہو اور وہ رکوع وسجود کی حالتیں ہیں لہٰذا اس حدیث "اسکنوا فی الصلوٰۃ" سے یہی ظاہر ہے کہ یہ رکوع وسجود میں رفع یدین کی ممانعت سے متعلق ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۴ھ) نے منع رفع الیدین کے طور پر اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ (البدر المنیر ۳/۴۸۰، الحدیث التاسع، طبع الریاض)

امام محدث محمد بن خلیفہ الابی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۲۸ھ) نے منع رفع الیدین کے طور پر اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ (شرح مسلم لابی ۲/۳۲۲، طبع بیروت)

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۳۸ھ) نے ترکِ رفع الیدین کا باب باندھ کر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (رؤوس المسائل الخلافیة ۱/۱۵، باب لا ترفع الایدی فی الصلاۃ الا عند افتتاح الصلاۃ)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ امام محدث علامہ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ) نے اس حدیث کو منع رفع الیدین ومنسوخ رفع الیدین عند الرکوع کے طور پر پیش کیا ہے۔

(شرح سنن أبی داؤد ۳/۲۹۷، باب بیان رفع الیدین فی أول الصلاۃ، طبع مکتبہ الرشید الریاض)
(البنایہ شرح ھدایہ ۲/۲۹۹، دار الفکر بیروت) (عمدۃ القاری شرح بخاری ۵/۳۸۲)

علامہ زین العابدین الشہیر ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۰ھ) نے اس حدیث سے ترکِ رفع الیدین پر استدلال فرمایا ہے۔ (البحر الرائق ۱/۳۲۲، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

ویس فی غیر التحریمة رفع ید عند ابن حنیفة لخبر مسلم عن جابر بن سمرة رضی الله عنه۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۲/۲۷۵، طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے سوا رفع الیدین نہیں ہے، صحیح مسلم کی اس حدیث کے مطابق جو حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک رفع الیدین نہ کرنے کا تھا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رجلا دخل المسجد يصلي ورسول الله صلى الله عليه واله وسلم في ناحية المسجد فجاء فسلم عليه فقال ارجع فصل فانك لم تصل،فرجع فصلى ثم سلم فقال وعليك ارجع فصل لم تصل قال في الثالثة فأعلمني فقال اذا قمت الى الصلاة فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر واقرأ بما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعا ثم ارفع حتى تعتدل قائما ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تستوي وتطمئن جالساً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم افعل ذلك في صلوتك كلها۔

(صحیح بخاری،باب أمر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالاعادة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک جانب تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی،اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا،آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ''جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو،تم نے نماز ٹھیک نہیں پڑھی'' وہ واپس گیا اور اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا،آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا ''جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو'' تم نے نماز ٹھیک نہیں پڑھی،اس شخص نے تیسری مرتبہ عرض کیا حضرت محمد ﷺ مجھے بتادیجئے اور سکھادیجئے کہ کس طرح نماز پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز پڑھنے کا اِرادہ کرو تو پہلے خوب اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ کی طرف اپنا رُخ کرو پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرو،اس کے بعد (قرأۃ کے موقع پر) جو تمہیں قرآن یاد ہو اور تمہیں قرآن پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو،پھر قرأۃ کے بعد اطمینان سے رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمام اعضاءِ جسم ساکن ہو جائیں پھر اُٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں مطمئن اور ساکن ہو جاؤ پھر اُٹھو یہاں تک کہ مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں مطمئن اور ساکن ہو جاؤ پھر اُٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اپنی پوری نماز اسی طرح ادا کرو۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح مسلم، باب وجوب قرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ، رقم الحدیث۳۹۷)(مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی الرجل ینقص صلاتہ وما ذکر فیہ کیف یصنع، رقم الحدیث۲۹۵۹)(صحیح بخاری، باب اذا حنث ناسیا فی الأیمان، رقم الحدیث۶۶۶۶)(مسند احمد، رقم الحدیث۹۶۳۵)(سنن ابن ماجہ، باب اتمام الصلاۃ)(سنن ابو داؤد، باب صلاۃ من لا یقم صلبہ فی الرکوع والسجود)(سنن الکبری للبیہقی، باب ما یدخل بہ فی الصلاۃ من التکبیر)(مسند البزار، رقم الحدیث۸۳۱۹)(سنن نسائی، باب فرض التکبیرۃ الأولی)(مسند أبی یعلی، رقم الحدیث۶۵۷۷)(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، بیا أقل ما یجزی من عمل الصلاۃ)(سنن الکبری للبیہقی، باب فرض القرأۃ فی کل رکعۃ بعد التعوذ)(سنن الکبری للبیہقی، باب فرض الطمأنینۃ فی الرکوع والقیام منہ)(شرح السنۃ للبغوی، باب صفۃ الصلاۃ)

استدلال: اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے حضرت خلاد بن رافع صحابی رضی اللہ عنہ کو باقی تمام چیزوں کی تعلیم دی لیکن رفع الیدین کی تعلیم نہیں دی حالانکہ مقام تعلیم تھا، اس سے صاف ظاہر ہے اگر رفع الیدین کوئی خاص اہمیت رکھتا اور نماز کا ضروری رکن ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس کی تعلیم دیتے، اس حدیث میں نماز کے تمام افعال کا ذکر نہیں مگر جن کا ذکر ہے یقیناً ان میں سے کسی ایک کا یا ایک سے زائد میں کوتاہی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس (مسئی الصلاۃ) یعنی نماز کو خراب کرنے والے کو بار بار نماز پڑھنے کا حکم فرمایا، اگر ان کے علاوہ بھی نماز میں کوئی ایسا عمل ہوتا جس سے نماز خراب ہوتی اور اس کا لوٹانا ضروری ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس موقع کی بھی ضرور تعلیم فرماتے۔

عن محمد بن عمرو بن عطاء انہ کان جالساً مع نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فذکروا صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ أنا کنت احفظکم لصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رأیتہ اذا کبر جعل یدیہ حذاء منکبیہ واذا رکع أمکن یدیہ من رکبتیہ ثم ظھرہ فاذا رفع راسہ استوی حتی یعود کل فقارٍ مکانہ فاذا سجد۔ (صحیح ابن خزیمہ، باب استقبال أطراف أصابع الیدین من القبلۃ، رقم الحدیث۶۴۳)

حضرت محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ذکر ہوا تو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ آپ سب لوگوں سے زیادہ یاد ہے پھر فرمایا میں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے کہ نماز شروع کرتے ہوئے جب آپ ﷺ تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کندھوں تک لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑ لیتے پھر اپنی کمر پوری طرح موڑ دیتے پھر جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو بالکل سیدھے اس طرح کھڑے ہو جاتے کہ ریڑھ کی ہڈی کا ہر جوڑ ٹھیک طرح اپنی جگہ آجاتا پھر آپ ﷺ سجدہ میں جاتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح بخاری،باب سنة الجلوس فی التشهد،رقم الحدیث۸۲۸)(صحیح ابن خزیمہ،باب فتح أصابع الرجلین فی السجود،رقم الحدیث۶۵۲)(سنن ابوداؤد،باب من ذکر التورك فی الرابعة)(صحیح ابن حبان،رقم الحدیث۱۸۶۹)(سنن الکبری للبیهقی،باب کیف القیام من الرکوع،رقم الحدیث۲۶۲۳)(معرفة السنن والآثار للبیهقی،باب کیفیة الجلوس فی التشهد الأول والأخر،رقم الحدیث۳۶۲۳)(شرح السنة للبغوی،باب صفة الصلاة،رقم الحدیث۵۵۵)(المنتقع لابن الجارود،رقم الحدیث۱۹۲)

استدلال: مذکورہ بالا حدیث میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی نماز کی تفصیلات بتاتے ہوئے صرف شروع نماز کے رفع الیدین کا ذکر کرتے ہیں جبکہ رکوع میں جاتے اور اُٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ذکر نہیں کرتے کیونکہ وہ رکوع میں جاتے اور اُٹھتے رفع الیدین کے قائل ہی نہیں تھے، اور قابلِ غور بات تو یہ ہے کہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے نماز کا اِجمالی طریقہ فرما رہے ہیں مگر شروع نماز کے علاوہ رفع الیدین کا ذکر نہیں فرماتے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے کسی ایک صحابی نے شروع نماز کے علاوہ رفع الیدین کی طرف ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو توجہ دلائی، کیونکہ کوئی صحابی بھی تکبیر اُولیٰ کے رفع الیدین کے مسنون ہونے کے قائل نہ تھے، لہٰذا اس حدیث سے واضح ہوا کہ اگر کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی شروع نماز کے علاوہ رفع الیدین کی معمولی اہمیت بھی ہوتی تو اس کا ضرور ذکر فرماتے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا

استفتح أحدکم فلیرفع یدیه ولیستقبل بباطنهما القبلة فان الله تعالیٰ أمامه۔ (سنن الکبریٰ للبیهقی، باب کیفیة رفع الیدین)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھائے (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرے) اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو قبلہ رُخ کرے کیونکہ اللہ (کی رحمت) اس کے سامنے ہے۔

استدلال: غور فرمایئے! اس حدیث میں حضور ﷺ نے صرف رفع الیدین کا حکم نماز شروع کرنے کے وقت ہی کیا ہے کہ جب تم نماز شروع کرو تو تمہیں رفع الیدین کرنا چاہیے، اگر رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین ہوتا تو آپ ﷺ اس کا بھی حکم دیتے کیونکہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے مسئلہ رفع الیدین کی وضاحت کی ہے کہ کب رفع الیدین کرنا چاہیے اور کس طرح کرنا چاہیے۔

ان أبامالك الأشعری رضی الله عنه جمع قومه فقال یامعشر الأشعریین! اجتمعوا واجتمعو نساءکم وابناءکم أعلمکم صلاة النبی صلی الله علیه واله وسلم صلی لنا بالمدینة فاجتمعوا وجمعوا نساءهم وابناءهم فتوضأ وأراهم کیف یتوضأ فأحصی الوضوء الی أماکنه حتی لما أن فاء الفیء وانکسر الظل قام فأذن فصف الرجال فی أدنی الصف وصف الولدان خلفهم وصف النساء خلف الولدان ثم أقام الصلاة فتقدم فرفع یدیه فکبر فقرأ بفاتحة الکتاب وسورة یسرهما ثم کبر فرکع فقال سبحان الله وبحمده ثلاث مرار ثم قال سمع الله لمن حمده واستوی قائماً ثم کبر وخر ساجداً.... احفظوا تکبیری وتعلموا رکوعی وسجودی فانها صلاة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم۔

(مسند احمد رقم الحدیث ۲۲۹۰۶)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو (رسول اللہ ﷺ کی نماز سکھانے کے لیے) جمع کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کامل طریقہ سے وضو کیا پھر جب سایہ ڈھل گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اذان دی، پھر تکبیر تحریمہ کے لیے رفع الیدین کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا، پھر سورت فاتحہ اور دوسری

سورت کو خاموشی سے پڑھا، پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا، رکوع میں تین مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو گئے، پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلے گئے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اپنی قوم کو) کہ میری تکبیروں کو یاد کرلو اور میرے رکوع اور سجود کو سیکھ لو کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔

استدلال: اس حدیث میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے مردوں اور عورتوں کو نماز کا طریقہ سکھایا جو کہ آپ ﷺ کی مدینہ والی نماز ہے، جس میں صرف نماز کے شروع میں رفع الیدین کیا جبکہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے رفع الیدین نہیں کیا، معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ والی نماز میں رکوع کے وقت رفع الیدین نہیں ہے، پھر ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے لوگوں کو خاص طور پر فرمایا کہ میری تکبیروں کو اور رکوع و سجود کو یاد کرلو، معلوم ہوا کہ رکوع میں جاتے اور اُٹھتے وقت صرف تکبیر ہے رفع الیدین نہیں۔

عن سالم البراد قال دخلنا على أبي مسعود الأنصاري رضي الله عنه فسألناه عن الصلاة فقال الا أصلي بكم كما كان رسول الله عليه واله وسلم يصلي قال فقام فكبر ورفع يديه ثم ركع فوضع كفيه على ركبتيه وجافى بين ابطيه قال ثم قام حتى استقر كل شئي منه ثم سجد فوضع كفيه وجافى بين ابطيه قال ثم قال حتى استقر كل شئي منه ثم صلى أربع ركعات هكذا۔

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۰۷۶)

حضرت سالم براد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو اُن سے نماز کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بتاتا ہوں، پھر نماز شروع کرتے ہوئے تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا، پھر رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا، پھر سجدہ کے لئے جب تمام جسم کے اعضاء اطمینان میں ہو گئے، اسی طرح چار رکعت ادا کیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند أبي داؤد طيالسي، رقم الحديث٦٥٣)(مصنف ابن أبي شيبه، باب فی الرجل ينقص صلاته وما ذكر فيه و كيف يصنع)(سنن نسائی، باب التجافی فی الركوع)(سنن ابو داؤد، باب صلاة من لا يقيم صلبة في الركوع والسجود)(صحيح ابن خزيمه، رقم الحديث٥٩٨)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث٢٦٨٧)(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث٦٦٨)(سنن الكبرى للبيهقی، باب ما يفعل فی كل ركعة وسجدة من الصلاة، رقم الحديث٢٤٦٩)(المستدرك للحاكم، رقم الحديث٨١٦)

استدلال: اس حدیث میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کا طریقہ سکھایا، جس میں صرف نماز کے شروع میں رفع الیدین کیا جبکہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے رفع الیدین نہیں کیا۔

حدثنا هناد عن وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمان بن الاسود عن علقمه قال قال عبد الله بن مسعود رضي الله عنه الا اصلي بكم صلوٰة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فصلى فلم يرفع يديه الا فی اول مرة۔ (سنن ترمذی، باب رفع اليدين عند الركوع، رقم الحديث٢٥٧)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ دکھاؤں؟ پس آپ رضی اللہ عنہ نے رفع الیدین ایک مرتبہ کے علاوہ کیا پھر (پوری نماز میں) نہ کیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابو داؤد، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، رقم الحديث٧٤٨)(سنن الكبرى للنسائی، باب الرخصة فی ترك ذلك، رقم الحديث٦٤٩)(مسند ابن الجعد، رقم الحديث١٩٨١)(مسند الشافعي، الباب السادس فی صفة الصلاة، رقم الحديث٢١٥)(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يرفع يديه فی أول تكبيرة ثم لا يعود، رقم الحديث٢٤٤١)(مسند احمد، رقم الحديث٣٦٨١)(قرة العينين برفع اليدين فی الصلاة للبخاری، رقم الحديث٣١)(مسند أبي يعلى، رقم الحديث٥٣٠٢)(مختصر الأحكام للطوسی، باب ماجاء فی رفع اليدين عند الركوع)(سنن طحاوی، باب التكبير للركوع والتكبير للسجود والرفع، رقم الحديث١٣٤٩)(سنن الكبرى للبيهقی، باب من لم يذكر الرفع الا عند الافتتاح، رقم الحديث٢٥٣١)(معرفة السنن والآثار، من قال لا يرفع يديه فی الصلاة الا عند، رقم الحديث٣٢٨٠)

(مسند امام ابو حنیفہ،باب ما جاء فی رفع الیدین)(خلافیات للبیہقی ۱/۶۵،طبع مکتبة الرشید الریاض)(خلافیات للبیہقی ۱/۷۶،طبع مکتبة الرشید الریاض)(خلافیات للبیہقی ۱/۷۷،طبع مکتبة الرشید الریاض)(المدونة الکبریٰ ۱/۱۶۰،باب رفع الیدین فی الرکوع والاحرام ،طبع بیروت)(العلل الواردة فی الاحادیث،رقم الحدیث ۸۰۴،طبع دار حلیبة)(مشکوٰة المصابیح،باب صفة الصلاة)(مسند البزار،رقم الحدیث ۱۴۳۲)(شرح السنة للبغوی،باب رفع الیدین عند تکبیر الافتتاح وعند،تحت رقم الحدیث ۵۶۱)(کنز العمال،کتاب الصلاة،باب من قسم الافعال رفع الیدین)(الأوسط فی السنن و الاجماع و الاختلاف ،ذکر رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الرأس،رقم الحدیث ۱۳۹۲)(مجمع الزوائد،باب کیفیة الصلاة و أرکانها،رقم الحدیث ۱۳۳۳)(الأحکام الکبریٰ للخراط،باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاة)(کنز العمال،فصل فی أذکار التحریمة وما یتعلق بها،۲۲۰۳۹)(اتحاف المهرة لا بن حجر،رقم الحدیث ۱۳۰۰۹)(شرح أبی داؤد للعینی،باب فی رفع الیدین)(الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة ۱/۱۵۰)(المغنی لابن قدامة ۱/۳۵۸،مسألة رفع الیدین فی الصلاة)(التمهید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید ۹/۲۱۵،طبع وزاة عموم الاوقاف والشوون الاسلامیه)(جامع الاصول فی احادیث الرسول ۵/۳۰۲،طبع مکتبه الحلوانی و مکتبه دار البیان)(المحلی بالآثار،مسألة رفع الیدین للتکبیر مع الاحرام فی أول الصلاة)(مختصر الأحکام مستخرج الطوسی علی جامع،باب ما جاء فی رفع الیدین عند الرکوع)(الفقه الاسلامی وأدلة للزحیلی ۲/۸۴۱،رفع الیدین فی غیر تکبیرة الاحرام)(تحفة الأحوذی،باب رفع الیدین عند الرکوع)(نیل الأوطار،باب رفع الیدین وبیان صفة ومواضعة)(فوائد ابن المقری،باب فرفع یدیه فی أول رکعة ثم لم یعد)(جامع المسانید للامام أبی حنیفة للخوازمی ۱/۳۵۵،طبع بیروت)

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال صلیت مع رسول الله علیه واله وسلم وابی بکر و عمر رضی الله عنهم فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلوٰة۔ (سنن طحاوی،باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ نمازیں پڑھیں تو وہ سوائے نماز کے شروع کی تکبیر ساتھ کے رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مسند أبی یعلی،رقم الحدیث ۵۰۳۹) (سنن دار قطنی،باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح

والرکوع والرفع منه وقد)(مجمع الزوائد رفع الیدین فی الصلاۃ)(سنن الکبریٰ للبیهقی باب من لم یذکر الرفع عند الافتتاح) (کتاب المعجم لابی بکر اسماعیلی رقم الحدیث ۱۵۴)(الکامل لابن عدی رقم الحدیث ۱۶۲۶)(اتحاف الخیرۃ المهرۃ رقم الحدیث ۱۲۳۶)

عن علقمة أن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال علمنا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الصلاة فقام فكبر ورفع يديه ثم ركع فطبق يديه جعلهما بين ركبتيه فبلغ ذلك سعدًا رضي الله عنه فقال صدق أخي قد كنا نفعل ذلك في أول الاسلام ثم أمرنا بهذا۔ (جزء رفع الیدین للبخاری رقم الحدیث ۳۲)(المنتقع لابن الجارود باب صفة صلاۃ النبی ﷺ رقم الحدیث ۱۹۲)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز سکھائی، پس جب آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا، پھر رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں کو تطبیق کرتے ہوئے اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھا، پھر حضرت سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی تو اُنہوں نے فرمایا کہ میرے بھائی نے سچ فرمایا، ہم اسلام کے ابتدائی دور میں اسی طرح کرتے تھے، پھر ہمیں اس کا (یعنی اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا) حکم دیا گیا۔

نوٹ: قال البخاری وهذا المحفوظ عند أهل النظر من حديث عبدالله بن مسعود رضي الله عنه۔ (جزء رفع الیدین للامام بخاری رقم الحدیث ۳۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی (رفع الیدین نہ کرنے والی مذکورہ) حدیث سے زیادہ محفوظ ہے، معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کی یہ حدیث صحیح اور محفوظ ہے۔

حدثنا محمد بن الصباح البزار ثنا شريك عن يزيد بن ابي زياد عن عبد الرحمن بن ابي ليلى عن البراء رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه الى قريب من أذنيه ثم لا يعود۔

(سنن ابوداؤد باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع رقم الحدیث ۷۴۹)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع

فرماتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے پھر (پوری نماز) میں ایسا نہ کرتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند الشافعي،باب رفع اليدين في الصلاة،رقم الحديث٩٨)(سنن طحاوي،باب التكبير للركوع والتكبير للسجود والرفع،رقم الحديث١٣٤٧)(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان يرفع يديه في أول تكبيرة ثم لا يعود،رقم الحديث٢٤٤٠)(مسند حميدي،رقم الحديث٦١٤)(مصنف عبد الرزاق،باب افتتاح الصلوة)(حديث أبي الفضل الزهري،باب يرفع في أول تكبيرة في الصلاة ثم لا يعود،رقم الحديث١٢٣)(مسند احمد،رقم الحديث١٤٤٥٦،١٤٩٣٣،١٤٩٣٤)(المدونة الكبرىٰ١/١٦٥،باب رفع اليدين في الركوع والاحرام،طبع بيروت)(مسند امام أبي حنيفة،صفحه١٥٦،طبع مكتبه الكوثر الرياض)(سنن دارقطني، باب ذكر التكبير ورفع اليدين عند الافتتاح والركوع والرفع منه وقدر)(سنن الكبرى للبيهقي،باب من لم يذكر الرفع الا عند الافتتاح،رقم الحديث٢٥٣٠)(الكفاية في علم الرواية للبغدادي١/١٣٩،باب رد حديث من عرف بقبول التلقين)(شرح السنة للبغوي، باب رفع اليدين عند تكبير الافتتاح وعند،تحت رقم الحديث٥٦١)(كنز العمال،فصل في أذكار التحريمة وما يتعلق بها،رقم الحديث٢٢٠٣٢)(مسند أبي يعلى،رقم الحديث١٦٩٢،١٦٩١،١٦٩٠،١٦٨٩،طبع دار الثقافة العربية بيروت)(تفسير قرطبي،سورة الكوثر،آيت٢)(خلافيات للبيهقي١/٧٩،طبع مكتبة الرشيد الرياض)(سنن طحاوي،باب التكبير للركوع و التكبير للسجود والرفع من الركوع هل مع ذلك رفع ام لا)(التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد٩/٢١٥،طبع وزارة عموم الأوقاف والشؤون الاسلامية)(فوائد ابن المقرى،باب فرفع يديه في أول ركعة ثم لم يعد)(مسند الروياني،رقم الحديث٤٤٣)

عن ابن عمر رضي الله عنه قال رأيت النبي صلى الله عليه واله وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي بهما و قال بعضهم حذو منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع لا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدتين۔ (صحيح أبي عوانه،رقم الحديث١٥٧٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو کندھوں تک رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ فرمایا اور جب رکوع سے سر اُٹھایا تو رفع الیدین نہ کیا اور بعضوں نے کہا کہ سجدوں میں بھی رفع الیدین نہ کیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مسند الحمیدی، رقم الحدیث۶۲۳، طبع بیروت لبنان)(سنن الکبری للبیہقی، باب رفع الیدین عند الرکوع و عند رفع الرأس، رقم الحدیث۲۵۰۲)(سنن طحاوی، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع، رقم الحدیث۱۳۳۶)(مسند الحمیدی۲/۲۷۷، طبع دار السلفیه)(مسند الحمیدی، رقم الحدیث۶۱۴، طبع دار الکتب العلمیه بیروت)(شرح مشکل الآثار للطحاوی، رقم الحدیث۵۸۲۶)(مسند الحمیدی۲/۲۷۷، طبع المکتبة السلفیه المدینة المنورة)(مختصر خلافیات للبیہقی۲/۳۱، طبع مکتبة الرشید الریاض)(معجم لا بن عساکر، رقم الحدیث۱۳۰)(المعجم الصغیر للطبرانی، رقم الحدیث۱۱۶۸)(معجم لا بن عساکر، رقم الحدیث۱۵۶۲) (شرح سنن ابن ماجه لمغلطائی، باب رفع الیدین اذا رکع واذا راسه من الرکوع)(معجم لابن الأعرابی، رقم الحدیث۱۳۳۸)(خلافیات للبیہقی مخطوطه قلمی نسخه، فس مرو کو)

فائدہ: مذکورہ بالا ایک ہی حدیث کو مسند حمیدی کے الگ الگ نسخوں کے حوالہ جات سے اس لیے نقل کیا ہے کیونکہ کہ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اس حدیث میں اضافہ کیا گیا ہے جو کہ اُن حضرات کا حدیث پر بہتان ہے، لہٰذا اس اشکال کو دور کرنے کے لیے تمام نسخوں کو الگ الگ نقل کیا گیا، واضح ہو آخری دو نسخوں کا حوالہ جات خود اہلحدیث حضرات کے مطبوعہ کے ہیں۔

عن سالم بن عبداللہ عن أبیه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح التکبیر للصلاة۔

(المدونة الکبریٰ۱/۱۶۵، باب رفع الیدین فی الرکوع والاحرام، طبع بیروت)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتے جب نماز شروع کرنے کی تکبیر کہتے۔

فائدہ: مذہب مالکی کی معتبر اور مشہور کتاب ''المدونۃ الکبریٰ'' میں یہ حدیث ترکِ رفع الیدین کی دلیل کے طور پر پیش کی گئی ہے۔

حدثنی عثمان بن محمد قال لی عبیداللہ بن یحییٰ حدثنی عثمان بن سوادة بن عباد عن حفص بن میسرة عن زید بن اسلم عن عبداللہ بن عمر قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم بمکة نرفع ایدینا فی بدء الصلوٰة وفی داخل الصلوٰة عند الرکوع فلما هاجر النبی صلی اللہ علیه واله وسلم الی المدینة ترك

رفع الیدین فی داخل الصلوٰۃ عند الرکوع و ثبت علی رفع الیدین فی بدء الصلوٰۃ۔
(أخبار الفقھاء والمحدثین، صفحہ ۲۱۴، رقم الحدیث ۳۷۸، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)(أخبار الفقھاء والمحدثین، صفحہ ۲۸۵، رقم الحدیث ۳۷۸، طبع دار الاندلس)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں رکوع میں جاتے ہوئے بھی رفع الیدین کرتے تھے مگر آپ ﷺ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اس کے بعد آپ ﷺ نے رکوع میں جاتے ہوئے رفع الیدین کرنا ترک کر دیا۔

فائدہ: اس مذکورہ بالا حدیث کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

أن عبد اللہ بن زبیر رأی رجلا یرفع یدیہ فی الصلاۃ عند الرکوع وعند رفع رأسہ من الرکوع فقال لا تفعل فان ھذا شیء فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم ترکہ۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری، باب رفع الیدین فی التکبیر الأولی مع الافتتاح)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو دیکھا کہ اس نے دورانِ نماز رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”تم ایسا نہ کیا کرو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا پھر ترک کر دیا تھا۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا قام الی لصلوٰۃ المکتوبۃ کبر ورفع یدیہ خذو منکبیہ وفی روایۃ انہ کان یرفع یدیہ فی اول الصلاۃ ثم لا یعود۔ (مصنف عبدالرزاق، باب استفتاح الصلوٰۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ صرف شروع نماز میں رفع الیدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لا ترفع الأیدی الا فی سبع مواطن حین یفتتح الصلوٰۃ وحین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی

المروة وحین یقوم مع الناس عشیة عرفة وبجمع و المقامین حین یرمی الجمرة۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۳۸۵، رقم الحدیث ۱۲۰۷۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاتھ نہیں اُٹھائے جاتے مگر، جب نماز شروع کی جائے، جب مسجد الحرام میں داخل ہوا جائے، جب بیت اللہ کو دیکھا جائے، کوہ صفا پر، کوہ مروہ پر، مزدلفہ میں، عرفات میں لوگوں کے ساتھ جب جمع ہوا جائے اور جمرات کے مقام کے پاس۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(جزء رفع الیدین للامام بخاری، صفحہ۸۹)(مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کان یرفع یدیه فی الاول التکبیر ثم لا یعود)(کتاب الحجة علی أهل المدینة للامام محمد، باب العیدین)(الأصل المعروف بالمبسوط للشیبانی، باب ماجاء فی القیام فی الفریضة)(سنن طحاوی، باب فی التکبیر فی الرکوع والتکبیر السجود)(سنن طحاوی، باب رفع الیدین عند رؤیة البیت)(مجمع الزوائد باب رفع الیدین عند رؤیت البیت)(المبسوط للسرخسی، باب کیفیة الدخول فی الصلاة)

عن أبو عوانة عن أبی یعفور عن رجل من خزاعة قال وکان الحجاج استعمله علی مکة ثم ذکر مثله فلما جعل ذلك التکبیر یفتتح به الطواف کالتکبیر الذی جعل یفتتح به الصلاة أمر بالرفع فیه کما یؤمر بالرفع فی التکبیر لافتتاح الصلاة ولا سیما اذقد جعل النبی صلی اللہ علیه واله وسلم الطواف بالبیت صلاة۔ (سنن طحاوی، باب رفع الیدین عند رؤیة البیت)

ابو یعفور رحمۃ اللہ علیہ نے خزاعہ کے ایک آدمی سے بیان کیا جس کو حجاج نے مکہ پر عامل بنانا تھا، پھر اس نے اسی طرح روایت بیان کی ہے، پس جب یہ تکبیر شروع طواف کے لیے مقرر کی گئی ہے اس تکبیر کی طرح جو نماز کو شروع کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہے تو اس میں ہاتھ اُٹھانے کا حکم ہے جیسا کہ نماز کو شروع کرنے والی تکبیر میں رفع یدین کا حکم ہے، خصوصاً جب کہ جناب نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے طواف کو بمنزلہ نماز قرار دیا ہے۔

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه واله وسلم قال لا ترفع الایدی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة وعند البیت وعلی الصفا و المروة

وفي بعرفات وبالمزدلفة وعند الجمرتين. (سنن طحاوی، باب رفع اليدين عند رؤية البيت)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سات مقام پر رفع الیدین کیا جاتا ہے جب نماز کے شروع میں، بیت اللہ کے پاس، صفا و مروہ پر، مزدلفہ میں، عرفات میں اور جمرات کے پاس۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا دخل في الصلوٰة رفع يديه مدًا. (سنن ابو داؤد، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو خوب دراز کر کے رفع الیدین کرتے۔

استدلال: امام ابوداؤد نے اس سے پہلے باب میں رفع الیدین کے اثبات میں حدیثیں بیان کیں پھر رفع الیدین نہ کرنے کا باب تحریر کیا اور اس باب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث بیان کیں ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام ابوداؤد نے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل کے طور پر پیش کیا اسی لیے صرف شروع نماز کا رفع الیدین بیان کیا اور رکوع سجدے کا بیان نہیں کیا۔

عن عباد بن الزبير رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان اذا افتتح الصلاة رفع يديه في أول الصلاة ثم لم يرفعهما في شئي حتى يفرغ.
(خلافيات للبيهقي بحواله نصب الراية ١/٤٠٤، نيل الفرقدين مع بسط اليدين، صفحه ١٢٢، طبع ادارة القرآن)

حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے، پھر اس کے بعد نماز سے فارغ ہونے تک ایسا نہ کرتے۔

عن ابن الزبير رضي الله عنه عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم وقالت طائفة يرفع المصلي يديه حين يفتتح الصلاة ولا يرفع فيما سوى ذلك. (الأوسط في السنن والاجماع والاختلاف، ذكر رفع اليدين عند الركوع وعند رفع الرأس من الركوع)

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نمازی نماز شروع کرتے وقت ہاتھوں کو اُٹھائے اس کے بعد ایسا نہ کرے۔

استدلال: والذی یحتج به الخصم من الرفع محمول علی انه کان فی الابتداء الاسلام ثم نسخ والدلیل علیه ان عبد الله بن الزبیر رأی رجلا یرفع یدیه فی الصلوٰة عند الرکوع وعند رفع راسه من الرکوع فقال لاتفعل فان هذا شیئ فعله رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ثم ترکه۔(زجاجة المصابیح،باب صفة الصلوٰة)

رفع یدین کے قائلین جس رفع الیدین کے متعلق دلیل لاتے ہیں وہ اس بات پر محمول ہے کہ ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا اس کے منسوخ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع الیدین کر رہا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، یہ وہ چیز ہے جسے رسول اللہ ﷺ پہلے کیا کرتے تھے اور پھر بعد میں آپ ﷺ نے اسے ترک فرما دیا۔

عن أنس بن مالك رضی الله عنه رأیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کبر حتی حاذی بإبهامیه أذنیه ،ثم رکع حتی استقر کل مفصل منه فی موضعه ثم رفع رأسه حتی استقر کل مفصل منه فی موضعه ثم انحط بالتکبیر فسبقت رکبتاه یدیه۔(المستدرك للحاکم، کتاب الصلاة،باب التامین)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے تکبیر کہی تو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو کانوں تک اُٹھایا، پھر رکوع کیا یہاں تک کہ تمام جوڑ اپنی جگہ ٹھہر گئے پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اُٹھایا یہاں تک کہ تمام جوڑ اپنی جگہ ٹھہر گئے، پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے گئے تو آپ ﷺ نے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ رکھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن دار قطنی،باب ذکر الرکوع والسجود وما یجزی فیهما) (سنن الکبریٰ للبیهقی،باب من قال یضع یدیه قبل رکبتیه)

عن كثير بن عبدالله قال سمعت انس بن مالك رضي الله عنه يقول قال لي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يا نبي! اذا تقدمت الى الصلاة فاستقبل القبلة وأرفع يديك وكبر و أقرأ ما بدالك فاذا ركعت فضع كفيك على ركبتيك وفرق بين أصابعك وسبح فاذا رفعت رأسك فأقم صلبك حتى يقع كل عضو مكانه واذا سجدت فأمكن جبهتك من الأرض وسبح واذا رفعت رأسك فأقم رأسك فاذا قعدت فضع عقبيك تحت اليتيك وأقم صلبك فأنها من سنتي ومن اتبع سنتي فانه مني ومن هو مني فهو معي في الجنة.

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ۶/۲۰۸۶،طبع حیدر آباددکن)

کثیر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے! جب تو نماز کے لئے جائے تو قبلہ رُخ ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر تکبیر کہہ، پھر قرأۃ کر جہاں سے تو چاہے، پھر جب تو رکوع کرے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھ اور اپنی اُنگلیوں کو کھلا رکھ اور تسبیح پڑھ، پھر جب رکوع سے سر اُٹھائے تو اپنی کمر سیدھی کرلے یہاں تک کہ تمام اعضاء اپنی جگہ پر پہنچ جائیں، پھر جب سجدہ کرے تو اپنی پیشانی زمین پر رکھ اور تسبیح پڑھ، پھر جب تو سر اُٹھائے تو اپنا سر سیدھا کرلے، پھر جب تو قعدہ کرے تو اپنی ایڑیوں کو سرین کے نیچے کرلے، یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کی پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور جو مجھ سے ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

استدلال: غور فرمایئے! مذکورہ بالا حدیثوں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی پوری نماز کا طریقہ بتایا مگر صرف رفع الیدین نماز شروع کرنے کے وقت ہی ذکر کیا، اگر رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں اس کا بھی بتاتے۔

عن سعيد بن سمعان قال أتانا أبو هريرة في مسجد بني زريق قال ثلاث كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يعمل بهن قد تركهن الناس كان يرفع

یدیہ مدًا اذا دخل فی الصلاۃ ویکبر کلما رکع ورفع والسکوت قبل القرأۃ۔

(مسند احمد رقم الحدیث ۹۲۳۵)

حضرت سعید بن سمعان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد بنی زریق میں آئے اور فرمایا کہ تین چیزیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کرتے تھے مگر لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا، ہاتھوں کو خوب اُٹھانا اور قرأۃ کے بعد سکتہ کرنا (آپ ﷺ) تکبیر کہتے ہر رکوع میں جاتے اور سجدہ میں جاتے ہوئے۔

عن سعید بن سمعان دخل علینا أبو ھریرۃ المسجد فقال ثلاث کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعمل بھن ترکھن الناس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا قام الی الصلاۃ رفع یدیہ مداً وکان یقف قبل القرأۃ ھنیھۃ یسأل اللہ من فضلہ وکان یکبر فی الصلاۃ کلما رکع وسجد۔

(صحیح ابن حبان، باب ذکر ما یستجب للمصلی اذا کان اماماً أن یسکت قبل ابتداء القرأۃ)

حضرت سعید بن سمعان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد بنی زریق میں آئے اور فرمایا کہ تین چیزیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کرتے تھے مگر لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا، ہاتھوں کو خوب اُٹھانا اور قرأۃ کے بعد سکتہ کرنا (آپ ﷺ) تکبیر کہتے ہر رکوع میں جاتے اور سجدہ میں جاتے ہوئے۔

عن سعید بن سمعان أتانا ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ فی مسجد بنی زریق فقال ثلاثاً کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یفعلھن ترکھن الناس یرفع یدیہ حتی جاوزتا أذنیہ ویسکت بعد القرأۃ۔

(المستدرک للحاکم، ومن کتاب الامامۃ وصلاۃ الجماعۃ، رقم الحدیث ۸۴۳)

حضرت سعید بن سمعان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد بنی زریق میں آئے اور فرمایا کہ تین چیزیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کرتے تھے مگر لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا، ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھانا اور قرأۃ کے بعد سکتہ کرنا۔

استدلال: مذکورہ بالا دونوں احادیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا عمل نقل فرماتے

ہوئے رفع الیدین کا ذکر صرف شروع نماز میں فرمایا جبکہ رکوع میں جاتے اور اُٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا، اگر رکوع میں جاتے اور اُٹھتے وقت رفع الیدین ہوتا تو اس مقام کا ذکر بھی ضرور فرماتے، لہٰذا بعض محدثین کے طریقہ پر ہم نے عدم ذکر سے ترکِ رفع الیدین استدلال کیا۔

عن عمرة قالت سألت عائشة رضی الله عنها كيف كانت صلاة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قالت كان النبى صلى الله عليه واله وسلم اذا توضأ فوضع يديه فى الاناء سمى الله ويسبغ الوضوء ثم يقوم مستقبل القبلة فيكبر ويرفع يديه حذاء منكبيه ثم يركع فيضع يديه ركبتيه ويجا فى بعضديه ثم يرفع رأسه فيقيم صلبه ويقوم قياما هواطوال من قيامكم قبيلاً ثم يسجد فيضع يديه تجاه القبلة ويجافى بعضديه ماستطاع فيما رأيت ثم يرفع رأسه فيجلس على قدمه اليسرى وينصب اليمنى ويكره أن يسقط على شقه الايسر ـ (سنن ابن ماجه باب اتمام الصلوة)

حضرت عمرہ رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق دریافت کیا کہ کیسی تھی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم ﷺ وضو کے لئے برتن میں ہاتھ ڈالتے تو بسم اللہ پڑھتے اور خوب اچھی طرح وضو فرماتے، پھر قبلہ رُخ ہو کر اللہ اکبر کہتے اور ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اُٹھاتے، پھر رکوع میں جاتے تو ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور بازوؤں کو پسلیوں سے الگ رکھتے، پھر سر اُٹھاتے تو کمر بالکل سیدھی کر لیتے اور تمہارے قیام سے کچھ زیادہ قیام کرتے، پھر سجدہ میں جاتے تو بازوؤں کو قبلہ کی طرف رکھتے اور جتنا ہو سکتا جدا رکھتے، پھر سر اُٹھاتے اور بائیں پاؤں پر بیٹھ جاتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے اور آپ ﷺ بائیں جانب گر پڑنے کو (سرین زمین پر لگانے کو) ناپسند سمجھتے تھے۔

استدلال: غور فرمائیے! مذکورہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کی پوری نماز کا طریقہ بتایا مگر صرف رفع الیدین نماز شروع کرنے کے وقت ہی ذکر کیا، اگر رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہا اس حدیث میں اس کا بھی بتاتیں۔

حدثنا سالم البراد قال دخلنا على أبي مسعود الأنصاري رضي الله عنه فسألناه عن الصلاة فقال الا أصلي بكم كما كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يصلي قال فقام فكبر ورفع يديه ثم ركع فوضع كفيه على ركبتيه وجافى بين أبطيه قال ثم قام حتى استقر كل شئى منه ثم سجد فوضع كفيه وجافى بين أبطيه ثم رفع رأسه حتى استقر كل شئى ثم صلى أربع ركعات هكذا۔

(مسند احمد ۵/۲۷۰،طبع دار الكتب العلمية بيروت)

حضرت سالم براد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ہم نے اُن سے نماز کے بارے میں سوال کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں تم کو ویسی نماز پڑھاؤں جیسی رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے، پس آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور تکبیر (تحریمہ) کہی اور رفع الیدین کیا، پھر رکوع کیا اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا اور دونوں بغلوں کے درمیان فاصلہ رکھا، پھر رکوع سے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ تمام اعضاء سکون میں ہو گئے، پھر سجدہ کیا اور اپنی ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھا اور دونوں بغلوں کے درمیان فاصلہ رکھا یہاں تک کہ تمام اعضاء سکون میں ہو گئے، پھر چار رکعتیں اسی طرح پڑھیں۔

استدلال: غور فرمائیے! مذکورہ حدیث میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی پوری نماز کا طریقہ بتایا مگر صرف رفع الیدین نماز شروع میں کر کے دکھایا، اگر رکوع سے پہلے اور بعد رفع الیدین ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں اس کا بھی ذکر کرتے۔

اخبرنا مالك اخبرني نعيم نا المجمر وابو جعفر القاري ان أبي هريرة رضي الله عنه انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة ويكبر كلما خفض ورفع ويقول انا اشبهكم صلاة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ۔ (التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد ۹/۲۱۵،طبع وزارة عموم الأوقاف والشؤون الاسلامية)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو اُٹھتے اور جھکتے ہوئے تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ صرف اس وقت اُٹھاتے جب شروع نماز کی تکبیر کہتے، اور فرماتے تھے کہ میری نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔

استدلال: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز کی ہر تکبیر کا ذکر فرماتے ہیں لیکن رفع الیدین کا ذکر صرف شروع نماز کی تکبیر کے ساتھ کرتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ رفع الیدین صرف اول نماز کی تکبیر کے ساتھ ہی مسنون ہے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل رفع الیدین نہ کرنے کا تھا:

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وابي بكر و عمر رضي الله عنهم فلم يرفعوا ايديهم الا عند افتتاح الصلوة.

(سنن الكبرىٰ للبيهقي،باب من لم يذكر الرفع عند الافتتاح)(سنن دارقطني، باب ذكر التكبير ورفع اليدين عند الافتتاح والركوع والرفع منه وقدر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ نمازیں پڑھیں تو وہ شروع نماز کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال صليت وراء رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وأبي بكر وعمر رضي الله عنهم كلهم يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا كبر للركوع واذا رفع رأسه يكبر للسجود. (مجمع الزوائد،باب رفع اليدين في الصلاة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں تو وہ اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتے جب نماز شروع کرتے اور (صرف) تکبیر کہتے رکوع کے لیے، پھر جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو سجدہ کے لیے تکبیر کہتے۔

عن الاسود قال صليت مع عمر رضي الله عنه فلم يرفع يديه في شيئ من الصلوة الا حين افتتح الصلوة.(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان يرفع يديه في لاول التكبير ثم لا يعود)

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابتداء نماز کے علاوہ رفع الیدین نہیں کیا۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن طحاوی،باب رفع اليدين)(الأوسط في السنن والاجماع والاختلاف،باب ذكر رفع اليدين عند الركوع وعند رفع رأسه من الركوع)(مختصر خلافيات للبيهقي،١/٨٠،طبع مكتبة الرشيد

الریاض)(مسند الفاروق للابن کثیر ۱/۲۰۶،طبع دار الفلاح التراث)

عن مجاهد قال ما رأیت عمر ابن الخطاب رضی الله عنه یرفع یدیه الا فی اول ما یفتتح۔(مصنف ابن أبی شیبه ،باب من کان یرفع یدیه فی الاول التکبیر ثم لا یعود)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ رضی اللہ عنہ نماز کی صرف پہلی تکبیر کیساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

عن عاصم بن کلیب رأیت علی بن ابی طالب رضی الله عنه أنه کان یرفع یدیه فی التکبیر الأولی من الصلاۃ ثم لا یرفع فی شیئٍ منها۔

(سنن الکبریٰ للبیهقی ،باب من لم یذکر الرفع عند الافتتاح)

حضرت عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے اور اس کے بعد بالکل نہیں کرتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبی شیبه ،باب من کان یرفع یدیه فی الاول التکبیر ثم لا یعود)(مختصر خلافیات للبیهقی ۱/۸۶،طبع مکتبة الرشید الریاض)(مصنف ابن أبی شیبه ،باب من کان یرفع یدیه فی الاول التکبیر ثم لا یعود)(سنن طحاوی،باب فی التکبیر فی الرکوع والتکبیر السجود)(المدونة الکبریٰ ۱/۱۶۵،باب رفع الیدین فی الرکوع والاحرام،طبع بیروت)(قرة العینین برفع الیدین فی الصلاۃ للبخاری،باب رفع یدیه فی أول التکبیر ثم لم یعد بعد)(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف،باب ذکر رفع الیدین عند الرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع)

عن زید بن علی عن أبیه عن جدة عن علی بن أبی طالب رضی الله عنه أنه کان یرفع یدیه فی التکبیرة الأولی الی فروع أذنیه ثم لا یرفعهما حتی یقضی صلاۃ۔

(مسند امام زید بن علی،باب تکبیر فی الصلاۃ،رقم الحدیث ۶۰،دار الکتب العلمیه بیروت)

حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ میں اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے اوپر کے حصہ تک اُٹھاتے اور پھر ختم نماز تک رفع الیدین نہ کرتے۔

قال محمد بن حسن الشیبانی جاء الثبت عن علی بن ابی طالب و عبد الله بن مسعود رضی الله عنهم انهما کان لا یرفعان فی شیئٍ من ذلك الا فی تکبیرة الافتتاح۔(کتاب الحجه علی اهل المدینة للامام محمد،باب افتتاح الصلوٰۃ)

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم دونوں سے یہ بات ثابت ہوچکی کہ وہ سوائے نماز کے شروع کی تکبیر کے رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

عن ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنهم لا ترفع الأیدی الا فی سبعة مواطن فی بدء الصلاة وبعرفة وبجمع و عند الجمرتین و علی الصفاء والمروة واذا استقبلت البیت۔ (السنن والأحکام علی المصطفی علیه أفضل الصلاة والسلام. باب فی رفع الیدین عند رؤیة البیت وما)

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ہاتھ نہیں اُٹھائے جاتے مگر سات مقام پر، نماز کے شروع میں، بیت اللہ کے پاس، صفا و مروہ پر، مزدلفہ میں، عرفات میں اور جمرات کے پاس۔

اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل رفع الیدین نہ کرنے کا تھا:

عن ابراهیم عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنه انه کان یرفع یدیه فی اول ما یستفتح ثم لا یرفعهما۔

(مصنف ابن أبی شیبه. باب من کان یرفع یدیه فی الاول التکبیر ثم لا یعود)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(مصنف عبد الرزاق. باب تکبیرة الافتتاح ورفع الیدین) (مختصر خلافیات للبیهقی ۲/۸۱. طبع مکتبة الرشید الریاض) (کتاب الحجه علی اهل المدینة. باب افتتاح الصلوة) (سنن طحاوی. باب فی التکبیر فی الرکوع والتکبیر السجود) (موطا امام محمد. باب افتتاح الصلوة)

عن مجاهد قال ما رأیت ابن عمر رضی اللہ عنه یرفع یدیه الا فی اول ما یفتتح۔

(مصنف ابن أبی شیبه. باب من کان یرفع یدیه فی الاول التکبیر ثم لا یعود)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں دس سال رہے) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو تکبیر اولیٰ کے علاوہ کبھی بھی ایک بار رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن طحاوی ،باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)(مختصر خلافیات للبیہقی ۱/۸۵،طبع مکتبۃ الرشید الریاض)

عن عبد العزیز بن حکیم قال مارأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء أذنیه فی اول تکبیرۃ افتتاح الصلوٰۃ ولم یرفعهما فی ما سوی ذلك۔

(موطا امام محمد،باب افتتاح الصلوٰۃ)(کتاب الحجه علی اهل المدینة،باب افتتاح الصلوٰۃ)

حضرت عبدالعزیز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ پہلی تکبیر کے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اُٹھاتے پھر کسی جگہ نہیں اُٹھاتے تھے۔

اخبرنا مالك اخبرنی نعیم نا المجمر وابو جعفر القاری ان أبا هریرۃ رضی الله عنه کان یصلی بهم خفض ورفع قال ابو جعفر وکان یرفع یدیه حین یکبر و یفتتح الصلوٰۃ۔

(موطا امام محمد،باب افتتاح الصلوٰۃ)(کتاب الحجه علی اهل المدینة،باب افتتاح الصلوٰۃ)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خبر دی کہ ان سے نعیم مجمر اور ابوجعفر قاری رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ نماز پڑھتے تو اُٹھتے اور جھکتے ہوئے تکبیر کہتے اور ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ وہ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) دونوں ہاتھ صرف اس وقت اُٹھاتے جب تکبیر کہتے ہوئے نماز شروع فرماتے۔

فائدہ: مالکی مذہب کے امام حافظ ومحدث علامہ ابن عبدالبر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

وحجتهم ایضاً ما رواه نعیم المجمر وابو جعفر القاری عن ابی هریرۃ انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰۃ ویکبر کلما خفض ورفع ویقول انا اشبهکم صلوٰۃ برسول الله صلی الله علیه واله وسلم۔(التمهید لما فی الموطا من المعانی والأسانید ۹/۲۱۵،طبع وزارۃ عموم الأوقاف والشؤون الاسلامیة)

اور ان (احناف) کی ایک دلیل یہ حدیث ہے جسے نعیم مجمر اور ابوجعفر قاری رحمہم اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رفع الیدین تو اس وقت کرتے جب نماز شروع فرماتے ،اور تکبیر ہر اُونچ نیچ میں کہتے اور فرماتے تھے بے شک میں تم میں سے رسول

اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔

عن سوار بن مصعب عن عطیة العوفی أن أبا سعید الخدری وابن عمر رضی اللہ عنہم کان یرفعان أیدیہما أول ما یکبران ثم لا یفردان.

(مختصر خلافیات للبیہقی ۲/۸۶، طبع مکتبة الرشید الریاض)

حضرت عطیہ العوفی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک حضرت ابوسعید خدری اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اس کے بعد ایسا نہ کرتے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال العشرة الذین شہد لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بالجنة ما کانوا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوٰة۔

(عمدة القاری شرح بخاری، باب رفع الیدین فی التکبیر الأولی مع الافتتاح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی (عشرہ مبشرہ) میں سے کوئی بھی تکبیر تحریمہ کے سوا رفع الیدین نہیں کرتا تھا۔

عام طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رفع الیدین کا معمول نہ تھا:

عن وائل رضی اللہ عنہ ذکر أنہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، واصحابہ غیر مرة یرفعون أیدیہم۔ (کتاب رفع الیدین فی الصلاة للبخاری رقم الحدیث ۶۹، طبع دار ابن حزم)

حضرت وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ اُن میں سے ایک سے زیادہ مرتبہ رفع الیدین نہیں کرتا تھا۔

اکثر تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ کا عمل رفع الیدین کا نہ تھا:

عن ابی اسحاق قال کان اصحاب عبد اللہ و أصحاب علی لا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوٰة قال وکیع ثم لا یعودون۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، باب من کان یرفع یدیہ فی الاول التکبیر ثم لا یعود)(الاوسط فی السنن لابن المنذر، باب ذکر رفع الیدین عند الرکوع عند الرفع)

حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

تمام اصحاب وشاگردصرف نماز کی ابتداء میں رفع الیدین کرتے تھے وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھراس کے بعدکسی مقام پرنماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

عن عبداللہ بن مبارك عن اشعث عن الشعبي أنه كان يرفع يديه اول التكبير ثم لا يرفعهما۔ (مصنف ابن أبي شيبه باب من كان يرفع يديه في الاول التكبير ثم لا يعود)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت اشعث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ اول تکبیر کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

عن ابراهيم عن الاسود رأيت الشعبي يفعل ذالك نماز (يرفع يديه اول التكبيرة ثم لا يعود)۔ (سنن طحاوی باب التكبير للركوع والتكبير للسجود)

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ نماز میں اول تکبیر کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

وقال عبدالملك ورأيت الشعبي وابراهيم وأبا اسحاق لا يرفعون أيديهم الا حين يفتتحون الصلاة ۔ (الأوسط في السنن والاجماع والاختلاف باب ذكر رفع اليدين عند الركوع وعند رفع رأسه من الركوع)

حضرت عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبی، ابراہیم نخعی اور ابواسحاق رحمہم اللہ کو دیکھا کہ وہ شروع نماز کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

عن سفيان بن مسلم الجهني قال كان ابن ابي ليلى يرفع يديه اول شيئ اذا كبر۔ (مصنف ابن أبي شيبه باب من كان يرفع يديه في الاول التكبير ثم لا يعود)

حضرت سفیان بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ صرف پہلی تکبیر کے رفع الیدین کرتے تھے۔

عن جابر عن الاسود و علقمة انهما كان يرفعان ايديهما اذا افتتحا ثم لا يعودان۔ (مصنف ابن أبي شيبه باب من كان يرفع يديه في الاول التكبير ثم لا يعود)

حضرت جابر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسود وحضرت علقمہ رحمہما اللہ دونوں اپنے ہاتھ صرف نماز کے شروع میں اُٹھاتے تھے پھر دوبارہ نہیں اُٹھاتے تھے۔

قال عبد الملك ورأيت الشعبي و ابراهيم وابااسحاق لا يرفعون ايديهم الا حين يفتتحون الصلوة۔ (مصنف ابن أبي شيبه باب من كان يرفع يديه في الاول التكبير ثم لا يعود)

حضرت عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبی، حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہم حضرات کو دیکھا ہے وہ نماز کے شروع کے سوا کہیں بھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

عن المغيرة قال قلت لابراهيم حديث وائل انه رأى النبي صلى الله عليه واله وسلم يرفع يديه اذاافتتح واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فقال ان كان وائل رأه مرة يفعل ذلك فقد رأه عبد الله خمسين مرة لا يفعل ذلك۔

(سنن طحاوی باب في التكبير في الركوع والتكبير السجود)

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے حدیثِ وائل رضی اللہ عنہ بیان کی انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز شروع کرتے وقت رکوع کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت ہاتھوں کو بلند کرتے تھے، انہوں نے فرمایا! اگر وائل رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ایک مرتبہ ایسا کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو پچاس مرتبہ ایسا نہ کرتے دیکھا ہے۔

عن عمرو بن مرة قال دخلت مسجد حضر موت فاذا علقمه بن وائل يحدث عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يرفع يديه قبل الركوع وبعده فذكرت ذلك لابراهيم فغضب وقال ماأدري لعله لم ير النبي صلى الله عليه واله وسلم يصلي الا ذلك اليوم نحفظ هذا ولم يحفظه ابن مسعود واصحابه ماسمعته من احدمنهم انما كانوا يرفعون ايديهم في بدء الصلوة حين يكبرون۔ (موطا امام محمد باب افتتاح الصلوة)

حضرت عمرو بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضر موت کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کی روایت بیان فرما رہے تھے کہ رسول اکرم ﷺ رکوع سے پہلے اور بعد میں ہاتھ اُٹھاتے تھے، میں نے یہ بات حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کی تو وہ

غضب ناک ہو گئے اور انہوں نے فرمایا! میرا خیال ہے کہا اُنہوں (وائل رضی اللہ عنہ) نے اسی دن رسول اللہ ﷺ کو نماز ادا فرماتے دیکھا اور یہی انہوں نے یاد رکھا، کیا اس بات کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب بھول گئے؟ کیونکہ میں نے ان میں سے کسی کے متعلق نہیں سنا کہ اس نے نماز کے دوران رفع الیدین کیا ہو، بے شک وہ نماز کے شروع میں تکبیر اولیٰ کے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔

وضاحت: ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ جلیل القدر تابعی ہیں نے اپنی بات سے صحابی (وائل رضی اللہ عنہ) کا قول رد نہیں کیا بلکہ ان کے مقابل حضور ﷺ کے قریبی فقیہ صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی احادیث کو پیش کیا اور حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی رفع الیدین والی روایت پر جو کہ منسوخ ہو چکی تھی ان ناسخ احادیث کو ترجیح دی۔

عن حماد قال سألت ابراهيم عن ذلك فقال يرفع يديه أول مرة۔ (مصنف عبد الرزاق، باب تكبيرة الافتتاح ورفع اليدين)(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يرفع يديه في الاول التكبير ثم لا يعود)

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس (رفع الیدین) کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا صرف آغاز میں ایک ہی مرتبہ کیا جائے۔

حدثنا ابو بكر عن الحجاج عن طلحة عن خيثمة وابراهيم قال كانا لا يرفعان أيديهما الا في بدء الصلاة۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يرفع يديه في الاول التكبير ثم لا يعود)

حضرت طلحہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے مگر نماز کے شروع میں۔

عن الاسود عن ابراهيم يفعل ذالك (يرفع يديه في اول تكبيرة ثم لا يعود)۔

(سنن طحاوی، باب التكبير للركوع والتكبير للسجود)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح (یعنی نماز کے شروع میں رفع الیدین کرکے بعد میں اس کے بعد کسی جگہ نہ کیا جائے)۔

یہی روایت معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(کتاب الآثار للامام أبي يوسف،باب افتتاح الصلاة)(سنن دار قطنی، باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منه وقدر)(سنن الکبریٰ للبیهقی،باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح)(موطا امام محمد،باب افتتاح الصلاة)(مصنف ابن أبي شیبه ،باب من کان یرفع یدیه فی الاول التکبیر ثم لا یعود)(مصنف عبد الرزاق،باب استفتاح الصلوٰة)

عن طلحة عن ابراهيم أنه قال ترفع الأيدى فى سبعة مواطن فى افتتاح الصلاة وافتتاح القنوت فى الوتر وفى العيدين وعند استلام الحجر وعلى الصفا والمروة وعرفات وجمع وعند الجمرتين. (کتاب الآثار للامام أبي يوسف،باب افتتاح الصلاة)

حضرت طلحہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سات مقام پر ہاتھ اُٹھانے چاہئیں،نماز کے شروع کے وقت،قنوتِ وتر کے لئے،عیدین میں،استلام کے وقت،صفا مروہ پر،عرفات میں اور جمرتین کے وقت۔

حدثنا يحيى بن سعيد عن اسماعيل قال كان قيس يرفع يديه اول مايدخل فى الصلوٰة ثم لا يرفعهما.

(مصنف ابن أبي شيبه ،باب من كان يرفع يديه فى الاول التكبير ثم لا يعود)

حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے اور اس کے علاوہ کہیں اور رفع الیدین نہ کرتے۔

قال محمد السنة ان يكبر الرجل فى صلوٰة كلما خفض وكلما رفع واذا انحط للسجود كبر واذا انحط للسجود الثانى كبر فاما رفع اليدين فى الصلوٰة فانه يرفع يديه حذو الاذنين فى ابتداء الصلوٰة مرة واحدة ثم لا يرفع فى شيئ من الصلوٰة بعد ذالك وهذا كله قول ابى حنيفة.

(سنن طحاوی،باب التكبير للركوع والتكبير للسجود)(موطا امام محمد،باب افتتاح الصلوٰة)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ نمازی اپنی نماز میں ہر اُٹھتے بیٹھتے تکبیر کہے، جب پہلے سجدے میں جائے تو تکبیر کہے جب دوسرے سجدے میں جائے تکبیر کہے،رہا رفع

الیدین تو وہ ابتداء نماز میں صرف ایک مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اس کے بعد نماز میں کسی جگہ بھی رفع الیدین نہ کرے اور یہ سب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال ہیں۔

قال مالك الا اعرف رفع اليدين فی شيئٍ من تكبير الصلوٰة لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوٰة۔

(المدونة الکبریٰ ۱/۱۶۵، باب رفع الیدین فی الرکوع والاحرام، طبع بیروت)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا رفع الیدین کو نماز کی کسی بھی تکبیر میں جھکتے ہوئے نہ اُٹھتے ہوئے سوائے نماز کی ابتداء میں حضرت ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی تکبیر کے علاوہ رفع الیدین کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا رفع الیدین پر علمی مکالمہ:

عن سفيان بن عيينة قال اجتمع ابوحنيفة والأوزاعی فی دار الحناطين بمكة فقال الأوزاعی لأبی حنيفة مابالكم لا ترفعون أيديكم فی الصلاة عند الركوع وعند الرفع منه؟ فقال ابو حنيفة لأجل أنه لم يصح عن رسول الله صلی الله عليه واله وسلم فيه شئی قال كبر للصلاة كيف لا يصح وقد حدثنی الزهری عن سالم عن أبيه عن رسول الله صلی الله عليه واله وسلم أنه كان يرفع يديه اذاافتتح الصلاة وعند الركوع وعند الرفع منه فقال له أبوحنيفة وحدثنا حماد عن ابراهيم عن علقمة والأسود عن ابن مسعود رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه واله وسلم كان لايرفع يديه الا عند افتتاح الصلاة ولايعود لشئی من ذلك فقال الأوزاعی أحدثك عن الزهری عن سالم عن أبيه وتقول حدثنی حماد عن ابراهيم فقال له أبوحنيفة كان حماد أفقه من الزهری وكان ابراهيم أفقه من سالم وعلقمة ليس بدون ابن عمر رضی الله عنه فی الفقه وان كانت لابن عمر رضی الله عنه صحبة وله فضل صحبة

فالأسود له فضل كثير وعبدالله هو عبدالله فسكت الأوزاعی۔

(مسند امام اعظم، باب ما جاء فی رفع الیدین)

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ کے دار الحناطین (مقام) میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اکٹھے ہو گئے، امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ لوگ نماز میں رکوع کرتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس لیے کہ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مجھے خود امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سالم رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے برعکس ہمارے پاس یہ حدیث اس سند سے موجود ہے کہ مجھے حدیث بیان کی حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اُنہوں نے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہ سے، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف ابتداء نماز میں رفع الیدین کیا کرتے تھے، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ میں آپ کے سامنے "عن زہری عن سالم عن أبیہ" کہتا ہوں اور آپ "حدثنی حماد عن ابراہیم" کہتے ہیں، تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ، زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے فقیہ تھے، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سالم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے فقیہ تھے، علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے معاملے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کم نہ تھے گو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی صحابیت کا شرف حاصل ہے، لیکن اسود رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے دوسرے فضائل حاصل ہیں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں (یعنی ان کا کوئی ثانی نہیں) یہ سن کر امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین کو مکروہ فرماتے ہیں:

المالكية قالوا عند تكبيرة الاحرام مندوب وفيما عدا ذلك مكروه۔

(الفقه على مذاهب الاربعه ۱/۲۵۰)

مالکیہ رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین مستحب ہے اور اس کے علاوہ مکروہ ہے۔
علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فروی ابن القاسم وغیرہ عن مالك انه کان یری رفع الیدین فی الصلوٰۃ ضعیفاً الا فی تکبیرۃ الاحرام وحدھا وتعلق بھذا الروایۃ عن مالك اکثر المالکین۔

(التمھید لما فی الموطا من المعانی والأسانید ۹/۲۱۲، طبع وزارۃ عموم الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ)

ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ اور دوسروں نے بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک وہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین کرنے کو ضعیف سمجھتے تھے، اکثر مالکی حضرات نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہی بات روایت کی ہے۔

قال ابن القاسم کان رفع الیدین عند مالك ضعیفا الا فی تکبیرۃ الاحرام۔

(المدونۃ الکبری ۱/۶۸، طبع مصر)

امام ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی رفع الیدین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

عن عبد الرحمن بن قاسم وقال مالك لأعراف رفع الیدین فی شیئٍ من تکبیر الصلاۃ لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلاۃ۔ (المدونۃ الکبری ۱/۶۸، طبع مصر)

امام عبدالرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں کسی رفع الیدین کو نہیں جانتا، نماز تکبیر میں نہ جھکتے وقت اور نہ ہی اُٹھتے ہوئے سوائے شروع نماز کی تکبیر کے۔

فقال مالك فیما روی عنه بن القاسم یرفع للاحرام عند افتتاح الصلاۃ ولا یرفع فی غیرھا۔ (الاستذکار لا بن عبد البر، باب افتتاح الصلاۃ، تحت رقم الحدیث ۴۰)

حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ (تکبیر) تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں ہے۔

قال وکان مالك یری رفع الیدین فی الصلاۃ ضعیفاً۔

(الاستذکار، باب افتتاح الصلاۃ، تحت رقم الحدیث ۴۰)

امام ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی رفع الیدین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے

نزدیک ضعیف ہے۔

عن مالك وجماعة لا يرفعون الا في الاحرام۔

(الاستذکار لابن عبد البر، باب افتتاح الصلاۃ، تحت رقم الحدیث ۴۰)

امام مالک رحمہ اللہ اور اس کی جماعت (تکبیر) تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

اہل مدینہ کا ترک رفع الیدین پر اجماع:

حضرت ابن رشد المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فمنهم من اقتصر به على الاحرام فقط ترجيحا لحديث عبد الله بن مسعود رضي الله عنه و حديث البراء بن عازب رضي الله عنه وهو مذهب مالك لموافقة العمل به۔ (بدایۃ المجتہد ۱/۹۷، طبع مکتبۃ العلمیۃ بیروت)

کچھ فقہاء نے رفع الیدین کرنے کو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت منحصر کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی احادیث کو ترجیح دیتے ہوئے اور یہی امام مالک رحمہ اللہ کا بھی قول ہے کیونکہ اہل مدینہ کا عمل اسی کے موافق ہے۔

فقہاء کرام کا ترک رفع الیدین پر اجماع:

قال ابو بكر بن عياش قال رأيت فقيها قط يفعله يرفع يديه في غير التكبيرة الاولى۔ (سنن طحاوی، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ (المتوفی ۱۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ہرگز کسی ایک فقیہ کو بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

<u>وضاحت:</u> قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ (المتوفی ۱۹۳ھ) اس خیر القرون میں آپ نے کسی عالم وفقیہ کو پہلی تکبیر کے سوا رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا، یہ ترک رفع الیدین کے متواتر ہونے کی دلیل ہے۔

اکثر محدثین رحمہم اللہ ترک رفع الیدین کے قائل تھے:

اکثر محدثین کرام رحمہم اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ احادیث کتب میں پہلے وہ ابواب درج کرتے

ہیں جن میں رفع الیدین کا ذکر ہے اور پھر وہ ابواب لاتے ہیں جس میں رفع الیدین کی ممانعت ہے، محدثین کی اس مذکورہ ترتیب سے ثابت ہوتا ہے کہ رفع الیدین پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا تھا، جس طرح منسوخ آیات قرآن پاک میں موجود ہونے کے باوجود قابل عمل نہیں اسی طرح منسوخ احادیث کتب اَحادیث میں موجود ہونے کی وجہ سے عمل کے لیے دلیل کیسے قائم کی جا سکتی ہے، چند کتب احادیث میں موجود رفع الیدین کے ابواب کی ترتیب ملاحظہ ہو:

مصنف ابن ابی شیبہ پہلے "من کان یرفع یدیه اذاافتتح الصلوٰۃ" یعنی رفع الیدین کرنے کا باب اس کے بعد "من کان یرفع یدیه فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود" یعنی رفع الیدین نہ کرنے کا باب لائے۔

سنن ابوداوٗد پہلے "رفع الیدین" یعنی رفع الیدین کرنے کا باب اس کے بعد "من لم یذکر الرفع عند الرکوع" یعنی رفع الیدین نہ کرنے کا باب لائے۔

سنن ترمذی نے بھی رفع الیدین کی اَحادیث کو باب میں پہلے ذکر کیا اور رفع الیدین نہ کرنے کی اَحادیث کو باب کے آخر میں ذکر کیا۔

سنن نسائی "رفع الیدین عند الرفع من الرکوع" یعنی رفع الیدین کرنے کا باب اس کے بعد "الرخصة فی ترك ذلك" یعنی رفع الیدین نہ کرنے کا باب لائے۔

تکبیر تحریمہ کے علاوہ تمام رفع الیدین منسوخ ہے:

والذی یحتج به الخصم من الرفع محمول علی أنه کان فی الابتداء الاسلام ثم نسخ والدلیل علیه ان عبد الله بن الزبیر رأی رجلا یرفع یدیه فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسه من الرکوع فقال لا تفعل فان هذا شیئ فعله رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ثم ترکه۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۵/۲۹۸، طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

رفع یدین کے قائلین جس رفع الیدین کے متعلق دلیل لاتے ہیں وہ اس بات پر محمول ہے کہ

ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا۔اس کے منسوخ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع الیدین کر رہا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، یہ وہ چیز ہے جسے رسول اللہ ﷺ پہلے کیا کرتے تھے اور پھر بعد میں آپ ﷺ نے اسے ترک فرما دیا۔

والجواب عن أحاديث الرفع أنها منسوخة بدليل ماروى عن ابن مسعود رضى الله عنه أنه قال رفع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فرفعنا وترك فتركنا على أن ترك الرفع عند تعارض الأخبار أولى لأنه لوثبت الرفع لأنزلوادرجته على السنة ولأن ترك الرفع مع ثبوته لا يوجب الفساد أعنى فساد الصلوٰة والتحصيل مع عدم الثبوت يوجب فساد الصلوٰة لأنه اشتعال بعمل اليدين جميعاً وهو تفسير العمل الكثير۔

(شرح سنن أبي داؤد للعلامه بدر الدين العيني ۳/۲۹۳،طبع مكتبه الرشد الرياض)

رفع الیدین کی احادیث منسوخ ہیں ،اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کیا تھا تو ہم نے بھی رفع الیدین کیا، پھر آپ ﷺ نے رفع الیدین چھوڑ دیا،اس لئے روایات کے تعارض کے وقت ترکِ رفع الیدین ہی اولیٰ ہے کیونکہ رفع الیدین اگر ثابت ہو تو قائلین رفع الیدین اس کو سنت (فعلی) کے درجہ میں ہی رکھتے ہیں اور اس لئے بھی کہ رفع الیدین کا ثبوت ہونے کے باوجود ترکِ رفع الیدین کرنا فسادِ صلوٰۃ کا باعث نہیں ہے جبکہ عدمِ ثبوت کے باوجود رفع الیدن کرنا فسادِ صلوٰۃ کا سبب ہوگا کیونکہ ایسا کرنے سے دونوں ہاتھ اکٹھے مشغول ہو جاتے ہیں اور اسی کو عملِ کثیر کہتے ہیں (جو کہ فاسدِ صلوٰۃ ہے)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا منصفانہ فیصلہ ترکِ رفع الیدین جمہور علماءِ اُمت کا عمل ہے:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سنن ترمذی میں رفع الیدین کے لئے باب باندھ کر دو قسم کی احادیث کا استخراج کیا ہے اور دونوں پر تبصرہ بھی فرمایا ہے اور اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے، چنانچہ امام

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ رفع الیدین کے ثبوت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "وبهذا يقول بعض أهل العلم" یعنی رفع الیدین پر عمل کرنے والے اور رفع الیدین کی رائے رکھنے والے علماء چند ہیں، اور جب عدم رفع الیدین اور ترکِ رفع الیدین والی احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہیں تو کہتے ہیں کہ "وبه يقول غير واحد من اهل العلم" یعنی ترکِ رفع الیدین کا قول اتنے علماءِ کرام کی رائے ہے کہ جن کو گنتی میں لانا مشکل ہے۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی رفع الیدین)

اہل کوفہ کا ترکِ رفع الیدین پر اجماع:

قال الامام الترمذی وبه يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله عليه واله وسلم والتابعين وهو قول سفيان واهل الكوفة۔

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی رفع الیدین)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے شمار اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اس کے قائل ہیں کہ صرف نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہیے یہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر (فقہاء کرام رحمہم اللہ) کوفہ کا مسلک ہے۔

قال ابو عبدالله محمد بن نصر المروزی فی كتابه فی رفع اليدين من الكتاب الكبير لانعلم مصراً من الأمصار ينسب الى أهله قديماً تركوا باجماعهم رفع اليدين عند الخفض والرفع فی الصلاة الا اهل كوفة۔

(التمهيد والاستذكار لابی ابن عبدالبر ۲/۱۳۴، باب افتتاح الصلاة، طبع قاهرة)

امام ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم کتاب "رفع الیدین" میں فرماتے ہیں کہ ہم شہروں میں سے کسی ایسے شہر کے بارے میں نہیں جانتے جس کے لوگ زمانہ قدیم سے علم کی جانب منسوب ہیں کہ وہاں کے رہنے والوں نے اجماعاً اور متفقاً ہر اُونچ نیچ میں رفع الیدین چھوڑ دیا ہو، سوائے اہل کوفہ کے۔

وقال ابو عبد الله محمد بن نصر المروزی أهل الكوفة فكلهم لا يرفع الا فی

الاحرام۔(التمھید لما فی الموطا من المعانی والأسانید،الحدیث الربع و العشرون ۱/۲۱۸)
امام ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل کوفہ (تکبیر) تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

نوٹ: اس سے صاف ثابت ہوا کہ خیر القرون میں عملی تواتر ترکِ رفع الیدین پر ہی تھا، اس لئے تارکین رفع الیدین کا نام فرداً فرداً شمار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین کے قائل نہ تھے:

أهل الرای منهم وعلی بن الحسن وعبد الله بن عثمان ويحيى بن يحيى و صدقة و اسحاق و عامة أصحاب ابن المبارك و كان الثوری وو كيع وبعض الكوفيين لايرفعون أيديهم۔(قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلاۃ،تحت رقم الحدیث ۴۰)
اہل رائے میں علی بن حسن، عبداللہ بن عثمان، یحییٰ بن یحییٰ، صدقہ، اسحاق، عبداللہ بن مبارک کے شاگرد، امام ثوری، امام وکیع رحمۃ اللہ علیہم اور بعض اہل کوفہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

رفع الیدین واجب نہ ہونے پر اِجماعِ اُمت:

قال النووی"اجمعت الامة علی استحباب رفع الیدین عند تکبیرة الاحرام واختلفو فیما سواها....واجمعوا علی انه لا یجب شیئٌ من الرفع"۔
(نووی شرح مسلم ،باب استحباب رفع الیدین)
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اِجماعِ اُمت ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنا مستحب ہے اور اس کے علاوہ میں اختلاف ہے اور اس پر بھی اِجماعِ اُمت ہے کہ رفع الیدین کسی بھی مقام پر واجب نہیں۔

فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترکِ رفع الیدین کی روایت کے راجح ہونے کی بڑی اور بنیادی وجہ:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے:

ان اشبه الناس دلا وسمتا وهديا برسول الله صلى الله عليه واله وسلم لابن

ام عبد (یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)۔ (مشکوۃ، باب جامع المناقب)
سیرت اور عادات کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی سیرت و عادات میں نماز بنیادی پہلو رکھتی ہے، لہٰذا بلا شبہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نماز بھی آپ ﷺ کے عین مشابہت رکھتی ہوگی۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

استقرؤا القرآن من أربعة من عبد اللہ بن مسعود وسالم مؤلی ابی حذیفة وابی بن کعب ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنهم اجمعین۔ (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۸۳۹)

قرآن کی تعلیم چار لوگوں سے حاصل کرو ان میں سب سے پہلے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔

انہی امتیازی اوصاف کی بناء پر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فعبد اللہ من اولئك الذین کانوا یقربون من النبی صلی اللہ علیه واله وسلم لیعلموا افعاله فی الصلوۃ کیف هی لیعلموا الناس ذلك فما حکموا من ذلك فهو اولیٰ مما جاء به من کان ابعد منه منهم فی الصلوۃ۔

(سنن طحاوی، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے قریب رہتے تھے تاکہ وہ نماز میں آپ ﷺ کے افعال کو دیکھ سکیں کہ ان کی کیا کیفیت ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں، لہٰذا ان (حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ دور رہنے والے حضرات (حضرت وائل رضی اللہ عنہ) کے فیصلے سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اذا اجتمع ابن مسعود و ابن عمر رضی اللہ عنهم واختلفا فابن مسعود رضی اللہ عنه أولی أن یتبع۔ (معارف السنن، باب رفع الیدین عند الرکوع)

اگر کسی مسئلہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم دونوں حضرات کا قول موجود ہو اور ان میں اختلاف ہو تو ایسی صورت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات کے زیادہ لائق ہیں کہ ان کی پیروی کی جائے۔

رفع الیدین کی روایات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور ترکِ رفع الیدین کی روایات بھی ان سے منقول ہیں، اگر بالفرض ان سے ترک کی روایات منقول نہ بھی ہوتیں تب بھی ان کا اختلاف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اور مذکورہ عبارت سے اس اختلاف کی جانب راجح کی تعیین ہوگی، لہٰذا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے ترکِ رفع الیدین کی روایات کو راجح قرار دیا جائے گا۔

ایک قابل توجہ بات: ایک خاص بات ذہن میں رکھیں کہ رکوع کی دونوں حالتوں میں رفع الیدین پر فعلی اَحادیث پائی جاتیں ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے ایسے کیا ہے، مگر کوئی قولی حدیث موجود نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رفع الیدین کرو، لیکن رفع الیدین کی ممانعت پر فعلی حدیثیں بھی موجود ہیں اور قولی حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رفع الیدین نہیں کیا بلکہ چھوڑ دیا اور یہ بھی اَحادیث میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے رفع الیدین سے منع کیا، اور یاد رہے کہ یہ عمومی قاعدہ ہے کہ قولی اَحادیث کو فعلی احادیث پر ترجیح دی جاتی ہے، دوسرا صحیح احادیث سے سجدہ میں جاتے اور اُٹھتے ہوئے اور دوسری رکعت سے اُٹھتے ہوئے رفع الیدین کی روایات بھی ثابت ہیں جس پر کسی کا عمل نہیں، لہٰذا اس طرح مزید اختلاف کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، لہٰذا اُمت کا اِجماع تکبیرِ تحریمہ کی رفع الیدین پر ہے اس پر عمل کرنا اور باقی تمام رفع الیدین کے ترک کرنے میں ہی اُمت کی اِجتماعیت اور اختلاف سے حفاظت ہے۔

اکابر علمائے اہل حدیث بھی ترک رفع الیدین کے ثبوت و دلائل کے قائل ہیں:

اکابر علمائے اہل حدیث نے بھی ترکِ رفع الیدین کے ثبوت اور دلائل کو صحیح اور ثابت قرار دیا ہے، تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(1) نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	(فتاوی نذیریہ ۱/۴۴۱)
(2) مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	(فتاوی ثنائیہ ۱/۶۰۸)
(3) شیخ ابن الباز رحمۃ اللہ علیہ	(مجموع فتاوی ابن باز ۱۱/۱۵۶)
(4) مولانا عبدالمنان نورپوری رحمۃ اللہ علیہ	(قرآن وحدیث کی روشنی میں اَحکام ومسائل ۱/۱۷۹)
(5) مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ	(واضح البیان، صفحہ ۳۹۹)
(6) الشیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ	(مشکوۃ بتحقیق البانی ۱/۲۵۴)
(7) الشیخ العثمین رحمۃ اللہ علیہ	(مجموع فتاوی ورسائل العثمین ۱۳/۱۶۹)
(8) علامہ عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ	(تعلقات سلفیہ علی سنن النسائی، صفحہ ۱۲۳)
(9) علامہ احمد محمد الشاکر المصری رحمۃ اللہ علیہ	(الشرح علی الترمذی ۲/۴۱)
(10) علامہ محمد زہیر الشاویش رحمۃ اللہ علیہ	(تعلیق علی شرح السنۃ للبغوی ۳/۲۴)
(11) علامہ نور الحسن بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ	(عرف الجادی، صفحہ ۲۶)
(12) علامہ مرزجرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	(حیات طیبہ، صفحہ ۳۵۷)
(13) ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	(فتاوی علمائے اہلحدیث، جلد ۳، صفحہ ۱۵۱)
(14) ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	(فتاوی علمائے اہلحدیث، جلد ۳، صفحہ ۱۶۰)
(15) ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	(فتاوی علمائے اہلحدیث، جلد ۳، صفحہ ۱۶۳)

رکوع میں جاتے وقت تکبیر (اللہ اکبر) کہنا:

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا قام الصلاة یکبر حین یقوم ثم یکبر حین یرکع۔

(صحیح بخاری، باب التکبیر اذا قام من السجود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے جب رکوع کرتے پھر تکبیر کہتے۔

رکوع کی فرضیت اور مسنون طریقہ

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا۔ (سورۃ الحج، آیت ۷۷)

اے ایمان والوں رکوع کرو۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۴۳)

اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

مرد کے رکوع کی مسنون ہیئت و کیفیت:

مرد جب رکوع میں جائے تو کمر کو سیدھا رکھے سر کو اس کے برابر رکھے نہ تو اسے اُونچا کرے اور نہ ہی نیچا کرے رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر اس طرح رکھے کہ اُنگلیاں گھٹنوں سے نیچے ہوں اور ہاتھوں کی اُنگلیاں خوب کشادہ ہوں اور کہنیوں کو بغلوں سے الگ رکھا جائے۔

رکوع میں کمر کو سیدھا رکھنا:

عن أبي مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لا تجزئ صلوٰة الرجل حتى يقيم ظهره في الركوع۔

(سنن ابو داؤد، باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبه في الركوع)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز کافی نہیں جس میں نمازی رکوع میں اپنی کمر کو سیدھا نہ رکھے۔

عن عائشه رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا ركع لم يشخص رأسه ولم يصوبه ولكن بين ذلك۔

(صحيح مسلم، باب ما يجمع صفة الصلوٰة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو نہ اُونچا رکھتے اور نہ نیچا رکھتے بلکہ درمیان میں رکھتے۔

عن أبي حميد الساعدي رضي الله عنه قال في نفر من اصحاب رسول الله صلى

الله علیه واله وسلم أنا احفظکم لصلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم رأیته.... واذا رکع أمکن یدیه من رکبتیه ثم ظهره فاذا رفع راسه استوی حتی یعود کل فقار مکانه فاذا سجد۔ (صحیح بخاری، باب استوا الظهر فی الرکوع)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے سامنے فرمایا، مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ آپ سب لوگوں سے زیادہ یاد ہے پھر فرمایا میں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑ لیتے پھر اپنی کمر پوری طرح جھکا دیتے (یعنی برابر کر لیتے) پھر جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو بالکل سیدھے اس طرح کھڑے ہو جاتے کہ ریڑھ کی ہڈی کا ہر جوڑ ٹھیک طرح اپنی جگہ آ جاتا پھر آپ ﷺ سجدہ میں جاتے۔

قال سمعت وابصة بن معبد رضی الله عنه یقول رأیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یصلی فکان اذا رکع سوی ظهره حتی لو صب علیه الماء لا ستقر۔ (سنن ابن ماجه، باب الرکوع فی الصلوٰة)

حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ ﷺ جب رکوع میں جاتے تو اپنی پشت بالکل سیدھی رکھتے حتی کہ اگر پانی ڈال دیا جائے تو وہیں ٹھہر جائے۔

عن طلق بن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لاینظر الله عزوجل الی الصلوٰة عبد لا یقیم فیها صلبه بین رکوعها وسجودها۔

(مسند احمد رقم الحدیث ۱۶۲۸۳)

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندہ کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو اپنی نماز کے رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا۔

عن ابی حمید الساعدی رضی الله عنه قال سمعت وهو فی عشرة من أصحاب النبی صلی الله علیه واله وسلم .... واذا رکع ثم أعتدل فلم یصوب رأسه ولم یقنع ووضع یدیه علی رکبتیه۔ (سنن ترمذی، باب منه أی ماجاء فی وصف الصلاة)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع فرماتے تو اعتدال سے کرتے یعنی نہ اپنے سر کو جھکاتے اور نہ ہی اوپر اُٹھا کر رکھتے اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔

رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا:

عن عائشه رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يركع فيضع يديه على ركبتيه و يجافي بعضديه. (سنن ابن ماجه، باب الركوع في الصلوٰة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور بازوؤں کو جدا رکھتے۔

عن رفاعة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فاذا ركعت فاجعل راحتيك على ركبتيك وامدد ظهرك ومكن ركوعك.

(سنن ابو داؤد، باب من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو رکوع کرے تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو پشت کو پھیلاؤ اور اچھی طرح جم کر رکوع کرو۔

رکوع میں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا:

عن عبد الرحمن السلمي قال قال لنا عمر رضی الله عنه ان الركب سنت لكم فخذوا بالركب. (سنن ترمذی، باب ما جاء انه يجافي يديه جنبيه في الركوع)

حضرت عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے لیے گھٹنوں کو پکڑنا (رسول اللہ ﷺ کی) سنت ہے لہٰذا تم گھٹنوں کو پکڑو۔

عن محمد بن مسلمة فذاكروا صلوٰة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال أبو حميد رضی الله عنه أنا أعلمكم بصلوٰة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ركع فوضع يديه على ركبتيه كأنه قابض عليهما. (سنن ترمذی، باب ما جاء انه يجافي يديه جنبيه في الركوع)

محمد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں بے شک رسول اللہ ﷺ نے جب رکوع فرمایا تو ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا گویا ان کو پکڑے ہوئے ہیں۔

عن مصعب بن سعد عن ابیه سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه قال ان الرکب سنت لکم فخذوا بالرکب۔ (سنن ترمذی، باب ماجاء انه یجافی یدیه جنبه فی الرکوع)

حضرت مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے لیے گھٹنوں کو پکڑنا (رسول اللہ ﷺ کی) سنت ہے لہٰذا تم گھٹنوں کو پکڑو۔

رکوع میں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو گھٹنوں سے نیچے رکھنا:

عن سالم البرادأتینا ابا مسعود الانصاری رضی الله عنه فقلنا له حدثنا عن صلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقام بین ایدینا فی المسجد فکبر فلما رکع وضع یدیه علی رکبته وجعل أصابعه اسفل من ذلك ... ثم قال هکذا رأینا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یصلی۔

(سنن ابو داؤد، باب من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود)

حضرت سالم براد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق کچھ بتلائیے! حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں ہمارے سامنے کھڑے ہوئے تکبیر کہی جب رکوع کیا تو ہاتھوں کو گھٹنوں پر اس طرح رکھا کہ اُنگلیاں گھٹنوں سے نیچے تھیں اور فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا۔

رکوع میں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو کھلا رکھنا:

فتذاکروصلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقال أبو حمید رضی الله عنه فذکر فاذا رکع امکن کفیه من رکبتیه وفرج بین أصابعه۔

(سنن ابو داؤد، باب افتتاح الصلوٰة)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ رکوع فرماتے تو اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر جما کر رکھتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھتے۔

عن أنس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یابنی اذا رکعت فضع کفیك علی رکبتیك وفرج بین أصابعك وأرفع یدیك عن جنبیك۔ (العجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث ۵۹۹۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انس! جب تم رکوع کرو تو ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھو اور انگلیاں کشادہ کرلو اور اپنے بازو پہلوؤں سے جدا رکھو۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لرجل اذا قمت الی الصلاۃ فرکعت فضع یدك علی رکبتیك وأفرج بین أصابعك۔

(مصنف عبد الرزاق، باب کیف الرکوع والسجود)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا کہ جب تو نماز کے لیے کھڑا ہوا اور رکوع کرے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھو اور انگلیوں کو کشادہ کرو۔

عن وکیع قال سفیان یفرج بین أصابعه فی الرکوع ویضم فی السجود۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب فی الرجل کیف یضم اصابعه فی السجود)

حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رکوع میں انگلیوں کو کھلا رکھا جائے اور سجدہ میں ملا کر رکھنا چاہیے۔

رکوع میں بازوؤں کو بالکل سیدھا رکھنا:

عن محمد بن مسلمة فذاکروا صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال أبوحمید رضی اللہ عنه أنا أعلمکم بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رکع فوضع یدیه علی رکبتیه کأنه قابض علیهما ووتر یدیه فنحاهما عن جنبیه۔

(سنن ترمذی، باب ماجاء انه یجافی یدیه جنبه فی الرکوع)

محمد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں بے شک رسول اللہ ﷺ نے جب رکوع فرمایا تو ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا گویا ان کو پکڑے ہوئے ہیں اور ہاتھوں کو کمان کی تانت طرح سیدھا کیا اور ہاتھوں کو پسلیوں سے علیحدہ کیا۔

رکوع میں کہنیوں کو پہلوؤں سے جدا رکھنا:

قال أبا مسعود رضی الله عنه فقلنا له حدثنا عن صلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقام بین أیدینا فی المسجد فکبر فلما رکع وضع یدیه علی رکبتیه وجعل أصابعه أسفل من ذلك وجا فی بین مرفقیه حتی استقر کل شیء۔ (سنن ابو داؤد، باب صلوٰة من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور کہنیوں کو (جسم سے) جدا رکھتے یہاں تک کہ تمام جسم کے اعضاء اپنی جگہ پر آجاتے۔

عن عائشه رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یرکع فیضع یدیه علی رکبتیه و یجافی بعضدیه۔ (سنن ابن ماجه، باب الرکوع فی الصلوٰة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور بازوں کو جدا رکھتے۔

عن محمد بن مسلمة فذاکروا صلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقال أبو حمید رضی الله عنه أنا أعلمکم بصلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم رکع فوضع یدیه علی رکبتیه کأنه قابض علیهما ووتر یدیه فنحاهما عن جنبیه۔

(سنن ترمذی، باب ما جاء انه یجافی یدیه جنبه فی الرکوع)

محمد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں بے شک رسول اللہ ﷺ نے جب رکوع فرمایا تو ہاتھوں

کو گھٹنوں پر رکھا گویا ان کو پکڑے ہوئے ہیں اور ہاتھوں کو کمان کی تانت کی طرح سیدھا رکھا اور ہاتھوں کو پسلیوں سے علیحدہ رکھا۔

عورت کے رکوع کی مسنون ہیئت وکیفیت:

عورتوں کا طریقہ رکوع مردوں سے الگ ہے کیونکہ عورتوں کے پردے کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے چنانچہ رکوع میں عورت مرد کی طرح پوری نہ جھکے بلکہ اتنی جھکے کہ دونوں گھٹنوں تک پہنچ جائے اور رکوع میں عورت کو مرد کی طرح پیٹھ کو سیدھا کرنا نہیں چاہیے بلکہ تھوڑا جھکے اور خوب سمٹ کر رکوع کرے عورت رکوع میں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو گھٹنوں پر ملا کر رکھے چنانچہ اس اثر سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أنہ سئل عن الصلوٰۃ المرأۃ فقال تجتمع و تحتفز۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب ،المرأۃ کیف تکون فی سجودھا) (مصنف عبد الرزاق، باب المرأۃ بیدیھا وباب جلوس المرأۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عورت کے طریقہ نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا عورت خوب سمٹ کر اور سکڑ کر نماز پڑھے۔

قال عبد الرزاق عن ابن جریج عن عطاء قال تجمع المرأۃ اذا رکعت ترفع یدیھا الی بطنھا و تجتمع ما أستطاعت۔

(مصنف عبد الرزاق، باب تکبیر المرأۃ بیدیھا وقیام المرأۃ ورکوعھا وسجودھا)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت جس قدر ہو سکے (نماز میں) سمٹ کر رہے، جب رکوع کرے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پیٹ کی طرف اُٹھائے اور جتنا سمٹ سکتی ہو سمٹ کر رہے۔

رکوع کی مسنون تسبیحات:

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال لما نزلت "فسبح باسم ربك العظیم" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اجعلوھا رکوعکم فلما نزلت "سبح أسم ربك الاعلی" قال اجعلوھا فی سجودھا۔ (سنن ابو داؤد، باب ما یقول الرجل فی الرکوعہ وسجود)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب قرآن کی آیت "فسبح باسم ربک العظیم" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں رکھو یعنی رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کہہ کر اس کی تعمیل کرو۔

عن حذيفة رضى الله عنه أنه صلى مع النبى صلى الله عليه واله وسلم فكان يقول فى ركوعه "سبحان ربى العظيم". (سنن ترمذی، باب ماجاء فى التسبيح فى الركوع والسجود)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کیساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ رکوع میں "سبحان ربی العظیم" پڑھتے تھے۔

عن جبير بن مطعم رضى الله عنه عن أبيه عن جده قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول اذا ركع "سبحان ربى العظيم".

(سنن دار قطنی، باب ما يقول المصلى عند ركوعه و سجود)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں "سبحان ربی العظیم" پڑھتے تھے۔

رکوع میں تسبیحات کی مسنون تعداد:

عن ابن مسعود رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه واله وسلم قال اذا ركع أحدكم فقال فى ركوعه "سبحان ربى العظيم" ثلث مرات فقد تم ركوعه وذالك أدناه. (سنن ترمذی، باب ماجاء فى التسبيح فى الركوع والسجود)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین بار "سبحان ربی العظیم" کہے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا ہے اور یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

عن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا ركع احدكم يسبح ثلاث مراتٍ فانه يسبح لله من جسده ثلاثة وثلاثون و ثلاثمائة عظم و ثلاثة وثلاثون وثلاثمائة عرق.

(سنن دار قطنی، باب ما يقول المصلى عند ركوعه و سجوده)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی رکوع کرے تو تین مرتبہ تسبیح پڑھے کیونکہ وہ اپنے جسم کے ساتھ تین تسبیح پڑھ رہا ہوگا اور اس کے ساتھ تین سو تینتیس ہڈیاں اور تین سو تینتیس رگیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہی ہوں گی۔

عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ عن أبیہ عن جدہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول اذا رکع "سبحان ربی العظیم" ثلاث مرات۔

(سنن دارقطنی، باب ما یقول المصلی عند رکوعہ وسجود)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں ''سبحان ربی العظیم'' تین مرتبہ پڑھتے تھے۔

فائدہ: رکوع میں تین بار تسبیحات کہنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے اور پانچ بار تسبیحات کہنا اوسط درجہ ہے اور سات بار تسبیحات کہنا کمال کا اعلیٰ درجہ ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۲/۲۱۵، طبع رشیدیہ)

رکوع میں قرأت کرنا منع ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی نہیت ان أقرا وانا رکع أو ساجدا فأما الرکوع فعظموا فیہ الرب واما السجود فاجتہدوا فی الدعاء فقمن ان یستجاب لکم۔ (صحیح مسلم، باب النہی عن القرأۃ القرأن)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں رکوع اور سجدہ میں قرأۃ کرنے سے روکا گیا ہوں، ہاں رکوع میں رب کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں دعا کرنے کی کوشش کرو، وہ قبول ہونے کے زیادہ لائق ہے۔

رکوع کے بعد قومہ کے لیے کب اُٹھے:

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اذا قمت الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معك من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً ثم ارفع۔ (صحیح بخاری، باب أمر النبی ﷺ الذی لا یتمہ رکوعہ بالاعادۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (کی طویل روایت) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو اور جس قدر ہو سکے قرآن

پڑھو،اس کے بعد رکوع کرو یہاں تک کہ اطمینان سے ادا ہو جائے تو اس کے بعد سر اُٹھاؤ (قومہ کے لیے)۔

منفرد کا تسبیح وتحمید دونوں کہنا:

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا قام الی الصلوٰة یکبر حین یقوم ثم یکبر حین یر کع ثم یقول "سمع الله لمن حمده" حین یرفع صلبه من الرکعة ثم یقول وهو قائم "ربنا لك الحمد"۔

(صحیح بخاری،باب التکبیر اذا قام من الصلوٰة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اُٹھتے تو "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے اور جب سیدھے کھڑے ہوتے تو "ربنا لک الحمد" کہتے۔

<u>فائدہ:</u> بعض اَحادیث میں رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد "ربناولک الحمد" کا ذکر آیا ہے، لہٰذا "ربناولک الحمد" کہنا بھی درست اور صحیح ہے۔

امام کا تسبیح اور مقتدی کا تحمید کہنا:

عن أبی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال... اذا قال الامام "سمع الله لمن حمده" فقولوا "اللهم ربنا لك الحمد"۔

(صحیح بخاری،باب فضل اللهم ربنا ولك الحمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "ربنا لک الحمد" کہو۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(موطا امام مالك،باب ماجاء فی التامین خلف الامام)(سنن ابوداؤد،باب مایقول اذا رفع راسه من الرکوع)(صحیح ابی عوانه،باب مایقول المصلی اذا رفع راسه من الرکوع)(صحیح ابن حبان،باب صفة الصلاة مایقول المرأ عند رفع راسه من الرکوع)(صحیح مسلم،باب التسمیع والتحمید والتامین)

عن أبی موسی الاشعری رضی الله عنه قال أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم خطبنا فعلمنا صلاتنا و سنن قال أحسبه قال اذا اقیمت الصلاة فلیؤمکم

أحدكم فاذا كبر فكبروا واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين يجبكم الله و اذا كبر و ركع فكبروا واركعو فان الامام يركع قبلكم ويرفع قبلكم قال نبى صلى الله عليه واله وسلم فتلك بتلك و اذا قال سمع الله لمن حمده فقولو اللهم ربنا لك الحمد أو قال ربنا لك الحمد فان الله قال على لسان نبيه سمع الله لمن حمده. (صحیح مسلم، باب التشهد فی الصلوة)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور سنت سکھائی اور ہمیں نماز کا طریقہ بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم نماز پڑھنے لگو تو تم میں سے کوئی ایک آدمی امامت کرائے جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا پسندیدہ بنالے گا پھر جب امام تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو، اس لیے کہ وہ تم سے پہلے رکوع کرتا اور رکوع سے کھڑا ہوتا ہے اور جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "اللھم ربنا لک الحمد" کہو یا "ربنا ولک الحمد" کہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا ہے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(صحیح ابن خزیمہ، باب الامر بمبادرة الامام بالركوع والسجود) (سنن ابو داؤد، باب التشهد)
(صحیح ابن حبان، باب فصل فی فصل الجماعة)

عن أنس رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال اذا قال الامام "سمع الله لمن حمده" فقولوا "اللهم ربنا لك الحمد".

(سنن ابن ماجه، باب ما يقول اذا رفع راسه من الركوع)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "اللھم ربنا ولک الحمد" کہو۔

عن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم انما جعل الامام ليوتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فانصتوا واذا قال غير

المغضوب علیھم ولا الصآلین فقولوا آمین واذا رکع فارکعو واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولو اللھم ربنا لک الحمد۔(سنن ابن ماجہ،باب اذا قرء الامام فانصتوا)
(مصنف ابن أبی شیبہ،باب من قرء القرأۃ خلف الامام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے پس جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قرأۃ کرے تو تم خاموش ہو جاؤ جب وہ ''غیر المغضوب علیہم والا الضالین'' کہے تو تم آمین کہو اور جب رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب امام ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہے تو تم ''اللھم ربنا لک الحمد'' کہو۔

استدلال: اب جو حضرات آمین بالجہر کے قائل ہیں تو ان کو چاہیے کہ رکوع سے کھڑے ہوتے وقت ''اللھم ربنا لک الحمد'' بھی بلند آواز سے کہا کریں کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے جس طرح امام کے ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' پڑھنے کے بعد آمین کہنے کا حکم فرمایا ہے اسی طرح امام کے ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہنے کے بعد ''اللھم ربنا لک الحمد'' کہنے کا بھی حکم فرمایا ہے، آمین بالجہر کرنے کی صورت میں لازم آئے گا کہ ایسے حضرات ''اللھم ربنا لک الحمد'' بھی بلند آواز میں کہیں، ورنہ ذاتی اجتہاد کو ترک کر کے آمین آہستہ کہنے والوں پر اعتراضات کرنا چھوڑ دینا چاہیے۔

ربنا لک الحمد کہنے کی فضیلت:

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اذا قال الامام "سمع اللہ لمن حمدہ" فقولوا "اللھم ربنا لک الحمد" فانہ من وافق قولہ الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔(صحیح بخاری،باب فضل اللھم ربنا ولک الحمد)
(صحیح مسلم،باب التسمیع والتحمید والتامین)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام'' سمع اللہ لمن حمدہ'' کہے تو تم ''ربنا لک الحمد'' کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ مل گیا اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کیے جائیں گے۔

قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا

نمازی رکوع سے اُٹھے اور سیدھا اطمینان سے کھڑا ہو جائے یعنی قومہ کرے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه واله وسلم قال اذا قمت الى الصلوٰة فكبر ثم اقرأ ماتيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعاً ثم ارفع حتى تعتدل قائماً ثم اسجد۔ (صحیح بخاری، باب امر النبی ﷺ الذی لا یتمہ رکوعہ بالاعادہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو اور جس قدر ہو سکے قرآن پڑھو، اس کے بعد رکوع کرو یہاں تک کہ اطمینان سے ادا ہو جائے تو اس کے بعد سر اُٹھاؤ (قومہ کے لیے) اور اطمینان سے سیدھا کھڑا ہو جاؤ پھر سجدہ کرو۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ....اذا رفع رأسه من الركوع لم يسجد حتى يستوي قائماً۔

(صحیح مسلم، باب یجمع صفۃ الصلوٰۃ وما یفتح بہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے (یعنی قومہ نہ فرما لیتے) سجدہ نہ کرتے۔

عن ثابت قال كان انس رضي الله عنه ينعت لنا صلوٰة النبي صلى الله عليه واله وسلم فكان يصلي واذا رفع رأسه من الركوع قام حتى نقول قد نسي۔

(صحیح بخاری، باب الطمانیۃ حین یرفع راسہ من الرکوع)

حضرت ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتے تھے اور فرماتے آپ ﷺ رکوع سے سر اُٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ہم سمجھتے آپ ﷺ (سجدے میں جانا) بھول گئے (یعنی اطمینان سے قومہ کرتے)۔

قومہ کی دُعا اور اسکی فضیلت:

عن رفاعة بن رافع رضي الله عنه قال كنا يوماً نصلي وراء النبي صلى الله عليه

واله وسلم فلما رفع رأسه من الركعة قال سمع الله لمن حمده قال رجل وراءه ربنا ولك الحمد حمدًا كثيرًا طيباً مباركاً فيه فلما انصرف قال من المتكلم قال أنا قال رأيت بضعة ثلاثين ملكاً يبتدرونها أيهم يكتبها أول.

(صحیح بخاری، باب فصل اللهم ربنا ولك الحمد)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا تو ایک مقتدی نے کہا "ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیبا مبارکا فیہ" آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ انوکھی بات کس نے کہی! ایک شخص نے عرض کیا جی میں نے یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان کلمات کو لکھنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے تھے۔

سجدہ میں جاتے وقت تکبیر (اللہ اکبر) کہنا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا قام الى الصلوة يكبر... حين يسجد ثم يكبر. (صحیح بخاری، باب اتمام التکبیر فی الرکوع)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے جب سجدہ کرتے پھر تکبیر کہتے۔

سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہاں سے شروع کرے اور کہاں ختم کرے:

عن أنس رضي الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم...

ثم انحط بالتكبير. (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب وضع الرکبتین قبل الیدین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کے لیے جھکتے۔

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا قام الى الصلوة يكبر حين يقوم.... ثم يكبر حين يهوي ساجدًا.

(صحیح مسلم، باب اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی الصلوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کے لیے جھکتے۔

عن ابراهيم أن عمر رضى الله عنه كان كان اذا ركع يقع البعير ركبتاه قبل يديه ويكبر ويهوى. (مصنف ابن أبى شيبه، باب فى الرجل اذا انحط الى السجود)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب رکوع سے سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے (زمین) پر رکھتے اور ساتھ ہی تکبیر کہتے ہوئے جھک جاتے تھے جیسے اُونٹ بیٹھنے کے لیے جھکتا ہے۔

فائدہ: جب نمازی سجدہ کی طرف جھکنا شروع کرے تو تکبیر کہنا شروع کرے اور جب سجدہ میں سر رکھے تو تکبیر کو ختم کر دے۔

سجدہ میں جانے کا مسنون طریقہ:

نمازی کو چاہیے کہ سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے۔

عن وائل بن حجر رضى الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه واذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه.

(سنن ترمذى، باب ما جاء فى وضع الركبتين اليدين فى السجود، رقم الحديث ٢٦٨)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن نسائى، باب اول ما يصل الى الارض من الانسان فى سجوده) (سنن ابو داؤد، باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه) (سنن ابن ماجه، باب السجود) (صحيح ابن خزيمه، باب البداء بوضع الركبتين على الأرض قبل يديه، رقم الحديث ٦٢٦، ٦٢٩) (سنن دارمى، باب أول ما يقع من الانسان الأرض اذا أرادا أن يسجد) (صحيح ابن حبان، كتاب الصلاة، رقم الحديث ١٩٠٩) (سنن طحاوى، باب ما يبدأ بوضعه فى السجود) (المستدرك للحاكم، باب التامين، رقم الحديث ٨٢٥) (سنن الكبرى للبيهقى، باب وضع الركبتين قبل اليدين) (سنن الكبرى للبيهقى، باب وضع الركبتين قبل اليدين، رقم

الحدیث۲۶۲۸,۲۶۲۹,۲۶۳۰)(سنن الصغیر للبیہقی،باب کیفیة الرکوع والسجود والاعتدال فی الرکوع،رقم الحدیث۳۱۱)(معرفة السنن الآثار للبیہقی،باب السجود،رقم الحدیث۳۲۸۴)(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف،باب البدء بوضع الرکبتین قبل الیدین فی السجود)(الأحکام الکبریٰ لابن الخراط،باب یرفع یدیه قبل رکبتیه اذا نهض)(التلخیص الحبیر لابن حجر،باب صفة الصلاة،رقم الحدیث۵۱۸)

عن أنس رضی الله عنه قال رایت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم... ثم انحط بالتکبیر فسبقت رکبتاه یدہ۔(سنن الکبری للبیہقی،باب وضع الرکبتین قبل الیدین،رقم الحدیث۲۶۳۲)(المستدرك للحاکم، کتاب الصلاة،باب التامین،رقم الحدیث۸۲۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ تکبیر کہتے ہوئے جھکتے تو اپنے دونوں گھٹنے اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے (زمین) پر رکھتے۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم کان اذا سجد بدأ برکبتیه قبل یدیه۔(سنن طحاوی،باب یبدأ بوضعه فی السجود،رقم الحدیث۱۵۱۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے تو پہلے گھٹنوں کو (زمین پر) رکھتے پھر ہاتھوں کو۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(معرفة السنن والآثار للبیہقی،باب السجود،رقم الحدیث۳۵۰۳)(مصنف ابن أبی شیبه،باب فی الرجل اذا انحط الی السجود أی شئی یقع قبل الی الأرض؟)(مسند أبی یعلی،رقم الحدیث۶۵۴۰)

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن العلاء بن اسماعیل والله تعالیٰ أعلم وروینا عن عمر بن الخطاب وابن مسعود رضی الله عنهم فی وضع الرکبتین قبل الیدین من فعلهما۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب وضع الرکبتین قبل الیدین)

حضرت علاء بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم مجھے معلوم ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ عمر بن خطاب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اپنے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے۔

عن الاسود أن عمر رضی الله عنه کان یقع رکبتیه۔

(مصنف ابن أبی شیبه،باب الرجل اذا انحط الی السجود أی شئی یقع قبل الی الأرض؟)

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں کو (سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر) پہلے رکھا کرتے تھے۔

عن ابراهيم أن عمر رضى الله عنه كان اذا ركع يقع كما يقع البعير ركبتاه قبل يديه ويكبر ويهوى.

(مصنف عبد الرزاق، باب كيف يقع ساجدًا وتكبيره وكيف ينهض من مثنى من السجود)

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب رکوع کرتے تھے تو یوں نیچے آتے جیسے اونٹ نیچے آتا ہے، اُن کے گھٹنے دونوں ہاتھ دونوں سے پہلے زمین پر لگتے اور نیچے جھکتے ہوئے تکبیر کہتے تھے۔

عن علقمة والاسود فقلنا حفظنا عن عمر رضى الله عنه فى صلاة أنه خر بعد ركوعه على ركبتيه.... وضع ركبتيه قبل يديه. (سنن طحاوى، باب ما يبدا ء بوضعه فى السجود)

حضرت علقمہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق خوب یاد ہے کہ وہ رکوع کے بعد سجدہ میں جاتے ہوئے اپنے گھٹنے (زمین پر) پہلے رکھتے اور پھر ہاتھ رکھتے۔

عن أبى هريرة رضى الله عنه يرفعه أنه قال اذا سجد أحدكم فليبتدى بركبتيه قبل يديه، ولا يبرك بروك الفحل.

(مصنف ابن أبى شيبه، باب الرجل اذا انحط الى السجود أى شئى يقع قبل الى الأرض؟)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے رکھے اور نر اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔

عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنه انه كان يضع ركبتيه اذا سجد قبل يديه ويرفع يديه اذا رفع قبل ركبتيه.

(مصنف ابن أبى شيبه، باب الرجل اذا انحط الى السجود أى شئى يقع قبل الى الأرض؟)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سجدہ کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب سجدہ سے اُٹھتے تو پہلے ہاتھ اُٹھاتے اور پھر گھٹنے اُٹھاتے۔

قال ابراهيم النخعى حفظ عبدالله بن مسعود رضى الله عنه أن ركبتيه كانتا

تقعان الی الأرض قبل یدیه۔(سنن طحاوی،باب ما یبداء بوضعه فی السجود)
حضرت ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق اچھی طرح یاد ہے کہ ان کے گھٹنے سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر ہاتھوں سے پہلے پڑتے تھے۔

عن ابراهیم أن عمر رضی الله عنه کان یضع رکبتیه قبل یدیه۔
(مصنف ابن أبی شیبه،باب الرجل اذا انحط الی السجود أی شئی یقع قبل الی الأرض؟)
حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب رکوع سے سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے (زمین) پر رکھتے۔

عن مصعب بن سعد عن سعد قال کنا نضع الیدین قبل الرکبتین فأمرنا بالرکبتین قبل الیدین۔(سنن الکبریٰ للبیهقی،باب من قال یضع یدیه قبل رکبتیه)
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھا کرتے تھے تو (رسول اللہ ﷺ نے) ہمیں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنے کا حکم دیا۔

عن عبدالله بن یسار عن أبیه أنه کان اذا سجد تقع رکبتاه ثم یداه ثم رأسه۔
(مصنف ابن أبی شیبه،باب الرجل اذا انحط الی السجود أی شئی یقع قبل الی الأرض؟)
عن ابراهیم ان ابن عمر رضی الله عنه کان یضع رکبتیه قبل یدیه۔
(مصنف ابن أبی شیبه،باب الرجل اذا انحط الی السجود أی شئی یقع قبل الی الأرض؟)
حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ (سجدہ میں جاتے ہوئے) ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو (زمین) پر رکھتے۔

عن عبد الله بن یسار اذا سجد وضع رکبتیه ثم یدیه ثم وجهه فاذا ارادا أن یقوم رفع وجهه ثم یدیه ثم رکبتیه۔(مصنف عبدالرزاق،باب فی الرجل اذا انحط)
(مصنف عبد الرزاق،باب کیف یقع ساجدًا وتکبیره وکیف ینهض من مثنی من السجود)
حضرت عبداللہ بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب سجدہ کرتے تھے تو (زمین پر) پہلے گھٹنے رکھتے تھے اور جب اُٹھتے تھے تو پہلے چہرہ پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے اُٹھاتے تھے۔

عن مغیرة عن ابراهیم أنه سئل عن الرجل یضع یدیه قبل رکبتیه؛ فکره ذلك،وقال،هل یفعله الا مجنون۔(مصنف ابن أبی شیبه،باب الرجل اذا انحط الی السجود

أی شئی یقع قبل الی الأرض؟(سنن طحاوی،باب ما یبداء بوضعہ فی السجود)مصنف عبد الرزاق،باب کیف یقع ساجدًا وتکبیرۃ و کیف ینہض من مثنی من السجود)
حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ ہاتھوں کا گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھنا کیسا ہے؟ فرمایا مکروہ ہے اور فرمایا ایسا کوئی نہیں کرتا سوائے بیوقوف شخص کے۔

عن مھدی بن میمون قال رأیت ابن سیرین یضع رکبتیہ قبل یدیہ۔
(مصنف ابن أبی شیبہ،باب الرجل اذا انحط الی السجود أی شئی یقع قبل الی الأرض؟)
حضرت مہدی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو (نماز پڑھتے) دیکھا وہ گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے (سجدہ میں جاتے ہوئے) رکھتے۔

عن أبی اسحاق قال کان أصحاب عبد اللہ رضی اللہ عنہ اذا انحطوا للسجود وقعت رکبتھم قبل أیدیھم۔

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب الرجل اذا انحط الی السجود أی شئی یقع قبل الی الأرض؟)
حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد جب سجدہ کے لیے جاتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے (زمین) پر رکھتے۔

عن خالد قال رأیت أبا قلابۃ اذا سجد بدا فوضع رکبتیہ۔
(مصنف ابن أبی شیبہ،باب الرجل اذا انحط الی السجود أی شئی یقع قبل الی الأرض؟)
حضرت خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ کرتے تو پہلے گھٹنوں کو رکھا کرتے تھے۔

عن معمر قال سئل قتادۃ عن الرجل اذا انصب من الرکوع یبدأ بیدیہ؟ فقال یضع أھون ذلك علیہ۔

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب الرجل اذا انحط الی السجود أی شئی یقع قبل الی الأرض؟)
حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی آدمی رکوع سے سجدے میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر لگا دے تو کیا حکم ہے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ جو عمل اس سے زیادہ آسان ہے (یعنی پہلے گھٹنے زمین پر رکھنا) وہ کرنا چاہیے۔

محدث کبیر امام ابن خزیمہ نیساپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۱ھ) کا تحقیقی فیصلہ:

"باب ذكر الدليل على ان الأمر بوضع اليدين قبل الركبتين عند السجود منسوخ وأن وضع الركبتين قبل اليدين ناسخ اذ كان الأمر بوضع اليدين قبل الركبتين مقدما والأمر بوضع الركبتين قبل اليدين مؤخرا فالمقدم منسوخ والمؤخر ناسخ".

یہ باب اس بات کی دلیل میں ہے کہ سجدہ کرتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کا حکم منسوخ ہے اور ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کے رکھنے کا حکم ناسخ ہے، اس لیے کہ گھٹنوں سے پہلے ہاتھ کے رکھنے کا حکم پہلے کا ہے اور ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کے رکھنے کا حکم بعد کا ہے اور پہلے والا حکم منسوخ ہوا کرتا ہے اور بعد کا حکم ناسخ ہوا کرتا ہے۔

اس باب کے تحت امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایات نقل کی ہیں:

عن وائل بن حجر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يضع ركبتيه قبل يديه اذا سجده.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں گھٹنے اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے (زمین) پر رکھتے۔

عن سعد رضي الله عنه قال نضع اليدين قبل الركبتين فأمرنا بالركبتين قبل اليدين.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھا کرتے تھے تو (رسول اللہ ﷺ نے) ہمیں ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنے کا حکم دیا۔

جمہور اُمت کا عمل:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قال امام ترمذي والعمل عليه عند اكثر اهل العلم يرون أن يضع الرجل ركبتيه قبل يديه واذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه. (سنن ترمذی، رقم الحدیث ۲۶۸)

اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھا جائے اور سجدہ سے اُٹھتے وقت

ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اُٹھائے جائیں۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت آموز فیصلہ:

وكان يضع ركبتيه قبل يديه بعدهما ثم جبهته وأنفه هذا هوا لصحيح الذى رواه شريك عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر رضى الله عنه أنه رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه واذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه ولم يرو فى فعله ما يخالف ذلك، وأما حديث أبي هريرة رضى الله عنه يرفعه، اذا سجد احدكم فلا يبرك كما يبرك البعير وليضع يديه قبل ركبتيه (رواه ابوداؤد، حديث ٨٤٠) فالحديث والله اعلم، قد وقع فيه وهم من بعض الرواة.....وسر المسألة ان من تأمل بروك البعير وعلم ان النبى صلى الله عليه واله وسلم نهى عن بروك كبروك البعير علم أن حديث وائل بن حجر رضى الله عنه هو الصواب....والله أعلم.

(زاد المعاد، فصل فی کیفیة سجوده ﷺ والانحطاط اليه)

نبی کریم ﷺ سجدہ کے لیے زمین پر جاتے تو اپنے دونوں گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر لگاتے پھر اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو زمین پر لگاتے تھے پھر پیشانی اور ناک کو، اور یہی صحیح ہے، جسے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب سجدہ فرمانے لگے تو زمین پر پہلے اپنے دونوں گھٹنے رکھے اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھنے سے پہلے اور جب سجدہ سے اُٹھنے لگے تو پہلے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا اور پھر دونوں گھٹنوں کو اُٹھایا اور اس طریقہ کے خلاف کوئی بھی دوسری روایت نہیں ہے، جہاں تک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کا تعلق ہے جس میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اُونٹ کی طرح نہ بیٹھو اور چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھے جائیں، یہ حدیث واللہ اعلم، اس حدیث میں راویوں سے سہو ہوا ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُونٹ کی بیٹھک سے منع کیا ہے اور اس بارے میں وائل رضی اللہ عنہ والی حدیث (جس میں آتا ہے کہ سجدہ کرتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر لگائے) صحیح ہے۔ واللہ اعلم

سجدہ کی فرضیت اور مسنون طریقہ

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔(سورۃ العلق،آیت ۱۹)
اور سجدہ کیجیے اور قرب حاصل کیجیے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد.(صحیح مسلم، باب ما یقال فی الرکوع والسجود)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ کو اپنے رب کا اِنتہائی قرب سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔

مرد کے سجدہ کی مسنون ہیئت وکیفیت:

نمازی سجدہ سات اعضاء یعنی پیشانی ،دونوں ہاتھ ، دونوں پاؤں اور گھٹنوں پر کرے اور سجدہ دونوں ہاتھ کے درمیان میں کرے، سجدہ میں کہنیوں کو زمین سے اُٹھا کر رکھے، کہنیوں کو پہلوں سے الگ رکھے، دونوں ہاتھوں کو نہ بالکل سمیٹے اور نہ ہی بہت زیادہ پھیلائے بلکہ اعتدال کرئے ،سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر خوب ٹکا(جما) کر سجدہ کرے، پیٹ کو رانوں سے دور رکھے اور آپس میں نہ ملائے ،خوب پھیل کر اور لمبا ہو کر سجدہ کرے،سجدہ میں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو خوب ملا کر رکھے، ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کو سجدہ میں قبلہ رُخ رکھے،دونوں پاؤں کو کھڑا رکھے اور دوران سجدہ اپنی سرین کو اُٹھا کر (یعنی اُونچا) رکھے۔

سات اعضاء پر سجدہ کرنا:

عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أمرت ان اسجد على سبعة أعظم على الجبهة واليدين والركبتين واطراف القدمين.
(صحیح بخاری، باب السجود علی سبعة اعظم)
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات پر معمور ہوں کہ سات اعضاء (جسم) پر سجدہ کروں وہ یہ ہیں پیشانی ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے،اور دونوں پاؤں کے اطراف۔

سجدہ میں ناک اور پیشانی زمین پر لگانا ضروری ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورأی رجلاً یصلی مایصیب أنفہ من الارض فقال لا صلوٰۃ لمن لا یصیب أنفہ من الارض ما یصیب الجبین۔ (سنن دار قطنی، باب وجوب وضع الجبہۃ والانف)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو ناک زمین پر نہیں رکھتا جب وہ پیشانی زمین پر رکھتا ہے۔

سجدہ میں چہرہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھنا:

عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلما سجد وضع رأسہ بذلک المنزل من بین یدیہ۔ (سنن ابو داؤد، باب افتتاح الصلوٰۃ)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنی پیشانی کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے۔

عن أبی اسحاق قال قلت للبرآء بن عازب رضی اللہ عنہ أین کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یضع وجہہ اذا سجد؟ فقال بین کفیہ۔

(سنن ترمذی، باب ما جاء این یضع الرجل وجہہ اذا سجد)

حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا نبی اکرم ﷺ اپنے چہرے انور کو سجدہ میں کہاں رکھتے تھے؟ تو اُنہوں نے فرمایا دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھتے تھے۔

سجدہ میں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھنا:

عن أبو حمید رضی اللہ عنہ قال أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان اذا سجد أمکن أنفہ وجبہتہ فی الارض ونحی یدیہ عن جنبیہ ووضع کفیہ حذو منکبیہ۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی السجود علی الجبہۃ والانف)

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو ناک اور پیشانی کو زمین پر جما کر رکھتے اور بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھتے اور ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر رکھتے۔

سجدہ میں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو قبلہ رُخ رکھنا:

قال أبو حميد الساعدی رضی الله عنه قال أنا كنت أحفظكم لصلٰوة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم رأيته اذا كبر جعل يديه حذاء منكبيه...فاذا سجد وضع يديه غير مفترش ولا قابضهما واستقبل بأطراف أصابعه القبلة.

(صحیح ابن خزیمه،باب استقبال اطراف اصابع الیدین من القبلة فی السجود)

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تم سے زیادہ جانتا ہوں، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو کندھوں کے برابر لے جاتے پھر جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اس طرح زمین پر رکھتے کہ انہیں اپنی حالت پر رہنے دیتے اور ہاتھوں کی اُنگلیوں کو قبلہ رُخ رکھتے۔

عن حفص بن عاصم قال صليت الى جنب ابن عمر رضى الله عنه ففرجت بين أصابعي حين سجدت فقال يا ابن أخي اضمم أصابعك اذا سجدت واستقبل القبلة واستقبل بالكفين القبلة فانهما يسجدان مع الوجه. (مصنف عبدالرزاق،باب السجود)

حضرت حفص بن عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑے ہوکر نماز پڑھی جب میں نے سجدہ کیا تو اُنگلیوں کو کشادہ کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بھتیجے! جب سجدہ کروتو اپنی اُنگلیوں کو ملا لو اور انہیں قبلہ رُخ کرلیا کرو اور ہتھیلیوں کو بھی قبلہ رخ کرلیا کرو کیونکہ یہ بھی چہرے کے ساتھ سجدہ کرتی ہیں۔

سجدہ میں ناک اور پیشانی کو جما کر رکھنا:

عن أبو حميد رضى الله عنه قال أن النبى صلى الله عليه واله وسلم كان اذا سجد أمكن أنفه وجبهته فى الارض. (سنن ترمذی،باب ما جاء فی السجود علی الجبهة والانف)

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو ناک اور پیشانی کو زمین پر جما کر رکھتے۔

سجدہ میں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو ملا کر رکھنا:

عن وائل بن حجر رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه واله وسلم كان اذا سجد ضم،

أصابعه۔ (المستدرك للحاكم، رقم الحديث ۸۲۹) (صحيح ابن خزيمه، باب ضم اصابع اليدين في السجود)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کی اُنگلیوں کو ملا لیتے تھے۔

عن حفص بن عاصم قال صليت الى جنب ابن عمر رضى الله عنه ففرجت بين أصابعي حين سجدت فقال يا ابن أخي اضمم أصابعك اذا سجدت.

(مصنف عبد الرزاق، باب السجود)

حضرت حفص بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑے ہوکر نماز پڑھی جب میں نے سجدہ کیا تو اُنگلیوں کو کشادہ کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بھتیجے! جب سجدہ کرو تو اپنی اُنگلیوں کو ملا لو۔

عن امام محمد قال كانوا يستحبون اذا سجد الرجل أن يقول بيديه هكذا وضم أزهر اصابعه۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب في الرجل كيف يضم اصابعه في السجود)

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلاف (صحابہ رضی اللہ عنہم) اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ جب آدمی سجدہ کرے تو ہاتھوں کو یوں رکھے، یہ کہہ کر (راوی) حضرت ازہر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ کی اُنگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

عن وكيع قال سفيان يفرج بين أصابعه في الركوع ويضم في السجود۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب في الرجل كيف يضم اصابعه في السجود)

حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رکوع میں اُنگلیوں کو کھلا رکھا جائے اور سجدہ میں ملا کر رکھنا چاہیے۔

عن عبد الرحمن بن القاسم قال صليت الى جنب حفص بن عاصم فلما سجدت فرجت بين أصابعي وأملت كفي عن القبلة فلما سلمت قال يا ابن أخي اذا سجدت فاضمم أصابعك ووجه يديك قبل القبلة فان اليدين تسجدان مع الوجه. (مصنف ابن أبي شيبه، باب في الرجل كيف يضم اصابعه في السجود)

حضرت عبدالرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حفص بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز پڑھی، جب میں سجدے میں گیا تو میں نے اپنی اُنگلیوں کو کھول کر رکھا اور اپنی ہتھیلیوں کو قبلہ سے پھیر لیا، جب میں نے سلام پھیرا تو اُنہوں نے فرمایا کہ اے بھتیجے! جب تم سجدہ کرو تو اپنی اُنگلیوں کو ملا کر رکھو اور اپنے ہاتھوں کو قبلہ رُخ رکھو، کیونکہ چہرے کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔

سجدہ میں کہنیوں کو زمین سے اُٹھا کر رکھنا:

عن البراء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا سجدت فضع کفیك وأرفع مرفقيك.(صحیح مسلم ،باب الاعتدال فی السجود وضع الکفین علی الارض)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) رکھو اور اپنی کہنیوں کو اُوپر اُٹھا کر رکھو۔

سجدہ میں کہنیوں کو زمین پر نہ پھیلائے:

عن أنس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اعتدلوا السجود ولا یبسط أحدکم ذراعیه انبساط الکلب.(صحیح بخاری ،باب لایفترش ذراعیه فی السجود)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سجدوں میں اعتدال اختیار کرو اور کوئی کتے کی طرح ہاتھوں کو زمین پر نہ پھیلائے۔

سجدہ میں اعتدال اختیار کرنا:

عن أنس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اعتدلوا السجود.(صحیح مسلم ،باب الاعتدال فی السجود)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سجدوں میں اعتدال اختیار کرو۔

بازوؤں کو بغلوں اور پہلو سے جدا رکھنا:

عن سالم البرأد عن ابومسعود رضی اللہ عنہ فقلنا له حدثنا عن الصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم...ثم کبر وسجد ووضع کفیه علی الارض

ثم جاء فی بین مرفقیہ۔ (سنن ابو داؤد، باب صلوۃ من لا یقیم صلبۃ فی الرکوع والسجود)
حضرت سالم براد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نماز سکھائی تو جب سجدہ کیا تو رانوں کو کہنیوں اور بازوؤں سے الگ رکھا۔

عن بحینۃ رضی اللہ عنہ قال أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان اذا صلی فرج بین یدیہ حتی یبدو بیاض ابطیہ۔ (صحیح بخاری، باب یبدی ضبعیہ ویجافی جنبیہ فی السجود)
حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح کھول دیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

عن أم المؤمنین میمونۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا سجد لو شائت بھمۃ أن تمر بین یدیہ لمرت۔ (صحیح مسلم، باب الاعتدال فی السجود)
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے بازوؤں کو زمین اور پہلوؤں سے اتنا دور رکھتے کہ اگر کوئی بکری کا بچہ بازوؤں کے نیچے سے گذرنا چاہے تو گذر جائے۔

سجدہ میں دونوں پاؤں کو کھڑا رکھنا:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت فقدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیلۃ من الفراش فالتمستہ فوقعت یدی علی بطن قدمیہ وھو فی المسجد وھما منصوبتان۔ (صحیح مسلم، باب ما یقال فی الرکوع والسجود)
اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی جگہ نہ پایا تو میں تلاش کرتے ہوئے (کمرہ ہی میں) ان تک پہنچی تو دیکھا کہ آپ ﷺ سجدہ میں ہیں اور آپ ﷺ کے دونوں قدم مبارک (زمین سے لگے ہوئے) کھڑے ہیں۔

عن عامر بن سعد عن ابیہ قال أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بوضع الیدین ونصب القدمین فی الصلوۃ۔
(مصنف ابن أبی شیبہ، باب ما یسجد علیہ من الید أی موضع ھو؟)
حضرت عامر بن سعد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا

کہ نماز پڑھتے ہوئے (سجدہ میں) دونوں ہاتھ زمین پر ٹکائیں اور دونوں پاؤں خوب ٹکا کر زمین پر رکھیں۔

سجدہ میں پیٹ کو زمین اور رانوں سے جدا رکھنا:

قال ابو حمید رضی اللہ عنہ سجد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ووضع یدیہ غیر مفترش ولا قابضھما۔ (صحیح بخاری، باب لا یفترش ذراعیہ فی السجود)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور بازوؤں کو زمین پر نہیں بچھایا اور نہ ہی انہیں اپنے پہلوؤں سے ملایا۔

سجدہ میں سرین کو اُونچا رکھنا:

عن اسحاق قال وصف لنا البراء رضی اللہ عنہ السجود فوضع یدیہ بالارض ورفع عجیزتہ وقال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یفعل۔
(سنن نسائی، باب صفۃ السجود)

حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمیں سجدہ کرنے کا طریقہ بتایا تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور اپنی سرین کو اُوپر اُٹھایا اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح سجدہ کرتے دیکھا۔

رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی رکھنا:

عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لاصلوٰۃ لرجل لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود۔ (سنن ابو داؤد، باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی نہیں رکھتا۔

سجدہ میں پاؤں کی اُنگلیاں قبلہ رُخ رکھنا:

مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں قدموں اور ایڑیوں کے درمیان فاصلہ رکھے اور دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کا رُخ بھی قبلہ کی طرف ہو، جبکہ دونوں ایڑیوں کو ملانے سے مراد دونوں ایڑیوں کو برابر رکھے نہ کہ اس کا مطلب ایڑیاں ملانا ہے۔

قال أبو حميد الساعدي رضي الله عنه قال أنا كنت أحفظكم لصلوٰة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم رأيته اذا كبر جعل يديه حذاء منكبيه...فاذا سجد وضع يديه غير مفترش ولا قابضهما واستقبل بأطراف أصابع رجليه القبلة۔ (صحيح بخاری، باب لایفترش ذراعیه فی السجود)

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تم سے زیادہ جانتا ہوں، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو کندھوں کے برابر لے جاتے پھر جب سجدہ کرتے تو اپنے بازوؤں کو نہ بچھایا اور نہ ہی ملایا اور دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف تھا۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان اذا سجدت واستقبل بأطراف رجليه القبلة۔ (صحيح بخاری، باب سنة الجلوس فی التشهد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو پاؤں کے اطراف (یعنی اُنگلیوں) کو قبلہ رُخ رکھتے۔

سجدہ میں ایڑیوں کو نہ ملانے پر اِجماعِ اُمت:

قال الامام طحاوی فراینا السنة جاءت عن النبی صلى الله عليه واله وسلم بالتجا فی الركوع والسجود واجمع المسلمون على ذلك فكان ذلك من تفريق الاعضاء۔ (سنن طحاوی، باب التطبیق فی الرکوع)

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ رکوع اور سجدہ میں اعضاء کو الگ الگ رکھنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اِجماع ہے جو کہ اعضاء کو الگ الگ رکھنے سے (سنت) ادا ہوتی ہے۔

فائدہ: سجدہ کی حالت میں ایڑیوں کو ملانا بعض اَحادیث میں وارد ہوا ہے مثلاً صحیح ابن خزیمہ، سنن بیہقی، سنن طحاوی وغیرہ میں حدیث موجود ہے، یہ حدیث مختلف طرق کے ساتھ مختلف کتب میں مذکور ہے لیکن (فوجدته ساجدًا راصاً عقبيه) کے الفاظ صرف راوی

یحییٰ بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کئے ہیں اور دوسرے تمام ثقات کی مخالفت کرتے ہیں، لہٰذا یہ زیادتی شاذ ہے جو کہ حجت نہیں۔

دوسرا یحییٰ بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ جمہور محدثین مثلاً علامہ ذہبی، امام احمد بن حنبل، امام ابوحاتم، امام نسائی، امام دارقطنی کے نزدیک ضعیف ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(الضعفاء للعقیلی، صفحہ۲۱۱)(تنقیح التحقیق للذھبی ۲/۱۹۳)(میزان الاعتدال ۴/۳۶۳)

یہی روایت مندرجہ ذیل کتب احادیث میں بھی مذکور ہے مگر ان میں ایڑیاں ملانے کے الفاظ موجود نہیں ہیں:

(صحیح مسلم، رقم الحدیث۹۹۳)(سنن ابو داؤد، رقم الحدیث۸۷۹)(سنن نسائی، رقم الحدیث۱۶۹)(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث۳۸۹۱)(موطا امام مالک، رقم الحدیث۴۹۹)(مسند احمد، رقم الحدیث۲۴۳۵۷)(سنن طحاوی، رقم الحدیث۲۳۱)(سنن دارقطنی، رقم الحدیث۳۵)(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث۱۹۳۲)(مسند ابو یعلی، رقم الحدیث۴۵۶۵)

مذکورہ بالا طرق میں اسی روایت کے تمام راوی ابو اسامہ، عبید اللہ بن عمر، محمد بن یحییٰ بن حبان، اعرج، یحییٰ بن سعید انصاری اور محمد بن ابراہیم التیمی ہیں جو کہ ثقہ اور عادل ہیں، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(تقریرات الرافعی ۱/۶۸، طبع امدادیہ)(السعایہ للعلامہ لکھنوی ۲/۱۸۰، طبع سہیل اکیڈمی)(فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۲/۱۳۶، طبع زمزم پبلشرز)(امداد الاحکام ۲/۹۱، طبع زکریا بک ڈپو دیوبند)(احسن الفتاویٰ ۳/۷۳، طبع ایچ ایم سعید)(امداد الفتاویٰ ۱/۲۲۲، طبع مکتبہ دارالعلوم کراچی)

مذکورہ بالا محققین کی تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رکوع وسجود میں دونوں قدموں اور ایڑیاں کو علیحدہ رکھنا ہی مسنون ہے۔

عورت کے سجدہ کی مسنون ہیئت وکیفیت:

عورت سجدہ میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے ملا کر رکھے، کہنیوں کو زمین پر بچھا کر اور زمین سے خوب چمٹ کر سجدہ کرے، سجدہ میں دونوں پاؤں کو بھی بچھا دے اور انہیں کھڑا نہ کرے۔

عورت کا سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے ملانا:

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم قال...اذا سجدت المرأة فانها الصقت بطنها بفخذها کأ ستر مایکون لها وان الله تعالی ینظر الیها ویقول یاملائکتی أشهد کم أنی قد غفرت لها۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب ما یستحب للمرأة من ترک التجافی فی الرکوع والسجود)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ رانوں سے چپکا لے کیونکہ یہ کیفیت اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ عورت کی اس حالت کو دیکھ کر فرماتے ہیں اے فرشتو! میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(جامع الاحادیث للسیوطی ۲/۲۳، رقم الحدیث ۱۵۹)(کنز العمال، رقم الحدیث ۲۰۱۹۹)(الکامل لابن عدی، جز ۲، صفحہ ۲۱۳، طبع حیدر آباد دکن)

عن علی رضی اللہ عنہ قال اذا صلی الرجل فلیخو واذا صلیت المرأة فلتحتفز أی تتضام وتجتمع اذا جلست واذا سجدت ولا تخوی کما یخوی الرجل۔(غریب الحدیث لابن سلام ۲/۲۲۸، مؤلفه قاسم بن سلام المتوفی ۲۲۴ھ)(الفائق فی غریب الحدیث والاثر ۱/۳۰۲، مؤلفه محمود بن عمر زمخشری المتوفی ۵۳۸ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مرد نماز پڑھے تو پیٹ کو زمین اور رانوں سے اونچا رکھے اور جب عورت نماز پڑھے تو سکڑ کر اور سمٹ کر نماز پڑھے یعنی عورت جب بیٹھے اور بیٹھ کر سجدہ کرے تو سمٹے اور سکڑے اور مرد کی طرح پیٹ کو رانوں سے اونچا نہ کرے۔

عن الحارث عن علی رضی اللہ عنہ قال اذا سجدت المرأة فلتحتفز ولتلصق فخذیها ببطنها۔(مصنف ابن أبی شیبه، المرأة کیف تکون فی سجودها)

حضرت حارث رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اسے چاہیے خوب سمٹ کر کرے اور پیٹ کو رانوں کیساتھ ملائے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ما یستحب للمراء ة من ترک التجا فی الرکوع و السجود)(مصنف

عبد الرزاق، باب تکبیر المرأۃ بیدیہا وقیام المرأۃ ورکوعہا وسجودھا)(جامع المسانید، فصل الخامس فی ھیئۃ الصلوٰۃ)

عن منصور عن ابراھیم قال اذا سجدت المرأۃ فلتلزق بطنھا بفخذیھا ولا ترفع عجیزتھا ولا تجافی الرجل۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، المرأۃ کیف تکون فی سجودھا)

منصور رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں کیساتھ ملائے اور اپنی سرین نہ اُٹھائے اور جیسے مرد اپنے اعضاء کو جدا رکھتا ہے عورت اسی طرح جدا نہ کرے۔

یہی روایت معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب من ذکر صلوٰۃ وھو فی اخری)(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ما یستحب للمرأۃ من ترك التجافی فی الرکوع و السجود)(مصنف عبد الرزاق، باب تکبیر المرأۃ بیدیہا وقیام المرأۃ ورکوعہا وسجودھا)

عن مغیرہ عن ابراھیم النخعی قال اذا سجدت المرأۃ فلتضم فخذیھا ولتضع بطنھا علیھا۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، المرأۃ کیف تکون فی سجودھا)(مصنف عبد الرزاق، باب تکبیر المرأۃ بیدیہا وقیام المرأۃ ورکوعہا وسجودھا)

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی رانوں کو ملائے اور اپنے پیٹ کو اُو پر رکھ دے۔

عن ابن جریج عن عطاء قال تجتمع المرأۃ فاذا سجدت فلتضم یدیھا الیھا وتضم بطنھا وصدرھا الی فخذیھا وتجتمع ما استطاعت۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، المرأۃ کیف تکون فی سجودھا)(مصنف عبد الرزاق، باب تکبیر المرأۃ بیدیہا وقیام المرأۃ ورکوعہا وسجودھا)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت سمٹی رہے پس جب سجدہ کرے تو اپنے بازوؤں کو اپنی طرف ملائے اور اپنے پیٹ اور سینہ کو رانوں کے ساتھ ملائے اور وہ جس حد تک سمٹ سکتی ہو سمٹے۔

عن لیث عن مجاھد أنہ کان یکرہ أن یضع الرجل بطنہ علی فخذیہ اذا سجد کما تضع المرأۃ۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، المرأۃ کیف تکون فی سجودھا)

حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو ناپسند فرماتے کہ مرد سجدہ کرتے ہوئے عورت کی طرح اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر رکھے۔

عورت زمین سے خوب چمٹ کر یعنی بازو زمین پر بچھا کر سجدہ کرے:

عن يزيد بن أبي حبيب ان النبي صلى الله عليه واله وسلم مر على امرأتين تصليان فقال اذا سجدتما بعض اللحم الى الارض فان المرأة ليست فى ذلك كالرجل۔ (سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ما يستحب للمرأة من ترك التجافي فى الركوع و السجود)

حضرت یزید بن ابی حبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہیں تھیں تو آپ ﷺ نے ان کو ارشاد فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملالیا کرو کیونکہ عورت کا حکم سجدے میں مرد جیسا نہیں۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مراسيل أبي داؤد، رقم الحديث ۸۰۹)(جامع الاحاديث للسيوطي ۳/۳۲۳، رقم الحديث ۲۱۱۰)

فائدہ: یاد رہے کہ مردوں کو سجدہ میں اپنے ہاتھوں کو زمین پر بچھائے رکھنے سے منع فرمایا ہے گیا ہے: "وينهى أن يفترش الرجل ذراعيه افتراش السبع"۔

(صحيح مسلم، باب ما يجمع صفة الصلوٰة وما يفتتح به)

رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کی حالت میں مردوں کو اپنے ہاتھ زمین پر درندے کی طرح بچھانے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث میں میں ممانعت بیان کرتے ہوئے صاف طور پر صرف "الرجل" مرد کی قید لگائی نہ کہ عورت کی، کیونکہ عورت کو زمین پر ہاتھوں کی ممانعت نہیں ہے، اگر ہوتی تو اس حدیث میں مرد و عورت دونوں کا ذکر ہوتا۔

عن ابن عباس رضى الله عنه أنه سئل عن صلوٰة المرأة فقال تجتمع و تحتفر۔

(مصنف ابن أبي شيبه، المرأة كيف تكون فى سجودها)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عورت کی نماز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت رانوں کو ملائے اور زمین کیساتھ خوب چمٹ کر سجدہ کرے۔

عورت خوب سمٹ کر اور پست ہو کر سجدہ کرے:

عن أبی سعید خدری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یأمر الرجل أن یتجافوا فی سجودھم ویأمر النساء ینخفضن فی السجودھن۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ما یستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مردوں کو حکم دیتے کہ وہ سجود میں اپنے اعضاء کو کشادہ رکھیں اور عورتوں کو حکم فرماتے کہ وہ سجود میں پست اور سمیٹ کر رکھیں۔

عن الحسن وقتادۃ قالاً اذا سجدت المرأۃ فانھا تنضم ما استطاعت ولا تجافی لکیلا ترفع عجیزتھا۔ (مصنف عبد الرزاق، باب تکبیر المرأۃ بیدیھا وقیام المرأۃ ورکوعھا وسجودھا)

حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر سجدہ کرے اور اپنے اعضاء کو جدا جدا نہ رکھے تاکہ اس کی سرین اُوپر نہ اُٹھے۔

عن ھشام عن الحسن قال المرأۃ تضطم فی السجود۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، المرأۃ کیف تکون فی سجودھا)

حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت سجدوں کی حالت میں خوب سکڑ جائے۔

عورت سجدہ میں سرین کو نیچا رکھے:

عن ابراھیم قال اذا سجدت المرأۃ فلتلزق بطنھا بفخذیھا ولا ترفع عجیزتھا ولا تجافی کما یجافی الرجل۔ (مصنف عبد الرزاق، باب تکبیر المرأۃ بیدیھا وقیام المرأۃ ورکوعھا وسجودھا) (مصنف ابن أبی شیبہ، المرأۃ کیف تکون فی سجودھا)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملائے اور اپنی پشت کو نہ اُٹھائے اور اپنے اعضاء کو ایک دوسرے سے اس طرح دُور نہ کرے جس طرح مرد دُور رکھتا ہے۔

عن الحسن وقتادۃ قالا اذا سجدت المرأۃ فأنھا تنضم ما استطاعت ولا تجافی لکي لا ترفع عجیزتھا۔ (مصنف عبد الرزاق، باب تکبیر المرأۃ بیدیھا وقیام المرأۃ ورکوعھا وسجودھا) (مصنف ابن أبی شیبہ، المرأۃ کیف تکون فی سجودھا)

حضرت حسن بصری اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عورت جب سجدہ کرے تو جس قدر سمٹ سکتی ہو سمٹے اور اعضاء کو کشادہ نہ کرے تا کہ اس کی پیٹھ اُونچی نہ ہو جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عورت اور مرد کی نماز میں فرق کے قائل ہیں:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وقد أدب الله تعالى النساء بالاستتار وأدبهن بذالك رسوله صلى الله عليه واله وسلم وأحب للمرأة فى السجود أن تضم بعضها الى بعض وتلصق بطنها بفخذيها وتسجد كأستر مايكون لها وهكذا احب لها فى الركوع والجلوس وجميع الصلوٰة أن تكون فيها كأستر ما يكون لها. (كتاب الام للامام الشافعي،باب التجا فى السجود)

تحقیق اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پردہ پوشی کا ادب سکھایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی ادب سکھایا ہے پس ادب کی بنیاد پر میں عورت کے لیے اس کو پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنے سجدہ میں اپنے بعض اعضاء کو بعض کی طرف ملائے اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر اس کیفیت کے ساتھ سجدہ کرے کہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ پوشی ہو، اسی طرح میں عورت کے لیے رکوع اور قعدہ میں تمام نماز میں یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ نماز میں ایسی کیفیت اختیار کرے جس میں اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ پوشی ہو۔

شافعی مسلک کے مشہور و معروف فقیہ و محدث علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''المنہاج'' میں تحریر فرماتے ہیں:

أي بعضها الى بعض في ركوعهما وسجودهما بأن تلصقا بطنهما بفخذيهما لأنه أستر لها وأحوط له. (المغنى المحتاج ۱۸۲/۱،طبع دار الكتب العلميه بيروت)

وہ دونوں (عورت و خنثیٰ) بعض اعضاء کو بعض سے ملائیں اپنے رکوع اور سجدے میں، اسی طرح کہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا دیں کیوں کہ یہ عورت کے لیے زیادہ پردہ کا سبب ہے اور خنثیٰ کے لیے زیادہ احتیاط کا باعث ہے۔

ويجافي الرجل مرفقيه عن جنبيه ولا تجافي المرأة والخنثى.

(روضة الطالبين ۲۵۰/۱،طبع المكتب الاسلامي بيروت)

مرد اپنی کہنیاں اپنے بازوؤں سے الگ رکھے اور عورت الگ نہ رکھے اور نہ خنثٰی الگ رکھے۔

یرفع الرجل مرفقیه عن جنبیه وبطنه عن فخذیه والمرأة تضم بعضها الی بعض۔ (روضة الطالبین ۱/۲۵۰، طبع المکتب الاسلامی بیروت)

مرد اپنی کہنیوں کو اپنے بازوؤں سے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اُٹھا کر رکھے جبکہ عورت بعض حصہ کو بعض سے ملا کر رکھے۔

والثانیة أن یجتمعن فی رکوعهن وسجودهن ولا یتجافین أن ذالك أستر لهن وأبلغ فی صیانهن۔ (الحاوی فی فقه الشافعی ۲/۱۶۲، طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

دوسرے افعال جن میں مرد و عورت کا فرق ہے یہ ہیں کہ عورتیں اپنے رکوع و سجود میں سمٹیں اور اپنے اعضاء کو کشادہ نہ کریں کیونکہ اس میں ان کی پردہ پوشی بھی زیادہ ہے اور ان کی حفاظت بھی کامل ہے۔

وتضم المرأة ای الانثی ولو صغیرة ومثلها الخنثی بعضها الی بعض فی الرکوع والسجود کغیرهما لانه أسترلها۔ (المنهاج القویم ۱/۲۰۶، طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

عورت ہو یا چھوٹی نابالغ بچی ہو وہ نماز کے دیگر احوال کی طرح رکوع و سجود میں بھی بعض اعضاء کو بعض کے ساتھ ملائے کیونکہ اس طریقہ میں ان کے لیے زیادہ پردہ پوشی ہے اور یہی حکم میں خنثٰی عورت کی طرح ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عورت اور مرد کی نماز میں فرق کے قائل ہیں:

ابوالحسن المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وعن جنبیه مجافاة قلیلة أما المرأة فتکون منضمة فی جمیع أحوالها وتفریج الفخذین للرجل فلا یضمهما بخلاف المرأة۔

(الخلاصة الفقهیه علی مذهب السادة المالکیه للقروی ۱/۷۳، طبع بیروت)

عورت تمام احوال نماز میں سمٹ کر نماز پڑھے، رانوں کے درمیان کشادگی کرنا مردوں کے ساتھ مختص ہے پس مرد رانوں کو نہ ملائے جبکہ عورت اپنی رانوں کو ملائے۔

علامہ دسوقی المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ویندب کونها منضمة ای بحیث تلصق بطنها بفخذیها ومرفقیها بر کبتیها۔

(حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲/۲۳۶،طبع دار الفکر)

اورعورت کا سمٹ کرنماز پڑھنا مستحب ہے لہٰذا ایسے طور پر سجدہ کرے کہ پیٹ رانوں کے ساتھ اور کہنیاں گھٹنوں کے ساتھ ملی ہوئی ہوں۔

والمرأة أنها تنضم ولا تفرج فخذیها ولا عضدیها وتکون منضمة منزویة فی جلوسها وسجودها وأمرها کله۔

(رسالۃ القیروانی ۱/۱۳۴،از ابن زید القیروانی المتوفی ۳۸۶ھ،طبع دار الفکر)

عورت سمٹ کرنماز پڑھے اور رانوں کے درمیان کشادگی نہ کرے اس کا جسم قعدہ میں اور سجود اور تمام احوال نماز میں سمٹا رہے۔

المرأة فتکون منضمة فی جمیع احوالها۔ (فقه العبادات مالکی ۱/۱۶۵،طبع الانشاء دمشق)

عورت اپنے تمام احوال نماز میں سمٹی رہے۔

ان المرأة یندب لها کونها منضمة فی رکوعها وسجودها فتلصق بطنها بفخذیها ومرفقیها بر کبتیها۔ (المنح الجلیل ۲/۷۵،طبع دار الفکر بیروت)

بے شک عورت کے لیے مستحب ہے کہ رکوع و سجود میں جسم سمٹا ہوا ہو پس وہ اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ اور کہنیوں کو گھٹنوں کے ساتھ ملائے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عورت اور مرد کی نماز میں فرق کے قائل ہیں:

والمرأة کالرجل فی ذالك الا أنها تجمع نفسها فی الرکوع والسجود وجمیع احوال الصلوٰة وتجلس متربعة أو تسدل رجلیها عن یمینها وخنثی کأمرأة۔

(الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل ۱/۱۲۵،طبع دار المعرفة بیروت)

اور عورت مذکورہ بالا امور میں مرد کی طرح ہے مگر وہ نماز کے تمام احوال میں خصوصاً رکوع وسجود میں اپنے جسم کو سمیٹے اور چار زانوں ہو کر بیٹھے یا اپنے دونوں پاؤں دائیں جانب کی طرف نکال کر بیٹھے اور خنثی مذکورہ احکام میں عورت کی طرح ہے۔

وقد قال فی الفصول تجمع نفسها فی السجود لا نها عورة.(الفروع ۱/۴۲۸،طبع موسسة الرسالة)
الفصول میں ہے عورت اپنے جسم کو سجدہ میں سمیٹے کیونکہ عورت کا پورا جسم ستر ہے۔

انها تجمع نفسها فی الرکوع والسجود ای لا یسن لها.(المبدع شرح المقنع ۱/۴۲۱،طبع بیروت)
بے شک (عورت) رکوع وسجود میں اپنے جسم کو سمیٹ رکھے یعنی اس کے لیے بعض اعضاء کو بعض سے دُور رکھنا مسنون نہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (فقہ حنفی) عورت اور مرد کی نماز میں فرق کے قائل ہیں:

والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذيها لانه أسترلها فانها عورة مستورة۔
(البحر الرائق ۲/۲۶۳،طبع دار الکتاب الاسلامی)
اور نماز میں عورت پست ہو اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے کیونکہ یہ طریقہ اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والا ہے اور عورت مجسم ستر ہے اور اس کو چھپانے کا حکم ہے۔

والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذيها لأن ذلك أسترلها۔
(اللباب فی شرح الکتاب ۱/۳۴،طبع المکتبة العلمیه بیروت)
اور نماز میں عورت پست ہو اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے کیونکہ یہ طریقہ اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والا ہے۔

والمرأة تنخفض في سجودها وتلزق بطنها بفخذيها لأن ذالك أسترلها۔
(الهدایه ۱/۵۰،دار احیاء التراث العربی بیروت)
اور عورت سجود میں جسم کو پست کرے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے کیونکہ یہ طریقہ اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والا ہے۔

فأما المرأة فتحتفز وتنضم وتلصق بطنها بفخذيها وعضديها هكذا عن علي رضي الله عنه في بيان السنة في سجودها النساء ولان مبنى حالها على الستر فما يكون أسترلها فهو أولى لقوله صلى الله عليه واله وسلم المرأة عورة مستورة۔
(المبسوط للعلامه السرخسی ۱/۵۲،طبع دار المعرفة بیروت)
بہرحال عورت کا جسم نماز میں سمٹا اور ملا ہوا ہو اور وہ اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں کے

ساتھ اور بازوؤں کو اپنے پہلو کے ساتھ چپکا دے، عورتوں کے سجدہ کا سنت طریقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور اس لیے کہ عورت کی کیفیت نماز کی بناء جسم کے چھپانے پر ہے پس جو کیفیت اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والی ہے وہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ عورت سراپا چھپانے کی چیز ہے لہٰذا اس کو چھپایا جائے۔

والمرأة في السجود تلزق بطنها بفخذيها وعضديها بجسمها لان ذلك أستر لها۔

(المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی ۱/۳۹۲، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور عورت سجدہ میں اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ اور اپنے بازو کو اپنے جسم کے ساتھ ملائے کیونکہ یہ کیفیت اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والی ہے۔

فأما المرأة فينبغي أن تفترش ذراعيها وتنخفض ولا تنتصب كانتصاب الرجل وتلزق بطنها بفخذيها لان ذلك أستر لها۔

(بدائع الصنائع ۲/۲۱۷، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

پس عورت کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنی کلائیوں کو (زمین) پر بچھا دے اور عورت کا جسم نماز میں پست ہو اور مرد کے بلند ہونے کی طرح بلند نہ ہو اور اس کا پیٹ اپنی رانوں کے ساتھ ملا ہوا ہو کیونکہ یہ طریقہ اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والا ہے۔

مرد و عورت کی نماز میں فرق کے متعلق مدلل تحقیق:

عورتوں کی نماز کا طریقہ بالکل مردوں کی طرح ہونا کسی بھی حدیث سے صراحتاً ثابت نہیں ہے، بلکہ عورتوں کی نماز کے طریقہ کا مردوں کی نماز سے کچھ چیزوں میں مختلف ہونا کئی احادیث و روایات اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے ثابت ہے جبکہ فقہائے اُمت حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق و اجماع ہے کہ عورتوں کی نماز کا طریقہ کئی چیزوں میں مردوں کی نماز سے جدا ہے۔

مرد و عورت کی نماز میں مسلّمہ فرق:

(1) سب مسجدوں میں امام و خطیب مرد حضرات کو مقرر کیا جاتا ہے، کسی مسجد میں عورت کو امام و خطیب مقرر نہیں کیا جاتا۔

(2) سب مسجدوں میں اذان دینے کے لئے مرد کو مقرر کئے جاتے ہیں جبکہ کسی مسجد میں عورت اذان نہیں دیتی۔

(3) سب مسجدوں میں نماز کی اقامت مرد حضرات کہتے، کسی مسجد میں عورت اقامت نہیں کہتی۔

(4) مرد اگر سر کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے، اگرچہ ایسا کرنا اچھی بات نہیں، مگر عورت اگر ننگے سر نماز پڑھے بلکہ ایسا باریک ڈوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے جس سے بال اور اندر کے اعضاء دکھائی دے رہے ہوں تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(5) مرد کے ستر والے اعضاء (جن کو نماز میں ڈھانک کر رکھنا شرط ہے) اور ہیں اور عورت کے ستر والے اعضاء (جن کو نماز میں ڈھانک کر رکھنا شرط ہے) اور ہیں۔

(6) مرد کو شلوار پائجامہ وغیرہ ٹخنوں سے اُوپر رکھنے کا حکم ہے جبکہ عورتوں کو ٹخنے چھپانے کا حکم ہے۔

(7) مرد رکوع اور سجدے میں اعضاءِ جسم کو پیٹ اور ران سے الگ رکھ کر اور کھل کر رکوع اور سجدہ کرے، جبکہ عورت رکوع اور سجدے کی حالت میں اعضاءِ جسم کو پیٹ اور رانوں سے ملا کر خوب سمٹ کر رکوع اور سجدہ کرے۔

(8) مرد قعدہ میں دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے، جبکہ عورت قعدہ میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سُرین پر بیٹھے۔

شریعت میں مرد وعورت کی نماز میں فرق کی اصولی وجہ:

حضورِ اکرم ﷺ نے اصولی انداز میں ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

المرأة عورة۔ (سنن ترمذی، باب ماجاء فی کراھیة الدخول علی المغیبات)

عورت پردے (یعنی چھپانے) کی چیز ہے۔

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

النساء عورة۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب الحیاء، فصل فی حجاب النساء والتغلیظ فی سترھن)

عورت پردے (یعنی چھپانے) کی چیز ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ مرد اور عورت کی نماز میں فرق کے باب کو شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہیں:

وجماع مایفارق المرأة فیه الرجل من أحکام الصلوٰة راجع الی الستر وھو أنھا مأمورة بکل ماکان أسترلھا والابواب التی تلی ھذه تکشف عن معناه و تفصیله۔ (سنن الکبریٰ للبیھقی،باب ما یستحب للمرأة من ترك التجافی فی الرکوع و السجود)

نماز کے مختلف قسم کے احکام جن میں مرد و عورت کے درمیان فرق ہے ان کی بنیاد عورت کے لیے ستر بدن (پردہ) کے اصول پر ہے یعنی شریعت میں عورت کے لیے حکم ہے کہ وہ نماز میں اس طریقہ کو اختیار کرے جس میں اس کا بدن زیادہ سے زیادہ چھپا رہے اور آنے والے ابواب سے شریعت کا یہ مقصد بخوبی واضح ہو جائے گا۔

محدثین وفقہائے کرام رحمہم اللہ سے مرد و عورت کی نماز میں فرق کا اجمالی ثبوت:

(1) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۷ھ) اپنی کتاب ''کتاب الآثار'' میں درج ذیل عنوان قائم کرتے ہیں:

"کیف تجلس فی الصلاة"۔ (یہ باب ہے عورت نماز میں کس طرح بیٹھے)

"أحب الینا تجمع رجلیھا فی جانب ولا تنتصب أنتصاب الرجل"

(یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے کہ عورت اپنے پاؤں کو ایک طرف نکال جمع کر لے اور مرد کی طرح اُٹھا کر اور کھڑے کر کے نہ رکھے۔

(2) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ) اپنی کتاب ''کتاب الام'' میں فرماتے ہیں کہ:

وقد أدب اللہ تعالیٰ النساء بالاستتار وأدبھن بذالك رسوله صلی اللہ علیه واله وسلم وأحب للمرأة فی السجود أن تضم بعضھا الی بعض وتلصق بطنھا بفخذیھا وتسجد کأستر مایکون لھا وھکذا احب لھا فی الرکوع والجلوس وجمیع الصلوٰة أن تکون فیھا کأستر ما یکون لھا۔

(کتاب الام للامام الشافعی،باب التجافی فی السجود)

تحقیق اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پردہ پوشی کا ادب سکھایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی ادب سکھایا ہے پس ادب کی بنیاد پر میں عورت کے لیے اس کو پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنے سجدہ

میں اپنے بعض اعضاء کو بعض کی طرف ملائے اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر اس کیفیت کے ساتھ سجدہ کرے کہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ پوشی ہو، اسی طرح میں عورت کے لیے رکوع اور قعدہ میں تمام نماز میں یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ نماز میں ایسی کیفیت اختیار کرے جس میں اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ پوشی ہو۔

"قال امام شافعي والاصحاب يسن أن يجافي مرفقيه عن جنبيه ويرفع بطنه عن فخذيه وتضم المرأة بعضها الى بعض"۔

(شرح المهذب باب وضع اليدين والركبتين والقدمين فى السجود)

امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد فرماتے ہیں کہ مرد کے لئے سنت ہے کہ وہ اپنی کہنیوں کو پہلوؤں سے جدا رکھے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اُٹھا کر رکھے اور عورت ان اعضاء کو باہم ملا کر رکھے۔

(3) محدث و امام عبدالرزاق رحمہ اللہ (المتوفی ۲۱۱ھ) اپنی کتاب ''مصنف'' میں درج ذیل عنوان قائم کرتے ہیں:

"باب تكبير المرأة بيديها وقيام المرأة وركوعها وسجودها"

(یہ باب عورت کے اپنے دونوں ہاتھوں سے تکبیر تحریمہ کے اِشارہ کرنے کے اور عورت کے قیام اور اس کے رکوع و سجدے کے متعلق ہے)

"باب جلوس المرأة" (یہ باب عورت کا نماز میں بیٹھنے کے متعلق ہے)

(4) محدث و امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۵ھ) اپنی کتاب ''مصنف'' میں درج ذیل عنوان قائم کرتے ہیں:

"باب المرأة اذا افتتحت الصلاة الى أين ترفع يديها"

(یہ باب عورت نماز شروع کرتے وقت کہاں تک ہاتھ اُٹھائے کے متعلق ہے)

"باب المرأة كيف تكون فى سجودها"

(یہ باب عورت کس طرح سجدہ کرے گی کے متعلق ہے)

"باب فی المرأۃ کیف تجلس فی الصلاۃ"

(یہ باب عورت نماز میں کس طرح بیٹھے کے متعلق ہے)

(5) محدث وامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفی ۲۴۱ھ) سے منقول ہے کہ:

والمرأۃ کالرجل فی ذالك الا أنها تجمع نفسها فی الرکوع والسجود وجمیع احوال الصلوۃ وتجلس متربعة أو تسدل رجلیها عن یمینها وخنثی کأمرأۃ۔

(الافتاع فی فقه الامام احمد بن حنبل ۱/۱۲۵، طبع دار المعرفة بیروت)

اور عورت مذکورہ بالا امور میں مرد کی طرح ہے مگر وہ نماز کے تمام احوال میں خصوصاً رکوع وسجود میں اپنے جسم کو سمیٹے اور چار زانوں ہوکر بیٹھے یا اپنے دونوں پاؤں دائیں جانب کی طرف نکال کر بیٹھے اور خنثی مذکورہ احکام میں عورت کی طرح ہے۔

(6) امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۵۸ھ) اپنی کتاب "سنن الکبری" میں درج ذیل عنوان قائم کرتے ہیں:

"وجماع ما یفارق المرأۃ فیه الرجل من أحکام الصلاۃ راجع الی الستر وهو أنها مامورۃ بکل ما کان أسترلها والابواب التی تلی هذه تکشف عن معناہ و تفصیله"

(یعنی نماز کے وہ احکام جن میں مرد وعورت کے درمیان فرق ہے، وہ پردے کے اصول پر مبنی ہیں، عورت کو حکم ہے ان تمام چیزوں کا لحاظ کرنے کا جو اس کے لئے زیادہ پردے کا باعث ہوں اور جو ابواب آگے آرہے ہیں وہ اس مقصد کو واضح کریں گے)

"باب ما یستحب للمرأۃ من ترك التجفا فی الرکوع والسجود" (یہ باب عورت کے لئے رکوع اور سجدے میں اعضاء کو فراخ اور کشادہ نہ رکھنا مستحب ہے کے متعلق ہے)

(7) علامہ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۸۳ھ) اپنی کتاب "المبسوط" میں فرماتے ہیں کہ:

فأما المرأۃ فتحتفز وتنضم وتلصق بطنها بفخذیها و عضدیها هکذا عن علی رضی اللہ عنه فی بیان السنة فی سجودها النساء ولان مبنی حالها علی الستر فما یکون أسترلها فهو أولی لقوله صلی اللہ علیه واله وسلم المرأۃ عورۃ مستورۃ۔

(المبسوط، باب کیفیة الدخول فی الصلاۃ)

بہر حال عورت کا جسم نماز میں سمٹا اور ملا ہوا ہو اور وہ اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں کے ساتھ اور بازوؤں کو اپنے پہلو کے ساتھ چپکا دے، عورتوں کے سجدہ کا سنت طریقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور اس لیے کہ عورت کی کیفیت نماز کی بناء جسم کے چھپانے پر ہے پس جو کیفیت اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والی ہے وہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ عورت سراپا چھپانے کی چیز ہے لہٰذا اس کو چھپایا جائے۔

(۸) علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

"الا أن المرأة تجمع نفسها فی الرکوع والسجود".

(المغنی لابن قدامہ باب صفة الصلاة طبع مکتبة القاھرة)

مگر فرق یہ ہے کہ عورت رکوع اور سجدے کی حالت میں اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھے۔

(9) صحیح مسلم کے شارح محدث وامام نووی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۶ھ) اپنی کتاب ''المہذب'' میں فرماتے ہیں کہ:

"ویسن للرجل أن یجافی مرفقیه عن جنبیه ویسن للمرأة ضم بعضها الی بعض وترك المجافاة". (شرح المھذب باب صفة الرکوع طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

مرد کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے جدا رکھے اور عورت کا ان اعضاء کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانا اور اعضاء کو کشادہ اور جدا نہ کرنا سنت ہے۔

(10) علامہ دقیق العید رحمہ اللہ (المتوفی ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

"قالوا المرأة تضم بعضها الی بعض لأن المقصود منها التصون والتجمع والتستر وتلك الحالة أقرب الی ھذا المقصود".

(أحکام الاحکام باب تجافی الیدین عن الجنبین فی السجود)

فقہاء وعلماء کا قول ہے کہ عورت اپنے اعضاء کو باہم ملا کر رکھے، اس لئے کہ شریعت کی طرف سے اس کے حق میں مقصود یہ ہے کہ اس کی ہر طرح کے فتنہ سے حفاظت رہے اور سمٹ کر نماز پڑھے اور پردے کا اہتمام کرے اور اعضاء باہم ملا کر رکھنے کی حالت اس پردہ اور فتنہ سے حفاظت کے مقصود کے زیادہ قریب ہے۔

(11) علامہ علی بن سلیمان حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

"أنها تجمع نفسها فی الرکوع والسجود وکذا فی بقیة الصلاة بلا نزاع"۔

(الانصاف باب صفة الصلاة)

عورت رکوع اور سجدے اور اسی طرح نماز کی بقیہ تمام حالتوں میں بالاتفاق اپنے آپ کو جمع کر کے اور سمیٹ کر رکھے۔

(12) علامہ محمد بن یوسف عبدری المالکی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ:

"وأما المرأة فتکون منضمة منزویة فی سجودها وجلوسها وأمرها کله"۔

(التاج والاکلیل لمختصر خلیل، فصل فی فرائض الصلاة طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور عورت سجدے، جلسے اور پوری نماز میں ملی اور سمٹی ہوئی رہے گی۔

(13) محدث علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

"وتضم بعضها الی بعض فی الرکوع والسجود"۔

(الأشباه والنظائر، باب القول فی أحکام الانثیٰ وما تخالف فیه الذکر)

اور عورت رکوع اور سجدے میں اپنے اعضاء کو باہم ملا کر رکھے۔

(14) علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (المتوفی ۹۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذیها لأنه أستر لها فانها عورة مستورة۔

(البحر الرائق، باب صفة الصلاة طبع دار الکتاب الاسلامی)

اور نماز میں عورت پست ہو اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے کیونکہ یہ طریقہ اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والا ہے اور عورت مجسم ستر ہے اور اس کو چھپانے کا حکم ہے۔

(15) شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

"وفی الوضع علی الصدر تشبه بالنساء"۔

(عمدة القاری شرح بخاری، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاة)

اور (مردوں کا) سینے پر ہاتھ باندھنا عورتوں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔

(16) محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

"والمرأة تضع على صدرها اتفاقاً لأن مبنى حالها على الستر".

(شرح النقایة، جلد ۱، صفحہ ۱۶۲)

اور عورت سب کے نزدیک اپنے ہاتھ اپنے سینے پر رکھے گی، اس لئے کہ عورت کی حالت کا دارومدار پردے پر ہے۔

علمائے اہل حدیث رحمۃ اللہ علیہم سے مرد و عورت کی نماز میں فرق کا اِجمالی ثبوت:

یہ تمام حضرات اِجمالی طور پر رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ میں عورت کی نماز کا مرد سے فرق ہونے کے قائل ہیں۔

(1) فتاوٰی حافظ الشیخ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ سے (نور العین من فتاوٰی الشیخ حسین، صفحہ ۱۵۱، طبع لکھنؤ)

(2) مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے (مجموعہ فتاوٰی از مولوی عبدالجبار صاحب، صفحہ ۲۷)

(3) شیخ صلاح الدمیر الیمانی صنعانی رحمۃ اللہ علیہ سے (سبل السلام شرح بلوغ المرام ۱/ ۳۰۸)

(4) علامہ وحید الزمان حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے (نزل الابرار من فقہ النبی المختار ۱/ ۸۵)

(5) مولانا نواب حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ سے (حسن الاسوہ، صفحہ ۵۸۴)

(6) مولانا محمد اقبال کیلانی حفظہ اللہ سے (نماز کے مسائل، صفحہ ۹۲، طبع حدیث پبلیکیشنز شیش محل)

(7) شیخ ڈاکٹر صالح فوزان بن عبداللہ حفظہ اللہ سے

(تنبیہات علی أحکام تختص بالمومنات المعروف خواتین کے مخصوص مسائل، صفحہ ۷۶، طبع سعودیہ عربیہ)

جلدی جلدی سجدہ کرنے کی ممانعت:

عن عبد الرحمن بن شبل رضي الله عنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عن افتراش السبع ونقرة الغراب.

(سنن نسائی، باب النهي عن نقرة الغراب)(سنن ابو داؤد، باب صلاة لا يقيم صلبه)

حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درندے کی طرح بازو پھیلانے اور کوے کی طرح ٹھونگ مارنے سے منع فرمایا۔

سجدہ کی مسنون تسبیحات:

عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال لما نزلت "فسبح باسم ربك العظيم" قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم أجعلوها رکوعکم فلما نزلت "سبح اسم ربك الاعلى" قال اجعلوه فی سجودها۔ (سنن ابو داؤد، باب ما یقول الرجل فی الرکوعه وسجود)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب قرآن کی آیت "فسبح باسم ربک العظیم" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں رکھو یعنی رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کہہ کر اس کی تعمیل کرو اور جب "سبح اسم ربک الاعلیٰ" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنے سجدوں میں رکھو یعنی "سبحان ربی الاعلیٰ" کہہ کر اس کی تعمیل کرو۔

عن حذيفة رضی الله عنه انه صلى مع النبی صلی الله علیه واله وسلم فكان يقول فی رکوعه "سبحان ربی العظيم" وفی سجوده "سبحان ربی الاعلى"۔

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی التسبیح فی الرکوع والسجود)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کیساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ رکوع میں "سبحان ربی العظیم" پڑھتے تھے اور سجدوں میں "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھتے تھے۔

سجدہ میں تسبیحات کی مسنون تعداد:

عن ابن مسعود رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه واله وسلم قال اذا ركع احدكم فقال فی رکوعه "سبحان ربی العظيم" ثلث مرات فقد تم رکوعه وذالك أدناه واذا سجد فقال سجوده "سبحان ربی الاعلى" ثلث مرات فقد تم سجوده وذالك أدناه۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی التسبیح فی الرکوع والسجود)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین بار "سبحان ربی العظیم" کہے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا ہے اور یہ کمال کا ادنی درجہ ہے اور اسی طرح تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو سجدہ میں "سبحان ربی الاعلیٰ" تین بار کہے تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ کمال کا ادنی درجہ ہے۔

فائدہ: سجود میں تین بار تسبیح کہنا کمال کا ادنی درجہ ہے اور پانچ مرتبہ کہنا کمال کا اوسط درجہ ہے اور سات بار تسبیح کہنا کمال کا اعلی درجہ ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۲/ ۳۱۵، طبع مکتبہ رشیدیہ)

سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت تکبیر کہنا:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا قام الى الصلاة يكبر حين يقوم....ثم يكبر حين يهوى ساجدًا ثم يكبر حين يرفع راسه۔ (صحيح مسلم، باب اثبات التكبير فى كل حفض ورفع فى الصلوة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے۔

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ کرنا):

عن أبي هريرة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه واله وسلم قال...ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا ثم أرفع حتى تطمئن جالساً۔

(صحيح بخارى، باب أمر النبى ﷺ الذى لا يتم الركوع بالاعادة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا اور پھر اطمینان سے سجدہ کیجیے پھر سر اٹھایئے یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ (یعنی جلسہ کرو)۔

عن بن مالك رضى الله عنه قال انى لا آلو أن أصلى بكم كما رأيت النبى صلى الله عليه واله وسلم يصلى بنا...وبين السجدتين حتى يقول القائل قد نسى۔

(صحيح بخارى، باب المكث بين السجدتين)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی نماز سکھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سجدہ سے اُٹھ کر اتنی دیر بیٹھتے کہ ہم سمجھے کہ آپ ﷺ نماز بھول گئے۔

أنه طاوساً يقول قلنا لابن عباس رضى الله عنه فى الاقعائ على القدمين فى السجود فقال هى السنة (رسول الله صلى الله عليه واله وسلم)۔

(سنن ابو داؤد، باب الاقعاء بين السجدتين)

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ) کی دُعا:

عن ابن عباس رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم کان یقول بین السجدتین "اللهم أغفرلی وارحمنی واجبرنی واهدنی وارزقنی"۔

(سنن ترمذی باب ما یقول بین السجدتین)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی اکرم ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ دُعا پڑھتے تھے کہ اے اللہ! مجھے معاف فرما دیں، مجھ پر رحم فرما دیں، میرا نقصان پورا فرما دیں، میری رہنمائی فرما دیں اور مجھے رزق عطا فرما دیں۔

عن ابن عباس رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول بین السجدتین فی صلوٰة اللیل "اللهم اغفرلی وارحمنی وعافنی واهدنی وارزقنی"۔(سنن ابن ماجه باب ما یقول بین السجدتین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جلسہ میں یہ دُعا پڑھا کرتے کہ اے اللہ! مجھے معاف فرما دیں، مجھ پر رحم فرما دیں، میرے ساتھ عافیت والا معاملہ فرما، میری رہنمائی فرما دیں اور مجھے رزق عطا فرما دیں۔

عن ابن عباس رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال بین السجدتین فی الصلاة اللیل "رب اغفرلی وارحمنی وارفعنی واهدنی ثم سجد.(مسند احمد رقم الحدیث ۲۸۰۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جلسہ میں یہ دُعا پڑھا کرتے اے اللہ! مجھے معاف فرما دیں، مجھ پر رحم فرما دیں، مجھے عزت عطا فرمائیں اور میری رہنمائی فرما دیں، پھر سجدہ فرماتے۔

عن حذیفة رضی الله عنه أنه أنتهی الی النبی صلی الله علیه واله وسلم فقام

الی جنبه..... وکان یقول بین السجدتین "رب اغفر لی رب اغفر لی"۔

(سنن ابن ماجه باب ما یقول بین السجدتین)(سنن نسائی باب الدعا بین السجدتین)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز میں آپ ﷺ کے قریب کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے دونوں سجدوں کے درمیان (یعنی جلسہ میں) اے میرے رب مجھے معاف فرما، اے میرے رب مجھے معاف فرما پڑھا۔

تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ کرنا:

- عن أبی هریرة رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا قام الی الصلاة یکبر حین یقوم.... ثم یکبر حین یهوی ساجدًا ثم یکبر حین یرفع راسه ثم یکبر حین یسجد۔

(صحیح مسلم، باب اثبات التکبیر فی کل حفض ورفع فی الصلوة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے جب سجدہ سے سر اُٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے۔

سجدہ میں جاتے اور اُٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنا:

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی بهما وقال بعضهم حذو منکبیه واذا اراد أن یرکع وبعد ما یرفع رأسه من الرکوع لا یرفعهما وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین۔ (صحیح أبی عوانه باب رفع الیدین فی افتتاح الصلوة)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز شروع فرماتے رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو سر اُٹھانے کے بعد رفع الیدین نہ کرتے تھے اور نہ ہی سجدوں کے درمیان رفع الیدین کرتے تھے۔

سجدہ کامل نہ کرنے پر وعید:

عن ابو قتادة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أسوا الناس سرقة ألذى يسرق من صلوة قالوا يارسول الله صلى الله عليه واله وسلم و كيف يسرق من صلوته قال لايتم ركوعها ولا سجودها۔

(المستدرك للحاكم برقم الحديث ٨٣٨)(سنن دارمی،باب فی الذی لا یتم الرکوع)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدترین چوری کرنے والا وہ ہے جونماز میں بھی چوری کرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اپنی نماز میں سے کیسے چوری کرے گا! آپ ﷺ نے فرمایا جونماز کا رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا وہ نماز کا چور ہے۔

عن شقيق قال أن حذيفة رأى رجلا لايتم ركوعه ولا سجوده فلما قضى صلوته رأه فقال له حذيفة ماصليت قال واحسبه قال ولو مت غير الفطرة التى فطر الله محمدًا صلى الله عليه واله وسلم۔(صحیح بخاری،باب اذلیم یتمہ الرکوع)

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا وہ نماز میں رکوع وسجدہ ٹھیک ادانہیں کررہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے نماز نہیں پڑھی اگر اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے تو مرے گا تو تیرا حضور ﷺ کے دین فطرت پر مرنا نہ ہوگا۔

رکوع قومہ، جلسہ اور دونوں سجدے اطمینان سے کرنا:

عن أبي هريرة قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم....ثم أركع حتى تطمئن راكعاً ثم أرفع حتى تعتدل قائماً ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا ثم أفعل ذلك فى صلوتك كلها۔(صحیح مسلم،باب وجوب القرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا پھر اطمینان سے رکوع کرو پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ یعنی قومہ کرو پھر اطمینان سے سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ یعنی جلسہ کرو پھر اپنی تمام نماز میں ایسا ہی کرو۔

رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ کی مقدار:

عن البراء رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان سجودہ رکوعہ وقعودہ وما بین السجدتین قریباً من السوائ۔

(صحیح مسلم باب اعتدال ارکان الصلوۃ و تخفیفھا فی)

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سجدے، رکوع، قومہ اور جلسہ میں بیٹھنے کی مقدار تقریباً برابر ہوتی تھی۔

مرد کا دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا مسنون طریقہ:

فقال أبو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ أنا أعلمکم بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم....ثم سجد فأمکن أنفہ وجبھتہ ونحی یدیہ عن جنبیہ ووضع کفیہ حذو منکبیہ ثم رفع رأسہ حتی رجع کل عظم فی موضعہ حتی فرغ ثم جلس فافترش رجلہ أقبل بصدر الیمنی علی قبلتہ۔

(سنن ابو داؤد باب افتتاح الصلوۃ)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں تم لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں پھر فرمایا کہ پھر جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور اپنی ناک اور پیشانی کو زمین سے لگایا اور دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھا اور ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر رکھا پھر سجدہ سے سر اُٹھایا یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ گئی اور جب بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور داہنے پاؤں کو کھڑا کیا اور پاؤں کی اُنگلیوں کو قبلہ رُخ کیا۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح ابن خزیمہ باب سنۃ الجلوس فی التشھد الأول برقم الحدیث ۶۸۹)(سنن الکبری للبیھقی، باب کیفیۃ الجلوس فی التشھد الأول و الثانی برقم الحدیث ۲۵۱۸)(معرفۃ السنن و الآثار للبیھقی، باب التجافی فی السجود برقم الحدیث ۲۵۵۴)(صحیح ابن حبان برقم الحدیث ۱۸۶۷)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال انما السنۃ فی الصلاۃ ان تنصب رجلک الیمنی وتثنی الیسری۔(صحیح بخاری باب سنۃ الجلوس فی التشھد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ نماز کی سنت (نبویہ ﷺ) یہ ہے کہ تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھائے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(موطا امام مالك،باب فی الجلوس فی الصلاة،رقم الحديث،٢٩٠)(سنن طحاوی،باب صفة الجلوس فی الصلاة كيف هو؟،رقم الحديث،١٥٢٣)(مختصر قيام الليل وقيام رمضان و كتاب الوتر،باب ذكر من كره التربيع فی الصلاة)(سنن الكبرى للبيهقي،باب كيفية الجلوس فی التشهد الأول و الثاني، رقم الحديث٢٧٦٦)(معرفة السنن و الآثار للبيهقي،باب كيفية الجلوس فی التشهد الأول و الأخر) (الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف،باب ذكر السنة فی الجلوس بين السجدتين)

دونوں سجدوں کے درمیان مردوں کا ایڑیوں پر بیٹھنا منع ہے:

عن مغيرة بن حكيم قال رأيت ابن عمر رضی الله عنه يجلس على عقيبيه بين السجدتين فی الصلاة .فذكرت له فقال انما فعلته منذ اشتكيت.فقال امام محمد وبهذا نأخذ لا ينبغي أن يجلس على عقبيه بين السجدتين ولكنه يجلس بينهما كجلوسه فی الصلاة وهو قول أبي حنيفه۔(موطا امام محمد،باب الجلوس فی الصلاة)

حضرت مغیرہ بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ نماز کے اندر دونوں سجدوں کے درمیان اپنی ایڑیوں پر بیٹھتے ہیں، میں نے اس اقعاء کا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دو سجدوں کے درمیان اقعاء اس وقت سے شروع کیا جب سے مجھے (پاؤں میں) تکلیف ہوتی ہے، حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت سے ہم نے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ نمازی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ دو سجدوں کے درمیان اپنی ایڑیوں پر بیٹھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

عن مغيرة بن حكيم أنه رأى ابن عمر رضی الله عنه تربع فی سجدتين من الصلاة على صدور قدميه فذكر ذلك له فقال انها ليست من السنة ولكني أفعل ذلك من اجل أني أشتكي.(مصنف عبد الرزاق،باب الاقعاء فی الصلاة)

حضرت مغیرہ بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ نماز کے اندر دونوں سجدوں کے درمیان اپنے پنجوں پر بیٹھنے کے بعد تربع کرتے تھے، میں نے اس کا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ نماز میں سنت نہیں لیکن میں تکلیف کی وجہ سے ایسا کرتا ہوں۔

وضاحت: کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا کیونکہ جسم آخری عمر میں بھاری ہو گیا تھا اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب دو سجدوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے بیٹھتے تو اقعاء کرتے ہوں گے اور اگر زیادہ دیر کے لیے بیٹھتے ہوں گے تو اقعاء کے بعد تربع کی شکل میں بیٹھتے ہوں گے کیونکہ آخری عمر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤں ان کے جسم کا بوجھ زیادہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

عورت کا دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا مسنون طریقہ:

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا جلست المراۃ فی الصلاۃ وضعت فخذھا علی فخذھا الاخری ۔(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ما یستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود)(کنز العمال، رقم الحدیث۲۰۱۹۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت جب نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران دوسری ران پر رکھے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ سئل کیف النساء یصلین علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم؟ قال کن یتربعن ثم امرن ان یحتفزن یعنی یستوین جالسات علی ادرکھن۔(مسند امام اعظم، باب صفۃ الجلوس للتشھد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول ﷺ کے زمانے میں عورتیں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ اُنہوں نے فرمایا (پہلے) چار زانوں بیٹھتی تھیں پھر اُنہیں حکم دیا گیا کہ سمیٹ کر بیٹھیں یعنی اپنے کولہوں پر جم کر بیٹھیں۔

عن منصور عن ابراھیم قال تجلس المراۃ من جانب فی الصلوۃ۔
(مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی المراۃ کیف تجلس فی الصلوۃ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت نماز میں ایک جانب ہو کر بیٹھے۔

فائدہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے عورت کے لیے سدل یعنی دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بیٹھنا زیادہ پسند ہے۔

(المغنی لابن قدامہ، فصل نمبر ۸۲، مسألہ یثبت فی حق المرأة من أحکام الصلاة ما یثبت)

تکبیر کہہ کر دوسری رکعت کے لیے اُٹھنا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال....وكان النبي صلى الله عليه واله وسلم اذا ركع واذا رفع راسه يكبر واذا قام من السجدتين قال الله اكبر.

(صحیح بخاری، باب مایقول الامام ومن خلفه اذا رفع راسه من الركوع)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رکوع فرماتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تھے تو تکبیر کہتے اور جب دونوں سجدے کر کے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے تھے۔

جلسہ اِستراحت نہ کرنا مسنون ہے:

دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر نمازی دوسری رکعت کے لیے سیدھا کھڑا ہو جائے اور بیٹھے نہ کیونکہ یہی آپ ﷺ کی سنت ہے اور اسلافِ اُمت کا اس پر اِجماع ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رجلاً دخل المسجد يصلي ...فقال رسول الله صلى الله عليه واله.... ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تستوى وتطمئن جالسا ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تستوى قائما ثم افعل ذالك في الصلوة كلها. (صحیح بخاری، باب اذا حنث ناسیا فی الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اُس اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اطمینان سے سجدہ کرو پھر سجدہ سے اُٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کرو پھر سجدہ سے سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ (دوسری رکعت کے لیے) سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اسی طرح پوری نماز مکمل کرو۔

عن عبد الرحمن بن غنم أن ابا مالك الاشعري رضي الله عنه جمع قومه فقال يا

معشر الاشعریین أجتمعوا وأجمعوا نساء کم وابناء کم أعلمکم صلوٰة النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لنا بالمدینة(فذکر الحدیث بطولہ وفیہ)ثم قال "سمع اللہ لمن حمدہ"وأستوی قائما ثم کبر وخر ساجدا ثم کبر فرفع رأسہ ثم کبر فسجد ثم کبر فانتھض قائما۔(مسند احمد،حدیث ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہ)

حضرت عبدالرحمن بن غنم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو آپ ﷺ کی نماز سکھاتے ہوئے فرمایا میں تمہیں نبی کریم ﷺ کی نماز سکھلاؤں جو آپ ﷺ مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے (حدیث طویل ہے جس کے آخر میں ہے) پس آپ ﷺ نے تکبیر کہہ کر سجدہ سے سر اُٹھایا پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کیا اور پھر تکبیر کہی اور سیدھے کھڑے ہو گئے۔

عن ابن سھل الساعدی أنہ کان فی مجلس فیہ ابوہ وکان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وفی المجلس ابو ھریرة وابو حمید الساعدی وابو أسید فذکر الحدیث وفیہ ثم کبر فسجد ثم کبر فقام ولم یتورك۔

(سنن ابو داؤد،باب من ذکر التورك فی الرابعة)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک ایسی مجلس میں تھے جس میں ان کے والد بھی تھے جو کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور اسی مجلس میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو حمید ساعدی اور حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہم بھی تھے اُنہوں نے حدیث ذکر کی جس میں یہ بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہہ کر سجدہ کیا پھر تکبیر کہی تو آپ ﷺ بیٹھے بغیر سیدھے کھڑے ہو گئے۔

عن أبی ھریرة رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ینھض فی الصلوٰة علی صدور قدمیہ۔(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب من قال یرجع علی صدور وقدمیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز میں (سجدہ سے) اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل (سیدھے) کھڑے ہوتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ترمذی،باب کیفیت النھوض من السجود)(شرح السنة للبغوی،باب کیفیة النھوض)

فائدہ: قال ابو عیسیٰ (امام ترمذی) حدیث أبي هريرة رضی الله عنه عليه العمل عند أهل العلم يختارون ان ينهض الرجل على صدور قدميه.

(سنن ترمذی، باب کیفیت النہوض من السجود)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہی عمل ہے اور وہ اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ آدمی (نماز کی دوسری اور تیسری رکعت کے لیے) پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑا ہو۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

عن عبد الله بن يزيد قال رمقت عبد الله بن مسعود رضی الله عنه فی الصلوة فرأيته ينهض ولا يجلس قال ينهض على صدور قدميه فی الركعة الاولى والثانية.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان ينهض على صدور قدميه)

عبداللہ بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجود پورے کر لیتے تو اپنے قدموں کے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہو جاتے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب من قال یرجع علی صدور وقدمیه) (مصنف عبد الرزاق، باب کیف النهوض من السجدة الاخرة) (المعجم الكبير للطبرانی ۹/۲۶۶، رقم الحدیث ۹۳۲۷) (مجمع الزوائد باب صفة الصلاة والتكبير فيها) (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان ينهض على صدور قدميه)

عن ابراهيم قال كان ابن مسعود رضی الله عنه فی الركعة الأولى والثانية لا يقعد حين يريد أن يقوم حتى يقوم.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يقول اذا رفعت رأسك من السجدة الثانية)

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد جب اُٹھتے تو درمیان میں بیٹھتے نہیں تھے۔

عن أبي عطية أن ابن عباس وابن عمر رضی الله عنهم كان يفعلان ذلك (يعنى

ینھض فی الصلٰوۃ علی صدور قدمیہ من الآخرۃ وفی الرکعۃ الاولی والثانیۃ)۔

(مصنف عبد الرزاق،باب کیف النھوض من السجدۃ الاخرۃ)

حضرت ابو عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اسی طرح کرتے تھے(یعنی نماز میں اپنے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہوجاتے تھے پہلی رکعت کے بعد اور تیسری رکعت کے بعد)۔

عن عبد الرحمن بن یزید قال کان عبد اللہ رضی اللہ عنہ ینھض فی الصلٰوۃ علی صدور قدمیہ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی،باب من قال یرجع علی صدور قدمیہ)

حضرت عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں اپنے پنجوں کے بل بالکل سیدھے کھڑے ہوجاتے تھے۔

عن عبد الرحمن بن یزید قال کان عبد اللہ رضی اللہ عنہ ینھض علی صدور قدمیہ ولا یجلس اذا صلی فی اول رکعۃ حین یقضی السجود،قال الشیخ ھو عن ابن مسعودٍ رضی اللہ عنہ صحیح۔ (سنن الکبری للبیہقی،باب من قال یرجع علی صدور قدمیہ)

حضرت عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں پہلی رکعت کے سجدے سے اُٹھتے وقت اپنے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہوجاتے تھے،امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ والی حدیث صحیح ہے۔

عن عبید بن أبی الجعد قال کان علی رضی اللہ عنہ ینھض فی الصلٰوۃ علی صدور قدمیہ۔ (مصنف ابن أبی شیبہ،باب من کان ینھض علی صدور قدمیہ)

حضرت عبید بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں اپنے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہوجاتے تھے۔

عن سعید بن منصور عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أنہ کان ینھض علی صدور قدمیہ۔ (اعلاء السنن،باب ترک جلوس الاستراحۃ)

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نے شک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (نماز میں سجدہ سے قیام کی طرف) اپنے قدموں کے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہوجاتے۔

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انه کان ینهض فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیه۔

(مصنف ابن أبي شیبه، باب من کان ینهض علی صدور قدمیه)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں (سجدہ سے قیام کی طرف) اپنے قدموں کے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہوجاتے۔

عن عبدالرحمن بن یزید رأیت ابن عمر رضی اللہ عنہ یقوم علی صدور قدمیه۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، باب من قال یرجع علی صدور قدمیه)

حضرت عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (نماز میں سجدہ سے قیام کی طرف) اپنے قدموں کے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہوجاتے۔

عن خیثمة عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال رأیته ینهض فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیه۔ (مصنف ابن أبي شیبه، باب من کان ینهض علی صدور قدمیه)

حضرت خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نماز میں (سجدہ سے قیام کی طرف) اپنے قدموں کے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہوجاتے۔

ثنا سلیمان الاعمش قال رأیت عمارة بن عمیر یصلی من قبل ابواب کندہ قال فرأیته رکع ثم سجد فلما قام من السجدۃ الاخیرۃ قام کما هو فلما أنصرف ذکرت ذالك له فقال حدیثی عبد الرحمن بن یزید أنه عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یقوم علی قدمیه فی الصلوٰۃ قال الاعمش فحدثت بهذا الحدیث ابراهیم النخعی فقال ابراهیم حدیثی عبد الرحمن بن یزید أنه رأی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یفعل ذالك فحدثت به خیثمة بن عبد الرحمن فقال رأیت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یقوم علی صدور قدمیه فحدثت به محمد بن عبد اللہ الثقفی فقال رأیت عبد الرحمن بن أبی لیلیٰ یقوم علی صدور قدمیه فحدثت به عطیة العوفی رأیت ابن عمر و ابن عباس و ابن الزبیر و ابا سعید الخدری رضی اللہ عنهم یقومون علی صدور اقدامهم فی الصلوٰۃ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب من قال یرجع علی صدور قدمیه)

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمارہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کو ابواب کندہ کی جانب نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رکوع کیا پھر سجدہ کیا جب دوسرے سجدے سے اُٹھے تو جیسے تھے ویسے ہی کھڑے ہوئے، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اس کا تذکرہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے قدموں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوئے، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی تو اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے بھی عبدالرحمن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایسا کرتے دیکھا ہے، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے یہ حدیث خیثمہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی تو اُنہوں نے فرمایا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے قدموں کے پنجوں کے بل پر کھڑے ہوتے تھے، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عبداللہ ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کی تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ بھی اپنے قدموں کے بل ہی کھڑے ہوتے تھے، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے یہ حدیث عطیہ عوفی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے تھے۔

عن الشعبي أن عمر وعلياً رضي الله عنهم و أصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كانوا ينهضون في الصلوٰة على صدور أقدامهم..

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان ينهض على صدور قدميه)

جلیل القدر تابعی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ اپنی نمازوں میں اپنے پنجوں کے بل پر سیدھے کھڑے ہوجاتے تھے (یعنی جلسہ استراحت نہ کرتے)۔

عن ابراهيم قال كان ابن مسعود رضي الله عنه في الركعة الأولى والثالثة لا يقعد

حين يريد أن يقوم حتى يقوم. (مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان ينهض على صدور قدميه)
حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی اور تیسری رکعت سے جب کھڑے ہوتے تو بیٹھتے نہ تھے بلکہ سیدھے کھڑے ہوجاتے تھے۔

عن وهب بن كيسان قال رأيت ابن الزبير رضى الله عنه اذا سجد السجدة الثانية قام كما هو على صدور و قدميه. (مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان ينهض على صدور قدميه)
حضرت وھب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ دوسرا سجدہ کر لیتے تو اپنے پاؤں کے بل جیسے ہوتے ویسے ہی سیدھا کھڑے ہوجاتے (یعنی جلسہ استراحت نہ کرتے)۔

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلسہ استراحت کے قائل نہیں تھے:

عن الزهرى قال كان أشيا خنا لايمايلون يعنى اذا رفع أحدهم رأسه من السجدة الثانية فى الركعة الاولى والثانية ينهض كما هو ولم يجلس.

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان ينهض على صدور قدميه)
امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ (صحابہ رضی اللہ عنہم) مائل نہیں ہوتے تھے یعنی جب کوئی پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتا تو ویسے ہی سیدھا کھڑا ہوجاتا اور بیٹھتا نہ تھے۔

عن النعمان بن أبي عياش قال أدرك غير واحد من أصحاب النبى صلى الله عليه واله وسلم فكان اذا رفع رأسه من السجدة فى اول ركعة والثانية قام كما هو ولم يجلس. (مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان ينهض على صدور قدميه)
حضرت نعمان بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت کے سجدہ سے اپنا سر اُٹھاتے تو اسی حالت میں سیدھے کھڑے ہوجاتے اور بیٹھتے نہیں تھے۔

ترک جلسہ استراحت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع:

حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے

فرماتے ہیں کہ:

أن الصحابة أجمعوا علی ترك جلسة الاستراحة.(السعاية ۲/۲۲۱،طبع سهیل اکیڈمی)

بے شک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جلسہ استراحت کے ترک پر متفق ہیں۔

آثار تابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن محمد بن عبد الله قال كان ابن أبي ليلى ينهض في الصلوٰة على صدور قدميه.

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان ينهض على صدور قدميه)

حضرت محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمن بن لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں اپنے پاؤں کے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہوتے۔

عن زبير بن عدي عن ابراهيم أنه كان يسرع في القيام في الركعة الاولى من آخر سجدة.(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان ينهض على صدور قدميه)

حضرت زبیر بن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اُٹھا کر جلدی سے سیدھے کھڑے ہو جاتے۔

ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم) جلسہ اِستراحت کے مسنون ہونے کے قائل نہیں:

چنانچہ علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ تمہید تحریر فرماتے ہیں کہ:

في التمهيد اختلف الفقها في النهوض من السجود الى القيام فقال مالك والاوزاعي والثوري وابو حنيفة واصحابه ينهض على صدور قدميه ولا يجلس وروى ذالك عن ابن مسعود وابن عمر وابن عباس وقال النعمان بن أبي عياش ادركت غير واحد من اصحاب النبي صلى الله عليه واله وسلم يفعل ذالك وقال ابو الزناد ذالك السنة وبه قال ابن حنبل وابن راهويه وقال احمد واكثر الاحاديث على هذا.(الجواهر النقي للبيهقي ۲/۱۲۵،طبع مكتبة العلمية بيروت)

تمہید میں ہے کہ سجدہ سے قیام کے لیے اُٹھنے میں فقہا کا اختلاف ہے، حضرت امام مالک،

حضرت امام اوزاعی، حضرت سفیان ثوری، حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ حضرات کا کہنا ہے کہ نمازی اپنے قدموں کے بل کھڑا ہو اور جلسہ استراحت نہ کرے اور یہی مروی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے، حضرت نعمان بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسے ہی کرتے ہوئے پایا ہے، حضرت ابو الزناد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جلسہ استراحت نہ کرنا ہی سنت ہے، امام احمد بن حنبل اور امام اسحق بن راہویہ رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر احادیث اسی پر ہیں (یعنی کہ جلسہ استراحت نہ کیا جائے)۔

اکثر اہل علم کا عمل جلسہ استراحت نہ کرنے کا ہے:

قال ابو عیسیٰ (امام ترمذی) حدیث أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ علیہ العمل عند أہل العلم یختارون ان ینہض الرجل علی صدور قدمیہ۔

(سنن ترمذی، باب کیفیت النہوض من السجود)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہی عمل ہے اور وہ اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ آدمی (نماز کی دوسری اور تیسری رکعت کے لیے) پاؤں کے پنجوں کے بل کھڑا ہو۔

ترک جلسہ استراحت پر اجماع اُمت:

أجمعوا انه اذا رفع راسه من آخر سجدة من الركعة الاولى والثانية نهض ولم يجلس الا الشافعي۔ (الجواهر النقی للبیہقی ۲/۱۲۵، طبع مکتبة العلمية بيروت)

تمام اسلاف اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے، سوائے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

بوجہ عذر یا ضعیف العمری کے جلسہ استراحت کرنا جائز ہے:

قال ایوب السختیانی فرأیت عمرو بن سلمة یضع شیئًا لاأرا کم تصنعونه

انه کان اذا رأسه من السجدة الأولی و الثالثة التی لایقعد فیها استوی قاعدًا ثم قام۔ (سنن طحاوی،باب مایفعله المصلی بعد رفعه من السجد الاخیرة من الرکعة الاولی)

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ ایک ایسا کام کرتے ہیں جو میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا وہ کام یہ ہے کہ جب وہ پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اُٹھاتے تو پہلے برابر ہو کر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے حالانکہ اس سجدہ کے بعد نہیں بیٹھا جاتا۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون کی تمام روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

فلما تخالف الحدیثان احتمل ان یکون مافعله فی حدیث مالك الحویرث لعله کانت به فقعد من اجلها لا لانه ذلك من سنة الصلوٰة وقال ولو کانت هذا الجلسة مقصودة لشرع لها ذکر مخصوص۔

(سنن طحاوی،باب مایفعله المصلی بعد رفعه من السجد الاخیرة من الرکعة الاولی)

جب دونوں حدیثوں میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے تو اس کا حل یہی ہے کہ آپ ﷺ نے کسی خاص ذاتی کیفیت کی وجہ سے جلسہ فرمایا ہوگا نہ کہ اس لیے کہ یہ نماز کی سنت ہے اور اگر یہ جلسہ نماز میں مطلوب ہوتا تو خاص طور پر اس کا علیحدہ تذکرہ ضرور فرمایا جاتا۔

فائدہ: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحقیق کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے خود فرمایا کہ بڑھاپے کے سبب اب میں جسیم ہوگیا ہوں، لہٰذا اسی دور میں اس خاص کیفیت کے پیشِ نظر پہلے بیٹھ کر پھر کھڑے ہوتے تھے، ملاحظہ ہو:

عن معاویه بن ابی سفیان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لا تبادرونی بالرکوع ولا بالسجود فمهما اسبقکم به اذا رکعت تدرکونی به اذا رفعت ومهما اسبقکم اذا سجدت تدرکونی به اذا رفعت انی قد بدنت۔ (سنن ابن ماجه،باب النهی ان یسبق الامام بالرکوع)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکوع سجدہ

میں مجھ سے پہلے نہ جاؤ، اس لیے کہ اگر میں رکوع میں تم سے پہلے چلا گیا تو تم مجھے رکوع میں پالو گے، جب میں رکوع سے سر اُٹھاؤں گا اور جب میں تم سے پہلے سجدہ کروں گا تو تم مجھے سجدہ میں پالو گے، جب میں سجدہ سے سر اُٹھاؤں گا، کیونکہ میرا بدن ذرا بھاری ہو گیا ہے۔

علامہ ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ یوسف بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ:

وقال أخبرني يوسف بن موسىٰ أن أبا امامة سئل عن النهوض فقال على صدور القدمين على حديث رفاعة رضى الله عنه وفى حديث ابن عجلان ما يدل على أنه كان ينهض على صدور قدميه وقد روى عن عدة من اصحاب النبي صلى الله عليه واله وسلم وسائر من وصف صلوٰة صلى الله عليه واله وسلم لم يذكر هذه الجلسة وانما ذكرت فى حديث أبي حميد ومالك ابن الحويرث رضى الله عنهم ولو كان هديه صلى الله عليه واله وسلم فعلها دائما لذكرها كل واصف لصلوته صلى الله عليه واله وسلم ومجرد فعله صلى الله عليه واله وسلم لها لايدل على أنها من سنن الصلوٰة الا اذا علم أنه فعلها سنة يقتدى به فيها وأما اذا قدر أنه فعلها للحاجة لم يدل على كونها سنة من سنن الصلوٰة فهذا من تحقيق المناط فى هذه المسئلة۔

(زاد المعاد فى هدى خير العباد فصل فى جلسة الاستراحة طبع مكتبة المنار الاسلامية الكويت)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے نماز میں اُٹھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا پاؤں کے اگلے حصہ پر ہی اُٹھ کر کھڑا ہو، جیسا کہ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے اور عجلان رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں بھی ہے کہ آپ ﷺ بھی پاؤں کے اگلے حصہ پر ہی اُٹھتے تھے اور آنحضرت ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام وہ حضرات جو آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہیں اُنہوں نے آپ ﷺ کی نماز میں اس جلسہ استراحت کا ذکر نہیں کیا، سوائے ابو حمید اور مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہم کی روایت کے، اگر یہ آپ ﷺ کا عام طریقہ ہوتا اور اس کا کرنا دائمی ہوتا تو وہ تمام حضرات اس کا ذکر کرتے جنہوں نے

آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کی ہے اور صرف آپ ﷺ کا اس فعل کو کرنا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ نماز کی سنتوں میں ہے جب تک اس کا ثبوت نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو بطور سنت کیا تا کہ جس کی اقتداء کی جائے، اگر معاملہ ایسا ہو کہ آپ ﷺ نے اس کو ضرورت کے تحت کیا ہے تو پھر اس کے نماز میں سنت ہونے کا ثبوت نہیں، اس مسئلہ میں تحقیق مناط یہی ہے۔

شارح صحیح بخاری مولفہ المحدث الفقیہ ابن بطال قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ما فعله رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لعلة كانت به فقعد من أجلها لا لأن ذالك من سنة الصلوة. (شرح صحیح بخاری ۲/۵۲۸، طبع مکتبہ الرشد الریاض)

کہ رسول اللہ ﷺ کا بیٹھنا (یعنی جلسہ استراحت کرنا) تکلیف کی وجہ سے تھا اس لیے نہیں تھا کہ وہ نماز کی سنت ہے۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

للحاجة لا للعبادة وانها لذلك لا تشرع.

(ارواء الغليل في تخريج احاديث السبيل ۲/۸۳، طبع مكتبة الاسلامى)

جلسہ استراحت مشروع نہیں بلکہ حاجت کے لیے ہے۔

علامہ محمد بن ابی بکر الزرعی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الصلوة وحكم تاركها" میں لکھتے ہیں کہ:

هذه تسمى جلسه الاسترحة ولا ريب أنه صلى الله عليه وآله وسلم فعلها ولكن هل فعلها على أنها من سنن الصلوة وهيئاتها كالتجافى وغيره أو لحاجته اليه لما أسن وأخذه اللحم وهذا الثانى أظهر لو جهين أحدهما أن فيه جميعاً بينه وبين حديث وائل بن حجر و أبي هريرة رضى الله عنهم أنه كان ينهض على صدور قدميه، الثانى أن الصحابة الذين كانوا أحرص الناس على مشاهدة أفعاله وهيئات صلوته كانوا ينهضون على صدور أقدامهم.

(الصلوة وحكم تاركها، صفحه ۲۲۱ تا ۲۲۲، طبع الرياض)

اس کو جلسہ استراحت کہا جاتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آپ ﷺ نے اس کو نماز کی سنت اور اس کا طریقہ ہونے کی بنا پر کیا تھا، جیسے سجدوں میں کشادہ ہونا وغیرہ یا بڑھاپے اور فربہی کی وجہ سے اس کی کوئی ضرورت ہونے کی بنا پر کیا تھا؟ یہ دوسری بات دو وجہ سے زیادہ ظاہر ہے، ایک وجہ یہ کہ اس صورت میں اس جلسہ استراحت کی حدیث اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ اُنگلیوں کی بل کھڑے ہوجاتے تھے کے مابین تطبیق ہوجاتی ہے، دوسری وجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ رسول اللہ ﷺ کے افعال اور آپ ﷺ کی نماز کی ہیئت وطریقوں کو دیکھنے کے سب سے زیادہ مشتاق وحریص تھے، وہ بھی اپنے قدموں کی اُنگلیوں کے بل کھڑے ہوا کرتے تھے۔

سجدہ سے دوسری رکعت کے لیے اُٹھنے کا مسنون طریقہ:

سجدوں کے بعد دوسری رکعت کے قیام کے لیے کھڑے ہوتے وقت ہاتھوں کو زمین پر ٹیکے بغیر کھڑے ہونا مسنون ہے جبکہ ٹیک لگا کے اُٹھنا خلاف سنت ہے۔

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أن یعتمد الرجل علی یدیہ اذا نہض فی الصلوۃ۔

(سنن ابو داؤد، باب کراھۃ الاعتماد علی الیدین فی الصلوۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں (دوسری رکعت کے لیے اُٹھتے وقت) دونوں ہاتھوں کے ساتھ زمین پر ٹیک لگا کر اُٹھنے سے منع فرمایا۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(المستدرك للحاکم، رقم الحدیث ۸۳۲)(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث ۶۹۲)

عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا نہض رفع یدیہ قبل رکبتیہ۔

(سنن ترمذی، باب ماجاء فی وضع الرکبتین قبل الیدین)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جب

سجدہ کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب سجدے سے اُٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔

فائدہ: قال امام ترمذی والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم یرون أن یضع الرجل رکبتیہ قبل یدیہ واذا نھض رفع یدیہ قبل رکبتیہ۔

(سنن ترمذی باب ماجاء فی وضع الرکبتین قبل الیدین)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھا جائے اور سجدہ سے اُٹھتے وقت ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اُٹھایا جائے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجہ باب السجود)(سنن ابوداؤد باب کیف یضع رکبتیہ قبل یدیہ)(سنن نسائی باب اول ما یصل الی الارض من الانسان فی سجودہ)(سنن دارمی باب أول ما یقع من الانسان الأرض اذا أرادا أن یسجد)(صحیح ابن خزیمہ باب البدء بوضع الرکبتین علی الأرض قبل یدیہ رقم الحدیث ۶۲۶)(المستدرک للحاکم باب التامین رقم الحدیث ۸۲۵)(سنن الکبریٰ للبیہقی باب وضع الرکبتین قبل الیدین)(صحیح ابن خزیمہ باب البدء بوضع الرکبتین علی الأرض قبل یدیہ رقم الحدیث ۶۲۹)(صحیح ابن حبان کتاب الصلاۃ رقم الحدیث ۱۹۰۹)(سنن الصغیر للبیہقی باب کیفیۃ الرکوع والسجود والاعتدال فی الرکوع رقم الحدیث ۳۱۱)(سنن الکبری للبیہقی باب وضع الرکبتین قبل الیدین رقم الحدیث ۲۶۲۹,۲۶۲۸)(معرفۃ السنن الآثار للبیہقی باب السجود رقم الحدیث ۳۳۸۷)(سنن طحاوی باب ما یبدأ بوضعہ فی السجود)(سنن الکبری للبیہقی باب وضع الرکبتین قبل الیدین رقم الحدیث ۲۶۳۰)(الأوسط فی السنن والاجماع والاختلاف باب البدء بوضع الرکبتین قبل الیدین فی السجود)(الأحکام الکبریٰ للخراط باب یرفع یدیہ قبل رکبتیہ اذا نھض)(التلخیص الحبیر لابن حجر باب صفۃ الصلاۃ رقم الحدیث ۵۱۸)

عن عبدالجبار بن وائل عن أبیہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فذکر حدیث الصلوٰۃ قال فلما سجد وقعتا رکبتاہ الی الارض قبل ان یقعا کفاہ قال ھمام نا شقیق حدثنی عاصم بن کلیب عن أبیہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بمثل ھذا وفی حدیث أحدھما وا کبر علمی أنہ فی حدیث محمد بن جحادۃ واذا نھض نھض علی رکبتیہ وأعتمد علی فخذہ۔

(سنن ابو داؤد باب کیف یضع رکبتیہ قبل یدیہ)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کی نماز کی حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو آپ ﷺ کے گھٹنے ہتھیلیوں سے پہلے زمین پر لگے، ہمام رحمۃ اللہ علیہ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ ہمیں شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے اسی کے مثل حدیث بیان کی ہے اور دونوں حدیثوں میں سے کسی ایک حدیث میں ہے اور میرا زیادہ علم یہی ہے کہ محمد بن حجاد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ (سجدہ سے) اُٹھتے تو گھٹنوں کے بل پر اُٹھتے اور اپنی رانوں پر سہارا لیتے۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ:

عن أبي جحيفة عن علي رضي الله عنه قال ان السنة في الصلوٰة المكتوبة اذا نهض الرجل في الركعتين الأولين أن لا يعتمد بيديه على الأرض الا أن يكون شيخًا كبيرًا لا يستطيع۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب في الرجل يعتمد على يديه في الصلوٰة)

حضرت ابو جحیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں سنت (نبوی ﷺ) یہ ہے کہ آدمی پہلی دو رکعتوں میں زمین پر ہاتھ ٹیک کر نہ اُٹھے اِلّا یہ کہ کوئی بہت بوڑھا ہو اور جو طاقت نہیں رکھتا۔

عن عبد الله بن يسار رضي الله عنه اذا سجد وضع ركبتيه ثم يديه ثم وجهه فاذا ارادا أن يقوم رفع وجهه ثم يديه ثم ركبتيه۔ (مصنف عبد الرزاق، باب في الرجل اذا انحط)

حضرت عبداللہ بن یسار رضی اللہ عنہ جب سجدہ کرتے تھے تو (زمین پر) پہلے گھٹنے رکھتے تھے اور جب اُٹھتے تھے تو پہلے چہرہ پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے اُٹھاتے تھے۔

عن الحارث عن ابراهيم أنه كان يكره ذلك الا أن يكون شيخًا كبيرًا أو مريضًا۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب في الرجل يعتمد على يديه في الصلوٰة)

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نماز میں ہاتھ ٹیک کر اُٹھنے کو مکروہ سمجھتے تھے مگر یہ کہ کوئی بہت بوڑھا ہو یا بیمار ہو۔

عن مھدی بن میمون عن ابن سیرین أنه کرہ أن یعتمد۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب فی الرجل یعتمد علی یدیه فی الصلوٰۃ)

حضرت مہدی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بے شک ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ (سجدوں سے اُٹھتے وقت) ٹیک لگانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

وھنا لیس کما قالوا لأن أبا داود رواہ عن أربعة من شیوخه قال ابن رافع نھی أن یصلی الرجل وھو معتمد علی یدہ وقال ابن شبویه، نھی أن یعتمد الرجل علی یدہ فی الصلاۃ۔ (کیفیة صلاۃ النبی ﷺ فی ضوء اجتھاد المذھب الحنفی، صفحه۱۰۰)

حضرت ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار اساتذہ سے نقل کیا ہے کہ ابن رافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ پر ٹیک لگائے اور ابن شبویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ پر ٹیک لگائے۔

علامہ ابن القیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی فیصلہ:

ثم کان صلی اللہ علیه واله وسلم ینھض علی صدور قدمیه ورکبتیه متعمدًا علی فخذیه کما ذکر عنه وائل وابو ھریرۃ رضی اللہ عنھم ولا یعتمد علی الارض بیدیه۔ (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ۱/۶۱، طبع مکتبه المنار الاسلامیه الکویت)

پھر رسول اللہ ﷺ اپنے قدموں اور گھٹنوں کے بل کھڑے ہوتے تھے اپنی رانوں پر سہارا لیتے ہوئے جیسا کہ حضرت وائل وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے ذکر کیا اور (آپ ﷺ) دونوں ہاتھوں کو زمین پر نہیں ٹیکتے تھے۔

مشہور عالم امام موسیٰ بن احمد حجاوی صالحی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی فیصلہ:

مشہور حنبلی عالم امام موسیٰ بن احمد حجاوی صالحی رحمۃ اللہ علیہ مسلکِ حنابلہ کی یوں وضاحت فرماتے ہیں کہ:

ثم یسجد الثانیة کالأولی ثم یرفع رأسه مکبرا علی صدور قدمیه معتمدًا علی رکبتیه بیدیه الا أن یشق علیه فیعتمد بالأرض۔

(متن الاقناع مع شرح کشاف القناع ۱/۳۲۶، طبع دار الکتب العلمیه)

پھر پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ کرے پھر اپنے قدموں کے بل کھڑے ہوتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر ٹیک کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اُٹھائے، ہاں اگر دُشواری ہو تو زمین سے سہارا لے سکتا ہے۔

دو رکعتوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرنا:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا دخل فی الصلٰوۃ رفع یدیہ نحو صدرہ واذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع ولا یفعل بعد ذالک۔ (الناسخ والمنسوخ لابن شاھین، باب رفع الیدین فی الصلٰوۃ) (فتح الباری شرح بخاری، باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع رفع)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو سینے کے برابر رفع الیدین کرتے تھے اور جب ایک رکعت پڑھتے اور رکعت سے سر اُٹھاتے اور نہ اس کے بعد (رفع الیدین) کرتے تھے۔

دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ادا کرنا:

قال أبو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ۔۔۔۔ فی الأخری مثل ذالک۔

(سنن ابو داؤد، باب افتتاح الصلٰوۃ)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (جس میں آپ ﷺ کی نماز کی ایک رکعت کی مفصل کیفیت بیان کرنے کے بعد فرمایا) پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کرے جیسے پہلی رکعت ادا کی تھی۔

دوسری رکعت کے شروع میں ثناء اور تعوذ نہ پڑھنا:

عن أبا ھریرۃ رضی اللہ عنہ یقولا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا نھض من الرکعۃ الثانیۃ استفتح القرأۃ "بالحمد للہ رب العالمین" ولم یسکت۔

(صحیح مسلم، باب ما یقال بین التکبیر الاحرام والقرأۃ) (مسند البزار، رقم الحدیث ۹۸۰۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے اُٹھتے تو

''الحمد للہ رب العالمین'' سے قرأۃ شروع فرماتے (ثناء تعوذ کے لیے) خاموشی نہیں اختیار فرماتے تھے۔

دوسری رکعت کی قرأت بسم اللہ سے شروع کرنا:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أنہ کان لایدع "بسم اللہ الرحمن الرحیم" قبل السورۃ وبعد اذا قرأ بسورۃ أخری فی الصلوٰۃ۔

(سنن طحاوی، باب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے اور اس کے بعد دوسری سورۃ سے پہلے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھنا (کبھی) نہیں چھوڑتے تھے۔

دوسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا:

عن أبی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی بنا فیقرأ فی الظهر والعصر فی الرکعتین الأولین بفاتحۃ الکتاب وسورتین۔

(صحیح مسلم، باب القرأۃ فی الظہر والعصر)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھاتے تو پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھتے۔

دوسری رکعت پہلی رکعت سے قدرے چھوٹی رکھنا:

عن أبی قتادۃ رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یطول الرکعۃ الأولی من الظہر ویقصر الثانیۃ و کذلک فی صلاۃ الصبح۔

(صحیح مسلم، باب القرأۃ فی الظہر والعصر) (سنن نسائی، باب تطویل القیام فی رکعۃ الاولی)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ظہر کی پہلی رکعت لمبی اور دوسری چھوٹی ہوتی اور اسی طرح صبح کی نماز میں بھی کرتے تھے۔

فائدہ: دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پوری کرے پس ثناء اور تعوذ نہ پڑھے صرف فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے اور رکوع اور سجدہ کر کے رکعت پوری کر لے۔

قعدہ اولیٰ

دوسری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد تشہد کے لیے بیٹھنے کو قعدہ اولیٰ کہتے ہیں۔

ہر دو رکعت پر تشہد (قعدہ) میں بیٹھنا:

عن الفضل بن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الصلوٰة مثنی مثنی تشهد فی رکعتین۔ (جامع ترمذی، باب ما جاء فی التشخع فی الصلوٰة)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت میں تشہد پڑھنا ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یستفتح الصلوٰة بالتکبیر والقرأة بالحمد لله رب العالمین... وکان یقول فی کل رکعتین التحیة۔ (صحیح مسلم، باب ما یجمع صفة الصلوٰة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز تکبیر سے شروع فرماتے اور قرأۃ "الحمدللہ رب العالمین" سے اور یہ فرماتے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات (کے لیے بیٹھنا) ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها أن النبی صلی الله علیه واله وسلم کان یقول فی الرکعتین التحیات۔ (مصنف عبد الرزاق، باب من نسی التشهد)(مصنف ابن أبی شیبه، باب قدر کم یقعد فی الرکعتین الاولیین)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات (کے لیے بیٹھنا) ہے۔

عن أم سلمة رضی الله عنها أن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال فی کل رکعتین تشهد۔ (مجمع الزوائد، باب التشهد والجلوس والاشارة بالاصبع فیه)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه أنه کان یقول ما جعلت الراحة فی الرکعتین الا للتشهد۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب قدر کم یقعد فی الرکعتین الاولیین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلی دو رکعتوں میں آرام کے لئے نہ ٹھہرا جائے

سوائے تشہد (پڑھنے) کے لئے۔

عن ابراهيم أنه كان يجلس في التشهد في الركعتين قدر التشهد.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب قدر كم يقعد في الركعتين الاوليين)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قعدہ اولیٰ میں تشہد کی بقدر بیٹھا جائے۔

عن الحسن أنه كان يقول لا يزيد في الركعتين الأوليين على التشهد.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب قدر كم يقعد في الركعتين الاوليين)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قعدہ اولیٰ میں تشہد پر زیادتی نہ کی جائے۔

عن مطرف عن الشعبي قال من زاد في الركعتين الأولين على التشهد فعليه سجدتا سهو. (مصنف ابن أبي شيبه، باب قدر كم يقعد في الركعتين الاوليين)

حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو قعدہ اولیٰ میں تشہد میں زیادتی کرے تو وہ سجدہ سہو کرے۔

تشہد کیے بغیر نماز درست نہیں:

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال لا يجوز صلاة الا بتشهد.

(مصنف عبد الرزاق، باب من نسي التشهد)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز بغیر تشہد کے درست نہیں ہوتی۔

مرد کے قعدہ کی مسنون ہیئت:

قعدہ اولیٰ (دو رکعت کے بعد بیٹھنا) اور قعدہ اخیرہ (نماز کے آخر میں بیٹھنا) دونوں کی ہیئت اور سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی ہیئت ایک جیسی ہے، وہ یہ ہے کہ مرد قعدہ میں اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر بیٹھ جائے۔

عن ابن حجر رضي الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يرفع يديه اذا افتتح الصلاة....واذا جلس أضجع اليسرى ونصب اليمنى.

(سنن نسائي، باب موضع اليدين عند الجلوس للتشهد الأول برقم الحديث ١١٥٩)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ

دونوں مبارک ہاتھوں کو اُٹھاتے جب نماز شروع فرماتے، اور جب بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن الکبری للنسائی، باب موضع الیدین عند الجلوس للتشھد الأول، رقم الحدیث۷۵۰)(مسند حمیدی، رقم الحدیث۹۰۹)(سنن ترمذی، باب ما جاء کیف الجلوس)(مصنف ابن أبی شیبه، باب یفترش الیسری وینصب الیمنی، رقم الحدیث۲۹۲۳)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث۸۵,۹۲)

عن عائشة رضی الله عنها وکان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول فی کل رکعتین التحیة وکان یفرش رجله الیسری وینصب رجله الیمنی۔

(صحیح مسلم، باب ما یجمع صفة الصلوٰة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعت کے بعد التحیات کے لیے بیٹھنا ہے اور آپ ﷺ اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے۔

عن ابو حمید الساعدی رضی الله عنه.....فاذا جلس فی الرکعتین جلس علی رجله الیسری ونصب الیمنی۔ (صحیح بخاری، باب صفة الجلوس فی التشھد)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے (آپ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے) فرمایا کہ آپ ﷺ جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن دارمی، باب صفة الصلوٰة رسول الله ﷺ)(شعب الایمان للبیھقی، رقم الحدیث۲۸۶۹)(صحیح ابن خزیمه، باب سنة الجلوس فی التشھد الأول، رقم الحدیث۶۸۹)(سنن طحاوی، باب صفة الجلوس فی الصلاة کیف هو؟، رقم الحدیث۱۵۲۸)(سنن ابو داؤد، باب افتتاح الصلاة، رقم الحدیث۷۳۱)(شرح السنة للبغوی، باب کیفیة القعود للتشھدین)سنن الکبری للبیھقی، باب السجود علی الکفین والرکبتین والقدمین، رقم الحدیث۲۶۴۳)

عن أبو سعید الخدری رضی الله عنه قال أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم تفترش الیسری وتنصب الیمنی۔

(سنن الکبریٰ للبیھقی، باب کیفیة الجلوس فی التشھد الاول والثانی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مرد نماز میں

بیٹھے اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں کو بچھا دے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال انما السنة فی الصلاۃ ان تنصب رجلك الیمنی وتثنی الیسری۔ (صحیح بخاری، باب سنة الجلوس فی التشهد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلا شبہ نماز کی سنت (نبویہ ﷺ) یہ ہے کہ تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھائے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف عبد الرزاق، باب الاقعاء فی الصلاۃ، رقم الحدیث ۳۰۴۲)(سنن ابو داؤد، باب کیف الجلوس فی التشهد، رقم الحدیث ۹۵۹)(سنن طحاوی، رقم الحدیث ۲۱۰۰)(الأمالی والقرأة ۱/۲۸، طبع دار الصحابة للتراث)(مصنف ابن أبی شیبه، باب یفترش الیسری وینصب الیمنی)(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۶۳۴)(سنن الکبریٰ للبیهقی، باب کیفیة الجلوس فی التشهد الاول والثانی)

عن ابراهیم قال کان النبی صلی اللہ علیه واله وسلم اذا جلس فی الصلاۃ أفترش رجله الیسری حتی اسود ظهر قدمیه۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب یفترش الیسری وی نصب الیمنی)

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا دیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں قدموں کی پشت سیاہ ہو گئی تھی۔

عن یزید بن عبداللہ بن قسیط قال کان النبی صلی اللہ علیه واله وسلم یفترش الیسری وینصب الیمنی۔ (مصنف أبن ابی شیبه، باب یفترش الیسری وینصب الیمنی)

حضرت یزید بن عبداللہ قسیط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے۔

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وآثار تابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن الحارث عن علی رضی اللہ عنه أنه کان ینصب الیمنی ویفترش الیسری۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب یفترش الیسری وینصب الیمنی)

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب (تشہد کے لیے) بیٹھتے تو اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور بائیں پاؤں پر بیٹھتے۔

عن عبد الرحمن بن قاسم أنه کان یری عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنه یتربع فی الصلوٰۃ اذا جلس ففعلته وأنا یومئذ حدیث السن فنہانی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنه وقال أنما سنة الصلوٰۃ أن تنصب رجلك الیمنی وتثنی الیسری فقلت انك تفعل ذلك فقال ان رجلی لا تحملانی۔ (صحیح بخاری، باب سنۃ الجلوس فی التشہد)

حضرت عبدالرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو (تشہد میں) چوکڑی مار کر بیٹھے دیکھا تو میں بھی چوکڑی مار کر بیٹھا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں موڑ کر نیچے بچھا دو، ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت پھر آپ کیوں اس طرح بیٹھتے ہیں؟ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاؤں مجھے اس طرح برداشت نہیں کر سکتے۔

<u>وضاحت:</u> یہودیوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو کسی مقام سے نیچے گرایا تھا جس کی وجہ سے ان کے پاؤں میں تکلیف ہوگئی اور وہ بوجھ نہیں برداشت کر سکتے تھے اس لیے قعدہ میں چوکڑی مار کر بیٹھتے تھے۔

عن حماد عن ابراھیم أنه کان یفترش رجله الیسری یضعھا بین الیتیه وینصب الیمنی فیقعد علیھا فی الصلاۃ ویکرہ أن یقعد علی الیمنی الا من عذر۔

(کتاب الآثار للامام أبی یوسف، رقم الحدیث ۳۲۸، طبع دار الکتب العلمیه بیروت)

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بائیں پاؤں پر بیٹھتے تھے یعنی بائیں پاؤں کو سرینوں کے نیچے کرتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھ کر بائیں پاؤں کے اُوپر بیٹھتے اور دائیں پاؤں پر بیٹھنے کو ناپسند کرتے مگر عذر کی وجہ سے۔

عن مغیرۃ عن ابراھیم قال أنه کان یستحب اذا جلس الرجل فی الصلاۃ أن یفترش قدمیه الیسری علی الأرض ثم یجلس علیھا۔

(سنن طحاوی، باب صفۃ الجلوس فی الصلاۃ کیف ھو؟)

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مستحب و مستحسن یہ ہے کہ آدمی جب نماز میں بیٹھے تو بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے۔

اہل کوفہ اور اکثر اہل علم کا عمل:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

والعمل علیه عند اکثر أهل العلم وهو قول سفیان الثوری وأهل الکوفة وابن المبارك. (سنن ترمذی، باب ما جاء کیف الجلوس)

اور اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے سفیان ثوری اور عبداللہ ابن مبارک رحمہما اللہ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

قعدہ میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا:

عن عبد الله بن الزبیر عن أبیه قال کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا جلس یدعو یعنی التشهد یضع یدیه الیمنی ویشیر بأصبعه السبابة ویضع الابهام علی الوسطی ویضع یدیه الیسری علی فخذه الیسری ویلقم کفه الیسری.

(صحیح مسلم، باب صفة الصلوٰة)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (نماز کے دوران) تشریف فرما ہوتے تو دُعا کرتے یعنی تشہد میں دُعا کرتے تھے، آپ ﷺ دایاں دست مبارک رکھتے اور پھر شہادت کی اُنگلی کے ذریعے اشارہ کیا کرتے تھے، آپ ﷺ اس وقت اپنا انگوٹھا درمیانی اُنگلی پر رکھتے تھے جبکہ بایاں دست اپنی بائیں ران پر رکھا ہوتا تھا۔

عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال أتیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم.. واذا جلس فی الرکعتین أضجع الیسری ونصب الیمنی ووضع یدیه الیمنی علی فخذه الیمنی ونصب أصبعه للدعاء ووضع یده الیسری علی فخذه الیسری.

(سنن نسائی، باب موضع الذراعین)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو

میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ جب دو رکعت کے بعد بیٹھ جاتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور (شہادت کی) اُنگلی کھڑی کرتے دُعا کے واسطے اور آپ ﷺ بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔

عن أبو حميد رضى الله عنه أعلمكم بصلوٰة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فذكر بعض هذا قال...ثم جلس فافترش رجله اليسرى وأقبل بصدر اليمنى على قبلته ووضع كفه اليمنى على ركبته اليمنى و كفه اليسرى على ركبته اليسرى وأشار بأصبعه۔ (سنن ابو داؤد، باب افتتاح الصلوٰة)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ (نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے سامنے) رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب آپ ﷺ جب بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور داہنے پاؤں کو کھڑا کیا اور اس کی اُنگلیوں کو قبلہ کی طرف کیا اور اپنی دائیں ران پر دایاں ہاتھ اور بائیں ران پر بایاں ہاتھ رکھتے۔

مرد کا قعدہ میں تورک کرنا منع ہے:

تشہد میں سرین کے بل بیٹھنے کو تورک کہتے ہیں چنانچہ اَحادیث میں تورک کی نفی ملتی ہے جبکہ دایاں پاؤں کھڑا کرنے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھنے کا ذکر ملتا ہے۔

عن أنس رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه واله وسلم نهى عن الاقعاء والتورك فى الصلوٰة۔ (مسند احمد رقم الحديث ۱۲۹۵۶) (سنن الكبرىٰ للبيهقى، باب كيفية الجلوس فى التشهد الاول والثانى)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (التحیات) میں تورک (یعنی دونوں پاؤں یا ایک پاؤں دائیں طرف نکال کر کولہے پر بیٹھنے) سے منع فرمایا۔

عن على رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه واله وسلم يا على! لا تقع اقعاء الكلب۔ (سنن ابن ماجه، باب الجلوس بين السجدتين)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی! (نماز میں تشہد بیٹھتے وقت)

کتے کی طرح چوتڑ زمین پر ٹکا کر مت بیٹھنا۔

عن رفاعه بن رافع رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال للاعرابی اذا سجدت فمکن بسجودك فاذا جلست فاجلس علی رجلك الیسری.

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره الاقعاء فی الصلوٰة)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اعرابی سے فرمایا کہ جب تو سجدہ کرے تو اچھی طرح سجدہ کر اور جب (تشہد میں) بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھ۔

عن سمرة رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم نهی عن التورك والاقعاء.

(مجمع الزوائد، باب الاقعاء والتورك فی الصلوٰة)(المستدرك للحاکم، کتاب الصلوٰة)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اکڑوں بیٹھنے اور تورک کرنے سے منع فرمایا۔

عن عبد الرحمن بن قاسم أنه کان یری عبد الله بن عمر رضی الله عنه یتربع فی الصلوٰة اذا جلس ففعلته وأنا یومئذ حدیث السن فنهانی عبد الله بن عمر رضی الله عنه وقال انما سنة الصلوٰة أن تنصب رجلك الیمنی وتثنی الیسری فقلت انك تفعل ذلك فقال ان رجلی لا تحملانی.

(صحیح بخاری، باب سنة الجلوس فی التشهد)

حضرت عبدالرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو (تشہد میں) چوکڑی مار کر بیٹھے دیکھا تو میں بھی چوکڑی مار کر بیٹھا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں موڑ کر نیچے بچھا دو، ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت پھر آپ کیوں اس طرح بیٹھتے ہیں؟ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاؤں مجھے اس طرح برداشت نہیں کر سکتے۔

عن مغیرة عن ابراهیم أنه کره الاقعاء والتورك.

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کره الاقعاء فی الصلوٰة)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ قعدہ میں تورک کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

قعدہ میں دونوں پاؤں کھڑے رکھنا منع ہے:

عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ينهى أن يفترش الرجل ذراعيه افتراش السبع۔ (صحيح مسلم، باب ما يجمع صفة الصلوٰة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (قعدہ) دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

قعدہ میں دائیں پاؤں کی اُنگلیاں قبلہ رُخ رکھنا:

عن أبو حميد رضي الله عنه أعلمكم بصلوٰة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فذكر بعض هذا قال.....ثم جلس فافترش رجله اليسرى وأقبل بصدر اليمنى على قبلته ووضع كفه اليمنى على ركبته اليمنى و كفه اليسرى على ركبته اليسرى وأشار بأصبعه۔ (سنن ابو داؤد، باب افتتاح الصلوٰة)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ (نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے سامنے) رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور داہنے پاؤں کو کھڑا کیا اور اس کی اُنگلیوں کو قبلہ کی طرف کیا اور اپنی دائیں ران پر دایاں ہاتھ اور بائیں ران پر بایاں ہاتھ رکھتے۔

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال من سنة الصلوٰة أن تنصب القدم اليمنى واستقباله بأصابعها القبلة والجلوس على اليسرى۔

(سنن نسائی، باب استقباله بأصابعها القبلة والجلوس)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ دائیں پاؤں کھڑا رکھے اور اُنگلیاں قبلہ کی جانب کرلے اور قعدہ میں بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھ جائے۔

عورت کے قعدہ کی مسنون ہیئت:

عورت جب نماز میں بیٹھے تو تورک یا تربع کرے یعنی دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کرا

ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور سرینوں پر بیٹھے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا جلست المرأۃ فی الصلوٰۃ وضعت فخذھا علی فخذھا الأخری۔

(سنن الکبریٰ للبیھقی، باب ما یستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت نماز میں بیٹھے تو ایک ران کو دوسری ران پر رکھے۔

قال ابن عمر رضی اللہ عنہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یأمر النساء أن یحتفزن أو تربعن فی التشھد۔

(کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی الجلوس الأخیر والتشھد فیہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سمٹ کر (سرین کے بل دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر) بیٹھنے کا یا چارزانوں بیٹھنے کا حکم فرماتے تھے۔

قال ابو حنیفۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أنہ سئل کیف کن النساء یصلین علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال کن یتربعن ثم امرن أن یحتفزن۔ (مسند امام اعظم، باب کیف تجلس المرأۃ فی التشھد)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے مقدس زمانے میں عورتیں کس طرح (نماز میں) بیٹھا کرتی تھیں! تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے دور میں پہلے عورتیں چارزانوں پر بیٹھا کرتی تھیں پھر عورتوں کو حکم ہوا کہ سمٹ کر (سرین کے بل دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر) بیٹھیں۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عبد اللہ بن الأشج عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أنہ سئل عن الصلوٰۃ المرأۃ فقال تجمع و تحتفز۔ (مصنف ابن أبی شیبہ، باب المرأۃ کیف تجلس فی الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن الاشج رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عورت کے نماز میں بیٹھنے کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا عورت خوب اکٹھی ہوکر اور سمٹ کر نماز پڑھے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال اذا صلی الرجل فلیخوو اذا صلیت المرأۃ فلتحتفز۔

(غریب الحدیث، ۲۲۸/۴، القاسم بن سلام، المتوفی ۲۲۴ھ) (مجمع بحار الانوار ۱/۵۲۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب مرد نماز پڑھے تو اُونچا رہے اور جب عورت نماز پڑھے تو سرینوں پر بیٹھے۔

عن نافع قال کانت صفیۃ أبی عبید رضی اللہ عنہ اذا جلست فی مثنی أو أربع تربعت۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب المرأۃ کیف تجلس فی الصلوٰۃ) (مصنف عبدالرزاق، باب جلوس المرأۃ)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی) صفیہ بنت ابوعبید رضی اللہ عنہا نماز پڑھتی تو تربع کی حالت میں بیٹھتی تھیں (یعنی دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرینوں پر بیٹھتی)۔

عن نافع قال کن نساء ابن عمر رضی اللہ عنہ یتربعن فی الصلوٰۃ۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب المرأۃ کیف تجلس فی الصلوٰۃ)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کی تمام عورتیں تربع (یعنی دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرینوں پر بیٹھتی) کرتی تھیں۔

عن منصور عن ابراھیم قال تؤمر المرأۃ فی الصلوٰۃ فی مثنی ان تضم فخذیھا من جانب۔ (مصنف عبدالرزاق، باب جلوس المرأۃ)

منصور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ نماز کے قعدہ میں اپنے بائیں پاؤں کو اپنی جانب (یعنی دائیں طرف) نکال کر اس طرح بیٹھیں کہ اسکی دونوں رانیں آپس میں مل جائیں۔

عن ابن جریج قال قلت لعطاء أتجلس المرأۃ فی مثنی علی شقها الأیسر۔

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب المرأۃ کیف تجلس فی الصلوٰۃ)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورت اپنی بائیں سرین پر بیٹھے۔

عن ابن جریج قال قلت لعطاء قال تجلس المرأۃ فی مثنا علی شقها الأیسر قال نعم قلت هو أحب الیك من الأیمن قا نعم تجتمع جالسة ما استطاعت.

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب المرأۃ کیف تجلس فی الصلوٰۃ)(مصنف عبدالرزاق،باب جلوس المرأۃ)

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا عورت اپنی سرین کی بائیں جانب پر بیٹھ سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، میں نے پوچھا کیا وہ آپ کو دائیں جانب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا ہاں،عورت جتنا ممکن ہو سمٹ کر بیٹھے۔

عن خالد بن اللجاج قال کن النساء یؤمرن أن یتربعن اذا جلسن فی الصلوٰۃ ولا یجلسن جلوس الرجال علی أوراکهن یتقی ذلك علی المرأۃ مخافة أن یکون منها الشئی۔(مصنف ابن أبی شیبہ،باب المرأۃ کیف تجلس فی الصلوٰۃ)

حضرت لجلاج رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ نماز میں اپنی سرینوں کے بل تربع کی حالت میں بیٹھیں اور مردوں کی طرح عورت نہ بیٹھیں اور فرماتے کہ عورت کے بارے میں یہ احتیاط اس لیے ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس سے (یعنی عورت سے) کوئی چیز (یعنی حیض کا خون وغیرہ) ظاہر ہو جائے (تو زمین پر نہ گرے اور جائے نماز پر نہ گرے تا کہ وہ جگہ پاک رہے اور عورت کا پردہ بھی رہے)۔

عن جابر عن الشعبی قال تجلس المرأۃ فی مثنی کیف شاءت اذا اجتمعت۔

(مصنف عبدالرزاق،باب جلوس المرأۃ)

حضرت جابر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت جس قدر ہو سکے (نماز میں) سمٹ کر بیٹھے۔

قعدہ میں تشہد پڑھنا

عن ابن عباس رضی الله عنه أنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يعلمنا التشهد كما يعلمنا القرآن. (صحیح مسلم باب التشهد فى الصلوٰة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد پڑھنے کی تعلیم ایسے دیتے جیسے قرآن سکھاتے تھے۔

قعدہ میں تشہد کے مسنون الفاظ:

قعدہ اولیٰ اور قعدہ آخیرہ میں تشہد جس کے الفاظ مسنون اور راجح ہے، یہ ہیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

سب زبانی عبادتیں، سب بدنی عبادتیں اور سب مالی عبادتیں صرف اللہ کے لیے ہیں اے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال علمنا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا قعدنا فى الركعتين أن نقول "التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك أيها النبى ورحمته الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله".

(سنن ترمذی، باب ما جاء فى التشهد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا کہ جب ہم دوسری رکعت بیٹھیں تو یہ پڑھیں "التحيات لله والصلوات والطيبات السلام ...."۔

عن شقيق بن عبد الله رضی الله عنه قال كنا اذا صلينا مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم "السلام على الله السلام على فلان" فقال لنا رسول الله

صلی الله علیه واله وسلم ذات یوم أن الله هو السلام فاذا قعد أحدکم فی الصلوٰة فلیقل "التحیا ت لله والصلوات والطیبا ت السلام علیك أیها النبی ورحمته الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین "فاذا قالها أصابت کل عبد الله صالح فی السماء ولأرض" أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله"ثم یتخیر من الکلام ماشاء۔

(صحیح بخاری، باب التشهد فی الاخرة) (صحیح مسلم، باب التشهد فی الصلوٰة)

حضرت شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں پڑھا کرتے اللہ پر سلامتی ہو فلاں پر سلامتی ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو خود ہی سلامتی ہیں جب تم نماز میں بیٹھو تو یہ دُعا پڑھا کرو" التحیا ت لله والصلوات والطیبا ت.... الخ "جب کوئی یہ کہتا ہے تو یہ دُعا پہنچتی ہے ہر ایک بندہ تک زمین وآسمان میں جہاں بھی پھر جو چاہے دُعا مانگے۔

عن أبی وائل عن عبد الله رضی الله عنه قال کنا اذا صلینا خلف النبی صلی الله علیه واله وسلم قلنا "السلام علی الله قبل عبادہ والسلام علی جبریل والسلام علی میکائیل والسلام علی فلان وفلان "فلما سمعها رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال ان الله هو السلام وفاذا جلس أحدکم فی الصلاة فلیقل "التحیا ت لله والصلوات و الطیبا ت السلام علیك أیها النبی ورحمته الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین "فانکم اذا قلتم ذلك أصاب کل عبد فی السماء والأرض" أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله"۔ (صحیح ابی عوانه، باب ایجاب اختیار الدعاء)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں پڑھتے، اللہ پر سلامتی ہو فلاں پر سلامتی ہو تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو خود ہی سلامتی ہیں جب تم نماز میں بیٹھو تو یہ دُعا پڑھا کرو "التحیا ت لله والصلوات... الخ" جب کوئی یہ کہتا ہے تو یہ دُعا پہنچتی ہے ہر ایک بندہ تک زمین وآسمان میں جہاں بھی پھر جو چاہے دُعا مانگے۔

علمی نقطہ: مذکورہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے تشہد کی دُعا کی تعلیم دی، ان اَحادیث میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ تشہد کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قدرے بلند آواز سے پڑھتے ہوں گے اسی لیے آپ ﷺ نے ان کا پڑھنا سنا اوران کی اصلاح فرمائی، لیکن یہ نہیں فرمایا کہ اُونچی آواز سے نہ پڑھا کرو، دراصل ابتدائی دنوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قدرے بلند آواز میں پڑھنے کی رخصت دی گئی تھی تاکہ حضور ﷺ سن سکیں اور ان کی اصلاح فرما سکیں، کبھی کبھی خود حضورِ اقدس ﷺ بھی ثناء، تعوذ، تسمیہ، آمین، رکوع وسجود کی تسبیحات بلند آواز سے پڑھ لیا کرتے تھے، یہ سب تعلیم اُمت کے لیے تھا، لہٰذا اُن حدیثوں کو آمین بالجہر کے سلسلے میں دلیل بنانا جن میں حضور ﷺ کا بلند آواز میں آمین کہنا وارد ہوا ہے کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ حضورِ اقدس ﷺ کا گاہے بگاہے ایسا کرنا تعلیم اُمت کے لیے تھا۔

تشہد کے افضل الفاظ:

علامہ نووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وقال ابو حنيفة واحمد وجمهور الفقهاء واهل الحديث تشهد ابن مسعود رضي الله عنه افضل لأنه عند المحدثين اشد صحة.

(شرح مسلم للنووی ۱/۱۷۲، طبع مکتبۃ العلمیۃ بیروت)

حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل، جمہور الفقہا اور محدثین رحمہم اللہ کے ہاں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت والا تشہد افضل ہے اس لیے کہ محدثین کے ہاں یہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔

تشہد آہستہ پڑھنا مسنون ہے:

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال من سنة الصلاة أن يخفى التشهد

(المستدرک للحاکم لم الحدیث ۱۰۸۰)(سنن ابوداؤد، باب اخفاء التشهد)(سنن ترمذی، باب یخفی التشهد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کی) نماز کی سنت یہ ہے کہ تشہد آہستہ پڑھا جائے۔

فائدہ: قال أبو عیسیٰ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ والعمل علیہ عند أهل العلم۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اہل علم کا عمل ہے۔

قعدہ میں اُنگلی سے اشارہ کرنے کا مسنون طریقہ:

قعدہ میں تشہد پڑھتے ہوئے شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرنا بالاتفاق ائمہ اَربعہ سنت ہے اور صحیح اَحادیث سے ثابت ہے جب تشہد پڑھتے ہوئے کلمہ شہادت پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کی چھوٹی اور ساتھ والی اُنگلی بند کرے اور بیچ والی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور شہادت کی اُنگلی سے "أشهد أن لا اله" پر اشارہ کرے اور "الا الله" پر اُنگلی کو گرا دے۔

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم كان اذا جلس فی الصلوٰة وضع یدیه الیمنی علی ركبته ورفع اصبعه التی تلی الابهام الیمنی یدعوبها ویده الیسری علی ركبته باسطها علیه۔

(صحیح مسلم، باب صفة الجلوس فی الصلوٰة)(سنن ترمذی، باب الاشارة فی التشهد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی اُنگلی یعنی شہادت والی اُنگلی سے اشارہ فرماتے۔

اجتمع ابو حمید الساعدی و ابو اسید وسهل بن سعد ومحمد بن مسلمة رضی الله عنهم فذكروا صلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقال ابو حمید أنا أعلمكم بصلوٰة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم۔۔۔۔أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم جلس یعنی للتشهد فافترش رجله الیسری واقبل بصدرة الیمنی علی قبلته ووضع كفه الیمنی علی ركبته الیمنی و كفه الیسری علی ركبته الیسری واشاره باصبعه یعنی السابة۔ (سنن ترمذی، باب منه الجلوس فی التشهد)

حضرت عباس بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابوحمید، ابواسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم مجمع تھے ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کیا تو ابوحمید رضی اللہ عنہ

نے کہا کہ میں تم لوگوں میں آپ ﷺ کی نماز سے زیادہ واقف ہوں پھر تشہد کے لیے بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور داہنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ موڑ دیا اور اپنی دائیں ہتھیلی کو دائیں گھٹنے پر رکھا اور بائیں ہتھیلی کو بائیں گھٹنے پر رکھا اور اور اپنی شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کیا۔

عن عبد الله بن الزبير رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم کان یشیر باصبعه۔ (صحیح مسلم ،باب صفة الجلوس فی التشهد)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تشہد کی دُعا پڑھتے اپنی اُنگلی سے اشارہ کرتے۔

تشہد میں شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرنے کی کیفیت:

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم کان اذا جلس فی الصلٰوۃ وضع یدیه الیمنی علی رکبته ورفع یده الیمنی علی رکبته الیمنی وعقد ثلاثا وخمسین وأشار بالسبابة۔

(صحیح مسلم ،باب صفة الجلوس فی الصلٰوۃ)(سنن ترمذی ،باب الاشارۃ فی التشهد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں ہاتھ سے (۵۳) کے عدد کی شکل بناتے اور شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرتے۔

تشہد میں اشارہ صرف ایک اُنگلی سے کرنا:

عن أبی هریرۃ رضی الله عنه أن رجلا کان یدعو باصبعیه فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم أحد أحد۔ (سنن ترمذی ،باب منه الجلوس فی التشهد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (تشہد میں) دو اُنگلیوں سے اشارہ کیا کرتا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک اُنگلی سے ایک اُنگلی سے۔

عن سعد رضی الله عنه قال مر علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وأنا ادعو باصابعی فقال أحد أحد۔ (سنن نسائی ،باب بسط الیسری علی الرکبة)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں (قعدہ میں) اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے دُعا مانگ رہا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک انگلی سے ایک انگلی سے۔

تشہد میں اشارہ کے سوا انگلی کو حرکت نہ دینا مسنون ہے:

عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یشیر باصبعہ اذا دعا ولا یحرکھا۔ (سنن نسائی، باب بسط الیسری علی الرکبة، رقم الحدیث ۱۲۷۰)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تشہد کی دُعا پڑھتے اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور پھر اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(صحیح أبی عوانہ، باب بیان الاشارة بالسبابة الی القبلة ورمی، رقم الحدیث ۲۰۱۹)(سنن الکبری للنسائی، باب بسط الیسری علی الرکبة، رقم الحدیث ۱۱۹۳)(سنن ابو داؤد، باب الأشارة فی التشہد رقم الحدیث ۹۸۹)(سنن الکبری للبیہقی، باب روی أنه أشار بها ولم یحرکها)(سنن دارقطنی، باب صفة التشهد ووجوبه)(مسند احمد ۴/۳، طبع دار احیاء التراث بیروت)(تفسیر قرطبی، تفسیر سورة البقرة، آیت ۴۳، طبع در الکتب المصریة قاهرة)(شرح السنة للبغوی، باب کیفیة وضع الیدین فی التشهدین، رقم الحدیث ۶۷۵)(سنن دارمی، باب الاشارة فی التشهد)(الأحکام الکبری للخراط، باب صفة الجلوس للتشهد والاشارة)(المحلی لابن حزم، مسألة یشیر المصلی اذا جلس للتشهد باصبعه ولا یحرکها)(التمهید لما فی الموطا من المعانی والأسانید ۱۳/۱۹۵، طبع وزارة عموم الاوقاف والشؤون الاسلامیة)(التلخیص الحبیر، باب صفة الصلاة، رقم الحدیث ۳۸۹)

عن ابو القاسم مقسم قال حدثنی رجل من اهل المدینة قال.....انما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع ذلك یوحد بها ربه تبارك وتعالی۔

(طبرانی کبیر بحوالہ مجمع الزوائد، باب التشهد والجلوس والاشارة بالاصبع فیه)

حضرت ابو القاسم مقسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے مدینہ کے ایک شخص نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے ایک ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے انگلی اُٹھاتے تھے۔

استدلال: ظاہر ہے تشہد میں ایک ہی بار توحید کی شہادت کے الفاظ آتے ہیں لہٰذا ایک ہی بار شہادت کی انگلی اُٹھانا سنت ہے۔

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه أنه رأى رجلا يحرك الحصى بيده وهو فى الصلاة فلما انصرف قال له عبد الله لا تحرك الحصى وأنت فى الصلاة فان ذلك من الشيطان ولكن اصنع كما كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يصنع قال و كيف كان يصنع؟ قال فوضع يده اليمنى على فخذه اليمنى و أشار بأصبعه التى تلى الابهام فى القبلة ورمى ببصره اليها أو نحوها ثم قال هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يصنع۔

(سنن نسائی،باب موضع البصر فی التشهد)(سنن الکبریٰ للبیہقی،باب روی أنه اشار بها ولم يحركها)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کی حالت میں ہاتھوں سے کنکری کو حرکت دے رہا تھا تو نماز کی فراغت کے بعد اس شخص سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز کی حالت میں کنکری کو حرکت نہ دو، اس لیے کہ یہ شیطانی عمل ہے، بلکہ وہ عمل کرو جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے، اس شخص نے دریافت کیا کہ اس وقت آپ ﷺ کا کیا عمل تھا؟ روای کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا اور انگوٹھے کے پاس والی اُنگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا اور اپنی نگاہ کو اُنگلی پر یا اس کے آس پاس رکھا، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

استدلال: اس حدیث میں بھی صحابی رسول اللہ ﷺ اُنگلی کو مسلسل حرکت دینے سے منع کر رہے ہیں، کیونکہ مسلسل اُنگلی کے اشارہ سے ہی کنکری کو حرکت دینے کی وجہ سے ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اُس شخص کو منع فرمایا، اور اُنگلی کی مسلسل حرکت کو شیطانی عمل قرار دیا۔

عن هشام بن عروة ان اباه كان يشير باصبعه فى الدعاء ولا يحركها۔

(مصنف ابن أبی شیبه، کتاب الدعاء،باب ما قالوا فی تحریك الاصبع فی الدعاء)

حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد (حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی) تشہد پڑھتے وقت اُنگلی سے صرف اشارہ کرتے، ہلاتے نہیں رہتے تھے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تطبیق بین الاحادیث:

قال القاری: قال ابن الملك هذا الحديث يدل على أنه لا يحرك الاصبع اذا

رفعها للا شارة وعليه أبو حنيفة.قلت اخرج البيهقي من حديث وائل بن حجر رضي الله عنه وفيه ثم رفع اصبعه فرأيته يحركها يدعوبها ثم قال البيهقي فيحتمل أن يكون المراد بالتحريك الاشارة بها لاتكرير تحريكها فيكون موافقا لرواية ابن الزبير رضي الله عنه۔(بذل المجهود شرح ابوداؤد ۵/۲۱۹،طبع قاهره)

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اُنگلی کو حرکت نہ دی جائے جب اس سے اشارہ کیا جائے، میں کہتا ہوں کہ بیہقی نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے جس میں ہے کہ پھر آپ ﷺ نے اُنگلی اُٹھائی تو میں نے اُنگلی کو حرکت دیتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ اس وقت التحیات پڑھ رہے تھے، پھر بیہقی نے کہا کہ اس بات کا احتمال ہے کہ حرکت سے مراد اشارہ ہو اس کو مستقل حرکت دینا مراد نہ ہو، تاکہ یہ روایت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ہوجائے۔

امام خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی فیصلہ:

امام خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (صحیح ابن خزیمہ) میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اُنگلی کی حرکت دینے والی روایت کو نقل کرنے کے بعد اس روایت کے شاذ ہونے کو یوں فرمایا کہ اَحادیث میں سوائے اس حدیث کے کسی بھی حدیث میں (یحرکھا) کا لفظ نہیں۔

(صحيح ابن خزيمه كتاب الصلاة،باب صفة اليدين على الركبتين في التشهد)

مزید واضح ہو کہ یہ روایت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے گیارہ راویوں نے نقل کی ہے سوائے زائدہ بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کے دس راویوں نے یہ حدیث (یحرکھا) کے لفظ کے بغیر نقل کی ہے جو کہ اس روایت کے شاذ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

آئمہ اَربعہ کا متفقہ مسلک:

مذہب حنفیہ، شافعیہ، حنبلیہ تمام کے نزدیک تشہد میں اُنگلی کو مسلسل حرکت دینا درست نہیں اور امام ابن رجب مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۴۲ھ) نے بھی اپنی مختصر میں لکھا ہے کہ امام مالک کا مشہور مذہب عدم تحریک ہے، اسی طرح قاضی ابن العربی (المتوفی ۵۴۳ھ) نے جامع ترمذی کی شرح عارضۃ الاحوذی جلد ۲ صفحہ ۸۵ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"وأياكم تحريك الأصابع في التشهد،ولا تلتفتوا الى رواية العتبيه فانها بلية"

تشہد میں تحریک اُنگلی سے پرہیز کرواور تحریک سے متعلق "العتبیہ" کتاب کی روایت قابل التفات نہیں ہے۔

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

چنانچہ علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "المحلی" میں فرماتے ہیں کہ:

ونستحب أن يشير المصلى اذا جلس للتشهد بأصبعه ولا يحركها۔

(المحلی بالآثار، مسألة ٤٦٠، يشير المصلى اذا جلس للتشهد بأصبعه ولا يحركها، طبع دار الكتب العلميه)

ہم مستحب سمجھتے ہیں کہ نمازی جب تشہد میں بیٹھے تو اپنی شہادت والی اُنگلی سے اشارہ کرے اور (اس کے بعد) اسے حرکت نہ دے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ٦٢٠ھ) کی تحقیق:

ويشير بالسابة يرفعها عند ذكر الله تعالىٰ فى تشهده لما رويناه ولا يحركها لما روى عبدالله بن الزبير ان النبى صلى الله عليه واله وسلم كان يشير بأصبعه ولا يحركها، رواه ابو داؤد۔ (المغنى لابن قدامة، مسالة اذا جلس للتشهد، طبع القاهرة)

اور تشہد میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہتے وقت شہادت سے اشارہ کرے یعنی اُٹھائے جیسا کہ روایات اُوپر گزر چکی ہیں اور بار بار ہلاتے نہ رہے اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی اُنگلی سے اشارہ فرماتے تھے، ہلاتے نہیں رہتے تھے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ٦٧٦ھ) کی تحقیق:

الصحيح الذى قطع به الجمهور انه لا يحركها فلو حركها كان مكروهاً ولا تبطل صلاته لانه عمل قليل۔ (المجموع ٣/٤٥٤، طبع دار الفكر بيروت)

صحیح بات وہ ہے جس کو جمہور علماء نے اختیار کیا کہ نماز میں اُنگلی کو نہ ہلائے، اگر بار بار ہلائے گا تو مکروہ ہوگا اگرچہ نماز باطل نہیں ہوگی اس لیے کہ عمل قلیل ہے۔

علامہ شرف الدین اسماعیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ٨٣٧ھ) کی تحقیق:

ويرفع المسبحة فى اثناء كلمة الشهادة ولا يحركها۔

(روض الطالب ونهاية مطلب الراغب ١/١٢٦، طبع دار المنهاج)

تشہد میں اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتے وقت شہادت کی اُنگلی کو اُٹھ مائے، ہلاتا نہ رہے۔

علامہ محمد بن قاسم شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۸ھ) کی تحقیق:

ولا یحرکھا فان حرکھا کرہ۔ (فتح القریب المجیب فی شرح الفاظ التقریب ۱/۸۲، طبع دار ابن حزم)

(تشہد میں شہادت کی) اُنگلی کو قبلہ کی طرف سیدھا رکھے، ہلاتا نہ رہے، ہلاتے رہنا مکروہ ہے۔

علامہ زکریا انصاری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۲۶ھ) کی تحقیق:

ویستحب ان یکون رفعھا الی القبلۃ وان ینوی بہ الاخلاص بالتوحید قال الشیخ نصر المقدسی وان یقیمھا (ولا یحرکھا) ای ولا یستحب تحرکھا بل یکرہ لانہ قد یذھب الخشوع۔ (اسنی المطالب ۱/۱۶۵، طبع دار الکتاب الاسلامی)

تشہد میں شہادت کی اُنگلی کو قبلہ کی طرف سیدھا اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا تصور کرے، شیخ نصر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُنگلی کو سیدھا رکھے، نیچے نہ کریں اور ہلاتے نہ رہے، اُنگلی ہلاتے رہنا مکروہ ہے اس لیے کہ یہ خشوع کے منافی ہے۔

علامہ شمس الدین محمد خطیب شربینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۷ھ) کی تحقیق:

ولا یحرکھا للاتباع فلو حرکھا کرہ۔ (الاقناع فی حل الفاظ أبی شجاع ۱/۱۳۵، طبع دار الفکر)

اتباعِ سنت کی وجہ سے شہادت کی اُنگلی کو تشہد میں ہلاتے نہ رہے اگر بار بار ہلائے تو نماز مکروہ ہوگی۔

اکابر علمائے اہلحدیث کی تائیدات:

(1) ابو الحسنات علی محمد سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: شہادت ہر اُنگلی سے تشہد میں اشارہ کرنا سنت ہے، لا پر کلمہ کی اُنگلی اُٹھائے اور الا پر رکھ دے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ۲/۱۸۳، طبع مکتبہ رحمانیہ)

(2) مولوی عبد الستار رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: جس وقت پڑھتا ہوا الا الہ الا اللہ پر پہنچے تب اُنگلی کو متحرک کرے۔ (فتاویٰ ستاریہ ۱/۶۴)

(3) حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ درود کے بعد اشارہ کرنا کے عنوان کے تحت تشہد میں اشارہ والی حدیث نقل کرتے ہیں (یعنی ان کے نزدیک درود کے بعد اشارہ کرنا چاہیے)۔

(ہدیۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل، صفحہ ۵۹، طبع مکتبہ اسلامیہ)

(4) حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: اُنگلی کو حرکت دینی ہے یا نہیں؟ دینی ہے تو کہاں دینی ہے؟ اول تو اشارہ ہی کافی ہے، تاہم اگر کوئی حرکت بھی دے لے تو گنجائش ہے۔ (مسنون نماز اور روزمرہ کی دُعائیں، صفحہ ۶۶)

(5) حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: اُنگلی کو مسلسل حرکت دیتے رہنے کا بھی کوئی واضح ثبوت نہیں، اُنگلی سے اشارہ کرنا دراصل توحید کی گواہی دینا ہے اور یہ مقصد صرف اُنگلی کے اشارے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ (مسنون نماز اور روزمرہ کی دُعائیں، صفحہ ۶۷)

(6) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: اس کلمہ شہادت پر آپ انگشتِ شہادت یعنی انگوٹھے کے ساتھ کی اُنگلی جس کو الگ کھلا رکھتا تھا، اُٹھائے کہ مثلِ دیگر اذکار و افعال کی مطابقت کے اس قول یعنی شہادتِ توحید اور اس فعل یعنی ایک اُنگلی اُٹھا کر اشارہ کرنے میں بھی مطابقت ظاہر ہو۔ (صلوٰۃ النبی، صفحہ ۴۲، طبع طارق اکادمی)

(7) سنن ابوداوٗد کا ترجمہ اور شرح جس کا ترجمہ ابوعمار عمر فاروق سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اور تحقیق و تخریج زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اور نظر ثانی و اضافہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، یہ تمام اہلحدیث حضرات متفقہ طور پر لکھتے ہیں کہ: تاہم حرکت کی تکرار اور کثرت، جیسا کہ رواج ہوتا جا رہا ہے، اس کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔

(سنن ابوداوٗد اُردو ۱۳۷/۲، کتاب الصلاۃ، تشہد کے احکام و مسائل، طبع دارالسلام)

اُنگلی کے اشارہ کے وقت اُنگلی قبلہ رُخ رکھنا:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أنہ رأی رجلا ... وقال فوضع یدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی و أشار بأصبعہ التی تلی الابہام فی القبلۃ . (سنن نسائی، باب موضع البصر فی التشھد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا (کہ وہ نماز کی حالت میں تھا) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (روای کہتے ہیں اس طرح کیا) کہ اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا اور انگوٹھے کے پاس والی اُنگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا۔

اشارہ کے لیے اُنگلی کب اُٹھائے اور کب گرائے:

امام حلوائی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

أنه یرفع الاصبع عند النفی ویضعها عند الاثبات اشارة۔ (کبیری، صفحہ ۳۲۸)
اور اُنگلی کو نفی (لا الہ) کے وقت اُٹھائے اور اثبات (الا اللہ) کے وقت نیچے گرادے۔

اشارہ کے وقت نگاہ اُنگلی پر رکھنا:

عن عبد الله بن الزبیر رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه واله وسلم کان اذا قعد فی التشهد وضع کفه الیسری علی فخذه الیسری وأشار بالسبابة لا یجاوز بصره اشارته۔ (سنن نسائی، باب موضع البصر فی التشهد)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تشہد میں بیٹھ جایا کرتے تھے تو آپ ﷺ بائیں طرف کی ہتھیلی بائیں ران پر اور دائیں ہاتھ کی اُنگلی سے اشارہ فرماتے اور اسی جگہ پر اپنی نگاہ رکھتے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه أنه رأی رجلا یحرك الحصی بیده وهو فی الصلاة فلما انصرف قال له عبد الله لا تحرك الحصی وأنت فی الصلاة فان ذلك من الشیطان ولکن اصنع کما کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یصنع قال و کیف کان یصنع؟ قال فوضع یده الیمنی علی فخذه الیمنی و أشار بأصبعه التی تلی الابهام فی القبلة ورمی ببصره الیها أو نحوها ثم قال هکذا رأیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یصنع۔ (سنن نسائی، باب موضع البصر فی التشهد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا (کہ وہ نماز کی حالت میں تھا) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (راوی کہتے ہیں اس طرح کیا) کہ اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا اور انگوٹھے کے پاس والی اُنگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا، اور اپنی نگاہ کو اُنگلی پر یا اس کے آس پاس رکھا، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

اشارہ کے بعد اُنگلی کو قدرے اُٹھا کر رکھنا:

مالك بن نمیر الخزاعی رضی الله عنه من أهل البصرة ان أباه حدیثه انه رأی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قاعدًا فی الصلوة واضعًا ذراعه الیمنی علی فخذه الیمنی رافعًا أصبعه السبابة۔ (سنن نسائی، باب بسط الیسری علی الرکبة)

حضرت مالک بن نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ نے اپنے والدؒ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز کے دوران بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کا دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور شہادت کی اُنگلی کو اٹھائے ہوئے تھے جو قدرے جھکی ہوئی تھی۔

فائدہ: تشہد میں شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرنے کے بعد اُنگلی کو بالکل نہ گرائے بلکہ تھوڑا سا اُٹھا کر رکھنا مسنون ہے۔

اُنگلیوں کا حلقہ آخر نماز تک رکھنا:

عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن جده قال دخلت علی النبی صلی الله علیه واله وسلم وهو یصلی وقد وضع یده الیسری علی فخذه الیسری ووضع یده الیمنی علی فخذه الیمنی وقبض أصابعه وبسط السبابة وهو یقول" یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك"۔ (سنن ترمذی، ابواب الدعوت، باب بلا ترجمه)

عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا (حضرت شہاب بن مجنون رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی شہادت والی اُنگلی کو بچھایا ہوا تھا اور یہ دُعا پڑھ رہے تھے "یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك"۔

فائدہ: دُعا تشہد میں درود شریف کے بعد سلام پھیرنے کے قریب مانگی جاتی ہے، آپ ﷺ اس وقت بھی اُنگلی کو بچھا کر اسی حالت پر برقرار رکھے ہوئے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنگلی کو آخر نماز تک بچھائے رکھنا ہی مسنون ہے۔

چنانچہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ترمذی شریف کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

قلت فیه ادامة اشارة التشهد الی آخر الصلوٰة۔ (الثواب الحلی علی جامع الترمذی ۲/۱۹۹)

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں یہ ثابت ہے کہ اشارہ آخر نماز تک برقرار رکھنا چاہیے۔

تشہد میں اُنگلی کا اشارہ کرنے کی فضیلت:

عن عبد الله بن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لهی أشد علی الشیطان من الحدید یعنی السبابة۔ (مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اُنگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر لوہے سے زیادہ سخت ہے۔

قعدہ اولیٰ میں تشہد کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھنا:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم التشهد فی وسط الصلوٰۃ وفی اخرها ...."التحیات للہ والصلوات و الطیبات السلام علیك ایها النبی ورحمته اللہ وبركاته السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین أشهد ان لا اله الا اللہ واشهد ان محمدا عبده ورسوله" قال ثم ان كان فی وسط الصلوٰۃ نهض حین یفرغ من تشهده.

(سنن نسائی، باب کیف التشهد الاولی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نماز کے اول تشہد اور آخر تشہد کی تعلیم دی "التحیات للہ والصلوات.... الخ" اور فرماتے تھے کہ نمازی اگر نماز کے درمیان ہو تو اپنے تشہد سے فارغ ہو کر کھڑا ہو جائے۔

عن الأسود بن یزید عن أبیه قال وكنا نحفظه عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنه كما نحفظ حروف القرآن حین اخبرنا أن رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم علمه ایاه قال فكان یقول اذا جلس فی وسط الصلاۃ وفی اخرها علی وركه الیسری "التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیك ایها النبی ورحمته اللہ وبركاته السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین أشهد ان لا اله الا اللہ واشهد ان محمدا عبده ورسوله" قال ثم اذا كان فی وسط الصلوٰۃ نهض حین یفرغ من تشهده.

(صحیح ابن خزیمہ، باب الاقتصار فی الجلسة الاولی علی التشهد وترك الدعاء بعد التشهد الاول)

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشہد کے کلمات فرماتے ہیں (اسی اہتمام کے ساتھ) یاد کرتے تھے جیسے قرآن مجید کے حروف سیکھے جاتے ہیں، جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ ان کلمات کی

انہیں خود رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی اور فرماتے تھے کہ جب نمازی نماز کے درمیانی (تشہد میں) ہوتو اپنی بائیں سرین پر بیٹھے تو یہ کلمات پڑھے "التحیات للہ والصلوات والطیبات....الخ"۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ نماز کے درمیان میں ہوتے تو تشہد سے فارغ ہوکر کھڑے ہوجاتے۔

عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال غلمنا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم أن نقول اذا جلس فی الرکعتین الأولیین کأنه علی الرضف....أن لا یطیل الرجل القعود فی الرکعتین الأولیین ولا یزید علی التشهد شیئًا۔

(سنن ابو دؤد، باب فی تخفیف القعود)(سنن ترمذی، باب مقدار القعود فی الرکعتین الاولین)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر ایسا بیٹھتے گویا گرم توے یا پتھر پر بیٹھتے ہوں (یعنی جلد اُٹھ جاتے) اور پہلا قعدہ لمبا نہ کیا جائے اور تشہد میں اضافہ نہ کیا جائے۔

آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمہم اللہ:

عن تمیم بن سلمة قال کان أبو بکر رضی الله عنه اذا جلس فی الرکعتین کأنه علی الرضف یعنی حتی یقوم۔ (مصنف ابن أبی شیبه، ابا قدر کم یقعد الرکعتین الاولین)

حضرت تمیم بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دو رکعت کے بعد بیٹھتے تو ایسا لگتا جیسے توے پر بیٹھتے ہوں (یعنی آپ رضی اللہ عنہ جلدی کھڑے ہوجاتے تیسری رکعت کے لیے)۔

عن عیاض بن مسلم عن ابن عمر رضی الله عنه أنه کان یقول ما جعلت الراحة فی الرکعتین الا للتشهد۔ (مصنف ابن أبی شیبه، ابا قدر کم یقعد الرکعتین الاولین)

حضرت عیاض بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دو رکعت میں راحت صرف تشہد کے لیے رکھی گئی ہے۔

عن الحسن أنه کان یقول لا یزید فی الرکعتین الأولین علی التشهد۔

(مصنف ابن أبی شیبه، ابا قدر کم یقعد الرکعتین الاولین)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نمازی پہلی دو رکعتوں میں تشہد پر زیادتی نہ کرے۔

أخبرنا مغيرة عن ابراهيم أنه كان يجلس فى التشهد فى الركعتين قدر التشهد مترسلاً ثم يقوم۔ (مصنف ابن أبى شيبه، اباقدر كم يقعد الركعتين الاولين)

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد میں تیز تشہد پڑھنے کی مقدار بیٹھتے اور پھر کھڑے ہوجاتے۔

عن مطرف عن الشعبى قال من زاد فى الركعتين الأولين على التشهد فعليه سجدتا سهو۔ (مصنف ابن أبى شيبه، اباقدر كم يقعد الركعتين الاولين)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس نے پہلی دو رکعتوں میں تشہد پر زیادتی کی اس پر سجدہ سہو واجب ہوگیا۔

قعدہ اولیٰ سے تیسری رکعت کے لئے اُٹھتے وقت تکبیر کہنا:

عن مطرف قال صليت أنا وعمران بن حصين رضى الله عنه صلوٰة خلف على بن أبى طالب رضى الله عنه فكان اذا سجد كبر واذا رفع كبر واذا نهض من الركعتين كبر۔ (صحيح بخارى، باب يكبر وينهض من السجدتين)

حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بھی اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ رضی اللہ عنہ سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے جب سر اُوپر اُٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتوں سے سر اُٹھاتے تو تکبیر کہتے۔

تیسری رکعت کے شروع میں رفع الیدین نہ کرنا:

عن ابن عمر رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا دخل فى الصلوٰة رفع يديه نحو صدره واذا رفع رأسه من الركوع ولا يفعل بعد ذلك۔

(الناسخ والمنسوخ لابن شاهين، باب رفع اليدين فى الصلوٰة)(فتح البارى شرح بخارى، باب رفع اليدين واذا كبر واذا رفع)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ سینہ تک اُٹھاتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور نہ اس کے بعد کرتے۔

فرض نماز کی آخری دو رکعت میں قرأت کا حکم

امام اور منفرد کے لیے ضروری ہے وہ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ یا کم از کم تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت ملائے اور جبکہ فرض کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھ لے ہاں اگر وقت انتہائی کم ہو اور سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بقدر بھی توقف نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں تسبیحات پڑھ لینا بھی کافی ہو جائے گا، اور نماز ادا ہو جائے گی، لیکن یاد رہے فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا تسبیحات سے افضل ہے اور تسبیحات خاموش رہنے سے افضل ہے۔

عن أبي قتادة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه واله وسلم كان يقرأ في الظهر في الأوليين بأم الكتاب وسورتين وفي الركعتين الاخريين بأم الكتاب.

(صحیح بخاری، باب یقرأ فی الاخرین بأم الکتاب)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور ساتھ کوئی دوسری سورۃ پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے۔

عن جابر بن سمرة رضي الله عنه أن أهل الكوفه شكوا سعدًا رضي الله عنه الى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فذكروا من صلوته فأرسل اليه عمر فقدم عليه فذكر له ما عابوه به من أمر الصلوة فقال اني لأصلي بهم صلوة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ما أخرم عنها اني لأركد بهم في الأوليين وأحذف في الأخريين فقال الظن بك أبا اسحق. (صحیح بخاری، باب یطول فی الاولین ویحذف فی الاخرین)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کوفیوں نے تیری ہر طرح کی شکایت کی ہے حتی کہ تمہاری نماز کی بھی شکایت کی ہے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تو نماز کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور لمبی سورتیں پڑھتا ہوں آخری دو رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ حذف کرتا ہوں (یعنی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں) میں تو رسول اللہ ﷺ کی

پیروی میں کوئی کمی نہیں کرتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یقیناً تو سچا ہے۔

عن الزهري وكان جابر بن عبدالله يقرأ في الركعتين الأوليين من الظهر و العصر بأم القرآن وسورة وفي الاخريين بأم القرأن.

(مصنف عبد الرزاق،باب كيف القرأة في الصلاة؛وهل يقرأ ببعض السورة؟)

حضرت امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھتے جبکہ آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

عن ابن سيرين قال نبئت أن ابن مسعود رضي الله عنه كان يقرأ في الظهر والعصر في الركعتين الأوليين بفاتحة الكتاب وما تيسر وفي الأخريين بفاتحة الكتاب.(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان يقرأ في الأوليين بفاتحة الكتاب وسورة)

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھتے جبکہ آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

عن عبيد الله بن رافع كان يعني عليا رضي الله عنه يقرأ في الأولين من الظهر والعصر بأم القرآن وسورة ولا يقرأ في الأخرين.

(مصنف عبد الرزاق،باب كيف القرأة في الصلاة؛وهل يقرا ببعض السورة؟)

حضرت عبیداللہ بن رافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور دوسری سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں قرأۃ نہیں کرتے تھے۔

عن أبي اسحاق عن الحارث عن علي رضي الله عنه قال كان لا يقرأ في الأخرتين ويسبحهما سبحتين.(مصنف عبد الرزاق،باب كيف القرأة في الصلاة؛وهل يقرأ ببعض السورة؟)(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان يقول سبح في الأخريين ولا يقرأ)

حضرت حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آخری دو رکعتوں میں قرأۃ نہیں کرتے تھے بلکہ ہم تسبیح سنتے۔

عن زید بن علی عن أبیه عن جدة عن علی بن أبی طالب رضی الله عنه أنه کان یعلن القرأة فی الاولیین من المغرب والعشاء والفجر ویسر القرأة فی الاولیین من الظهر والعصر وکان یسبح فی الأخریین من الظهر والعصر والعشاء والرکعة الأخیرة من المغرب۔ (مسند امام زید بن علی، باب القرأة فی الصلاة، رقم الحدیث ۸۲)

حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مغرب، عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر میں قرأۃ بلند آواز سے کرتے، ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں قرأۃ آہستہ کرتے، ظہر، عصر اور عشاء کی آخری رکعت میں تسبیح کہتے تھے۔

عن أبی اسحق عن علی وعبدالله رضی الله عنهم أنهما قالا أقرأ فی الأولین وسبح فی الأخریین۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب من کان یقول سبح فی الأخریین ولا یقرأ)

حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم دونوں حضرات نے فرمایا کہ پہلی دو رکعتوں میں قرأۃ کر اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح کہہ لے۔

عن أبی اسحاق عن علی رضی الله عنه قال یسبح ویکبر فی الأخریین۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب من کان یقول سبح فی الأخریین ولا یقرأ)

حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آخری دو رکعتوں میں (نمازی) تسبیح یا تکبیر کہہ لے۔

آثار تابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم:

عن أبی حنیفة عن حماد عن ابراهیم عن أصحاب ابن مسعود رضی الله عنه أنهم کانوا یقرؤن فی الرکعتین الأولیین بفاتحة الکتاب وشئی معها ولا یقرؤن فی الأخریین شیئا۔ (کتاب الآثار للامام أبی یوسف، باب افتتاح الصلاة)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور (قرآن کی سورۃ کی) قرأۃ کرتے جبکہ آخری دو رکعتوں میں قرأۃ نہ کرتے۔

عن ابراهيم قال ما قرأ علقمة في الركعتين الأخرين حرفاً فقط.

(مصنف عبد الرزاق، باب كيف القرأة في الصلاة؟ وهل يقرأ ببعض السورة؟)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری دو رکعتوں میں کوئی حرف بھی نہیں پڑھا۔

عن منصور عن ابراهيم قال اقرأ في الأولين بفاتحة الكتاب وسورة وفي الأخريين سبح. (مصنف عبد الرزاق، باب كيف القرأة في الصلاة؟ وهل يقرأ ببعض السورة؟)(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يقول سبح في الأخريين ولا يقرأ)

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو پہلی دو رکعتوں میں تو سورت اور فاتحہ اور دوسری سورت دونوں پڑھ اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح کہہ۔

عن الثوري عن ابراهيم قال كان لا يقرأ في الأخرتين.

(مصنف عبد الرزاق، باب كيف القرأة في الصلاة؟ وهل يقرأ ببعض السورة؟)

حضرت ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آخری دو رکعتوں میں قرأۃ نہ کرو۔

عن الحسن بن عبيد الله عن ابراهيم قال سبح في الأخريين وكبر.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يقول سبح في الأخريين ولا يقرأ)

حضرت حسن بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آخری دو رکعتوں میں تکبیر اور تسبیح کہہ۔

عن ابن الأسود قال يقرأ في الركعتين الأولين بفاتحة الكتاب وسورة وفي الأخريين يسبح ويكبر. (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يقول سبح في الأخريين ولا يقرأ)

حضرت ابن اسود رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اُنہوں نے فرمایا پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور دوسری سورت کی قرأت کی جائے اور آخری دو رکعتوں میں تکبیر اور تسبیح کہی جائے۔

قعدہ اُخیرہ

تین یا چار رکعات والی نماز میں آخری رکعت کے سجدوں سے اُٹھنے کے بعد تشہد یعنی قعدہ اُخیرہ میں بیٹھ جائے۔

عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال علمنی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم التشهد فی وسط الصلوٰة وفی أخرها۔ (سنن نسائی، باب کیف التشهد الاول)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نماز کے اول تشہد اور آخر تشہد کی تعلیم دی۔

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه كما نحفظ حروف القرآن حين أخبرنا أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم .. قال ثم اذا كان فى وسط الصلوٰة نهض حين يفرغ من تشهده وان كان أخرها دعا بعد تشهد بما شاء الله أن يدعو ثم يسلم۔

(صحیح ابن خزیمه، باب الاقتصار فی الجلسة الاولی علی التشهد وترك الدعاء بعد التشهد الاول)

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تشہد کے کلمات فرماتے ہیں (اسی اہتمام کے ساتھ) یاد کرتے تھے جیسے قرآن مجید کے حروف سیکھے جاتے ہیں، جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ ان کلمات کی انہیں خود رسول ﷺ نے تعلیم دی اور فرماتے تھے کہ جب آپ ﷺ نماز کے درمیان میں ہوتے تو تشہد سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور اگر نماز کے آخر میں ہوتے تو تشہد کے بعد جو اللہ چاہتا دُعا مانگتے پھر سلام پھیرتے۔

قعدہ اُخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا:

اگر دو رکعت والی نماز ہو تو تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور اگر تین یا چار رکعت والی نماز ہو تو تیسری اور چوتھی رکعت پڑھ کر آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (سورۃ احزاب، آیت ۵۶)

بلا شبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اس لیے اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

عن فضالة بن عبيد رضی الله عنه قال سمع رسول الله عليه واله وسلم رجلاء يدعو فی الصلوٰة لم يحمد الله ولم يصلی علی النبی صلی الله عليه واله وسلم فقال رسول الله صلی الله عليه واله وسلم عجلت أيها المصلی؟ ثم علمهم رسول الله صلی الله عليه واله وسلم فسمع رسول الله صلی الله عليه واله وسلم رجلاً يصلی فمجد الله وحمده وصلی علی النبی صلی الله عليه واله وسلم فقال رسول الله صلی الله عليه واله وسلم ادع تجب وسل تعط۔

(سنن نسائی،باب التمجيد والصلوٰة علی النبی ﷺ فی الصلوٰة)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سنا وہ نماز میں نہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے نہ نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نمازی تم نے جلدی کی پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو (نماز کے بارے میں) سکھایا پھر آپ ﷺ نے ایک اور آدمی سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہے اور آپ ﷺ پر درود بھی بھیج رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اب تیری دُعا قبول ہو گی سوال کر عطا کیا جائے گا۔

قعدہ اَخیرہ میں تشہد کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھنا افضل ہے:

نمازی قعدہ اَخیرہ میں تشہد کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھے کیونکہ درودِ ابراہیمی پڑھنا افضل اور مستحسن ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر، جس طرح رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناً تو ہی تعریفوں اور بزرگی والا ہے، اے اللہ! برکت

عطا فرما محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر، جس طرح تو نے برکت عطا فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناً تو ہی تعریفوں اور بزرگی والا ہے۔

عن کعب بن عجرة رضی الله عنه سألنا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقلنا یارسول الله صلی الله علیه واله وسلم؟ فان الله قد علمنا کیف نسلم علیك. قال قولوا "اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابرهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید اللهم بارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید".

(صحیح بخاری، باب الصلوة علی النبی ﷺ)(صحیح مسلم، باب الصلوة علی النبی ﷺ بعد التشهد)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ ﷺ پر اور اہل بیت پر صلوۃ کیسے بھیجیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتا دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہا کرو "اللهم صل علی محمد وعلی... الخ"۔

أبی مسعود الأنصاری رضی الله عنه قال أتانا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ونحن فی مجلس سعد بن عبادة رضی الله عنه فقال له بشیر بن سعد رضی الله عنه أمرنا الله تعالی أن نصلی علیك یا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فکیف نصلی علیك قال فسکت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم حتی تمنینا أنه یسأله ثم قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قولوا "اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابرهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید اللهم بارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید" والسلام کما قد علمتم.

(صحیح مسلم، باب الصلوة علی النبی ﷺ بعد التشهد)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ سے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول

اللہ ﷺ! ہم کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ آپ ﷺ سے اس طرح سوال نہ کیا جاتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم "اللهم صل على محمد وعلى...الخ"۔

درود شریف پڑھنے کی فضیلت:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من صلى على صلوة واحدةً صلى الله عليه عشرًا۔

(صحيح مسلم، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک بار مجھ پر درود بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أولى الناس بيوم القيمة أكثرهم على صلوة۔ (المستدرك للحاكم، كتاب الصلوة)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ قریب میرے وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہے۔

درود شریف نہ پڑھنے پر وعید:

عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من نسي الصلوة على خطئي طريق الجنة۔ (سنن ابن ماجه، باب الصلوة على النبي ﷺ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

درود شریف پڑھے بغیر نماز مکمل نہیں:

عن أبي مسعود الانصاري رضي الله عنه قال لو صليت صلوة لا اصلي فيها على آل محمد صلى الله عليه واله وسلم ما رأيت أن صلوتي تتم۔

(سنن دار قطني، باب ذكر وجوب الصلوة على النبي ﷺ في التشهد)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جس نماز کے دوران درود شریف نہ پڑھوں اس نماز کے بارے میں میرا یہی گمان ہے کہ میری نماز مکمل نہیں ہوئی۔

درود شریف کے بعد دُعا پڑھنا:

وقال ربكم أدعوني أستجب لكم ان الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنم دخرين۔(سورۃ غافر،آیت ٦٠)

اور فرمایا تمہارے رب نے دُعا کرو مجھ سے میں تمہاری دُعا قبول کروں گا، بے شک وہ لوگ جو میرے سامنے دُعا کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من لم يدع الله عزوجل غضب عليه۔(سنن ابن ماجه،باب فضل الدعاء،رقم الحديث٣٨٢٧)

(مسند احمد،رقم الحديث٩٧١٩)(مصنف ابن أبي شيبه،باب فضل الدعاء،رقم الحديث٢٩١٦٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے دُعا نہ کی اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔

تشہد کے بعد دُعا اختیاری ہے:

عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال كنا اذا صلينا خلف النبي صلى الله عليه واله وسلم...فقال ان الله هو السلام فاذا صلى أحدكم فليقل التحيات لله...أن محمدًا عبده ورسوله ثم ليتخير من الدعاء أعجبه اليه فيدعو.

(صحيح بخاري،باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ(التحیات پڑھنے کے بعد) پھر نمازی کو اختیار ہے کہ جو دُعا اچھی لگے مانگے۔

عن الحكم بن عطية قال سمعت محمداً وسئل عن الدعاء في الصلاة؟ فقال كان أحب دعائهم ما وافق القرآن۔

(مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان يستحب أن يدعو في الفريضة بما في القرآن)

حضرت حکم بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے دُعا کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ اسلاف (صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ) کو سب سے زیادہ پسند دُعائیں وہ تھیں جو قرآن کے موافق ہوں۔

عن صدقة بن يسار قال سمعت طاؤوساً يقول أدعو فى الفريضة بما فى القرآن۔

(مصنف ابن أبى شيبه، باب من كان يستحب أن يدعو فى الفريضة بما فى القرآن)

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرض نماز میں قرآنی دُعائیں مانگو۔

عن مغيرة عن ابراهيم قال كان يستحب أن يدعو فى المكتوبة بدعاء القرآن۔

(مصنف ابن أبى شيبه، باب من كان يستحب أن يدعو فى الفريضة بما فى القرآن)

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ فرض نماز میں قرآنی دُعائیں مانگی جائیں۔

نوٹ: درود شریف پڑھنے کے بعد مسنون دُعاؤں میں سے جو دعا چاہے مانگ سکتا ہے ایک سے زائد دُعائیں بھی مانگی جاسکتی ہیں بعض دُعائیں زیادہ پڑھی جاتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ذکر فرمائی:

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ۔ (سورۃ ابراھیم، آیت ۴۰،۴۱)

اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا اور میری دُعا قبول فرما، اے ہمارے رب! مجھے میرے والدین اور تمام مومنین کو حساب والے دن بخش دے۔

دُنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کی مجموعہ دُعا:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۱)

اے ہمارے رب! ہمیں دُنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

نماز میں پڑھی جانے والی دیگر مسنون دُعائیں:

عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه أنه قال لرسول الله صلى الله عليه واله وسلم علمني دُعاء أدعو به في صلوتي قال قل "اللهم انى ظلمت نفسي ظلما كثيرا ولا يغفر الذنوب الا انت فاغفرلى مغفرة من عندك وأرحمني انك انت الغفور الرحيم"۔ (صحیح بخاری، باب الدعاء قبل السلام)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی دُعا ایسی سکھائیں جو میں نماز میں مانگا کروں آپ ﷺ نے فرمایا یہ دُعا مانگا کرو "اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے علاوہ کوئی اور ذات نہیں جو گناہ بخش دے، پس اپنے ہاں میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو ہی مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

عن عائشة رضى الله عنها قالت أن النبي صلى الله عليه واله وسلم كان يدعو في الصلوة "اللهم انى أعوذبك من عذاب القبر وأعوذبك من فتنة المسيح الدجال وأعوذبك من فتنة المحيا وفتنة الممات اللهم انى أعوذبك من المأثم والمغرم" قالت فقال قائل ما اكثر ما يستعيذ من المغرم يا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال ان الرجل اذا حدث فكذب ووعد فأخلف۔

(صحیح بخاری، باب الدعاء قبل السلام)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز میں یہ دُعا مانگا کرتے تھے "اے اللہ! میں تجھ سے قبر کے عذاب، مسیح دجال کے فتنہ، زندگی موت کے فتنہ اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ قرض سے بہت کثرت سے پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا آدمی قرض دار ہوتا ہے تو جھوٹ بھی بولتا ہے اور وعدہ خلافی بھی کرتا ہے۔

عن عائشة رضى الله عنها قالت وما يصلى صلوة بعد ذلك الا سمعته يتعوذ من عذاب القبر۔ (صحیح مسلم، باب ما یستعاذ منه فی الصلوة)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (یہودی عورت کا قبر کے سوال کرنے کے) واقعہ کے بعد ایک نماز بھی ایسی نہیں پڑھی کہ جس میں قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔

لفظ سلام پر نماز کا اختتام کرنا

عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یستفتح الصلوٰة بالتکبیر....وکان یختم الصلوٰة بالتسلیم۔

(صحیح مسلم ،باب ما یجمع صفة الصلوٰة وما یفتح به ویختم به)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز تکبیر سے شروع فرماتے اور سلام پر نماز ختم فرماتے۔

عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم مفتاح الصلوٰة الطهور وتحریمها التکبیر وتحلیلها التسلیم۔

(سنن ترمذی،باب ما جاء ان مفتاح الصلوٰة الطهور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طہارت (وضو) نماز کی کنجی ہے اور نماز کی تحریم تکبیر تحریمہ کہنا ہے اور نماز ختم کرنے کا ذریعہ سلام ہے۔

اختتام نماز پر دائیں بائیں سلام پھیرنا:

عن سعد بن أبي وقاص رضی الله عنه قال کنت أری رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یسلم عن یمینه وعن یساره حتی أری بیاض خده۔

(صحیح مسلم ،باب السلام التحلیل من الصلوٰة)

حضرت سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا۔

سلام کے مسنون الفاظ:

عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم انه کان یسلم عن یمینه وعن یساره "السلام علیکم ورحمة الله،السلام علیکم ورحمة الله"۔

(سنن نسائی،باب کیفیت السلام علی الیمین)(سنن ترمذی،باب ما جاء فی التسلیم فی الصلوٰة)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (نماز ختم فرماتے ہوئے) ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہتے ہوئے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے۔

عن عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یسلم عن یمینہ وعن یسارہ حتی یری بیاض خدہ " السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ"۔ (سنن ابن ماجہ، باب التسلیم)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے حتی کہ آپ ﷺ کی رخساروں کی سفیدی نظر آتی اور آپ ﷺ فرماتے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ''۔

فائدہ: چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

فھو لاء عشرون صحابیاً رووا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أن المصلی یسلم فی آخر صلوتہ تسلیمتین۔ (عمدۃ القاری ۲/۱۲۴، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پس یہ بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ نمازی اپنی نماز کے آخر میں دو سلام کہے اور دونوں طرف سلام پھیرے۔

مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیرے:

عن عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ قال صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وصففنا خلفہ ثم سلم وسلمنا حین سلم۔ (سنن نسائی، باب تسلیم المأموم حین یسلم الامام) (صحیح بخاری، باب من لم یرد السلام علی الامام واکتفی)

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جس وقت آپ ﷺ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرا۔

کان ابن عمر رضی اللہ عنہ یستحب اذا سلم الامام أن یسلم من خلفہ۔

(صحیح بخاری، باب یسلم حین یسلم الامام)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو پسند فرماتے کہ جب امام سلام پھیرے تو مقتدی بھی سلام پھیر دیں۔

نمازی کا سلام میں امام اور دوسرے نمازیوں کی نیت کرنا:

عن سمرة بن جندب رضی الله عنه قال أمرنا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أن يسلم على ائمتنا يسلم بعضنا على بعض.

(سنن ابن ماجه، باب سلام على الامام)(سنن ابو داؤد، باب سلام على الامام)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم امام پر سلام کریں اور ایک دوسرے پر سلام کریں۔

سلام کے الفاظ مختصر کہنا چاہیے:

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم حذف السلام سنة۔ (سنن ابو داؤد، باب تخفيف فى السلام)(المستدرك للحاكم، رقم الحديث ۸۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلام کا مختصر کرنا سنت ہے (یعنی اس پر مد نہ کرے)۔

سلام کے فوراً بعد تکبیر اُونچی آواز سے کہنا اور تین مرتبہ استغفار کہنا:

عن ابن عباس رضى الله عنه قال كنت أعرف انقضاء صلوة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بالتكبير۔ (صحيح بخارى، باب الذكر بعد الصلوة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ختم ہونے کو تکبیر کے ذریعے پہچان لیتے تھے (یعنی آپ ﷺ نماز میں سلام کے فوراً بعد بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے)۔

عن ثوبان رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا أنصرف من صلوته استغفر ثلثاً وقال "اللهم انت السلام ومنك السلام

تبارکت یا ذاالجلال ولا کرام" قال الولید فقلت للأوزاعی کیف الاستغفار؟ قال تقول أستغفر الله أستغفر الله۔(صحیح مسلم،باب استحباب الذکر بعد الصلوۃ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یہ دُعا پڑھتے"اے اللہ! تو ہی ہر عیب سے پاک ہے اور تیری ہی طرف سے اور تیرے ہی ہاتھ میں سلامتی ہے تو برکت والا ہے، اے بزرگی و برتری والے تعظیم واکرام والے"(راوی حدیث)ولید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے عرض کیا استغفار کیسے ہوگا؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ آپ یہ کہیں"استغفر اللہ، استغفر اللہ"۔

مقتدیوں کی طرف رُخ کرنے سے پہلے کتنی دیر توقف کرے:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول"اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والا کرام"۔(صحیح مسلم،باب استحباب الذکر بعد الصلوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر بقدر اس دُعا کے"اے اللہ! تو ہی ہر عیب سے پاک ہے اور تیری ہی طرف سے اور تیرے ہی ہاتھ میں سلامتی ہے تو برکت والا ہے، اے بزرگی و برتری والے تعظیم واکرام والے"۔

فائدہ: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مذکورہ بالا حدیث"لم یقعد الامقدار مایقول"کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان المراد بالنفی المذکور نفی استمرارہ جالسًا علی ھیئتہ قبل السلام الا مقدار ما ذکر فقد ثبت انہ کان اذا صلی اقبل علی أصحابہ۔(فتح الباری، کتاب الدعوات)

رسول اللہ ﷺ اسی سابق ہیئت پر بس اتنی ہی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر میں یہ دُعا"اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذاالجلال والا کرام"پڑھی جاسکتی تھی، اس کے بعد آپ ﷺ نمازیوں کی طرف کبھی دائیں اور کبھی بائیں جانب رُخ مبارک پھیر کر دُعا فرمایا کرتے تھے۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کان صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرغ من صلاتہ استغفر ثلاثا وقال اللھم أنت السلام ومنك السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام ولم یمکث مستقبل القبلة الا مایقول ذلك بل یسرع الانفتال الی المأمومین وکان ینفتل عن یمینه وعن یسارہ۔(زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ۱/۱۵۶،طبع موسسة الرسالة بیروت)

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو کر سلام پھیرتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور "اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام" والی دُعا پڑھنے کے بقدر قبلہ رو بیٹھتے پھر فوراً نمازیوں کی طرف رُخ پھیر لیتے، کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فقاہت وثقاہت مسلّم ہے، فرماتے ہیں کہ:

قد تاھت العلماء بحدیث عائشة رضی اللہ عنھا ھذا فاضطروا الی تأویلات فیما ورد أنه صلی اللہ علیه وسلم کان یقول ازید من ھذا وحکموا أن الزیادة علی ھذا المقدار فی الجلوس بعد الفریضة قبل اداء السنن لا یجوز الا ان بعضھم لما تنبه علی صحة الروایات المثبتة للزیادة فی الجلوس قال لا تجوز الزیادة فی الجلوس علی مقدار الرکعتین وھذا ھو القول النجیح الذی لا یعتدی عن الحق الصریح فان حدیث عائشة یمکن أن یقال فیه ان النبی صلی اللہ علیه والہ وسلم کان یقول ھذہ الکلمات أحیانا فاتفقت الروایات وکل ماورد عن النبی صلی اللہ علیه والہ وسلم انه کان یقولھا بعد الصلٰوۃ لا یتعدی عن مقدار الرکعتین۔(الکوکب الدری شرح ترمذی ۲/۲۱۸،طبع مکتبة الشیخ)

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی وجہ سے علماء سوچ میں پڑ گئے اور اسی وجہ سے ان روایات میں مختلف تاویلات کرنے لگے جن میں اس مقدار سے زیادہ دیر تک بیٹھنا بیان ہوا ہے اور یہ فیصلہ طے پایا کہ فرض کے "اللھم انت السلام ومنك السلام

تبارکت یا ذالجلال والاکرام"۔ بعد سے زیادہ دیر بیٹھنا جائز نہیں لیکن ان میں سے بعض کو جب ان صحیح احادیث پر تنبیہ ہوئی جن میں "اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام" کے علاوہ اور بھی اَذکار واَدعیہ مذکور ہیں تو اُنہوں نے یہ طے کیا کہ فرائض کے بعد سنن سے پہلے دو رکعت کی مقدار سے زیادہ بیٹھنا جائز نہیں اور یہ نہایت کامیاب اور صحیح قول ہے کیونکہ اسی وجہ سے روایات میں تطبیق کی صورت ممکن ہوسکتی ہے۔

فرضوں کے بعد دُعا کے مستحب ہونے پر اِجماع ہے:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قد ذکرنا استحباب الذکر والدعاء للامام والمامومر والمنفرد وهو عقب کل الصلوات بلا خلاف۔ (شرح المهذب للنووی ۳/۴۳۱، طبع دار الفکر بیروت)

فرمایا گیا ہے کہ دُعا اور ذکر امام، مقتدی اور منفرد سب کے لیے مستحب ہے اور ہر نماز کے بعد دُعا کے مستحب ہونے پر کسی کا اختلاف نہیں۔

سلام کے بعد امام کا مقتدیوں کی طرف رُخ کرنا:

عن سمرة بن جندب رضی الله عنه قال کان النبی صلی الله علیه واله وسلم اذا صلی صلٰوة أقبل علینا بوجهه۔ (صحیح بخاری، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھ لیتے تو اپنے رُخ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوکر بیٹھتے۔

عن أنس رضی الله عنه قال أخر رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الصلٰوة ذات لیلة الی شطر اللیل ثم خرج علینا فلما صلی أقبل علینا بوجهه۔

(صحیح بخاری، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز نصف شب تک تاخیر کردی، اس کے بعد تشریف لائے پھر جب نماز پڑھ چکے تو آپ ﷺ نے ہماری طرف منہ کرلیا۔

فرضوں کے بعد دُعا مانگنا مسنون ہے

جن نمازوں میں فرض کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب اور عشاء، ان نمازوں میں فرائض کے بعد مختصر ذکر اور دُعا ہے، طویل اَذکار اور دُعائیں سنتوں کے بعد ہیں کیونکہ فرائض اور سنتوں میں زیادہ فاصلہ مکروہ ہے لہٰذا ظہر، مغرب اور عشاء کے فرض کے بعد درج ذیل اَذکار میں سے صرف ۱، ۲ پڑھ کر باقی اَذکار سنتوں اور نفلوں کے بعد کیے جائیں اور جن نمازوں میں فرض کے بعد سنتیں نہیں جیسے فجر اور عصر، ان میں یہ سارے اَذکار فرض کے بعد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِذَا فَرَغۡتَ فَٱنصَبۡ. (سورۃ الانشرح، آیت ۷)

پس جب تو (اے محمد ﷺ) فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر

مذکورہ آیت کی تفاسیر:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (مذکورہ آیت کی تفسیر میں) فرماتے ہیں کہ جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو دُعا میں مشغول ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور اس کی طرف راغب ہو جائیں۔

عن قتادة قوله فاذا فرغت فانصب وإلى ربك فارغب الشرح قال أمره اذا فرغ من صلاته أن يبالغ في دعائه۔ (تفسیر طبری زیر آیت ۳۰/۲۸۶، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت) (تفسیر در منثور مترجم زیر آیت ۶/۱۰۲۲، طبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

ثنا عبيد قال سمعت الضحاك يقول في قوله فإذا فرغت فانصب الشرح يقول من الصلاة المكتوبة قبل أن تسلم فانصب۔ (تفسیر طبری زیر آیت ۳۰/۲۸۶، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت) (تفسیر در منثور مترجم زیر آیت ۶/۱۰۲۲، طبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ (مذکورہ آیت کی تفسیر میں) فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ فرض نماز سے فارغ ہو جائیں تو سوال اور دُعا کے لیے اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور راغب ہو جائیں۔

عن ابن عباس رضي الله عنه فاذا فرغت فانصب الشرح يقول فاذا فرغت

مما فرض علیك من الصلاة فسل الله وارغب إلیه وانصب له۔(تفسیر طبری، زیر آیت ۲۰/۲۸۶،طبع داراحیاء التراث العربی بیروت)(تفسیر درمنثور مترجم،زیر آیت ۶/۱۰۳۲، طبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ (مذکورہ آیت کی تفسیر میں) فرماتے ہیں کہ جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوجائیں تو دُعا میں مشغول ہوجائیں۔

عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یدعو دبر کل صلاۃ ثلاثا۔(التاریخ الکبیر للامام بخاری ۲/۸۰)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر (فرض) نماز کے بعد تین دُعائیں فرماتے۔

عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یدعو فی دبر صلاتہ۔(التاریخ الکبیر للامام بخاری ۲/۸۰)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر (فرض) نماز کے بعد دُعا فرماتے۔

عن أبی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أیّ الدعا أسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوۃ المکتوبات۔(سنن الکبریٰ للنسائی،باب مایستحب من الدعاء دبر الصلوۃ المکتوبات)(سنن ترمذی، کتاب الدعوات)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی دُعا سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ کے آخری وقت اور فرض نمازوں کے بعد۔

فائدہ: علامہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ظاہری عبارت سے مراد یہی ہے کہ فرض نماز کے فوراً بعد دُعا کرنا چاہیے۔(اشعۃ اللمعات ۱/۴۵۶)

دُعا مانگنے کی فضیلت واہمیت:

عن أنس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اللہ رحیم کریم من عبد ان یرفع الیہ یدیہ ثم لا یضع فیھما خیرا۔

(سنن ترمذی،باب الدعوت)(سنن ابن ماجہ،باب رفع الیدین فی الدعاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حیا کرنے والا ہے جب بندہ اللہ کی طرف ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی لوٹائے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال ليس شيئ أكرم على الله تعالى من الدعاء۔ (سنن ترمذی، ابواب الدعوات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے زیادہ کوئی عزیز و پسندیدہ چیز نہیں۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال الدعاءُ مخ العباد۔ (سنن ترمذی، ابواب الدعوات)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دُعا عبادت کا مغز ہے۔

عن النعمان بن بشير رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال الدعاءُ هو العبادة۔ (سنن ترمذی، ابواب الدعوات)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دُعا عبادت کا نام ہے۔

فرض نماز کے بعد کی مسنون دُعائیں:

عن أبي امامة قال من رسول الله صلى الله عليه وسلم في دبر صلاة مكتوبة ولا تطوع الا سمعته يقول "اللهم اغفر لي ذنوبي وخطاياي كلها اللهم أنعشني واجبرني واهدني لصالح الاعمال والاخلاق انه لا يهدي لصالحها ولا يصرف سيئها الا أنت"۔ (عمل اليوم والليلة لابن السني، رقم الحديث ۱۱۶)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھتے ہوئے سنا "اللھم اغفر لی ذنوبی وخطایای۔۔۔الخ"۔

عن البراء رضي الله عنه قال كنا اذا صلينا خلف رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أحببنا أن نكون عن يمينه يقبل علينا بوجهه قال فسمعته يقول "رب قني عذابك يوم تبعث أو تجمع عبادك"۔ (صحيح مسلم، باب استحباب يمين الامام)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو اس

بات کو پسند کرتے کہ آپ کی داہنی جانب ہوں، کیونکہ آپ ہماری طرف منہ کر کے بیٹھیں اور میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے "رب قنی عذابک یوم۔۔۔الخ"۔

عن أبي سعيد أن النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا سلم من الصلاة قال ثلاث مرات "سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين"۔ (مسند أبي داؤد طيالسي، رقم الحديث ٢٣١٢)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز سے جب سلام پھیرتے تو تین بار پڑھتے "سبحان ربک رب العزۃ۔۔۔الخ"۔

عن سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يتعوذ دبر كل صلاة بهؤلاء الكلمات "اللهم انى اعوذ بك من الجبن واعوذ بك من ان اردالى ارذل العمر واعوذبك من فتنة الدنيا واعوذبك عذاب القبر"۔ (صحيح بخاري، باب مايتعوذ من الجبن)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان الفاظ سے (اللہ کی) پناہ چاہتے "اللھم انی اعوذ بک من۔۔۔الخ"۔

عن علي رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم على أعواد هذا المنبر يقول نب قرء اية الكرسي فى دبر كل لم يمنعه من دخول الجنة الا الموت۔ (شعب الايمان للبيهقي، تخصيص آيت الكرسي بالذكر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا تو اس کے لیے جنت جانے کے لیے رکاوٹ صرف موت ہے۔

عن أنس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سلم من صلاته مسح جبهته بيده اليمنى وقال "بسم الله الذى لا اله الا هو الرحمن الرحيم اللهم أذهب عني الهم والحزن"۔ (حلية الأوليا و طبقات الأصفياء ٢/٣٠١، طبع مصر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو اپنی پیشانی

مبارک پر دائیں ہاتھ رکھ کر پڑھتے ''بسم اللہ الذی لا۔۔۔الخ''۔

عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من قرأ آیۃ الکرسی فی دبر الصلوۃ المکتوبۃ کان فی ذمۃ اللہ الی الصلوۃ الأخری۔ (مجمع الزوائد،باب مایقول من الذکر والدعاء عقیب الصلوۃ)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی وہ اگلی نماز تک اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور پناہ میں آجاتا ہے۔

عن مغیرہ رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول اذا قضی الصلوۃ "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر اللھم لا مانع لما أعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد"۔ (صحیح بخاری،باب الدعا بعد الصلوۃ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات کہتے تھے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہت اور اسی کی تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جسے تو عطا فرمائے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کوئی کوشش تیری کے مقابلہ میں نفع دینے والی نہیں ہے''۔

عن أم المومنین سیدہ أم سلمہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول اذا صلی الصبح حین یسلم "اللھم انی أسالک علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وعملاً متقبلاً"۔ (سنن ابن ماجہ،باب الدعاء بعد السلام)

حضرت أم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ کر سلام پھیرتے تو یہ دُعا پڑھتے تھے ''اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والا علم، وسیع رزق اور مقبول عمل کا طلبگار ہوں''۔

عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال کثیر ما کنت أسمع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یدعو بھو لائی الکلمات "اللھم انی أعوذبک من الھم والحزن والعجز والکسل والبخل وضلع الدین وغلبۃ الرجال"۔ (سنن ترمذی،ابواب الدعوات)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اکثر نبی کریم ﷺ کو یہ دُعا پڑھتے ہوئے سنا کرتا "اے اللہ میں تجھ سے فکر، غم، تھکن، سستی، بخل، قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سلم من صلاته قال "اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت ذا الجلال والاكرام"۔

(سنن الکبری للنسائی، باب ما یقول اذا قضی صلاته)(مسند احمد، رقم الحدیث، ۲۵۵۰۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے جب سلام پھیرتے تو پڑھتے "اللھم أنت السلام ومنک السلام تبارکت ذا الجلال والإکرام"۔

عن علی رضی الله عنه قال قال لی رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ألا أعلمك كلمات اذا قلتهن غفر الله لك وان كنت مغفورًا لك قال قال "لا اله الا الله العلى العظيم لا اله الا الله الحليم الكريم لا اله الا الله سبحان الله رب العرش العظيم"۔(سنن ترمذی، ابواب الدعوت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تم انہیں پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرما دیں اور اگر تمہیں بخش دیا ہو تو تمہارے درجات بلند کریں، وہ کلمات یہ ہیں "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بلند اور عظیم ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حلیم و کریم ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے"۔

عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال من قال بعد كل صلوٰة "أستغفر الله الذى لا اله الا هو الحى القيوم وأتوب اليه" ثلاث مرات، كفر الله عنه ذنوبه وان كان فر من الزحف۔(مصنف عبد الرزاق، باب التسبیح والقول وراء الصلوٰۃ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد یہ کلمات "أستغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم وأتوب الیہ" تین مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ اذا سلم من الصلوۃ قال: "اللھم اغفرلی ماقدمت وما أخرت وما أسررت وأعلنت وما أنت أعلم بہ منی أنت المقدم وأنت الموخر لا الہ الا انت"۔ (سنن ابو داؤد، باب الدعاء)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوکر سلام پھیرتے تو یہ دُعا مانگتے تھے "اے اللہ مجھے بخش دے جو میں نے پہلے گناہ کئے اور جو بعد میں کئے اور جو میں نے پوشیدہ کئے اور جو اعلانیہ کئے اور جو میں نے حد سے تجاوز کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

قال أبی بکرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی دبر الصلوۃ "اللھم انی أعوذبك من الکفر والفقر وعذاب القبر"۔

(سنن ابو داؤد، باب ما یقول الرجل اذا سلم)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دُعا پڑھتے "اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں کفر سے اور فقر سے اور عذاب قبر سے"۔

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یدعو "اللھم انی اسألك الھدی والتقی والعفاف والغنی"۔ (سنن ترمذی، ابواب الدعوات)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دُعا مانگا کرتے تھے "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، حرام سے حفاظت اور غنی کا سوال کرتا ہوں"۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قل اذا أصبحت واذا أمسیت "اللھم انی أعوذبك من الھم والحزن وأعوذبك من العجز والکسل وأعوذبك من الجبن والبخل وأعوذبك من غلبۃ الدین و قھر الرجال"۔ (سنن ابو داؤد، باب الاستغفار)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کو اگر تو کہے تو اللہ تعالیٰ تیری تمام فکریں دُور کردے گا اور تیرا تمام

قرض ادا ہو جائے گا کہا کیوں نہیں بتایئے یارسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہ دُعا صبح وشام کیا کرو ''اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں رنج وغم سے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخل سے اور میں پناہ مانگتا ہوں قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے قہر سے''۔

عن أسماء بنت عميس رضي الله عنها قالت قال لي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ألا اعلمك كلمات تقولينهن عند الكرب أو في الكرب "الله الله ربي لا أشرك به شيئًا"۔ (سنن ابو داؤد، باب الاستغفار)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کو سختی اور مصیبت کے وقت پڑھا کرے وہ کلمات یہ ہیں ''اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا''۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قالت أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يدعو يقول "اللهم اني أعوذبك من الشقاق والنفاق وسوئ الاخلاق"۔

(سنن ابو داؤد، باب الاستغفار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا کیا کرتے تھے ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عداوت سے، نفاق سے اور بد اخلاقی سے''۔

عن أنس رضي الله عنه قالت أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يقول "اللهم اني أعوذبك من البرص والجنون والجذام ومن سيئي الأسقام"۔

(سنن ابو داؤد، باب الاستغفار)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا کیا کرتے تھے ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص کی بیماری سے، پاگل پن سے، کوڑھ کی بیماری سے، تمام نقائص سے اور تمام بیماریوں سے''۔

شكل بن حميد رضي الله عنه قال أتيت النبي صلى الله عليه واله وسلم فقلت يارسول الله صلى الله عليه واله وسلم فأخذ بكتفي فقال قل "اللهم

انی أعوذبك من شر سمعي ومن شر بصري ومن شر لساني ومن شر قلبي ومن شر فرجه"۔(سنن ترمذی،ابواب الدعوت)

حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے کہ میں اسے پڑھ کر اللہ سے پناہ مانگا کروں تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''اے اللہ! میں اپنے کانوں آنکھوں، زبان، دل اور شرمگاہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

عن معاذ بن جبل رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أخذ بيده وقال يا معاذوالله اني لأحبك والله اني لأحبك فقال أوصيك يا معاذ لاتدعن في دبر كل صلوة تقول"اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك"۔

(سنن نسائی،باب نوع آخر من الدعاء)(سنن ابوداؤد،باب فی الاستغفار)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذ! مجھے تجھ سے محبت ہے میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں بھی آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا ضرور کیا کرو اور کبھی اسے نہ چھوڑ و ''اے اللہ میری مدد کر اپنے ذکر و شکر کرنے پر اور اچھی طرح عبادت کرنے پر''۔

عن ابن الزبير رضى الله عنه كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يهلل بهن دبر كل صلوة"لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئي قدير لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون"۔

(سنن ابوداؤد،باب مايقول الرجل اذا سلم)(صحيح مسلم،باب استحباب الذكر بعد الصلوة)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز میں سلام پھیرنے کے بعد یہ پڑھتے ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دینے والا نہیں''۔

عن عقبۃ ابن عامر رضی اللہ عنہ قال أمرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اقرأ بالمعوذات فی دبر کل صلوٰۃ۔(سنن ابوداؤد، باب فی الاستغفار)(سنن ترمذی، باب ما جاء فی المعوذتین)(سنن نسائی، باب الامر بقرأۃ المعوذات بعد التسلیم من الصلوٰۃ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہر نماز کے بعد معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھنے کا حکم دیا۔

عن مسلم بن الحارث التمیمی رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أنہ اسر الیہ فقال اذا انصرفت من صلوٰۃ المغرب فقل "اللھم أجرنی من النار" واذا صلیت الصبح فقل کذلک۔(سنن ابو داؤد، باب یقول اذا اصبح)

حضرت مسلم بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چپکے سے مجھے فرمایا کہ تم نماز مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دُعا پڑھ لیا کرو "اے اللہ مجھے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ" اور اسی طرح نماز فجر کے بعد بھی پڑھو۔

__اہل علمی نقطہ:__ مذکورہ بالا جن اَحادیث میں بعد الصلاۃ کے الفاظ ہیں اُن سے بھی بعد الفرائض ہی مراد ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول فرائض کے بعد نوافل کو گھر میں ادا کرنے ہی کا تھا، ملاحظہ ہو:

عن عبد اللہ بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أیما أفضل الصلاۃ فی البیت أو الصلاۃ فی المسجد؟ قال لان أصلی فی بیتی احب من ان أصلی فی المسجد الا أن تکون صلاۃ المکتوبۃ۔

(شمائل ترمذی، باب صلاۃ التطوع فی البیت)(سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی التطوع فی البیت)

حضرت عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ نماز پڑھنا گھر میں افضل ہے یا مسجد میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا فرائض کے علاوہ گھر میں نماز پڑھنا مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔

عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

أفضل الصلاۃ صلاۃ المرء فی بیته الا المکتوبة ۔(صحیح بخاری باب صلاۃ اللیل)
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے لیے افضل نماز وہ ہے جو گھر میں ادا کی جائے، سوائے فرض نماز کے۔

دُعا مانگنے کے آداب:

دُعا کے شروع و آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور آپ ﷺ پر درود شریف پڑھے اور قبلہ رُخ ہو کر ہتھیلیوں کا رُخ چہرہ کی طرف کر کے انہماک و توجہ اور حضوری قلب کیساتھ گڑ گڑا کر قبولیت کے یقین کے ساتھ مانگی جائے۔

دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانا:

عن أنس بن مالك رضی الله عنه أن نبی الله صلی الله علیه واله وسلم... کان یرفع یدیه حتی یری بیاض ابطیه ۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب رفع الیدین فی دُعا استسقاء)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ دُعا میں اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

عن سلمان رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال أن الله حی کریم یستحی من عبد أن یبسط الیه یدیه ثم یردهما خائبتین۔

(المستدرك للحاکم، باب الصلوۃ، باب التامین)
حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے حیاء آتی ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔

عن ابو موسیٰ رضی الله عنه دُعا النبی صلی الله علیه واله وسلم ثم رفع یدیه ورأیت بیاض ابطیه ۔(صحیح بخاری، باب رفع الایدی فی الدعاء)
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دُعا فرماتے تو دُعا کے لیے ہاتھوں کو اس قدر بلند فرماتے کہ میں آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی کی چمک دیکھتا۔

عن الفضل بن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله

وسلم الصلوۃ مثنی مثنی تشهد فی کل رکعتین و تخشع وتضرع و تمسکن و تقنع یدیك یقول ترفعهما الی ربك مستقبلاً ببطونهما وجهك وقول "یارب یارب" ومن لم یفعل ذلك فهو کذا و کذا۔ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی التشخع فی الصلوۃ)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے عاجزی و مسکنی ظاہر کرنا ہے اپنے دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اس طرح اُٹھاؤ کہ ہتھیلیاں تمھارے چہرہ کی طرف ہوں اور کہو اے رب، اے رب !اور جس نے ایسا نہ کیا اسکی نماز ایسی ایسی ہے (یعنی اس کی نماز ناقص اور نامکمل ہے)۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا سألتم الله فاسئلوہ ببطون أكفكم ولا تسئلوہ بظهورها وامسحوا بها وجوهكم۔ (المستدرك للحاکم، کتاب الصلوۃ، باب التامین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سامنے رکھ کر سوال کرو اور ہاتھوں کی پشت کو سامنے رکھ کر سوال نہ کرو (پھر دُعا کے بعد) ہاتھوں کو چہرہ پر پھیر لیا کرو۔

عن أبی هریرۃ رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم رفع یدیه بعد ما سلم وهو مستقبل القبلة۔ (تفسیر ابن کثیر، تحت قوله فاولئك عسی الله أن یعفو عنهم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رُخ کرنے کی حالت میں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی۔

دُعا کی ابتداء حمد باری تعالیٰ اور درود شریف سے کرنا:

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال کنت أصلی والنبی صلی الله علیه واله وسلم وابو بکر وعمر رضی الله عنهم معه فلما جلست بدءت بالثناء علی الله ثم الصلوۃ علی النبی صلی الله علیه واله وسلم ثم دعوت لنفسی فقال النبی صلی الله علیه واله وسلم سل تعطه سل تعطه۔ (سنن ترمذی، باب الصلوۃ والسلام قبل الدعاء)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نماز پڑھ کر بیٹھ گیا پھر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد

وثناء بیان کی اور نبی ﷺ پر درود پڑھا پھر اپنے لیے دُعا کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم بھی نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے کہ اب اللہ تعالیٰ سے مانگ تجھے دیا جائے گا۔

عن فضالة بن عبيد رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا صليت فقعدت فاحمد الله بما هو أهله وصل علي ثم أدعه.

(سنن ترمذی، باب الصلوٰة والسلام قبل الدعاء)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دُعا کا طریقہ سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق حمد وثناء کرو اور مجھ پر درود بھیجو پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو۔

دُعا کے آخر میں بھی درود شریف پڑھنا:

عن عمر رضي الله عنه قال أن الدعاء موقوف بين السماء والارض لا يصعد منه شيءٌ حتى تصلي على نبيك. (سنن ترمذی، باب الصلوٰة والسلام قبل الدعاء)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بیشک دُعا آسمان وزمین کے درمیان معلق وموقوف رہتی ہے اس کا کچھ حصہ بھی اُوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ نبی ﷺ پر درود بھیجے۔

ہر دُعا تین مرتبہ کرنا افضل ہے:

عن ابن مسعود رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يعجبه أن يدعو ثلاثاً ويستغفر ثلاثاً. (سنن ابو داؤد، باب الاستغفار)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین تین مرتبہ دُعا واستغفار کرنا پسند تھا۔

دُعا یقین قلب سے ساتھ مانگی جائے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أدعو الله وأنتم موقنون بالاجابة واعلموا أن الله لا يستجب دُعائً من قلب غافل. (سنن ترمذی، ابواب الدعوات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا

قبولیت کے یقین کے ساتھ مانگا کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لہو ولعب میں مشغول دل کی دُعا قبول نہیں فرماتے۔

دُعا کے خاتمہ پر آمین کہنا مہرِ قبولیت ہے:

عن أنس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم "أعطیت آمین فی الصلوۃ وعند الدعاء لم یعط أحد قبلی الا ان یکون موسیٰ علیہ السلام کان یدعوا وھارون علیہ السلام یؤمن فاختموا الدعاء بآمین فان اللہ یستجیبہ لکم"۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۳۰، طبع شمع بك ایجنسی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں بھی اور دُعا میں بھی آمین عطاء کی گئی ہے یہ مجھ سے پہلے سوائے موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو نہیں ملی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دُعا مانگتے تو ہارون علیہ السلام آمین کہتے، لہٰذا تم دُعا کو آمین کے ساتھ ختم کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری دُعا کو قبول فرمائیں گے۔

عن أبی زھیر النمیری رضی اللہ عنہ کان من الصحابۃ دعا الرجل منا بدعائ ...فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم أوجب ان ختم فقال رجل من القومہ مأی شئی یختم قال بآمین فانہ ختم بآمین فقد أوجب۔

(سنن ابو داؤد، باب التامین وراء الامام)

حضرت ابو زہیر نمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی بہت گڑ گڑا کر دُعا مانگ رہا تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اشاد فرمایا کہ اگر یہ اپنی دُعا پر آمین کی مہر لگا دے تو اس کی دُعا ضرور قبول ہو گئی۔

دُعا کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنا:

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطھما حتی یمسح بھما وجھہ۔

(سنن ترمذی، باب فی رفع الایدی عند الدعاء)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تو ان کو چہرے پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ کرتے۔

عن سائب بن یزید رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان اذا دعا فرفع یدیه وسمح وجهه بیدیه۔ (سنن ابو داؤد، باب الدعاء)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب دُعا فرماتے تھے تو ہاتھوں کو اُٹھاتے (دُعا کے بعد) دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

عن امام زهری کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله وسلم یرفع یدیه عند صدرہ فی الدعآء ثم یسمح بهما وجهه۔ (مصنف عبد الرزاق، باب رفع الیدین فی الدعاء)

حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے تک اُٹھاتے تھے پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

دُعا کی قبولیت کا نسخہ:

عن أبی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم من سرہ أن یستجیب اللہ له عند الشدائد والکرب فلیکثر الدعاء فی الرخاء۔

(سنن ترمذی، ابواب الدعوت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ مصیبت اور سختی میں اس کی دُعا قبول کرے تو اُسے چاہیے کہ راحت کی حالت میں بھی کثرت سے دُعا کرے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم دعوة ذی النون اذ دعا وهو فی بطن الحوت "لا اله الا أنت سبحانك انی کنت من الظالمین"۔ (سنن ترمذی، ابواب الدعوت)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذوالنون (حضرت یونس علیہ السلام) کی مچھلی کے پیٹ میں کی جانے والی دُعا ایسی دُعا ہے کہ کوئی مسلمان اسے پڑھ کر دُعا کرے

گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعا ضرور قبول فرمائیں گے وہ یہ ہے "تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہوں"۔

دُعا نہ مانگنے والے کے لیے سخت وعید:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من لم يسأل الله يغضب عليه۔ (سنن ترمذی، ابواب الدعوات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے سوال (یعنی دُعا) نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔

نماز کے بعد مسنون تسبیحات:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن فقرآء المهاجرين أتوا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقالوا ذهب أهل الدثور بالدرجات العلى والنعيم المقيم فقال وما ذالك قالوا يصلون كما نصلي يصومون كما نصوم ويتصدقون ولا نصدق ويعتقون ولا نعتق فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أفلا اعلمكم شيأً تدركون به من سبقكم وتسبقون به من بعدكم ولا يكون احد أفضل منكم الا من صنع مثل ما صنعتم قالوا بلى يا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال تسبحون وتكبرون وتحمدون دبر كل صلوٰة ثلاثاً وثلاثين مرة. قال ابو صالح فرجع فقرآء المهاجرين الى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقالوا سمع اخواننا أهل الاموال بما فعلنا فصنعوا امثله فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ذلك فضل الله يؤتيه من يشآء۔

(صحيح بخاری، باب الذکر بعد الصلوٰة)(صحيح مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فقراء مہاجرین آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مالدار لوگ تو اعلیٰ درجات اور جنت کی نعمتوں میں ہم سے سبقت لے گئے آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیسے! انہوں نے عرض کیا نماز، روزہ میں وہ

ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں لیکن وہ مالی خیرات کرتے ہیں جو ہم نہیں کر سکتے وہ غلام خرید کر آزاد کرتے ہیں جو ہم نہیں کر سکتے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ جس سے تم سبقت لینے والوں کے برابر ہو جاؤ گے اور بعد کے والوں کے علاوہ کوئی تم سے افضل نہ رہے انہوں نے عرض کیا ضرور آپ ﷺ نے فرمایا ہر نماز کے بعد تم ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو، حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد پھر فقراء مہاجرین آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی ہماری طرح یہ عمل شروع کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

عن کعب بن عجرة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال معقبات لا یخیب قائلهن أوفاعلهن ثلاثاً وثلاثین تسبیحة وثلاثاً تحمیدة وأربعًا وثلثین تکبیرة فی دبر کل صلوٰة۔ (صحیح مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰة)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چند تسبیحات ایسی ہیں، جن کو ہر نماز کے بعد پڑھنے والا کبھی ناکام نہیں ہوگا ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔

عن زید بن ثابت رضی الله عنه قال أمرنا أن نسبح فی دبر کل صلوٰة ثلاثاً وثلاثین ونحمده ثلاثاً وثلاثین ونکبر وأربعًا وثلاثین۔

(سنن نسائی، باب نوع آخر من عدد التسبیح)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں (رسول اللہ ﷺ نے) حکم فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کریں۔

عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم خصلتان لا یحصیهما رجل مسلم الا دخل الجنة وهما یسیر ومن یعمل بهما قلیل یسبح الله فی دبر کل صلوٰة عشرًا ویکبر ویحمد عشرًا فرأیت رسول

الله صلى الله عليه واله وسلم يعقدها بيده فذلك خمسون ومائة باللسان وألف وخمس مائة فى الميزان۔ (سنن ابن ماجه، باب الدعاء بعد السلام)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کام ایسے ہیں جو مسلمان بندہ ان کو مضبوطی سے اختیار کئے رہے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، دو کام بہت آسان ہیں اوران پر عمل کرنے والے بھی کم ہیں وہ کام یہ ہیں کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کہے، پس یہ زبان پر تیس بار ہوگا مگر میزان عمل میں (پانچوں نمازوں کا) ۱۵۰۰ بار شمار ہوگا۔

تسبیحات انگلیوں پر گننا:

عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يعقد التسبيح۔ (سنن ترمذی، ابواب الدعوت)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تسبیحات انگلیوں پر پڑھتے دیکھا۔

عن يسيرة بنت ياسر رضى الله عنها قالت ان النبى صلى الله عليه واله وسلم أمرهن يراعين بالتكبير والتقديس والتهليل وأن يعقدن بالانامل فانهن مسئولات مستنطقات۔ (سنن ابو داؤد، باب التسبيح بالحصى)

حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تسبیح کو انگلیوں کے پوروں پر گننے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کیونکہ (قیامت کے دن) انگلیوں سے سوال ہوگا اور یہ گواہی دیں گی۔

تسبیحات دائیں ہاتھ پر گننا مسنون ہے:

عن عبد الله بن عمر رضى الله عنه كان رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يعقد التسبيح، قال ابن قدامة بيمينه۔ (سنن ابو داؤد، باب التسبيح بالحصى)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ تسبیح فرما رہے تھے (راوی کہتے ہیں کہ) آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ پر تسبیح شمار کیا کرتے تھے۔

فجر اور عصر کے بعد طویل ذکر و دُعا کی فضیلت:

اَحادیث میں صبح کو فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور شام کو عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنے کی عظیم فضیلت آئی ہے، چند اَحادیثیں ملاحظہ ہوں:

عن ابو امامة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لان افعد اذکر الله وا کبرہ واحمدہ واسبحه واھلله حتی تطلع الشمس احب الی من ان اعتق رقبتین اوا کثر من ولد اسماعیل ومن بعد العصر حتی تغرب الشمس احب الی من ان اعتق رقاب من ولد اسماعیل۔ (مسند احمد رقم الحدیث ۲۲۱۹۴)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں (فجر کی نماز کے بعد) بیٹھ کر ذکر کروں اور اللہ کی بڑائی، حمد، تسبیح اور تہلیل پڑھوں، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، یہ مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے میں دو یا زیادہ غلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آزاد کروں (جن کا آزاد کرنا نبی کریم ﷺ کے نسبی تعلق کی وجہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے) اور عصر سے لے کر سورج غروب ہونے تک بھی اسی طرح ذکر اللہ میں مشغول رہنا مجھے زیادہ محبوب ہے اس کے مقابلہ میں کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کروں۔

عن انس رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لان افعد مع قوم یذکرون الله تعالیٰ من صلاۃ الغداۃ حتی تطلع الشمس احب الی من ان اعتق اربعة من ولد اسماعیل ولان اقعدمع قوم یذکرون الله من صلاۃ العصر الی ان تغرب الشمس احب الی من ان اعتق اربعة۔

(سنن ابو داؤد، کتاب العلم، باب فی القصص)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں فجر کی نماز سے لے کر طلوع ہونے تک اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، یہ مجھے اس بات

سے زیادہ محبوب ہے کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار افراد آزاد کروں، اور میں عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کا ذکر کرے، یہ مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چار افراد آزاد کروں۔

جمہور محدثین، فقہاء وعلماء سے فرض نماز کے بعد دُعا کا ثبوت:

اَحادیث وروایات کے بعد اب دُعا کے کی مسنونیت کے بارے میں محدثین، فقہاء وعلماء کرام کے حوالہ جات جو اُنہوں نے فرضوں کے بعد دُعا کے مسنون ہونے کے متعلق ابواب باندھے ہیں ملاحظہ ہوں:

امام مالک رحمہ اللہ سے (موطا امام مالك، باب رفع اليدين في الدعاء)

امام شافعی رحمہ اللہ سے (كتاب الام، باب كلام الامام وجلوسه بعد السلام)

امام بخاری سے (صحيح بخاري، باب الدعاء بعد الصلاة)

فائدہ: شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے (اي المكتوبة وفي هذه الترجمة رد على من زعم ان الدعاء بعد الصلاة لا يشرع) یہ باب نماز یعنی فرض نماز کے بعد دُعا کے بارے میں ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کے یہ عنوان قائم کرنے میں اُس شخص پر رد مقصود ہے جس کا گمان یہ ہے کہ نماز کے بعد دُعا شرعاً ثابت نہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ سے (باب ما يستحب من الدعاء دبر الصلوات المكتوبات)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ سے (مصنف عبد الرزاق، باب مسح الرجل وجهه بيده اذا دعا)

امام ابن حبان رحمہ اللہ سے (ذكر ما يستحب للمرء ان يسال الله جل وعلا في عقيب الصلاة التفضل عليه بمغفرة ما تقدم من ذنبه)

امام خزیمہ رحمہ اللہ سے (صحيح ابن خزيمه، باب جامع الدعاء بعد السلام في دبر الصلاة)

امام ابن منذر رحمہ اللہ سے (الاوسط، باب ذكر جامع الدعاء بعد التسليم)

امام بیہقی رحمہ اللہ سے (الدعوات الكبير للبيهقي، باب القول والدعاء والتسبيح في دبر الصلاة المكتوبة بعد السلام) (شعب الايمان للبيهقي، ومنها ان يدعو

فی دبر صلواته ومنها ان یرفع الیدین حتی یحاذی بهما المنکبین اذا دعا ومنها ان یخفض صوته بالدعاء ومنها ان یمسح وجهه بیدیه اذا فرغ من الدعاء)

شارحِ مسلم امام نووی رحمۃ اللہ سے (المجموع شرح المهذب، باب صفة الصلاة)

امام بوصیری رحمۃ اللہ سے (اتحاف الخیرة المهرة، باب فی الذکر والتسبیح والدعاء بعد الصلاة)

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ سے (مجمع الزوائد، باب الدعاء عقیب الصلوات)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ سے (الفتاوی الفقهیه الکبری، باب شروط الصلاة، ویسن الدعاء والذکر سرًّا ویجهر بعد السلام)

علامہ شیخ سلیمان جمل رحمۃ اللہ سے حاشیه الجمل علی المنهج، باب صفة الصلاة، قوله لا مسح لوجهه وغیره کالصدر)

علامہ سلیمان بن محمد بجیرمی رحمۃ اللہ سے (حاشیه الجبیرمی علی شرح المنهج، باب التوجه للقبلة فی الصلاة، یسن ان یمسح وجهه بیدیه بعد لما ورد ان کل شعرة مسحها بیدیه بعد الدعاء)

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ سے (فتح الباری لابن رجب، باب الذکر بعد الصلاة)

علامہ موسیٰ بن احمد حجاوی مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ سے (الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل، فصل یسن ذکر الله والدعاء والاستغفار عقب الصلاة)

علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمۃ اللہ سے (کشاف القناع عن متن الاقناع، باب صفة الصلاة، فصل یسن ذکر الله الدعاء والاستغفار عقب الصلاة المکتوبة)

علامہ مصطفیٰ بن سعد رحیبانی حنبلی رحمۃ اللہ سے (مطالب اولی النهی، باب صفة الصلاة، ویدعو مصل استحبابًا بعد کل صلاة مکتوبة)

علامہ قرانی مالکی رحمۃ اللہ سے (الذخیرة للقرانی، مساله فی رفع الید فی الدعاء)

علامہ ابن رشد قرطبی مالکی رحمۃ اللہ سے (البیان والتحصیل، فی رفع الیدین فی الدعاء)

علامہ ابن حاج مالکی رحمۃ اللہ سے (المدخل، التنفل فی المساجد بتوابع الفرائض)

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ سے (البحر الرائق، باب صفة الصلاة، رفع الایدی وقت الدعاء مستحب کما علیه المسلمون فی سائر البلاد)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ سے (مراقی الفلاح، فصل فی کیفیة ترکیب الصلاة)

علامہ حصکفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے (الدر المختار، باب صفة الصلاة، فصل فی بیان تالیف الصلاة الی انتهائها)

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ سے (فتح القدیر، باب النوافل)

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ سے (ارشاد الساری، باب رفع الناس ایدیهم مع الامام فی الاستسقاء)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے (مرقاة المفاتیح، کتاب الدعوات)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے (امداد الفتاوٰی، رسالہ استحباب الدعوات عقیب الصلوات)

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے (اعلاء السنن، باب الانحراف بعد السلام و کیفیة سنیة الدعاء والذکر بعد الصلاة)

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے (احسن الفتاوٰی، باب حکم الدعاء بعد الصلوات)

اکابر علماء اہلحدیث کی تائیدات:

(1) علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

قلت القول الراجع عندی ان رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلاة جائز۔ (تحفة الاحوذی)

میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ نماز کے بعد دُعا کرتے ہوئے ہاتھ اُٹھانا جائز ہے۔

(2) نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ تحریر لکھتے ہیں کہ:

والحاصل ان رفع الیدین فی الدعاء ای دعاء کان وفی ای وقت کان بعد الصلاة اوغیرها ادب من احسن الادب۔ (نزل الابرار بالعلم الماثور من الادعیة والاذکار، صفحہ ۳۶)

خلاصہ اور لبِّ لباب یہ ہے کہ دُعا خواہ کوئی بھی ہو اور کسی وقت میں ہو، نمازوں کے بعد ہو یا ان کے علاوہ، اس میں ہاتھ اُٹھانا بہترین ادب ہے۔

(3) مولانا نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:
صاحبِ فہم پر مخفی نہ رہے کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا جائز و مستحب ہے۔
(فتاوی نذیریہ ۱/۵۶۵)

(5) مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:
خلاصہ یہ کہ تمام فرض (نمازوں) کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل دونوں سے ثابت ہے اور دوام کی تلاش لغو ہے۔ (فتاوی ثنائیہ ۱/۵۰۵)
(6) قاضی ابوعبداللہ محمد بن علی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا بعد الصلاۃ کے متعلق باب قائم کیا ہے:

(نیل الاوطار بشرح منتقی الاخیار، باب اکثار الاستغفار ورفع الایدی بالدعاء)

جماعت کی نماز کے اختتام پر دُعا مانگنے کا شرعی حکم:

یہ ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ جماعت سے پڑھنے کی صورت میں اس دُعا کو جماعت کا حصہ اور جماعت کی طرح کا اجتماعی عمل نہ سمجھا جائے اور ایک ساتھ دُعا ختم کرنے کو ضروری نہ سمجھا جائے، کیونکہ امام و مقتدی کا تعلق سلام پھیرنے پر ختم ہو جاتا ہے، اس لیے سلام پھیر کر نماز کے بعد کی دُعا اور ذکر کو نماز کا اندرونی حصہ اور داخلی عمل نہ سمجھا جائے، اور اسی وجہ سے اگر کوئی مقتدی کسی عذر کی وجہ سے اتفاقاً دُعا کئے بغیر اُٹھ کر چلا جائے یا سنن و نوافل میں مشغول ہو جائے تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے، البتہ فرضوں کے بعد دُعا کو ترک کرنے اور چھوڑ دینے کا معمول اور عادت بنالینا بہتر نہیں، چند روایات ملاحظہ ہوں:

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مفتاح الصلوۃ الطھور وتحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم۔

(سنن ترمذی، باب ما جاء فی ان مفتاح الصلوۃ الطھور)
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اور نماز کی تحریمہ تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال

مفتاح الصلٰوۃ الطھور وتحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم۔

(مجمع الزوائد، باب تحریم الصلوۃ وتحلیلھا)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اور نماز کی تحریمہ تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔

عن ابن زید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال مفتاح الصلٰوۃ الطھور وتحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم۔

(سنن دار قطنی، باب مفتاح الصلوۃ الطھور)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اور نماز کی تحریمہ تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔

فائدہ: مذکورہ اَحادیث میں تحریم سے مراد تکبیر ہے جس سے نماز شروع ہوجاتی ہے اور اس تکبیر کو تکبیر تحریمہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس تکبیر کے ذریعہ حلال وجائز چیزیں مثلاً کھانا پینا، بات چیت وغیرہ حرام ہوجاتا ہے، اسی طرح امام کی اقتداء بھی واجب ہوجاتی ہے اور امام کی ہر حرکت کے تابع رہنا ضروری ہوجاتا ہے جبکہ اس کی خلاف ورزی حرام ہوجاتی ہے، اور تحلیل سے مراد حلال ہوجانے کے ہیں، یعنی تکبیر تحریمہ سے جو حلال چیزیں حرام ہوئیں تھیں وہ اب حلال ہیں، مثلاً کھانا پینا، بات چیت اور امام کی حرکات کے تابع نہ رہنا وغیرہ۔

عن ابو الاحوص قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ اذا کنت خلف الامام فلا ترکع حتی یرکع ولا تسجد حتی یسجد ولا ترفع راسك قبله فاذا فرغ الامام ولم یقم ولم ینحرف وکانت لك حاجة فاذھب ودعه فقد تمت صلاتك۔

(طبرانی کبیر بحوالہ مجمع الزوائد باب متابعة الامام)

حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آپ امام کی اقتداء میں ہوں تو آپ اس وقت تک رکوع نہ کریں جب تک امام رکوع نہ کرے، اور آپ اس وقت تک سجدہ نہ کریں جب تک امام سجدہ نہ کرے، اور آپ اپنے

سر کو امام سے پہلے (سجدہ سے) نہ اُٹھائیں، پھر جب امام نماز سے فارغ ہو جائے اور کھڑا نہ ہو اور قبلہ سے رُخ بھی نہ پھیرے اور آپ کو کوئی ضرورت ہو تو آپ چلے جائیں اور اسے (یعنی امام کو) چھوڑ دیں، کیونکہ آپ کی نماز مکمل ہو چکی ہے۔

عن ابو الاحوص قال ابن مسعود رضی الله عنه مفتاح الصلاۃ التکبیر و انقضاءھا التسلیم اذا سلم الامام فقم ان شئت۔

(سنن الکبری للبیہقی، باب تحلیل الصلاۃ بالتسلیم)

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز کو شروع کرنے والی چیز تکبیر ہے اور اس کو ختم کرنے والی چیز سلام پھیرنا ہے، جب امام سلام پھیر دے تو آپ اگر چاہیں تو اُٹھ کھڑے ہوں۔

فائدہ: علامہ ظفر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

فیه دلالة علی جواز انصراف المأموم و ذھابه الی حوائجه بعد فراغ الامام عن الصلاۃ اذا لم یقم من جلسه ولم ینحرف و جواز ذالك امر مجمع علیه لم نر فی کلام احد من الائمة خلافه۔

(اعلاء السنن، باب الانحراف بعد السلام و کیفیة و سنیة الدعاء والذکر بعد الصلاۃ)

اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ مقتدی کو اپنی ضروریات کے لیے اُٹھ کر چلے جانا جائز ہے، جب امام نماز سے فارغ ہو جائے اور اپنی مجلس سے نہ اُٹھے اور نہ ہی اپنا رُخ پھیرے اور اس بات کے جائز ہونے پر اِجماع ہے، میں نے آئمہ کرام کے کلام میں اس کے خلاف نہیں دیکھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وللمأموم ان ینصرف اذا قضی الامام السلام قبل قیام الامام وان یؤخر

ذلك حتى ينصرف بعد انصراف الامام او معه احب الى له۔

(كتاب الامام للامام شافعي، باب كلام الامام وجلوسه بعد السلام، طبع دار المعرفة)

اور مقتدی کے لیے جائز ہے کہ جب امام سلام پھیرے دے تو وہ امام کے کھڑے ہونے سے پہلے اُٹھ جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ اُٹھنے کو مؤخر کرے، یہاں تک کہ امام کے اُٹھنے کے بعد اُٹھے یا اس کے ساتھ ساتھ اُٹھے، مجھے مقتدی کے لیے یہ بات زیادہ پسند ہے۔

جماعت کے اختتام پر امام ومقتدیوں کا ایک وقت میں دُعا مانگنے کا شرعی حکم:

حضرت مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ ایک فتویٰ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

اور چونکہ یہ افعال دُعا وتسبیحات امام ومقتدی سب کے لیے بعد نماز مستحب ہیں، اگر سب ہی اس میں مشغول ہوں گے تو یہ ایک اقتران (اور ایک ساتھ دُعا کرنا) اتفاقی ہوگا، نہ کہ اجتماع مستقل، اس لیے ان افعال کو فی نفسہا مستحب کہا جائے گا اور اجتماع کو نہ ضروری سمجھا جائے اور نہ بدعت غیر مشروع کہا جائے، اس لیے عامہ سلف سے اس اجتماع پر نکیر منقول نہیں، اور علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاعتصام میں جو اس کو بدعت فرمایا ہے اس کا حاصل بھی احقر نے یہی سمجھا ہے کہ اجتماع للدّعا کو مقصودِ اصلی مثل دیگر عبادات کے سمجھنا بدعت ہے، نہ یہ کہ اقترانِ اتفاقی کے طور پر مجتمعاً (ایک ساتھ) دُعا کرنا کو بدعت کہا جائے۔

(امداد المفتین، صفحہ ۲۴۲، کتاب الذکر والدعاء والتعویذات)

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

حدیث میں ہر نماز کے بعد دُعا کا مقبول ہونا وارد ہوا ہے، فرض نماز پڑھی، ہر ایک چاہتا ہے کہ میری دُعا قبول ہو تو ہر کوئی دُعا کرنے لگتا ہے، یہ غیر اختیاری اجتماع ہوجاتا ہے۔

(ملفوظات فقیہ الامت ۱/ ۲۰۴، طبع دار الہدیٰ کراچی)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

پھر اجتماع تو نماز کے لیے ہوتا ہے نہ کہ دُعا کے لیے، اور نماز کے بعد دُعا مقبول ہے، مستحب ہے، جب ہر شخص اس مستحب پر عمل کرے گا تو اجتماعیت خود ہی بن جائے گی، اس کو اجتماعی

دُعا کا عنوان دینا ہی صحیح نہیں، اس واسطے کہ اجتماع تو نماز کے لیے ہوا ہے کہ کہ دُعا کے لیے۔

(ملفوظات فقیہ الامت ۱/ ۲۷۲، طبع دارالہدیٰ کراچی)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

متعدد اَحادیث میں فرض نماز کے بعد آنحضرت کا دُعا کرنا ثابت ہے، یہ تمام امور ایسے ہیں کہ کوئی صاحبِ علم جس کی اَحادیثِ طیبہ پر نظر ہو ان سے ناواقف نہیں، اس لیے فقہائے اُمت نے فرض نمازوں کے بعد دُعا کو آداب و مستحبات میں شمار کیا ہے، امام نووی شرح مہذب (جلد ۳، صفحہ ۴۸۸) میں لکھتے ہیں کہ:

الدعاء للامام والمأموم والمنفرد و هو مستحب عقب كل الصلوات بلا خلاف.

یعنی نمازوں کے بعد دُعا کرنا بغیر کسی اختلاف کے مستحب ہے، امام کے لیے بھی، مقتدی کے لیے بھی اور منفرد کے لیے بھی۔

علومِ حدیث میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا بلند مرتبہ جس کو معلوم ہے وہ کبھی اس متفق علیہ مستحب کو بدعت کہنے کی جسارت نہیں کر سکتا ہے، اور فرض نماز جب باجماعت ادا کی گئی ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بعد دُعا صورۃً اجتماعی ہو گی، لیکن امام اور مقتدی ایک دوسرے کے پابند نہیں، بلکہ اپنی اپنی دُعا کر رہے ہیں، اس لیے امام کا پکار پکار کر دُعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین، آمین کہنا صحیح نہیں، ہر شخص کو اپنی اپنی دُعا کرنی چاہیے۔

(آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۲/ ۲۷۲، طبع مکتبہ لدھیانوی)

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

امام، مقتدی اور منفرد سب کے واسطے فرض نماز کے بعد دُعا کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے، اس لیے سب کو دُعا کرنی چاہیے، اور جب فرائض کے بعد امام اور مقتدی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے دُعا کریں گے تو ضمناً خود بخود اجتماع ہو جائے گا، لیکن یہ اجتماع ایک ضمنی چیز ہے اور جائز ہے، اس کے لیے الگ سے صریح اور مستقل ثبوت کا طالب ہونا اور ثبوت نہ ملنے پر اس کو بدعت قرار دینا درست نہیں۔ (فقہی رسائل ۱/ ۱۴۲، طبع میمن اسلامک پبلشرز کراچی)

نمازِ وتر کا مسنون طریقہ

تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھنا:

عن سعد بن هشام أن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان لا يسلم في ركعتي الوتر. (سنن نسائی،باب کیف الوتر بثلاث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (یعنی تین رکعتیں پڑھ کے ہی سلام پھیرتے تھے)۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(المستدرك للحاكم، كتاب الوتر، رقم الحديث ١١٨٠)(مسند اسحاق بن راهويه، رقم الحديث ١٣١٠) (سنن الكبرى للبيهقي، باب من أوتر بثلاث موصلات بتشهدين وتسليم)(موطا امام محمد باب السلام في الوتر) (سنن دار قطني، باب ما يقرأ في ركعات الوتر و القنوت فيه)(مصنف ابن أبي شيبه، باب من كان يوتر بثلاث أو اكثر)(مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ٩١٠)(سنن طحاوي، باب الوتر، رقم الحديث ١٦٧٠)(مختصر قيام الليل وقيام رمضان و كتاب الوتر، باب الوتر)

عن عبدالله قال ارسلت أمي ليلة لتبيت عند النبي صلى الله عليه واله وسلم فتنظر كيف يوتر فباتت عند النبي صلى الله عليه واله وسلم فصلى ما شاء الله أن يصلي حتى اذا كانا أخر الليل وأراد الوتر قرأ سبح اسم ربك الاعلى في الركعة الاولى وقرأ في الثانية قل يآ أيها الكفرون ثم قعد ثم قام يفصل بينهما بالسلام ثم قرأ بقل هو الله أحد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفواً أحد حتى اذا فرغ كبر ثم فدعا بما شاء الله أن يدعوه ثم كبر وركع. (الاستيعاب لابن عبدالبر، رقم الحديث ٦٣٢)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو ایک رات رسول اللہ ﷺ کے گھر بھیجا کہ دیکھیں کہ آپ ﷺ وتر کس طرح پڑھتے ہیں؟ چنانچہ وہ رات آپ ﷺ کے ہاں رہیں، جب رات کا آخری حصہ ہوا اور آپ ﷺ نے وتر پڑھنے کا ارادہ کیا تو پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون پڑھی، پھر قعدہ کیا، پھر سلام

پھیرے بغیر کھڑے ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھی یہاں تک کہ جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی، پھر دعائے قنوت پڑھی۔

وتر میں دو رکعت کے بعد تشہد بیٹھنا:

عن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الصلوۃ مثنی مثنی تشھد فی رکعتین۔

(جامع ترمذی، باب ما جاء فی التشخع فی الصلوٰۃ)(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۵۱۵۴)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت میں تشہد پڑھنا ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یستفتح الصلوٰۃ بالتکبیر والقرأۃ بالحمد للہ رب العالمین۔۔۔وکان یقول فی کل رکعتین التحیۃ۔ (صحیح مسلم، باب ما یجمع صفۃ الصلوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز تکبیر سے شروع فرماتے اور قرأۃ الحمد للہ رب العالمین سے اور یہ فرماتے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات (کے لیے بیٹھنا) ہے۔

عن أم سلمۃ رضی اللہ عنہا أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال فی کل رکعتین تشھد۔ (مجمع الزوائد، باب التشھد والجلوس والاشارۃ بالاصبع فیہ)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے۔

دُعائے قنوت کے مسنون الفاظ:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ. اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

اے اللہ! ہم آپ سے مدد چاہتے ہیں اور آپ سے معافی مانگتے ہیں اور آپ پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور آپ کی بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور آپ کا شکر ادا

کرتے ہیں اور آپ کی ناشکری نہیں کرتے اور ہم اس شخص کو الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں جو آپ کی نافرمانی کرے، اے اللہ! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور آپ ہی طرف دوڑتے ہیں اور جھپٹتے ہیں اور آپ کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک آپ کا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

عن أبي عبد الرحمن قال علمنا ابن مسعود رضي الله عنه أن نقرأ في القنوت "اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونومن بك ونتوكل عليك....الخ"۔

(سنن طحاوی، باب القنوت فی الصلوٰۃ الفجر وغیرھا)

حضرت ابوعبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں تعلیم دی کہ ہم قنوت میں یہ دُعا پڑھیں: "اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونومن....الخ"۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبي شيبة، باب في قنوت الوتر من الدعاء)(مصنف ابن أبي شيبة، باب ما يدعا به في قنوت الفجر)(مصنف عبد الرزاق، باب القنوت)(رسالة ابن أبي زيد القيرواني، كتاب الدعاء)(سنن الكبرى للبيهقي، باب دعاء القنوت)(مراسيل أبي داؤد، رقم الحديث ٨٦) (الدعوات الكبير للبيهقي، رقم الحديث ٣٦٣)(فضائل القرآن للقاسم بن سلام، رقم الحديث ٧٧٥)(معجم ابن الاعرابي رقم الحديث ٥٥٥)(مصنف ابن أبي شيبه، باب ما يدعو به الرجل في قنوت الوتر)(تاريخ المدينة المنورة لابن أبي شيبة ٢/٤١٢)

فائدہ: اس دُعا کے علاوہ بھی کتب اَحادیث میں دُعائے قنوت کے مختلف الفاظ مروی ہیں، لہٰذا جو دُعا چاہے پڑھ سکتا ہے۔

دُعائے قنوت تکبیر کہہ کر رکوع کرنے سے پہلے پڑھنا مسنون ہے:

عن عاصم بن سليمان الاحول قال سألت أنس بن مالك رضي الله عنه عن القنوت فقال قد كان القنوت قلت قبل الركوع أو بعد قال قبله قال فان فلاناً أخبرني عنك انك قلت بعد الركوع فقال كذب انما قنت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بعد الركوع شهراً. (صحيح بخاري، باب القنوت قبل الركوع وبعده)

حضرت عاصم بن سلیمان احول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دُعائے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں قنوت ہوتی تھی، میں نے عرض کیا رکوع سے پہلے یا بعد میں؟ فرمایا رکوع سے پہلے، تو میں نے عرض کیا کہ فلاں شخص نے مجھے بتایا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص نے جھوٹ کہا ہے کیونکہ رکوع کے بعد تو آپ ﷺ نے صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی ہے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(صحیح مسلم، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات) (مصنف ابن أبی شیبه، باب من کان لا یقنت فی الفجر)(سنن ابن ماجه، باب ما جاء فی القنوت قبل الرکوع)(سنن الکبری للبیهقی، باب الدلیل علی انه یقنت بعد الرکوع)(مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۴۰۲۶)(سنن طحاوی، باب القنوت فی صلاۃ الفجر وغیرها)

<u>وضاحت:</u> علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وقد وافق عاصم علی روایته هذا عبد العزیز بن صهیب کما فی المغازی بلفظ. سأل رجل أنسا عن القنوت بعد الرکوع أعند الفراغ من القرأة قال بل عند الفراغ من القرأة وقال ومجموع ما جاء عن أنس رضی الله عنه فی ذلك ان القنوت للحاجة بعد الرکوع لا خلاف عنه فی ذلك أما بغیر الحاجة فالصحیح عنه أنه قبل الرکوع. (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب القنوت قبل الرکوع أو بعده)

حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت المغازی میں عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق ہے، جس میں ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دُعائے قنوت رکوع کے بعد ہے یا قرأۃ سے فارغ ہونے کے بعد؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ قرأۃ سے فارغ ہونے کے بعد ہے، مزید ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تمام راویات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دُعائے قنوت کسی خاص وجہ سے پڑھی جائے تو بالاتفاق وہ رکوع کے بعد ہے اور جو دُعائے قنوت عام حالات میں پڑھی جائے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے کہ وہ رکوع سے پہلے ہے۔

عن أبي بن كعب رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يوتر بثلاث ركعات......ويقنت قبل الركوع. (سنن نسائی، باب اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابي بن كعب ﷺ)(سنن ابوداؤد، باب القنوت فی الوتر)

حضرت ابی بن کعب ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے اور دُعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

عن عبدالله رضي الله عنه قال قنت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في الوتر قبل الركعة. (سنن دار قطنی، باب مایقرأ فی رکعات القنوت فيه)

حضرت عبداللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ وتر میں رکوع کرنے سے پہلے دُعائے قنوت پڑھی۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(مصنف ابن أبي شيبه، باب فی القنوت قبل الركوع أو بعده) (مختصر كتاب الوتر للمروزی، باب القنوت قبل الركوع)

عن الاسود أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قنت في الوتر قبل الركوع....
وفي رواية بعد القرأة قبل الركوع. (مصنف ابن أبي شيبه، باب فی القنوت قبل الركوع أو بعده)(مختصر كتاب الوتر للمروزی، باب القنوت قبل الركوع)

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ وتر میں رکوع کرنے سے پہلے قنوت پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ قرأۃ کے بعد رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔

عن عبد الرحمن بن الاسود عن أبيه أن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه كان اذا فرغ من القرائة كبر ثم قنت فاذا فرغ من القنوت كبر ثم ركع.
(مصنف ابن أبي شيبه، باب فی التكبير للقنوت)

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ جب قرأۃ سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر دُعائے قنوت پڑھتے اور جب قنوت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہہ کر رکوع کرتے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن طحاوی، باب القنوت فی الفجر وغیرہ)(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۴۲۵)

عن ابراهيم قال اذا أردت أن تقنت فكبر للقنوت و كبر اذا أردت أن تركع.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب في التكبير للقنوت) (كتاب الآثار للامام محمد، باب القنوت في الصلاة)

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم دُعائے قنوت پڑھنے کا اِرادہ کرو تو قنوت کے لیے تکبیر کہو اور جب رکوع کرنے کا اِرادہ کرو تو پھر بھی تکبیر کہو۔

عن ابراهيم قال اذا فرغت من القرأئة فكبر ثم اذا فرغت فكبر واركع.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب في التكبير للقنوت)

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم قرأۃ سے فارغ ہو جاؤ تو تکبیر کہو اور جب قنوت سے فارغ ہو جاؤ تو پھر تکبیر کہو اور رکوع کرو۔

عن حماد عن ابراهيم النخعي أن القنوت واجب في الوتر في رمضان و غيره قبل الركوع واذا أردت تقنت فكبر واذا أرادت أن تركع فكبر أيضاً۔

(كتاب الحجة للامام محمد، باب عدد الوتر) (كتاب الآثار للامام محمد، باب القنوت في الصلاة)

حماد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وتر میں قنوت رمضان اور غیر رمضان میں رکوع سے پہلے پڑھنا واجب ہے اور جب تم قنوت پڑھنا چاہو تو تکبیر کہو اور جب تم رکوع کرنا چاہو تو بھی تکبیر کہو۔

دُعائے قنوت کے لیے رفع الیدین کرنا:

قال أبو عثمان كان عمر رضي الله عنه يرفع يديه في قنوت۔

(سنن الكبرى للبيهقي، باب رفع اليدين في القنوت)

ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قنوت کے لیے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے تھے۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(جزء رفع اليدين للبخاري، رقم الحديث ١٦٢) (قرة العينين برفع اليدين في الصلاة للبخاري، باب يرفع يديه في القنوت، رقم الحديث ٩٥) (شرح السنة للبغوي، باب القنوت، رقم الحديث ٦٣٩) (قيام الليل للمزوري، باب رفع الايدي عند القنوت)

عن الأسود عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه كان يقرأ في أخر ركعة من الوتر

قل ھو اللّٰہ ھو احد ثم یرفع یدیہ فیقنت قبل الرکعۃ۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب رفع الیدین فی قنوت الوتر)

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھتے تھے اور پھر رکوع میں جانے سے پہلے اپنے ہاتھ اُٹھاتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(جزء رفع الیدین للبخاری، رقم الحدیث ۱۶۳)(مسند ابن الجعد، رقم الحدیث ۲۲۷۰)(سنن الکبری للبیہقی، باب رفع الیدین فی القنوت، رقم الحدیث ۲۸۹۶)(سنن الصغیر للبیہقی، باب القنوت فی الوتر، رقم الحدیث ۴۹۰)(شرح السنۃ للبغوی، باب القنوت، رقم الحدیث ۶۳۹)

کان ابوھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ یرفع یدیہ فی قنوتہ فی شہر رمضان۔

(سنن الکبری للبیہقی، باب رفع الیدین فی القنوت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رمضان کے مہینہ میں دُعائے قنوت کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(قیام اللیل للمزوری، باب رفع الایدی عند القنوت)(مختصر کتاب الوتر للمقریزی، باب رفع الایدی عند القنوت)

عن ابراھیم النخعی قال ترفع الأیدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلاۃ وفی التکبیر للقنوت فی الوتر۔ (سنن طحاوی، باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سات مقامات پر رفع الیدین کیا جائے، نماز کے شروع میں اور وتر میں قنوت کی تکبیر کے لئے۔

عن مغیرۃ عن ابراھیم قال أرفع یدیك للقنوت۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی رفع الیدین فی قنوت الوتر)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وتروں کی قنوت کے لیے رفع الیدین کرو۔

قال ابن قدامۃ وروی رفع الیدین عن ابن مسعود و عمر وابن عباس رضی اللّٰہ عنھم۔ (المغنی لابن قدامہ، مسألۃ القنوت، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دُعائے قنوت کے لیے رفع الیدین منقول ہے، حضرت

عبداللہ بن مسعود، حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے۔

تکبیر قنوت کے ساتھ رفع الیدین پر اِجماعِ اُمت:

قال الطحاوی وأما التکبیر فی قنوت فی الوتر فانھا تکبیرۃ زائدۃ فی ذتلک الصلاۃ وقد أجمع الذین یقنتون قبل الرکوع علی الرفع معھما۔

(سنن طحاوی، باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت)

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وتر میں دُعائے قنوت کی تکبیر تو زائد تکبیر ہے اور تمام وہ حضرات جو رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے ہیں ان کا اجماع ہے کہ تکبیر قنوت کے ساتھ ہاتھ اُٹھائے جائیں۔

وتروں کے بعد کی دُعا:

عن أبی بن کعب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یؤتر بثلاث (بسبح اسم ربك الأعلی) و(قل یا ایھا الکافرون) و(قل ھو اللہ ھو أحد) ویقنت قبل الرکوع فاذا سلم قال "سبحان الملك القدوس" ثلاث مرات یمد بھا صوته فی الآخرۃ یقول "رب الملائکة والروح"۔

(سنن دار قطنی، باب مایقرأ فی رکعات الوتر والقنوت فیه)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر تین رکعت پڑھتے تھے جس کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون، تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھتے تھے اور دُعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو ''سبحان الملک القدوس'' تین بار پڑھتے اور آخری بار آواز کو لمبا کرتے اور پھر کہتے ''رب الملائکۃ والروح''۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن ابو داؤد، باب فی الدعاء بعد الوتر) (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۲۱۸) (مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی الوتر مایقرأ فیه) (المستدرك للحاکم، باب التامین، رقم الحدیث ۱۰۱۱)

سجدہ سہو کا بیان

نماز میں کمی یا زیادتی پر سجدہ سہو کرنا:

نماز کے فرائض میں سے کوئی فرض اگر بھولے سے پہلے ادا ہو جائے یا اس کی ادائیگی میں کچھ تاخیر ہو جائے یا بھولے سے کوئی واجب رہ جائے یا رکعتوں کی صحیح تعداد بھول جائے یا دُعائے قنوت پڑھنا بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے، اور سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اور اگر قصداً ایسا کرے گا تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اس نماز کو دوبارہ لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم قال ابراهیم زاد أونقص فلما سلم قیل له یا رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم أحدث فی الصلوۃ شیئی قال وما ذاك؟ قالوا صلیت کذا و کذا قال فثنی رجلیه واستقبل القبلة فسجد سجدتین ثم سلم ثم أقبل علینا بوجهه فقال...اذا شك أحدکم فی الصلوۃ فلیتحر الصوب فلیتم علیه ثم یسجد سجدتین۔ (صحیح مسلم، باب النهی عن نشد الضالة فی المسجد)(صحیح بخاری، باب التوجه نحو القبلة حیث کان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی جس میں کمی یا زیادتی ہوگئی، جب سلام پھیرا تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! نماز میں کچھ (کمی یا زیادتی) واقع ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیسی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ ﷺ نے اس اس طرح نماز پڑھی ہے، تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں تہ کئے اور قبلہ رُخ ہو کر دو سجدے کئے، اور سلام پھیرا، پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو تو اسے چاہیے کہ خوب سوچ و بچار کر کے صحیح صورتِ حال کے مطابق نماز مکمل کرے، پھر (آخر میں) دو سجدے کر لے۔

عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم

قال اذا صلی أحد کم فلم یدر زاد أم نقص فلیسجد سجدتین وهو قاعد.
(سنن ابو داؤد، باب من قال یتم علی اکثر ظنه)(صحیح مسلم، باب النهی عن نشد الضالة فی المسجد)
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی نماز پڑھے اور اسے پتہ نہ چلے کہ کم پڑھی یا زیادہ، تو اسے چاہیے کہ (آخری تشہد) بیٹھنے کی حالت میں دو سجدے کرلے۔

عن أبی سعید رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم قال اذا شك أحد کم فی صلاته فلیلغ الشك ولیبن علی الیقین فاذا استیقن التمام سجد سجدتین فان کانت صلاته تامة کانت الرکعة نافلة وان کانت ناقصة کانت الرکعة لتمام صلاته وکانت السجدتان رغم انف الشیطان.

(سنن ابن ماجه، باب ما جاء فی من شك فی صلاته فلیرجع الی الیقین)
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو شک کو ختم کرے یقین پر عمل کرے، جب نماز مکمل ہونے کا یقین ہو جائے تو دو سجدے سہو کرلے، اب اگر اس کی نماز مکمل تھی تو (اضافی) رکعت نفل بن جائے گی اور اگر کم تھی تو (اس) رکعت سے اس کی نماز کی تکمیل ہو جائے گی اور دونوں سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے ہوں گے۔

عن مغیرہ بن شعبة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم اذا قام الامام فی الرکعتین فان ذکر قبل أن یستوی قائما فلیجلس فان استوی قائما فلا یجلس ویسجد سجدتی السهو۔ (سنن ابوداؤد، باب من نسی یتشهد وهو جالس)(سنن ابن ماجه، باب ما جاء فی من قام فی اثنتین ساهیا)
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص دو رکعت پر کھڑا ہو جائے (یعنی بھول کر قعدہ نہ کرے) تو اگر سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آجائے تو واپس لوٹ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہو چکا ہو تو نہ بیٹھے، بلکہ سجدہ سہو کرلے۔

عن عبداللہ بن بحینة رضی اللہ عنه قال صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیه

واله وسلم ركعتين من بعض الصلوات ثم قام فلم يجلس فقام الناس معه فلما قضى صلاته ونظرنا تسليمه كبر فسجد سجدتين وهو جالس قبل التسليم ثم سلم. (صحیح مسلم،باب سھو فی الصلاۃ والسجود له)

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، جس میں دو رکعتیں پڑھا کر بغیر قعدہ کئے کھڑے ہو گئے، لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، جب آپ ﷺ نے نماز پوری کر لی اور ہم سلام پھیرنے کے انتظار میں تھے کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور بیٹھے ہوئے دو سجدے کئے، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه واله وسلم صلى الظهر فسلم في الركعتين فقيل له نقصت الصلاة فصلى ركعتين ثم سجد سجدتين.

(سنن ابوداؤد،باب فی سجدتی السھو)(سنن ابن ماجه،باب ما جاء فيمن قام من اثنتين ساهيا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے نماز کم کر دی، پس آپ ﷺ نے آخر کی دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو سجدے کئے۔

عن عبدالله بن حنظله قال حدثنا وهو جالس مع أبي هريرة رضي الله عنه قال صليت خلف عمر بن خطاب رضي الله عنه المغرب فلم يقرأ في ركعة الأولى بشيء... ثم سجد سجدتين قبل التسليم. (مصنف عبد الرزاق،باب من نسی القرأة)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اُنہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بھول کر) مغرب کی نماز کی پہلی رکعت میں قرأۃ نہ کی تو سلام سے پہلے (سہو کے) دو سجدے کئے۔

عن عبد الرزاق عن الثوري قال اذا قمت فيما يجلس فيه أو جلست فيما يقام فيه أو جهرت فيما يخافت فيه أو خافت فيما يجهر فيه ناسياً سجدت سجدتي السهو. (مصنف عبد الرزاق،باب اذا قام فيما يقعد فيه أو قعد فيما يقام أو سلم في مثنى)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو بھول کر (نماز میں) بیٹھنا تھا اور کھڑا ہو

گیا، یا کھڑا ہونا تھا اور اگر کھڑا ہونا تھا لیکن بیٹھ گیا، یا اُونچی آواز میں پڑھنے کی بجائے آہستہ پڑھا، یا آہستہ پڑھنے کی بجائے اُونچی آواز سے پڑھا، تو وہ سہو کے دو سجدے کرے۔

عن ابن جريج قال قلت لعطاء لو نسيت القرأة فى ركعة بأم القرأن وبالسورة التى بعدها لم أقرأ فى الركعة بشئى فقال فلا تعد؟ ولكن اسجد سجدتى السهو.

(مصنف عبد الرزاق، باب من نسى القرأة)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد سورۃ پڑھنا بھول جائے یعنی وہ رکعت میں کچھ بھی نہ پڑھ سکا ہو تو اُسے چاہیے کہ (آخر میں) دو سجدے سہو کے کرے۔

عن حماد قال اذا سها قبل أن يقنت فليسجد سجدتى السهو يعنى فى الوتر.

(مصنف ابن أبى شيبه، باب فى السهو فى قنوت الوتر)

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو وتروں میں قنوت سے پہلے سہو ہو جائے تو وہ سہو کے دو سجدے کرے۔

عن حماد وسفيان اذا نسى القنوت فى الوتر فعليه سجدتا السهو.

(قيام الليل للمزورى، صفحه ۲۴۲، طبع دار الكتب العلمية بيروت)

حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص وتر میں قنوت پڑھنا بھول جائے وہ سجدہ سہو کرے۔

سجدہ سہو سلام کے بعد کرنا:

عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم صلى الظهر خمساً فقيل له أزيد فى الصلوة؟ فقال وما أدرك؟ قال صليت خمساً فسجد سجدتين بعد ما سلم. (صحيح بخارى، باب اذا صلى خمساً)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کی پانچ رکعات پڑھائیں، تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیسے؟ کہا گیا کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کئے۔

عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من شك فی صلاتہ فلیسجد سجدتین بعد یسلم۔

(سنن ابوداؤد،باب من قال یسجد بعد التسلیم)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اپنی نماز میں شک ہو جائے وہ سلام پھیرنے کے بعد (سہو کے) دو سجدے کرے۔

عن علقمة أن عبداللہ سجد سجدتی السھو بعد السلام وذکر أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فعلہ۔ (مصنف ابن أبی شیبہ،باب فی السلام فی سجدتی السھو قبل السلام أو بعدہ)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے کے بعد کئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یونہی کیا تھا۔

عن بیان بن أبی بشر الاحمسی قال سمعت قیس بن أبی حازم قال صلی بنا سعد بن مالك رضی اللہ عنہ فقام فی الرکعتین الأولیین فقالوا سبحان اللہ فقال سبحان اللہ فمضی فلما سلم سجد سجدتی السھو وقد روی أیضاً عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہ و ابن الزبیر رضی اللہ عنہ وانس بن مالك رضی اللہ عنہ أنھم سجدوا للسھو بعد السلام۔

(سنن طحاوی،باب سجود السھو فی الصلاۃ ھل ھو قبل التسلیم أو بعدہ؟)

حضرت قیس بن حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی، وہ پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد میں بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے، مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا تو اُنہوں نے بھی سبحان اللہ کہا اور نماز کو جاری رکھا، جب سلام پھیرا تو سہو کے دو سجدے کئے، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے کہ اُنہوں نے سلام کے بعد سہو کے سجدے کئے۔

عن أنس رضی اللہ عنہ أنہ سجد سجدتی السھو بعد السلام۔

(مصنف ابن أبی شیبہ،باب فی السلام فی سجدتی السھو قبل السلام أو بعدہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے کے بعد کئے۔

عن قتادة عن أنس رضی اللہ عنہ أنہ قال فی الرجل یھم فی صلاتہ لا یدری أزاد أم نقص؟ قال یسجد سجدتین بعد ما یسلم۔ (سنن طحاوی، باب سجود السھو فی الصلاۃ ھل ھو قبل التسلیم أو بعدہ؟) (مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی السلام فی سجدتی السھو قبل السلام أو بعدہ)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جس کو نماز میں یہ معلوم نہ رہے کہ اس نے رکعات کم کردیں یا زیادہ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرے۔

عن أبی عبیدة عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال السھو أن یقوم فی قعود أو یقعد فی قیام أو یسلم فی الرکعتین فانہ یسلم ثم یسجد سجدتی السھو ویتشھد ویسلم۔ (سنن طحاوی، باب سجود السھو فی الصلاۃ ھل ھو قبل التسلیم أو بعدہ؟) (مصنف عبدالرزاق، باب اذا قام فیما یقعد فیہ أو قعد فیما یقام أو سلم فی مثنی)

حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھولنا یہ ہے کہ آدمی قعود میں کھڑا ہو جائے یا قیام میں بیٹھا رہے یا دو رکعت پر سلام پھیر دے تو ان صورتوں میں وہ سلام پھیرے، پھر سہو کے دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے، پھر سلام پھیرے۔

عن عمرو بن دینار حدثہ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال سجدتا السھو بعد السلام۔ (سنن طحاوی، باب سجود السھو فی الصلاۃ ھل ھو قبل التسلیم أو بعدہ؟)

حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کئے۔

عن عطا بن أبی رباح قال صلیت خلف ابن الزبیر رضی اللہ عنہ فسلم فی الرکعتین فسبح القوم فقام فأتم الصلاۃ فلما سلم سجد سجدتین بعد السلام قال فانطلقت الی ابن عباس رضی اللہ عنہ فذکرت لہ ما فعل ابن الزبیر رضی اللہ عنہ فقال أحسن وأصاب۔

(سنن طحاوی، باب سجود السھو فی الصلاۃ ھل ھو قبل التسلیم أو بعدہ؟)

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے

پیچھے نماز پڑھی، اُنہوں نے دو رکعتوں پر سلام پھیرا تو لوگوں نے سبحان اللہ کہا تو وہ کھڑے ہو گئے اور نماز کو مکمل کیا، جب سلام پھیرا تو اسلام کے بعد دو سجدے کئے، عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا عمل بتلایا تو اُنہوں نے اس کی توثیق و تحسین فرمائی۔

عن ابو سلمة رضی الله عنه أنه سجدهما بعد التسليم۔

(مصنف ابن أبي شيبه،باب في السلام في سجدتي السهو قبل السلام أو بعده)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے کے بعد کئے۔

عن أبي قلابة عن عمران بن حصين رضی الله عنه قال في سجدتي السهو يسلم ثم يسجد ثم يسلم۔ (سنن طحاوی،باب سجود السهو في الصلاة هل هو قبل التسليم أو بعده؟)

حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے سجدہ سہو کے متعلق فرمایا کہ سلام پھیرے پھر سجدہ (سہو) کرے پھر سلام پھیرے۔

سجدہ سہو میں دو سجدے کرنا:

عن ثوبان رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول في كل سهو سجدتان بعدما سلم۔ (سنن ابن ماجه،باب ما جاء فيمن سجدهما بعد السلام)(سنن ابو داؤد،باب من قام من ثنتين ولم يتشهد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ہر سہو میں دو سجدے ہیں سلام کے بعد۔

عن ثوبان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم لكل سهو سجدتان۔ (مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان يقول في كل سهو سجدتان)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر سہو میں دو سجدے واجب ہیں۔

عن الشعبي قالا في كل سهو سجدتان۔ (مصنف ابن أبي شيبه،باب من كان يقول في كل سهو سجدتان)

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر سہو میں دو سجدے واجب ہیں۔

سجود سہو کے لیے تکبیر کہنا:

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال سجد النبی صلی الله علیه واله وسلم سجدتی السهو بعد ما سلم و کبر فسجد و کبر وهو جالس ثم رفع و کبر ثم سجد و کبر ثم رفع و کبر۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب فی سجدتی السهو یکبر أم لا؟)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے اور تکبیر کہنے کے بعد کئے، آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور تکبیر کہی، پھر سر اُٹھایا اور تکبیر کہی، پھر سجدہ کیا اور تکبیر کہی، پھر سر اُٹھایا اور تکبیر کہی۔

سجدہ سہو سے پہلے ایک طرف (دائیں طرف) سلام پھیرنا:

عن عمران بن حصین رضی الله عنه قال سلم رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فی ثلاث رکعات من العصر۔۔۔۔فصلی الرکعة التی کان ترك ثم سلم ثم سجد سجدتی السهو ثم سلم۔ (صحیح مسلم، باب السهو فی الصلاة والسجود له)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار عصر کی تین رکعتیں پڑھائیں (جب آپ کو بتایا گیا) تو جو رکعت رہ گئی تھی وہ رکعت پڑھی، پھر سلام کیا پھر سہو کے دو سجدے کئے، پھر آخر میں سلام پھیرا۔

قال عبدالله بن مسعود رضی الله عنه اذا وجب علیه سجود السهو اتم صلاته۔۔ ثم یسلم عن یمینه فقد کان ابن مسعود رضی الله عنه یسجد للسهو بعد السلام۔ (موسوعة فقه عبدالله بن مسعود، کتاب سجود السهو، باب کیفیة سجود سهو)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نمازی کے ذمہ سجدہ سہو واجب ہو تو اپنی نماز مکمل کرے، پھر دائیں طرف سلام پھیرے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سلام کے بعد سہو کا سجدہ کرتے تھے۔

عن الحسن أن النبی صلی الله علیه واله وسلم وأبابکر و عمر رضی الله عنهم کانوا یسلمون تسلیمة واحدة۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب من کان تسلیمة واحدة)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت

عمر رضی اللہ عنہ (سہو کے لیے) ایک سلام پھیرتے تھے۔

قال الحسن سجود السهو سجدتان كسجود الصلاة يأتي بهما المصلي بعد أن يفرغ من صلاته وبعد أن يسلم عن يمينه.(موسوعة فقه الحسن البصري، كتاب سجود السهو،باب كيفية سجود سهو)(مصنف ابن أبي شيبه،باب التسليم في سجدتي السهو)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سجدہ سہو نماز کے سجدہ کے مثل دو سجدے ہیں، جنہیں نمازی اپنی نماز سے فراغت پر اور دائیں جانب سلام پھیرنے کے بعد ادا کرتا ہے۔

تشہد پڑھ کر سجدہ سہو کرنا:

عن أبي عبيدة بن عبدالله عن أبيه عن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال اذا كنت في صلوة فشككت في ثلاث أو أربع واكبر ظنك على أربع تشهدت ثم سجدت سجدتين وأنت جالس قبل أن تسلم ثم تشهدت أيضاً ثم تسلم.

(سنن ابوداؤد،باب من قال يتم على اكبر ظنه)(سنن الكبرى للبيهقي،باب يشهد بعد السهو)
(سنن دار قطني،باب ليس على المقتدي سهو وعليه سهو الامام)

حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز میں ہو اور شک ہو جائے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت، اور زیادہ گمان یہ ہو کہ چار پڑھی ہیں تو تشہد پڑھو، پھر دو سجدے کرو سلام پھیرنے سے پہلے، بعد میں پھر تشہد پڑھو اور پھر سلام پھیرو۔

عن عبدالله رضي الله عنه قال يتشهد فيهما.

(مصنف ابن أبي شيبه،باب ما قالوا فيهما تشهد أم لا؛ ومن قال لا يسلم فيها)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سجودِ سہو میں تشہد ہے۔

عن الأعمش عن ابراهيم أنه سجد سجدتي السهو فتشهد فيهما ثم سلم.

(مصنف ابن أبي شيبه،باب ما قالوا فيهما تشهد أم لا؛ ومن قال لا يسلم فيها)

حضرت اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے سہو کے دو سجدے کئے ان کے درمیان تشہد پڑھی اور پھر سلام پھیرا۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرنا:

عن عمران بن حصين رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه واله وسلم صلى بهم فسها فسجد سجدتين ثم تشهد ثم سلم۔ (سنن ابو داؤد، باب سجدتي السهو فيها تشهد وتسليم) (سنن ترمذی، باب ما جاء في التشهد في سجدتي السهو)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو نماز پڑھائی اور سہو ہو گیا تو آپ ﷺ نے دو سجدے کئے، پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا۔

مقتدی کو سہو ہو جائے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں:

عبد الله بن عمر عن أبيه عن عمر عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال ليس على من خلف الامام سهو فان سها الامام فعليه وعلى من خلفه السهو وان سها من خلف الامام فليس عليه سهو والامام كافيه۔ (سنن دار قطنی، باب ليس على المقتدي سهو وعليه سهو الامام) (سنن الكبرى للبيهقي، باب باب يشهد بعد السهو)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص امام کی اقتداء میں ہو (اس کی کسی اپنی غلطی کی وجہ سے) اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا، لیکن اگر امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو امام پر بھی سجدہ سہو لازم ہوگا اور مقتدی پر بھی لازم ہوگا۔

عن عطاء في الرجل يدخل مع الامام فيسهو قال تجزئه صلاة الامام ويس عليه سهو۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب فيمن خلف الامام يسهو ولم يسه الامام)

حضرت عطاء رحمہ اللہ اس شخص کے بارے میں جسے امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے سہو ہو جائے فرماتے تھے کہ امام کی نماز اس کے لیے کافی ہے اس پر سجدہ سہو لازم نہیں۔

نماز میں ایک سے زیادہ سہو ہونے پر ایک ہی مرتبہ سہو کے سجدے کافی ہیں:

عن ابراهيم في الرجل يسهو مرارًا في صلاته قال تجزئه سجدتان لجميع سهوه۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب في الرجل يسهو مرارًا)

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ اس شخص کے بارے میں جسے نماز میں کئی مرتبہ سہو ہو فرماتے تھے کہ دو سجدے ایک سے زیادہ سہو کے لیے کافی ہو جائیں گے۔

مقتدی ہر حال میں امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے:

عبداللہ بن عمر عن أبیہ عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لیس علی من خلف الامام سهو فان سها الامام فعلیه وعلی من خلفه السهو وان سها من خلف الامام فلیس علیه سهو والامام کافیه۔ (سنن دار قطنی، باب لیس علی المقتدی سهو وعلیه سهو الامام) (سنن الکبری للبیہقی، باب باب یشهد بعد السهو)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص امام کی اقتداء میں ہو (اس کی کسی اپنی غلطی کی وجہ سے) اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا، لیکن اگر امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو امام پر بھی سجدہ سہو لازم ہوگا اور مقتدی پر بھی لازم ہوگا۔

عن ابراهیم والحسن وضحاك قالا اذا أنتهی الی الامام وقد سها قبل ذلك فلیسجد مع الامام ثم لیقض ما سبق به۔

(مصنف ابن أبی شیبه، باب فی الرجل یسبق بالرکعة من الصلاة وعلی الامام سهو)

حضرت ابراہیم نخعی، حضرت حسن بصری اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جماعت میں شریک ہوا اور امام کو اس سے پہلے سہو ہو چکا ہے تو وہ امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے پھر اپنی نماز کو پورا کرلے۔

امام کے بھولنے پر مقتدیوں کا امام کو یاد دلانے کا طریقہ:

عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اذا نابکم فی صلاتکم شئی فلیسبح الرجال۔ (صحیح بخاری، باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام) (صحیح مسلم، باب تقدیم الجماعة من یصلی بهم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہیں (جماعت کی) نماز میں کوئی مسئلہ پیش آجائے تو مرد "سبحان اللہ" کہیں۔

نمازعیدین کا مسنون طریقہ

طلوع آفتاب سے کچھ بعد اور زوال سے پہلے، بغیر اذان و اقامت کے چھ زائد تکبیروں کے ساتھ دو رکعات نماز باجماعت پڑھی جاتی ہیں، پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تین تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں اور ہر تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیے جاتے ہیں اور امام جہراً قرأۃ کرتا ہے، پھر رکوع وسجدہ کے بعد دوسری رکعت کا آغاز قرأۃ سے ہوگا، قرأۃ کے بعد رکوع سے پہلے تین زائد تکبیروں میں ہاتھ اُٹھا کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں، چوتھی تکبیر کے بعد رکوع اور باقی نماز مکمل کی جاتی ہے، گویا پہلی رکعت میں تکبیر افتتاح اور تکبیرات زائدہ، کل چار تکبیریں ہوئیں، اس طرح دوسری رکعت میں تین تکبیرات زائدہ اور تکبیر رکوع، کل چار تکبیریں ہوئیں۔

عیدین کی ہر رکعت میں کل چار تکبیریں کہنا:

ان سعد بن العاص سال ابا موسی الاشعری و حذیفة بن الیمان رضی الله عنهم کیف کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یکبر فی الاضحی و الفطر فقال ابو موسی رضی الله عنه کان یکبر اربعاً تکبیرة علی الجنائز فقال حذیفة صدق فقال ابو موسی رضی الله عنه كذلك كنت اكبر فی البصر حیث كنت علیهم۔

(سنن ابو داؤد، باب التکبیر فی العیدین)

حضرت سعید بن العاص رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی کتنی تکبیریں کہتے تھے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ چار تکبیریں کہتے تھے، جنازہ کی چار تکبیروں کی طرح، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس بات کی تصدیق کی، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں خود بھی جب بصرہ کا گورنر تھا تو ایسے ہی کرتا تھا۔

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه یقول التکبیر فی العیدین أربع کالصلاة علی المیت وفی روایة التکبیر علی الجنائز اربع کالتکبیر فی العیدین۔

(سنن طحاوی، باب علی الجنائز کم هو؟)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی چار تکبیریں ہیں، نمازِ جنازہ کی طرح، اور دوسری روایت میں ہے کہ نمازِ جنازہ کی چار تکبیریں ہیں، نمازِ عیدین کی طرح۔

عن علقمة والاسود ان ابن مسعود رضی الله عنه كان يكبر فی العيدين تسعاً اربعاً قبل القراۃ ثم يكبر فيركع وفی الثانية يقرا فاذا فرغ كبر اربعاً ثم ركع۔ (مصنف عبد الرزاق، باب التكبر فی الصلاۃ يوم العيد)

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عیدین میں نو تکبیریں کہتے تھے، چار تکبیریں قرأۃ سے پہلے، پھر تکبیر کہتے تو رکوع کرتے اور دوسری رکعت میں قرأۃ کرتے، پس جب فارغ ہوتے تو چار تکبیریں کہتے، پھر رکوع کرتے۔

عن كردوس قال كان عبد الله بن مسعود رضی الله عنه يكبر فی الاضحى والفطر تسعاً يبدا فيكبر واربعاً ثم يكبر واحدۃ فيركع بها ثم يقوم الركعة الاخرۃ فيبدا فيقرا ثم يكبر اربعاً يركع باحداهن۔ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۵۱۳)

حضرت کردوس رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں نو نو تکبیریں کہتے تھے، آپ (نماز) شروع فرماتے تو چار تکبیریں کہتے، پھر ایک تکبیر کہتے، تو اس کے ساتھ رکوع کرتے، پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو جاتے تو شروع میں قرأۃ کرتے، پھر چار تکبیریں کہتے، پھر ان میں سے ایک کے ساتھ رکوع فرماتے۔

عن عبد الله بن الحارث قال شهدت ابن عباس رضی الله عنه كبر فی صلاۃ العيد بالبصرۃ تسع تكبيرات والى بين القرائتين قال وشهدت المغيرۃ بن شعبة رضی الله عنه فعل ذلك أيضا فسألت خالدا كيف فعل ابن عباس رضی الله عنه ففسر لنا كما صنع ابن مسعود رضی الله عنه فی حديث معمر والثوری عن أبی إسحاق سواء۔ (مصنف عبد الرزاق، باب التكبر فی الصلاۃ يوم العيد)

حضرت عبداللہ بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، اُنہوں نے بصرہ میں عید کی نماز میں نو تکبیریں کہیں، دونوں قرأتیں پے در پے ادا کیں، اُنہوں نے کہا میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی حاضر ہوا، اُنہوں نے بھی اسی طرح کیا۔

عیدین کی چار تکبیروں پر اجماعِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

انكم معاشر أصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم متى تختلفون على

الناس یختلفون من بعد کم ، ومتی تجتمعون علی أمر یجتمع الناس علیه ، فانظروا أمرا تجتمعون علیه فکأنما ایقظهم فقالوا نعم ما رأیت یا امیر المؤمنین ، فاشر علینا ، فقال عمر رضی الله عنه بل اشیروا انتم علی ، فانما أنا بشر مثلکم فتراجعوا الأمر بینهم ، فأجمعوا امرهم علی أن یجعلوا التکبیر علی الجنائز ، مثل التکبیر فی الأضحی والفطر ، أربع تکبیرات ، فأجمع امرهم علی ذلك فهذا عمر رضی الله عنه قد رد الأمر فی ذلك الی أربع تکبیرات بمشورة أصحاب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بذلك علیه وهم حضروا من فعل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ۔ (سنن طحاوی، باب التکبیر علی الجنائز کم هو؟)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تمہیں آنحضور ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے اور کسی مسئلہ میں تمہارے اختلاف یا اتفاق پر بعد میں آنے والوں کا اتفاق یا اختلاف مرتب ہوگا، اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس طرف متوجہ کیا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ امیر المومنین آپ کی یہ رائے بڑی اچھی ہے، اس مسئلہ پر آپ اپنی رائے دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ تم اپنی رائے بتلاؤ یقیناً میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں، تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہمی غور وفکر کے بعد اس امر پر اتفاق کیا کہ جنازہ کی بھی تکبیریں چار ہیں، نماز عید الاضحیٰ وعید الفطر کی چار تکبیروں کی طرح اور اس پر سب کا اتفاق ہوا۔

نمازِ عیدین کے محل تکبیرات:

طریقہ نماز کے ذیل میں گزرا کہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر فاتحہ سے پہلے تین تکبیریں زائد ہیں اور پھر رکوع کی تکبیر سمیت پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں ہوئیں، دوسری رکعت میں فاتحہ وسورۃ کے بعد تین تکبیریں زائد کہیں اور چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کریں، ملاحظہ ہو:

عن بن مسعود رضی الله عنه انه قال فی التکبیر فی العیدین تسع تکبیرات فی الرکعة الاولی خمساً قبل القراة وفی الرکعة الثانیة یبدئ بالقراة ثم یکبر

أربعاً مع تکبیرۃ الرکوع وقد روی عن غیر واحد من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نحو ھذا۔ (سنن ترمذی باب التکبیر فی العیدین)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی نماز میں نو تکبیریں یوں ہیں، پہلی پانچ تکبیریں قرأۃ سے پہلے اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں قرأۃ کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت اور نبی کریم ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔

خطبہ عیدین:

نماز کے بعد دو خطبہ پڑھنا پیارے نبی کریم ﷺ کی پیاری سنت ہے، آپ ﷺ اس خطبہ میں وعظ و نصیحت فرماتے اور دو خطبوں کے درمیان ذرا بیٹھ جاتے۔

عن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یخطب الخطبتین وھو قائم وکان یفصل بینھما بجلوس۔ (صحیح ابن خزیمہ باب عدد الخطب فی العیدین)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر دو خطبہ دیا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان فرق کے لیے ذرا بیٹھ جاتے تھے۔

عن عامر بن سعد عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلی العید بغیر اذان ولا اقامۃ وکان یخطب خطبتین قائما یفصل بینھما بجسلۃ۔

(مسند البزار رقم الحدیث ۱۱۱۶)(مجمع الزوائد رقم الحدیث ۳۲۳۹)

حضرت عامر بن سعد اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز عید بغیر اذان واقامت کے پڑھی ہے، آپ عید کے دو خطبے کھڑے ہو کر دیتے اور ان کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھتے تھے۔

خطبہ نماز عیدین کے بعد پڑھنا:

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یصلی فی الاضحیٰ والفطر ویخطب بعد الصلوٰۃ۔

(صحیح بخاری باب المشی والرکوب الی العید بغیر اذان ولا اقامۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن نماز پڑھتے، پھر نماز کے بعد خطبہ دیتے تھے۔

نمازِ جنازہ کا مسنون طریقہ

جتنی جلدی ہو سکے میت کو غسل، کفن کے بعد چار تکبیروں کے ساتھ نمازِ جنازہ کا اہتمام کیا جائے، پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر ثناء پڑھے، دوسری تکبیر کے بعد ہاتھ اُٹھائے بغیر درود شریف پڑھے اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دُعا مانگے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال نعی النبی صلی الله علیه واله وسلم الی اصحابه النجاشی ثم تقدم فصفوا خلفه فكبر اربعاً۔ (صحیح بخاری، باب الصفوف علی الجنازة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نجاشی کی وفات کی خبر دی، پھر آپ آگے بڑھے اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے پیچھے صف بندی کی، آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

نمازِ جنازہ کی چار تکبیروں پر اِجماعِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

انكم معاشر أصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم متى تختلفون على الناس يختلفون من بعدكم، ومتى تجتمعون على أمر يجتمع الناس عليه، فانظروا أمرا تجتمعون عليه فكانما ايقظهم فقالوا نعم ما رأيت يا امير المؤمنين، فاشر علينا، فقال عمر رضی الله عنه بل اشيروا انتم علی، فانما أنا بشر مثلكم فتراجعوا الأمر بينهم، فأجمعوا امرهم على أن يجعلوا التكبير على الجنائز، مثل التكبير فی الأضحی والفطر، أربع تكبيرات، فأجمع امرهم على ذلك فهذا عمر رضی الله عنه قد رد الأمر فی ذلك الی أربع تكبيرات بمشورة أصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم بذلك عليه وهم حضروا من فعل رسول الله صلى الله عليه واله وسلم۔ (سنن طحاوی، باب التكبير على الجنائز كم هو؟)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ تمہیں آنحضور ﷺ کے صحابی

ہونے کا شرف حاصل ہے اور کسی مسئلہ میں تمہارے اختلاف یا اتفاق پر بعد میں آنے والوں کا اتفاق یا اختلاف مرتب ہوگا، اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس طرف متوجہ کیا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ امیر المومنین آپ کی یہ رائے بڑی اچھی ہے، اس مسئلہ پر آپ اپنی رائے دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ تم اپنی رائے بتلاؤ یقیناً میں بھی تمہاری طرح کا انسان ہوں، تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہمی غور و فکر کے بعد اس امر پر اتفاق کیا کہ جنازہ کی بھی تکبیریں چار ہیں، نماز عید الاضحیٰ و عید الفطر کی چار تکبیروں کی طرح اور اس پر سب کا اتفاق ہوا۔

عن ابراهيم قال سئل عبدالله عن التكبير على الجنائز فقال كل ذلك صنع ورايت الناس قد اجمعو على أربع.

(مصنف ابن أبي شيبه، باب ما قالو في التكبير على الجنازة من كبر أربعاً)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نمازِ جنازہ کی تکبیروں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا چار تکبیروں پر اتفاق ہے۔

رفع الیدین صرف پہلی تکبیر کے ساتھ کرنا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كبر على جنازة فرفع يديه في أول تكبيرة ووضع اليمنى على اليسرى.

(سنن ترمذي، باب ما جاء في رفع اليدين على الجنازة، رقم الحديث ١٠٧٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نمازِ جنازہ پڑھتے تھے تو پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھاتے تھے، پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔

<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>

(سنن دارقطني، باب وضع اليمنى على اليسرى ورفع الايدي عند التكبير) (مسند الشافعي، رقم الحديث ٥٨٨) (شرح السنة للبغوي، باب الصلاة على الجنازة) (الأحكام الكبرى للخراط، باب الصفوف على الجنازة والتكبير وقراأم)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یرفع یدیہ علی الجنازۃ فی أول تکبیرۃ ثم لا یعود.

(سنن دار قطنی، باب وضع الیمنی علی الیسری ورفع الایدی عند التکبیر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نمازِ جنازہ کی پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھاتے تھے، پھر اس کے بعد نہ اُٹھاتے تھے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی ثم لا یعود یرفع بعدہ وکان یکبر اربعاً وروی ذلک عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ.

(مصنف عبد الرزاق، باب رفع الیدین فی التکبیر علی الجنائز)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ نمازِ جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے، بعد میں نہیں کرتے تھے اور کل چار تکبیریں کہتے تھے، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی کرتے تھے۔

عن الحسن بن عبید اللہ أنہ کان یرفع یدیہ فی أول تکبیرۃ علی الجنازۃ.

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی الرجل یرفع یدیہ فی التکبیر علی الجنازۃ)

حضرت حسن بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ نمازِ جنازہ میں (صرف) پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے۔

جمیع الزھری قال رأیت ابراھیم اذا صلی علی الجنازۃ رفع یدیہ فکبر ثم لا یرفع یدیہ فیما بقی وکان یکبر أربعا.

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب فی الرجل یرفع یدیہ فی التکبیر علی الجنازۃ)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ وہ نمازِ جنازہ پڑھتے تو وہ پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھاتے، پھر باقی تکبیروں میں ہاتھ نہ اُٹھاتے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ چار تکبیریں کہتے تھے۔

عن موسی بن دھقان قال رایت ابان بن عثمان یصلی علی الجنازة فکبر اربعاً یرفع یدیه فی اول التکبیرة۔(جزء رفع الیدین للبخاری، رقم الحدیث ۱۸۹)

حضرت موسیٰ بن دہقان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امیر مدینہ ابان بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے نمازِ جنازہ پڑھایا، چار تکبیریں کہیں اور پہلی تکبیر میں رفع الیدین کیا۔

اکابر علمائے اہلحدیث سے تائیدات:

علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ولا یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولی۔(نزل الأبرار، صفحہ ۱۶۴)

نمازِ جنازہ میں صرف پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھ نہ اُٹھائے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

پہلی تکبیر کے علاوہ رفع الیدین کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں جو دلیل بننے کے قابل ہو، لہٰذا مناسب یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع الیدین کرنے پر اقتصار کیا جائے۔(نیل الاوطار، باب القراۃ والصلاۃ علی رسول اللہ ﷺ فیہا)

پہلی تکبیر کے بعد حمد وثناء کرنا اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا:

عن سعید بن أبی سعید المقبری عن أبیه أنه سأل أبا هریرة رضی الله عنه کیف تصلی علی الجنازة فقال ابو هریرة رضی الله عنه أنا لعمر الله اخبرك اتبعها من أهلها فاذا وضعت کبرت وحمدت الله وصلیت علی نبیه ثم أقول: اللهم انه عبدك وابن عبدك وابن...الخ۔

حضرت سعید کے والد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نمازِ جنازہ کیسے پڑھتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا میں تمہیں بتاتا ہوں، میں اس کے گھر سے اس کے ساتھ چلوں گا، جب جنازہ رکھ دیا جائے تو میں تکبیر کہہ کر حمد وثناء اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھ کر یہ دُعا پڑھوں گا: اللهم إنه عبدك وابن عبدك وابن...الخ۔

تیسری تکبیر کے بعد دُعا پڑھنا:

عن أبي سلمة بن عبد الرحمن أن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يقول في الدعاء للميت: اللهم اغفر لحينا وميتنا وصغيرنا و كبيرنا وذكرنا وأنثانا وغائبنا وشاهدنا اللهم من أحييته منا فأحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الإيمان وبه نأخذ۔ (مصنف عبد الرزاق،باب القراة والدعاء في الصلاة على الميت)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میت کے لیے دُعا فرماتے تو پڑھتے اللهم اغفر لحينا وميتنا وصغيرنا....الخ۔

یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:

(سنن ابن ماجه،باب ماجاء في الدعاء في الصلاة على) (مصنف ابن أبي شيبه،باب ماقالوا في الصلاة على الجنازة وماذكر)(مسند احمد،رقم الحديث۹۰۸۰)(سنن ابو داؤد،باب الدعاء الميت) (سنن ترمذی،باب ما يقول في الصلاة على الميت)(سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب الدعاء للميت في صلاة الجنازة)

چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرنا:

قال النبي صلى الله عليه واله وسلم صلوا على النجاشي سماها صلوة ليس فيها ركوع ولا سجود ولا يتكلم فيها تكبير وتسليم۔ (صحیح بخاری،باب سنة الصلوة على الجنائز)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نجاشی پر نمازِ جنازہ پڑھو، یہاں آپ ﷺ نے اس کو نماز فرمایا جس میں رکوع وسجود نہیں ہے اور اس میں گفتگو کی اجازت بھی نہیں ہے، بس اس میں تکبیرات ہیں اور (آخر میں) سلام پھیرنا ہے۔

عن أشعث عن الشعبي قال في التكبيرة الأولى يبدا بحمد الله والثناء عليه والثانية صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم والثالثة دعاء للميت والرابعة للتسليم۔ (مصنف ابن أبي شيبه،باب ما يبدا به بالتكبيرة الاولى في الصلاة عليه)(مصنف عبد الرزاق،باب القراة والدعاء في الصلاة على الميت)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر میں اللہ کی حمد وثناء سے ابتداء کرے، دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ درود شریف پڑھے، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دُعا کرے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے۔

عن ابراهيم النخعي قال الاولى الثناء على الله والثانية صلوة على النبي صلى الله عليه واله وسلم والثالثة دعاء للميت والربعة سلام تسلم۔

(کتاب الآثار للامام محمد،باب الصلوة على الجنازة)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد وثناء، دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دُعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے۔

عن عبد الله رضى الله عنه قال.....التسليم على الجنازة مثل التسليم في الصلاة۔ (سنن الكبرىٰ للبيهقي،باب من قال يسلم عن يمينه وعن شماله)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنازے کا سلام دوسری نمازوں کے سلام کی طرح ہے۔

عن ابراهيم الهجري قال أمنا عبد الله بن أبي أوفى رضى الله عنه على جنازة ابنته فكبر أربعا فمكث ساعة حتى ظننا أنه سيكبر خمسا ثم سلم عن يمينه وعن شماله۔ (سنن الكبرىٰ للبيهقي،باب من قال يسلم عن يمينه وعن شماله)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں، پھر اپنے دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

نمازِ جنازہ میں قرأتِ قرآن منع ہے:

نمازِ جنازہ دراصل میت کے لیے دُعا ہے، اس لیے نمازِ جنازہ میں قرآن کا پڑھنا ثابت نہیں

ہے، ہاں البتہ بطور حمد وثناء کے ثناء کی جگہ فاتحہ پڑھے تو مضائقہ نہیں۔

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء. (سنن ابو داؤد، باب الدعاء للمیت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میت پر نمازِ جنازہ پڑھو تو اخلاص کے ساتھ دُعا کرو۔

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه واله وسلم لم یؤقت قولاً ولا قراءة. (المغنی لابن قدامه، صفة صلاة الجنازة)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (نمازِ جنازہ) میں کوئی خاص دُعا اور قرأۃ مقرر نہیں فرمائی۔

عن مالك عن نافع أن عبد الله بن عمر رضی الله عنه كان لا يقرأ فی الصلاة علی الجنازة. (موطا امام مالك، باب ما یقول المصلی علی الجنازة)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نمازِ جنازہ میں قرأۃ نہیں کرتے تھے۔

عن رجال من أهل العلم عن عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب و عبد الله ابن عمر و عبید بن فضالة و أبی هريرة و جابر بن عبد الله و واثلة بن الاسقع واسالم بن عبد الله و ابن المسيب و ربيعة و عطاء ويحيیٰ بن سعيد انهم لم يكونوا يقرؤن فی الصلاة علی الميت. (المدونة الكبریٰ، كتاب الجنائز، باب القراءة علی الجنازة)

اہل علم میں سے حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبید بن فضالہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم اور حضرت سالم بن عبد اللہ، حضرت ابن المسیب، حضرت ربیعہ، حضرت عطاء، حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہم ان تمام حضرات کا معمول بغیر قرأۃ کے نمازِ جنازہ پڑھنے کا تھا۔

نمازِ جنازہ آہستہ پڑھنا مسنون ہے:

عن ابو امامة بن سهل أنه اخبره رجل من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم أن السنة فی الصلاة علی الجنازة أن یکبر الامام ثم یقرأ بفاتحة الکتاب بعد التکبیرة الأولی سرا فی نفسه ثم یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویخلص الدعاء للجنازة فی التکبیرات لا یقرأ فی شیء منهن ثم یسلم سرا فی نفسه. (سنن الکبریٰ للبیہقی، باب ما جاء فی الدعاء فی الصلاة علی الجنازة)

حضرت ابوامامہ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے صحابی نے خبر دی کہ نمازِ جنازہ کی سنت نبوی ﷺ میں سے ہے کہ جب امام تکبیر کہے تو پہلی تکبیر کے بعد (بطور ثناء) سورۃ فاتحہ دل میں آہستہ پڑھو، پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھو، پھر میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دُعا کرو، تکبیرات میں خالص دُعا کرے اور اس کے علاوہ کچھ قرأۃ نہ کرے، پھر آہستہ سلام پھیرے۔

عن جابر رضی الله عنه قال ما اباح لنا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ولا ابو بکر ولا عمر رضی الله عنهم فی شئی ما اباحوا فی الصلوة علی المیت.

(سنن ابن ماجه، باب ما جاء فی الدعاء فی الصلوة علی الجنازة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے نمازِ جنازہ میں کوئی چیز مقرر نہیں فرمائی۔

<u>فائدہ:</u> اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

والذی وقفت علیه باحای جهر فالله اعلم. (تلخیص الحبیر لابن حجر، رقم الحدیث ۱۰۰۰)

جہاں تک میری معلومات ہے تو اس حدیث میں باح کا معنی جہر ہے (یعنی نمازِ جنازہ میں کوئی چیز بلند آواز سے نہیں پڑھی)۔

نمازی کے لیے ضروری ہدایات

ایسے کمرے میں نماز پڑھنا جائز نہیں جہاں تصویر لگی ہو:

عن مقسم قال قال ابن عباس رضی اللہ عنہ لا تصل فی بیت فیہ تماثیل۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب الصلاۃ فی البیت فیہ تماثیل)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے کمرے میں نماز نہ پڑھو جس میں تصاویر ہوں۔

امام کو چاہیے کہ مختصر نماز پڑھائے:

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اذا أم احدکم الناس فلیخفف فان فیہم الصغیر والکبیر والضعیف والمریض فاذا صلی وحدۃ فلیصل کیف شاء۔ (صحیح مسلم، باب امر الائمہ بتخفیف الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بنے تو نماز ہلکی پڑھائے چونکہ نمازیوں میں بچے بوڑھے کمزور اور بیمار لوگ بھی ہوتے ہیں البتہ اکیلا پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے۔

عن مالک بن عبداللہ قال غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلم أصل خلف امام کان أخف صلاۃ فی المکتوبۃ منہ۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، باب التخفیف فی الصلاۃ من کان یخففہا)

حضرت مالک بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شرکت کی، میں نے کسی فرض نماز کو حضور ﷺ سے زیادہ مختصر پڑھانے والا امام نہیں دیکھا۔

عن أنس رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم أخف الناس صلاۃ فی تمام۔ (صحیح مسلم، باب امر الائمہ بتخفیف الصلوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مختصر اور مکمل نماز پڑھانے والے تھے۔

پہلو (کوکھ) پر نماز میں ہاتھ رکھنا منع ہے:

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أن

یصلی الرجل مختصراً۔(صحیح بخاری، باب الخصر فی الصلاۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی نماز پڑھے اور وہ پہلو پر ہاتھ رکھے ہوئے ہو۔

مقتدی کا کسی بھی رکن میں امام سے سبقت نہ کرنا:

عن أنس رضی اللہ عنہ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذات یوم فلما قضی الصلٰوۃ أقبل علینا بوجھہ فقال أیھا الناس انی امامکم فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود ولا بالقیام ولا بالانصراف۔

(صحیح مسلم، باب تحریم سبق الامام برکوع اوسجود ونحوھما)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جب نماز مکمل کی تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں لہٰذا تم لوگ رکوع، سجدہ، قیام اور نماز ختم کرنے میں مجھ سے سبقت نہ کیا کرو۔

دورانِ نماز آنکھیں بند نہ کرنا:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا قام أحدکم فی الصلوۃ فلا یغمض عینیہ۔(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۶۹۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو تو دورانِ نماز اپنی آنکھوں کو بند نہ کرے۔

عن مجاھد وقتادۃ أنھما کانا یکرھان تغمیض العینین فی الصلوۃ۔

(مصنف عبدالرزاق، باب الرجل یصلی وھو مغمض عینیہ)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں آنکھوں کو بند کرنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا منع ہے:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہ قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن الالتفات فی الصلاۃ فقال ھو اختلاس یختلسہ الشیطان من صلاۃ العبد۔

(صحیح بخاری، باب الالتفات فی الصلوۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا حصہ ہے جسے وہ بندہ کی نماز میں سے اُچک لیتا ہے۔

بیت الخلاء کی حاجت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے:

عن عبداللہ بن الأرقم عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اذا حضرت الصلاۃ وأراد الرجل الخلاء فابدأ بالخلاء۔

(سنن ابوداؤد، باب ایصلی الرجل وھو حاقن)(سنن ترمذی، باب ماجاء اذا قیمت الصلوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب نماز کا وقت ہو جائے اور آدمی بیت الخلاء میں جانا چاہے تو اسے بیت الخلاء میں پہلے جانا چاہیے۔

شدت بھوک کی حاجت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول لا صلوۃ بحضرۃ الطعام ولا وھو یدافعہ الاخبثان۔

(صحیح مسلم، باب کراھیۃ الصلوٰۃ بحضرۃ الطعام)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز کامل نہیں ہوتی اس صورت میں کہ کھانا سامنے ہو یا جب بیت الخلاء کی حاجت محسوس ہو رہی ہو۔

توجہ منتشر کرنے والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلی فی خمیصۃ لھا أعلام فقال شغلتنی أعلام ھذا فاذھبو بھا الی أبی جھم (عامر بن حذیفۃ رضی اللہ عنہ) وأتوا بأنبجانیتہ۔ (صحیح مسلم، باب کراھیۃ الصلوٰۃ ثوب لہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایسا کپڑا لے کر نماز پڑھی جس پر نقش ونگار تھے نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یہ لے جا کر عامر بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دے دو کہ اس کپڑا کے نقوش نے میری توجہ منتشر کر دی ہے۔

کپڑا، رومال، چادر وغیرہ لٹکا کر نماز پڑھنا منع ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عن السدل في الصلاة۔ (سنن ترمذی،باب ما جاء فی کراهية السدل الصلوٰة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کپڑا، وغیرہ لٹکا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

بغیر عذر بیٹھ کر نماز نہ پڑھنا چاہیے:

عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنه قال بلغني أن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال صلاة الرجل جالساً نصف الصلاة قال فدخلت على النبي صلى الله عليه واله وسلم وهو يصلي جالساً فقلت يا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم أنه بلغني أنك قلت صلاة الرجل جالساً نصف الصلاة وأنت تصلي جالساً قال أجل ولكني لست كأحد منكم۔ (صحیح مسلم،باب جواز النافلة قائماً وقاعداً)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز آدھی ہے (اَجر کے اعتبار سے) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے۔

فرائض کے بعد نوافل کے لیے جگہ بدل کر نماز پڑھنا افضل ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال أيعجز احدكم اذا صلى ان يتقدم أو يتأخر أو عن يمينه أو عن شماله يعني السبحة۔

(سنن ابن ماجه،باب ما جاء في صلاة النافلة حيث تصلي،رقم الحديث،۱۴۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی (جماعت کے بعد) نفل پڑھنے لگے تو اس بات سے عاجز ہوتا ہے کہ آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یا دائیں بائیں ہو جائے۔

عن عبدالله الاسدي قال سمعت علياً رضي الله عنه يقول ان من السنة اذا سلم الامام ان لا يقوم في موضعه الذي صلى فيه فيصلي تطوعاً حتى ينحرف

أو يتحول أو يفصل بكلام. (سنن دار قطنی، باب من یصلح أن یقوم خلف الامام)
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت (نبویہ ﷺ) کے اَحکام میں یہ بات شامل ہے کہ جب امام سلام پھیر دے تو جس جگہ کسی شخص نے فرض ادا کئے ہوں وہ اسی جگہ نوافل ادا نہ کرے، بلکہ وہاں سے کچھ ہٹ کر ایک طرف ہو کے یا درمیان میں کچھ گفتگو کر کے نوافل ادا کرے۔

دورانِ نماز پیشانی کو صاف کرنا منع ہے:

عن أبي هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه واله وسلم قال أن من الجفاي أن يكثر الرجل مسح جبهته قبل الفراغ من صلاته. (سنن ابن ماجه، باب ما يكره في الصلوة) (سنن الكبرىٰ للبيهقي، باب لا يمسح وجهه من التراب في الصلاة حتى يسلم)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم جہالت اور گنوار پن کی بات ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے بار بار پیشانی کو صاف کرے۔

مسجد میں اور دورانِ نماز اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے:

عن مولى لأبي سعيد الخدری رضی الله عنه أنه كان مع أبي سعيد الخدری رضی الله عنه وهو مع رسول الله صلی الله عليه واله وسلم جالس قال فدخل النبي صلی الله عليه واله وسلم المسجد فرأى رجلا جالسا وسط المسجد مشبكا أصابعه يحدث نفسه قال فأومأ اليه النبي صلی الله عليه واله وسلم فلم يفطن فالتفت الى أبي الخدری رضی الله عنه فقال صلى أحدكم فلا يشبكن بين أصابعه فان التشبك من الشيطان وان أحدكم لايزال في صلاة ما دام في المسجد حتى يخرج منه. (مصنف ابن أبي شيبه، باب من كره أن يشبك الأصابع في الصلاة في المسجد)
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی کو دیکھا جو مسجد کے درمیان بیٹھا ہوا اُنگلیوں کو چٹخا رہا تھا اور اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے اشارہ سے منع فرمایا، لیکن وہ نہ سمجھا، پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنی اُنگلیوں کو نہ چٹخائے، کیونکہ اُنگلیوں کو ایک دوسرے میں

داخل کرنا شیطان کی طرف سے ہے، تم اس وقت تک نماز میں ہوتے ہو جب تک مسجد میں ہوتے ہو۔

عن علی رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لا تفقع أصابعك وانت فی الصلوۃ۔ (سنن ابن ماجہ،باب ما یکرہ فی الصلوۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز میں اُنگلیاں مت چٹخاؤ۔

عن معاذ رضی اللہ عنہ قال أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال الضاحك فی الصلاۃ والملتفت والمتفقع أصابعه بمنزلة واحدۃ۔

(سنن الکبری للبیہقی،باب کراھیۃ تفقیع الأصابع فی الصلاۃ)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں ہنسنا، اِدھر اُدھر دیکھنا اور اُنگلیاں چٹخانا سب ایک جیسے ہیں (یعنی یہ سب کام منع ہیں)۔

دوران نماز منہ ڈھانپنا منع ہے:

عن أبی هریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نهی عن السدل فی الصلاۃ وأن یغطی الرجل فاہ۔ (سنن ابو داؤد،باب السدل فی الصلاۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں منہ ڈھانپنے سے منع فرمایا ہے۔

دوران نماز تھوک اور رینٹ نکالنا مکروہ ہے:

عن عدی بن ثابت عن أبیه عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال البزاق والمخاط والحیض والنعاس فی الصلاۃ من الشیطان۔

(سنن ابن ماجہ،باب ما یکرہ فی الصلوۃ)

حضرت عدی بن ثابت رحمہ اللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز میں تھوکنا، رینٹ نکالنا، حیض ونفاس شیطان کی طرف سے ہیں۔

دوران نماز جمائی کو حتی الوسع روکنا چاہیے:

عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم اذا تثاء بأحد کم فی الصلوۃ فلیکظم ما استطاع فان الشیطن یدخل۔

(صحیح مسلم ،باب تشیت العاطس ولکراھیۃ التشاوب)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ممکن ہو سکے اس کو روکے ورنہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے اور آواز نہ نکالے کیونکہ اس پر شیطان ہنستا ہے۔

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال التثاؤب من الشیطان فاذا تثاؤب أحد کم فلیکظم ما استطاع۔

(سنن الکبری للبیھقی ،باب کراھیۃ التثاؤب فی الصلاۃ وغیرھا وما یؤمر بہ عند ذلک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ممکن ہو سکے اس کو روکے کیونکہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

دورانِ نماز حدث ہو جائے تو وضو کے لیے کیسے نکلنے کا طریقہ:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اذا صلی أحد کم فأحدث فلیمسك علی أنفه ثم لینصرف۔(سنن ابن ماجہ ،باب ما جاء فیمن احدث فی الصلوۃ کیف ینحرف)(المستدرك للحاکم ،رقم الحدیث۹۶۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں حدث ہو جائے تو ناک تھامے واپس ہو جائے۔

دورانِ نماز موذی جانور کو مارنا درست ہے (مگر عمل کثیر نہ ہو):

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أقتلوا الاسودین فی الصلوۃ الحیۃ والعقرب۔

(سنن ترمذی ،باب ما جاء فی قتل الاسودین فی الصلاۃ)(سنن ابو داؤد ،باب العمل فی الصلوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر نماز میں سانپ بچھو آ جائے تو اسے قتل کر دیا کرو۔

غلبہء نیند میں نماز پڑھنا منع ہے:

عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال اذا نفس أحدكم وهو يصلي فليرقد حتى يذهب عنه النوم فان أحدكم اذا صلى وهو ينعس لعله يذهب يستغفر فيسب نفسه۔ (سنن ترمذی،باب الصلوۃ عند النعاس)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم کو اُونگھ آئے تو ذرا سو جاؤ تا کہ نیند کا غلبہ جاتا رہے اگر اسی حالت میں نماز پڑھی تو عین ممکن ہے وہ اپنی طرف سے استغفار کرے جب کہ حقیقت میں وہ اپنے آپ کو گالی دے رہا ہو۔

بغیر ہونٹ ہلائے نماز نہیں ہوتی:

عن أبي معمر قال قلت لخباب بن الأرت أكان النبي صلى الله عليه واله وسلم يقرأ في الظهر و العصر قال نعم قال قلت بأي شيئ كنتم تعلمون قرأته قال باضطراب لحيته۔ (صحیح بخاری،باب القرأۃ فی العصر)(سنن ابو داؤد،باب القرأۃ فی الظهر)

حضرت ابومعمر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ ظہر عصر میں قرأۃ کرتے تھے حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں تو ابومعمر رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ قرأۃ کر رہے ہیں؟ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ پڑھ رہے ہیں۔

عن مطب بن عبد الله قال تما روا في القرأة في الظهر والعصر فأرسلوني الى خارجة بن زيد فقال أبي كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يطيل القيام ويحرك شفتيه فقد أعلم ان ذلك لم يكن الا لقرأة وأنا افعله۔

(طبرانی کبیر بحوالہ مجمع الزوائد القرأۃ فی الظہر والعصر)

حضرت مطب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ظہر اور عصر میں قرأۃ کا کیسے پتہ چلتا تھا، حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظہر و عصر کی قرأۃ میں آپ ﷺ کے دونوں ہونٹ ہلتے تھے۔

جماعت کی نماز کے لیے دوڑتے ہوئے آنا منع ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا ثوب بالصلاة فلا يسع اليها أحد كم ولكن ليمش وعليه السكينة والوقار صل ما أدركت واقض ما سبقك. (صحيح بخاری باب لا يسعى الى الصلوة وليات بالسكينة والوقار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت تم لوگ نماز پڑھنے کے لیے آؤ تو تم لوگ نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ معمول کی رفتار کے مطابق آؤ۔

مسجد میں اپنے لیے نماز کی جگہ متعین منع ہے:

عن عبد الرحمن بن شبل رضي الله عنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عن نقرة الغراب وافتراش السبع وأن يوطن الرجل المكان في المسجد كما يوطن البعير. (سنن دارمی باب النهى عن الافتراش ونقرة الغراب)(سنن نسائی باب النهى نقرة الغراب)

عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے تین باتوں سے منع فرمایا 1۔ سجدہ میں کوے کی طرح ٹھونگ مارنے سے 2۔ درندے کی طرح ہاتھ پھیلانے سے 3۔ (مسجد میں) جگہ متعین کرنے سے۔

اکیلے مقتدی کو امام کے دائیں طرف کھڑے ہونا چاہیے:

عن ابن عباس رضي الله عنه قال كنت عند خالتي ميمونة فجاء النبي صلى الله عليه واله وسلم بعد العشاء فصلى أربع ركعات ثم قام فقال أنام الغليم أو كلمة نحوها فقام فصلى فجئت فقمت عن يساره فأخذ بيدي فجعلني عن يمينه. (صحيح بخاری باب ميمنة المسجد والامام)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس عشاء کے بعد نبی کریم ﷺ کے ساتھ آیا تو آپ ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھی، پھر کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ سو گیا ہے؟ یا آپ ﷺ نے اس طرح کی کوئی بات فرمائی، پھر آپ ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو میں آپ ﷺ کے بائیں طرف

جا کر کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔

نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹنا:

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال النبی صلی الله علیه واله وسلم أمرت أن لا أكف شعراً ولا ثوباً۔ (صحیح بخاری باب لا یکف ثوبہ فی الصلوۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔

آستین یا قمیض کے گلے کو نماز میں ہوا حاصل کرنے کیلئے حرکت دینا مکروہ ہے:

عن عبد الله بن مسلم بن یسار عن أبیه أنه كره الترو ح فی الصلاة۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کرہ ذلك یعنی الترویح فی الصلاۃ)

حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دورانِ نماز (کپڑوں کے ذریعے سے) ہوا جھلنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

عن ابراهيم أنه كره الترو ح فی الصلاة۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب من کرہ ذلك یعنی الترویح فی الصلاۃ)

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ دورانِ نماز (کپڑوں کے ذریعے سے) ہوا جھلنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

عن ابراهيم النخعی أنه كان یكره أن یتروح فی الصلوۃ یعنی بثوبه من الحر۔

(مصنف عبدالرزاق باب الترویح فی الصلاۃ)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ حضرات نماز میں گرمی کی وجہ سے کپڑے وغیرہ سے ہوا حاصل کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

فرائض کے بعد امام کا فوراً اُٹھ جانے میں حرج نہیں:

عن عقبة رضی الله عنه قال صلیت وراء النبی صلی الله علیه واله وسلم بالمدینة العصر فسلم ثم قام مسرعا فتخطی رقاب الناس الی بعض حجر نسائه۔

(صحیح بخاری باب الاذان برقم الحدیث ۸۰۸)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے مدینہ میں نماز پڑھی

تو آپ ﷺ سلام پھیرتے ہی لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے اپنی زوجہ مطہرہ کے حجرہ میں چلے گئے۔

مقتدی امام سے پہلے سجدہ سے سر نہ اُٹھائے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أما یخشی الذی یرفع رأسہ قبل الامام أن یحول اللہ رأسہ رأس حمار۔

(صحیح بخاری، باب اثم من رفع راسہ قبل الامام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وہ شخص ڈرتا نہیں کہ جو اپنا سر امام سے پہلے اُٹھائے کہ اس کا سر یا صورت کو گدھے کی صورت کی طرح بنا دیا جائے۔

امام کا مقتدیوں کو چھوڑ کر خاص اپنے لیے دُعا مانگنا منع ہے:

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یؤم عبد فیخص نفسہ بدعوۃ دونھم فان فعل فقد خانھم۔

(سنن ابن ماجہ، باب ولا یخص الامام نفسہ بالدعاء)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام ہو وہ مقتدیوں کو چھوڑ کر خاص اپنے لیے دُعا نہ کرے اگر ایسا کیا تو اس نے مقتدیوں کے ساتھ خیانت کی۔

نماز کے بعد امام دائیں/بائیں دونوں طرف رُخ کر کے بیٹھ سکتا ہے:

عن الاسود عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال لا یجعل أحدکم للشیطان نصیباً من صلاتہ یری أن حقاً علیہ أن لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کثیراً ینصرف عن یسار۔

(صحیح بخاری باب الانفتال والانصرف عن الیمین والشمال)

حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ بنا دے کہ خواہ مخواہ نماز پڑھ کر دائیں طرف ہی لوٹے یا منہ پھیر کے بیٹھے کیونکہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بائیں طرف بھی اکثر منہ کر کے بیٹھ یا لوٹ جایا کرتے۔

عن غروان بن جریر عن أبیه أن علیاً کان اذا سلم لا یبالی انصرف علی یمینه أو علی شماله۔ (مصنف ابن أبی شیبه،باب فی الرجل اذا سلم ینصرف عن یمینه أو عن یسارہ)

حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سلام پھیر لیتے تو اس بات کی پرواہ نہ کرتے کہ دائیں جانب رُخ کریں یا بائیں جانب۔

عن عمه واسع بن حبان قال کنت أصلی وابن عمر رضی الله عنه مسند ظهره الی جدار القبلة فانصرف عن یساری فقال ما یمنعك أن تنصرف عن یمینك؟ قلت لا الا أنی رأیتك فانصرف الیك فقال أصبت ان ناساً یقولون تنصرف عن یمینك فاذا کنت تصلی ان أحببت عن یمینك أو عن یسارك۔

(مصنف ابن أبی شیبه،باب فی الرجل اذا سلم ینصرف عن یمینه أو عن یسارہ)

حضرت واسع بن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قبلہ کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، میں نے نماز پڑھنے کے بعد بائیں جانب کو رُخ کیا تو اُنہوں نے فرمایا تم نے دائیں جانب کو رُخ کیوں نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں میں نے آپ کو دیکھا تو آپ ہی کی طرف اُٹھ کر چلا آیا، اُنہوں نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ تم دائیں طرف کو اُٹھتے ہو (ضروری سمجھتے ہو) جب تم نماز پڑھ لو تو چاہو تو دائیں طرف اور چاہو تو بائیں طرف رُخ کرلو۔

نماز میں چند آیات پڑھ کر رکوع کرنا بھی درست ہے:

عن عبد الله بن السائب قال حضرت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یوم الفتح فصلی فی قبل الکعبة فخلع نعلیه فوضعهما عن یسارہ فافتتح بسورة المؤمنین فلما جائ ذکر موسی أو عیسی علیهما السلام أخذته سعلة فرکع۔

(سنن نسائی،باب قرأة بعض سورة)

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن مکہ فتح ہوا میں اس روز رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا تو آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھائی اور سورت مومنون شروع فرمائی پس جس وقت آپ ﷺ نے سورت مومنون شروع فرمائی، پس جس وقت

حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ پر (یعنی سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۴۵) پر پہنچے تو آپ ﷺ کو کھانسی ہوگئی تو آپ ﷺ نے رکوع فرمالیا۔

ایک سورت کو دو رکعتوں میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں:

عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قرأ فی المغرب بالأعراف فی رکعتین۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب فی السورۃ تقسم فی الرکعتین)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مغرب کی دو رکعتوں میں سورۃ الاعراف تلاوت فرمائی۔

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أنہ یقسم السورۃ فی الرکعتین۔

(مصنف ابن أبی شیبہ باب فی السورۃ تقسم فی الرکعتین)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک (بڑی) سورت کو دو رکعتوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

سفر میں مختصر قرأۃ کرنی چاہیے:

عن المعرور بن سوید قال خرجنا مع عمر حجاجاً فصلی بنا الفجر فقرأ ألم تر کیف ولایلاف۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان یخفف القرأۃ فی السفر)

حضرت معرور بن سوید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے ارادے سے نکلے تو اُنہوں نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی جس کی پہلی رکعت میں سورۃ الفیل اور دوسری میں سورۃ القریش کی تلاوت کی۔

عن ابراھیم قال کان أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقرؤون فی السفر بالسور القصار۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب من کان یخفف القرأۃ فی السفر)

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں چھوٹی سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے۔

نفلوں میں ایک رکعت میں ایک سے زائد سورتیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں:

عن ابن سیرین عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أنہ کان یقرأ فی الرکعۃ بعشر سور

واکثر واقل۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب فی الرجل یقرن السور فی الرکعۃ من رخص فیہ)

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (نفل کی) ایک رکعت میں دس یا کم وبیش سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

قالت نائلۃ رضی اللہ عنہا (کان عثمان رضی اللہ عنہ) اللیل برکعۃ یجمع فیہا القرآن۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب فی الرجل یقرن السور فی الرکعۃ من رخص فیہ)

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں پورے قرآن کی تلاوت سے رات کو قیام کرتے تھے۔

نمازی کے لیے مقدار سترہ:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا أنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن سترۃ المصلی فقال صلی اللہ علیہ والہ وسلم مثل مؤخرۃ الرحل۔

(صحیح مسلم، باب سترۃ المصلی)(سنن نسائی، باب سترۃ المصلی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے دریافت کیا کہ نمازی شخص کا سترہ کس قدر ہونا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس قدر پالان کی لکڑی (ایک ہاتھ لمبائی کے قریب) اگر اتنا سترہ نماز پڑھنے والے کے سامنے ہو تو اس کے سامنے سے گزرنا ممنوع نہیں۔

نمازی کے آگے سے گزرنے پر سخت وعید:

عن أبی جہم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیہ لکان ان یقف أربعین خیرا لہ من أن یمر بین یدیہ قال أبو النضر لا ادری أقال اربعین یوما أو شہرا أو سنۃ۔

(صحیح مسلم، باب منع المار بین یدی المصلی)(موطا امام مالک باب التشہد فی ان یمر احد)

حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جان لیتا کہ اس پر کتنی بڑی سزا ہے تو اس کے سامنے گزرنے کے بجائے چالیس تک ٹھہرا رہتا تو یہ بہتر تھا (حدیث کے راوی) کہتے ہیں کہ چالیس سے مراد چالیس دن چالیس مہینے یا چالیس سال ہو سکتے ہیں۔

نماز میں ہر آیت کو الگ الگ پڑھنا افضل ہے:

عن أم سلمة رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا قرأ يقطع قرأته آية آية ۔(سنن نسائی، ابو اب القرأت)(سنن ابو داؤد، کتاب القرأت)

حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قرأۃ کرتے تھے تو ہر آیت کو الگ الگ پڑھتے تھے۔

جامع مسجد میں نماز ادا کرنے کی فضلیت:

عن أنس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم صلاة الرجل فی بيته بصلاة وصلاته فی مسجد القبائل بخمس وعشرين صلاة وصلاته فی المسجد الذی يجمع فيه بخمس مائة صلاة وصلاته فی المسجد الأقصیٰ بخمس ألف صلاة وصلاته فی مسجدی بخمس ألف صلاة و صلاة فی المسجد الحرام بمائة ألف صلاة۔(سنن ابن ماجه، باب ما جاء فی الصلوۃ فی المسجد الجامع)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے برابر ہے اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا (۲۵) نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں پڑھنا (۵۰۰) نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنا (۵۰۰۰۰) کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

صف میں اکیلے کھڑے ہو کر جماعت سے نماز پڑھنا منع ہے:

عن وابصة بن معبد رضی الله عنه فقال صلى رجل خلف الصف وحده فأمره النبی صلى الله عليه واله وسلم أن يعيد۔(سنن ابو داؤد، باب الرجل يصلی واحدة خلف الصف)

حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے صف کے پیچھے تنہا (جماعت) سے نماز پڑھی تو نبی کریم ﷺ نے (نماز سے فارغ ہو کر) فرمایا تم اس نماز کو لوٹا لو۔

<u>وضاحت:</u> اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق رحمہما اللہ کا مسلک یہ ہے کہ (دورانِ جماعت) صف میں کوئی تنہا نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور

واجب الاعادہ ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام سفیان ثوری رحمہم اللہ حضرات کے نزدیک ایسے شخص کی نماز تو ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہے اور حنفیہ نے اس کی تفصیل یہ فرمائی ہے کہ جب اگلی صف پوری ہوگئی ہو تو امام کے رکوع میں جانے تک یہ نمازی کسی اور نمازی کا انتظار کرے اور اس دوران کوئی بھی نہ آئے تو اگلی صف سے کسی کو کھینچ کر اپنے ساتھ صف میں کھڑا کر لے، ہاں اگر فتنہ کا اندیشہ ہو یا لوگ جاہل ہوں تو اکیلا ہی صف میں کھڑا ہو کر رکوع میں امام کے ساتھ چلا جائے اور اس کی دلیل حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے ان کو آئندہ ایسا کرنے سے منع فرمایا مگر نماز لوٹانے کا حکم نہ فرمایا۔

<u>نوٹ:</u> مزید دلائل کے لئے اسی کتاب کے امام کے پیچھے قرأۃ کا حکم کے باب میں "رکوع میں ملنے والے کی رکعت کا حکم" سرخی کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا منع ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من أکل من ھذہ الشجرۃ شیئا فلا یأتین المسجد۔

(صحیح مسلم ،باب حضور المسجد حتی تذھب ذلک الریح واخرجہ من المسجد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس ترکاری (پیاز) کو کھایا تو وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے جب تک اس کی بدبو نہ چلی جائے۔

نماز میں ایک ہاتھ کی اُنگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈالنا منع ہے:

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من توضأ ثم خرج یرید الصلاۃ فھو فی صلاۃ حتی یرجع الی بیتہ فلا تقولو اھکذا یعنی یشبک بین أصابعہ۔ (سنن ترمذی،باب ماجاء فی کراھیۃ التشبک بین الأصابع فی الصلاۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم وضو کر کے مسجد میں جاؤ تو اپنی اُنگلیوں کو اُنگلیوں میں نہ ڈالا کرو۔

عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ فی النھی عن التشبیک بین الأصابع بعدھا

یتوضأ أو بعدما یدخل الصلاۃ موضعه کتاب الجمعة وھو ان ثبت عام فی جمیع الصلوات۔(سنن الکبری للبیہقی،باب کراھیة تشبیك الید فی الصلاۃ)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ جب تم وضو کرو یا فرض نماز پڑھنے لگو یا جمعہ کی نماز پڑھنے لگو یا کوئی بھی نماز پڑھنے لگو تو اپنی اُنگلیوں کو اُنگلیوں میں نہ ڈالا کرو۔

امام کا اُونچی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھانا منع ہے:

عن أبی مسعود رضی اللہ عنه قال أن رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم نھی أن یقوم الامام فوق ویبقی الناس خلفه۔(المستدرك للحاکم،رقم الحدیث ۸۴۰)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی امام اُونچی جگہ پر کھڑا ہو اور لوگ اس کے پیچھے نیچی جگہ میں ہوں۔

نماز میں بار بار داڑھی پر ہاتھ پھیرنا خشوعِ نماز کے خلاف ہے:

عن زید بن علی عن جدہ (علی رضی اللہ عنه) قال أبصر رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم رجلاً یبعث بلحیة فی الصلاۃ فقال أما ھذا فلو خشع قلبه لخشعت جوارحه۔(مسند زید بن علی،باب ما ینبغی ان یجتنب فی الصلوۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو (نماز میں) داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس کا دل ڈرتا تو اس کے اعضاء بھی ڈرتے (یعنی بے وجہ بار بار داڑھی پر ہاتھ پھیرتا بری عادت ہے)۔

اگر وقت ہو تو سفر میں سنتیں اور نوافل پڑھنا افضل ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنه کان رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم أنه کان یتطوع فی السفر۔(مصنف ابن أبی شیبه،باب من کان یتطوع فی السفر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں نفل پڑھا کرتے تھے۔

تیز بارش میں ترکِ جماعت میں حرج نہیں:

عن ابن عمر رضی اللہ عنه أنه نادی بالصلوۃ فی سفر فی لیلة ذات بردو ریح ثم

قال ألا صلوا فی الرحال ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یأمر المؤذن اذا کانت لیلۃ باردۃ ذات مطر یقول ألا صلوا فی الرحال۔

(موطا امام محمد باب الصلوۃ فی اللیلۃ الممطرۃ وفضل الجماعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بہت سرد اور بارش والی رات میں سفر کے دوران اذان کہی پھر یوں اعلان کیا کہ اے لوگو! تم اپنی رہائش گاہ میں ہی نماز پڑھ لو، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ٹھنڈی اور بارش والی رات مؤذن کو فرماتے وہ (اذان کے بعد) اعلان کردے کہ اپنے اپنے مقام پر ہی نماز پڑھ لو۔

نماز صاف کپڑوں میں پڑھی جائے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا صلی أحدکم فلیس ثوبیہ فان اللہ احق أن تزین لہ۔

(سنن الکبری للبیہقی باب ما یستحب للرجل ان یصلی فیہ من الثیاب)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی نماز پڑھے تو دو کپڑے پہن لیا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لیے زیب وزینت اختیار کی جائے۔

سنن ونوافل کی ادائیگی گھر میں افضل ہے:

عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال صلوا أیھا الناس فی بیوتکم فان بیوتکم فان أفضل الصلوۃ صلوۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ۔ (صحیح بخاری باب صلوۃ اللیل)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے گھروں میں نمازیں پڑھا کرو اس لیے کہ سوائے فرض نمازوں کے باقی نمازیں (یعنی سنتیں ونوافل) گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔

نماز کے متعلق دیگر متفرق مسائل

جمعہ دیہات والوں پر واجب نہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (سورۃ الجمعۃ، آیت ۹)

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

وضاحت: اس آیت میں اذانِ جمعہ کے سنتے ہی خرید و فروخت چھوڑنے کا حکم دیا جارہا ہے، اس میں اشارہ ہے کہ جمعہ وہاں ہوگا جہاں خرید و فروخت کا سلسلہ جاری ہو اور ظاہر ہے کہ دیہات خرید و فروخت اور تجارت کی جگہ نہیں ہوتے، بلکہ کاروباری مراکز یا قریہ کبیرہ میں ہوتے ہیں، معلوم ہوا کہ جمعہ دیہات میں نہیں ہوتا۔

عن عائشة رضی الله عنها زوج النبی صلی الله علیه واله وسلم قالت کان الناس ینتابون یوم الجمعة من منازلهم والعوالی۔

(صحیح بخاری، باب الرخصة ان لم یحضر الجمعة فی المطر)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ باہر کے لوگ مدینہ طیبہ میں نمازِ جمعہ پڑھنے کے لیے اپنی اپنی جگہوں اور مضافات سے باری باری آتے تھے۔

أبو حنیفة أنه بلغه عن النبی صلی الله علیه واله سلم أنه قال لا جمعة ولا تشریق إلا فی مصر جامع۔ (کتاب الأثار للامام ابی یوسف، باب صلاۃ العیدین)

حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ اور تکبیرات تشریق سوائے بڑے شہر کے کسی پر نہیں۔

عن ابن عباس رضی الله عنه أنه قال ان أول جمعة جمعت بعد جمعة فی مسجد رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فی مسجد عبد القیس بجوائی من البحرین۔

(صحیح بخاری، باب الجمعة فی القری والمدن)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ قائم ہونے

کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین کے شہر جواثی میں عبدالقیس کی مسجد میں پڑھا گیا۔
فائدہ: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ان الظاهر ان عبد القيس لم يجمعوا الا بأمر النبي صلى الله عليه واله وسلم۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن)

ظاہر ہے کہ قبیلہ عبدالقیس والوں نے نمازِ جمعہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے ہی قائم کیا تھا، بتصریح قاضی عیاض وفد عبدالقیس ۸ھ کو فتح مکہ سے پہلے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ۸ھ کو سے قبل مسجد نبوی سے پہلے کسی اور مقام میں جمعہ نہیں ہوتا تھا، حالانکہ اس وقت تک اسلام دُور دُور تک پھیل گیا تھا، بیسیوں بستیاں مسلمانوں کی آباد ہو چکی تھیں، مگر جمعہ کہیں نہیں ہوتا تھا، معلوم ہوا کہ دیہات جمعہ کا محل نہیں ہے۔
الشیخ ابوالحسن اللخمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

انها مدينة (یہ شہر تھا)۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن)
امام ابوعبید عبداللہ البکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

مدينة بالبحرين لعبد القيس (یہ بحرین میں قبیلہ عبدالقیس کا ایک شہر تھا)۔

(شرح سنن ابی داؤد للعینی، باب الجمعۃ فی القریٰ)

امام شمس الدین ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
وجواثى مصر بالبحرين (جواثی بحرین کا ایک شہر ہے)۔

(المبسوط للسرخسی، باب شروط الجمعۃ، طبع دار المعرفۃ)

وعن حميد قال كان انس رضي الله عنه في قصره احياناً يجمع واحياناً لا يجمع وهو بالزاوية على فرسخين۔ (صحیح بخاری، باب من این توتی الجمعۃ)

حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے مکان میں تھے، کبھی جمعہ پڑھ لیتے اور کبھی نہ پڑھتے (یہ فاصلہ دو فرسخ یعنی سولہ کلومیٹر تھا)۔

عن حذيفة رضي الله عنه قال ليس على أهل القرى جمعة انما الجمع على اهل

الامصار مثل المدائن۔ (مصنف ابن أبی شیبہ باب من قال لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع)
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیہات والوں پر جمعہ نہیں، بلاشبہ جمعہ مدائن جیسے شہر والوں پر ہے۔

عن أبی عبد الرحمن السلمی عن علی رضی اللہ عنہ قال لا جمعۃ ولا تشریق إلا فی مصر جامع۔ (مصنف ابن ابی شیبہ باب من قال لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع)
حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعہ اور تکبیرات تشریق سوائے بڑے شہر کے کسی پر نہیں۔
<u>یہی حدیث معمولی الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتب میں بھی مذکور ہے:</u>
(مصنف عبد الرزاق باب القری الصغار) (سنن الکبریٰ للبیہقی باب العدد الذین اذا کانوا فی قریۃ وجبت)

عن الحارث عن علی رضی اللہ عنہ قال لا جمعۃ ولا تشریق إلا فی مصر جامع۔
(مصنف عبد الرزاق باب القری الصغار)
حضرت حارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعہ اور تکبیرات تشریق سوائے بڑے شہر کے کسی پر نہیں۔

أن عمر بن عبد العزیز کتب الی أهل المیاہ بین مکۃ والمدینۃ أن تجمعوا فقال عطاء عند ذلک فقد بلغنا أن لا جمعۃ الا فی مصر جامع۔
(مصنف عبد الرزاق باب القری الصغار)
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان موجود چشموں کے پاس کی آبادی کو یہ خط لکھا کہ تم لوگ جمعہ (اپنے علاقہ میں) ادا نہ کرو، اس موقع پر عطاء رحمہ اللہ نے یہ کہا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ جمعہ صرف کسی جامع شہر میں ہی ادا کیا جا سکتا ہے۔

عن ابن جریج عن عمرو بن دینار قال سمعنا أن لا جمعۃ الا فی قریۃ جامعۃ۔
(مصنف عبد الرزاق باب القری الصغار)
حضرت ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا

کہ جمعہ اور تکبیرات تشریق سوائے بڑے شہر کے کسی پر نہیں۔

عن مغيرة عن إبراهيم قال لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع.

(مصنف ابن ابی شیبہ باب من قال لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع)

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ اور عید کی نماز صرف بڑے شہر میں ہوتی ہے۔

عن الحسن و محمد انهما قالا الجمعة في الامصار.

(مصنف ابن ابی شیبہ باب من قال لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی نماز صرف شہروں میں ہوتا ہے۔

فوت شدہ نمازیں جلد از جلد ادا کرنا واجب ہے:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من نسي صلاة فليصلها اذا ذكرها لا كفارة لها الا ذالك وتلا قوله تعالى "وأقم الصلاة لذكري". (صحیح بخاری باب من نسی صلوة فليصل اذا ذكرها ولا يعيد الا تلك الصلوة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے اسے پڑھ لے یہی اس کا کفارہ ہے اور یہ آیت "وأقم الصلاة لذكري" تلاوت فرمائی۔

عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من نسي صلاة أو نام عنها فكفارتها أن يصليها اذا ذكرها.

(صحیح مسلم باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز نہیں پڑھی یا وہ اسے پڑھے بغیر سو گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے جب یاد آئے پڑھ لے۔

عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه جاء يوم الخندق بعد ما غربت الشمس فجعل يسب كفار قريش وقال يا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ما كدت أصلي العصر حتى كادت الشمس تغرب فقال النبي صلى الله عليه واله وسلم والله ما صليتها قال فقمنا الى بطحان فتوضأ

للصلاۃ وتوضأ لھا فصلی العصر بعد ما غربت الشمس ثم صلی بعدھا المغرب۔

(صحیح بخاری، باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خندق کے دن آئے بعد اس کے کہ سورج غروب ہو چکا تھا اور کفار قریش کو بُرا بھلا کہنے لگے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں عصر کی نماز نہ پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا! خدا کی قسم میں بھی یہ نماز نہ پڑھ سکا، پھر ہم برساتی نالے کی طرف اُٹھ کر گئے، آپ ﷺ نے اور ہم نے نماز کے لئے وضو کیا اور آپ ﷺ نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی، پھر اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کی۔

نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز ادا کرنا درست نہیں:

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الامام ضامن والموذن موتمن اللھم ارشد الائمۃ واغفر للموذنین۔

(سنن ابوداؤد، باب ما یجب علی الموذن من تعاھد الوقت، رقم الحدیث ۵۱۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے، اے اللہ اماموں کو ہدایت دے اور مؤذنوں کو بخش دے۔

استدلال: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام سارے مقتدیوں کی نمازوں کو اپنی نماز کے ضمن میں لئے ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اعلیٰ شئے ادنیٰ کو اپنے ضمن میں لے سکتی ہے نہ کہ ادنیٰ شئے اعلیٰ کو، چنانچہ فرض نفل کو اپنے اندر لے سکتا ہے کیونکہ فرض نفل سے اعلیٰ ہے، جبکہ نفل فرض کو اپنے ضمن میں نہیں لے سکتا کیونکہ نفل فرض سے ادنیٰ ہے، اسی طرح ہر فرض نماز اپنے مثل کو اپنے ضمن میں لے سکتا ہے نہ کہ دوسرے فرض کو، لہٰذا اگر امام نمازِ عصر پڑھ رہا ہو تو اس کے پیچھے ظہر کی قضاء نہیں پڑھی جاسکتی کیونکہ نمازِ عصر نمازِ ظہر کو اپنے ضمن میں نہیں لے سکتی، کیونکہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں۔

عن سلیم سلمی رضی اللہ عنہ أنہ اتی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ یاتینا

بعد ما ننام وتکون فی اعمالنا بالنهار فینادی بالصلوة فنخرج الیه فیطول علینا فقال له علیه السلام یا معاذ لاتکن فتاناً اما ان تصلی مع واما أن تخفف علی قومك۔ (مسند احمد ۷۴/۵، طبع موسسته قرطبه مصر)

حضرت سلیم رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس ہمارے سوجانے کے بعد آتے ہیں، ہم لوگ دن میں اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں، پھر نماز کی اذان دیتے ہیں، ہم نکل کر ان کے پاس آتے ہیں، وہ نماز بہت طویل پڑھاتے ہیں تو معاذ رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ! فتنہ کا باعث نہ بنو یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو یا اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھایا کرو۔

وضاحت: معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس کی اجازت نہ دی تھی کہ حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنی قوم کو بھی نماز پڑھائیں، کیونکہ نفل والے کے پیچھے فرض نماز جائز نہیں، بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میرے پیچھے پڑھو تو قوم کو نہ پڑھاؤ اور اگر قوم کو پڑھاؤ تو میرے پیچھے نہ پڑھو۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم انما جعل الامام لیؤتم به فلا تختلفوا۔
(مسند احمد رقم الحدیث ۸۰۰۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے تاکہ تم اس کی مخالفت نہ کرو۔

استدلال: اب یہ کیسے درست ہوگا کہ امام تو نفل کی نیت کرے اور مقتدی فرض کی نیت کریں جبکہ مذکورہ حدیث میں واضح طور پر امام سے کسی بھی قسم کے اختلاف سے منع فرمایا گیا ہے۔

أخبرنی سلیمان مولی میمونة قال أتیت علی ابن عمر ذات یوم وهو جالس بالبلاط والناس فی صلاة العصر فقلت أبا عبد الرحمن الناس فی الصلاة قال انی قد صلیت انی سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول لاتصلی

صلاۃ مکتوبۃ فی یوم مرتین۔(سنن الکبری للبیہقی،باب من لم یر اعادتھا اذا کان قد صلاھا فی جماعۃ)(سنن دار قطنی،باب لا یصلی مکتوبۃ فی یوم مرتین)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ اُس وقت بلاط میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ اُس وقت عصر کی نماز ادا کر رہے تھے، میں نے کہا اے ابو عبدالرحمن! لوگ نماز پڑھ رہے ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نماز ادا کر چکا ہوں (اب میں اس لیے لوگوں کے ساتھ یہ نماز ادا نہیں کر رہا) کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک فرض نماز ایک دن میں دو مرتبہ ادا نہیں کی جا سکتی۔

عن عمرو بن شعیب حدثنی سلیمان مولی میمونۃ أنه سمع ابن عمر رضی اللہ عنه یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم یقول لا تصلوا صلاۃ فی یوم مرتین۔(سنن دار قطنی، باب لا یصلی مکتوبۃ فی یوم مرتین)(سنن الکبری للبیہقی،باب من لم یر اعادتھا اذا کان قد صلاھا فی جماعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک ہی فرض نماز ایک دن میں دو مرتبہ ادا نہ کیا کرو۔

عن عمرو بن شعیب عن سلیمان بن یسار قال أتیت علی ابن عمر رضی اللہ عنه وهو جالس علی البلاط قال وناس یصلون فقلنا یاأبا عبد الرحمن الا تصلی؛ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم یقول لا تصلی صلاۃ فی یوم مرتین۔(مصنف ابن أبی شیبه،باب من کان یکرہ اعادۃ الصلاۃ)

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ اُس وقت بلاط میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ نماز ادا کر رہے تھے، میں نے کہا اے ابو عبدالرحمن! آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ میں نماز ادا کر چکا ہوں (اب میں اس لیے لوگوں کے ساتھ یہ نماز ادا نہیں کر رہا) کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک فرض نماز ایک دن میں دو مرتبہ ادا نہیں کی جا سکتی۔

عن أبي عياض قال قال عمر رضي الله عنه لا تعاد الصلاة۔

(مصنف ابن أبي شيبه باب من كان يكره اعادة الصلاة)

حضرت عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کا اعادہ نہیں کیا جائے گا۔

عن مجاهد قال خرجت مع ابن عمر رضي الله عنه من دار عبدالله بن خالد رضي الله عنه حتى اذا نظرنا الى باب المسجد اذالناس في صلاة العصر فلم يزل واقفاً حتى صلى الناس وقال انى صليت في البيت۔

(مصنف ابن أبي شيبه باب من كان يكره اعادة الصلاة)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ کے گھر نکلا، جب ہم مسجد کے دروازے پر پہنچے تو لوگ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے وہ لوگوں کے نماز پڑھنے تک وہیں کھڑے رہے اور پھر فرمایا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھ لی تھی۔

قال امام محمد أخبرنا ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم في الرجل يدخل في صلاة القوم وليس ينويها قال هي تطوع قال امام محمد وبه ناخذ وانما يعني بذلك أن تكون قد صلى الصلوة في منزله ثم أتى القوم ندخل معهم في صلاتهم فان صلاته معهم تطوع وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔

(كتاب الأثار للامام محمد باب الصلوة تطوعاً رقم الحديث نمبر ۹۹)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی قوم کی نماز میں داخل ہو اور اس کی نیت جماعت کی نہ ہو تو وہ نفل ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا اسی پر عمل ہے اور اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکا ہو، پھر قوم کے پاس آیا اور ان کے ساتھ ان کی نماز میں داخل ہو گیا تو ان لوگوں کے ساتھ اس کی نماز نفل ہوگی، یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

قال امام محمد اخبرنا مالك بن أنس عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنه قال اذا صليت الفجر والمغرب ثم أدركتهما فلا تعدلهما غير ما صليتهما۔

(كتاب الأثار للامام محمد باب من صلى الفريضة رقم الحديث ۵۵)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم فجر اور مغرب کی نماز پڑھ لو، پھر وہ دونوں نمازیں (جماعت) سے ملیں تو ان نمازوں کو دوبارہ نہ پڑھے، مگر اس کے سوا جو تو پڑھ چکا ہے۔

عن ناعم بن أجيل مولى أم سلمة رضى الله عنها قال كنت أدخل المسجد لصلاة المغرب فأرى رجالاً من أصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم جلوساً في آخر المسجد و الناس يصلون فيه قد صلوا في بيوتهم فهولاء من أصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كانوا لا يصلون المغرب في المسجد لما كانوا قد صلوها في بيوتهم. (سنن طحاوی، باب الرجل يصلى في رحله ثم يأتي المسجد والناس يصلون)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام حضرت ناعم بن اجیل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نمازِ مغرب کے لیے مسجد میں داخل ہوا تو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ وہ مسجد میں (جماعت سے) پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں، اور وہ گھر میں نماز پڑھ کر آئے ہوتے تھے جبکہ لوگ اس وقت نماز میں مشغول ہوتے تو یہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جو کہ مسجد میں آ کر دوسری بار مغرب کی نماز میں شامل نہ ہوتے بلکہ بیٹھ جاتے کیونکہ وہ گھروں میں نماز پڑھ کر آئے ہوتے تھے۔

حدثنا على بن عبد الرحمن قال ثنا عبدالله بن مسلمة بن قعنب قالا ثنا سليمان ابن بلال قال ثنا عمرو بن يحيى المازنى عن معاذ بن رفاعة الزرقى أن رجلاً من بنى سلمة يقال له سليم أتى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال انا نظل فى أعمالنا فنأتى حين نمسى فنصلى فيأتى معاذ بن جبل رضى الله عنه فينادى بالصلاة فنأتيه فيطول علينا فقال له النبى صلى الله عليه واله وسلم يا معاذ رضى الله عنه لا تكن فتانا اما أن تصلى معى و اما أن تخفف عن قومك فقول رسول الله صلى الله عليه واله وسلم هذا لمعاذ على أنه عند رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يفعل أحد الأمرين اما الصلاة معه أو بقومه وأنه لم يكن يجمعها لأنه قال اما أن تصلى معى أى ولا

تصل بقومك واما أن تخفف بقومك أي ولا تصل معي۔

(سنن طحاوی، باب الرجل يصلي الفريضة خلف من يصلي تطوعاً)

حضرت معاذ بن رفاعہ زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنی سلمہ کا ایک آدمی جس کو سلیم رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ ہم اپنے کام کاج میں دن گزارتے ہیں اور شام کے وقت واپس لوٹتے ہیں تو ہم نماز پڑھتے ہیں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آکر اذان دیتے ہیں، پس ہم نماز کے لیے آتے ہیں تو وہ طویل قرأۃ کرتے ہیں تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنے والے مت بنو، یا تو تم میرے ساتھ نماز پڑھو یا اپنی قوم قرأۃ میں کمی کرو۔

قال امام طحاوی فقول رسول الله صلى الله عليه واله وسلم هذا لمعاذ على أنه عند رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كان يفعل أحد الأمرين اما الصلاة معه أو بقومه وأنه لم يكن يجمعها لأنه قال اما أن تصلي معي أي ولا تصل بقومك واما أن تخفف بقومك أي ولا تصل معي فلما لم يكن في الأثار الأول من قول رسول الله صلى الله عليه واله وسلم شئي وكان في هذا الأمر ما ذكرنا ثبت بهذا الاثر أنه لم يكن من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في ذلك لمعاذ شئي متقدم ولا علمنا أنه كان في ذلك أيضاً منه شئي متأخر فيجب به الحجة علينا ولو كان في ذلك من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في وقت ما كانت الفريضة تصلي مرتين فان ذلك قد كان يفعل في أول الاسلام حتى نهى عنه رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وقد ذكرنا ذلك بأسانيده في باب صلاة الخوف ففعل معاذ رضى الله عنه الذي ذكرنا يحتمل أن يكون قبل النهي عن ذلك ثم كان النهي فنسخه و يحتمل أن يكون كان بعد ذلك فليس لأحد أن يجعله في أحد الوقتين الا كان لمخالفه أن يجعله في الوقت الأخر فهذا حكم هذا الباب من طريق الآثار وأما حكمه من طريق النظر فانا قد رأينا صلاة المامومين مضمنة بصلاة امامهم بصحتها

وفسادها يوجب ذلك النظر الصحيح من ذلك أنا رأينا الامام اذا سها وجب على من خلفه لسهوه ما وجب عليه ولو سهوا هم ولم يسه هو لم يجب عليهم ما يجب على الامام اذا سها فلما ثبت أن المأمومين يجب عليهم حكم السهو لسهو الامام وينتفى عنهم حكم السهو بانتفائه عن الامام ثبت أن حكمهم فى صلاتهم حكم الامام فى الصلاته وكان صلاتهم مضمنة بصلاته ولما كانت صلاتهم مضمنة بصلاته لم يجز أن يكون صلاتهم خلاف صلاته فثبت بذلك أن المأموم لا يجوز أن تكون صلاته خلاف صلاة امامه فان قال قائل فانا رأيناهم لم يختلفوا أن للرجل أن يصلى تطوعاً خلف من يصلى فريضة فكما كان المصلى تطوعاً يجوز له أن يأتم بمن يصلى فريضة كان كذلك يجوز للمصلى فريضة أن يصليها خلف من يصلى تطوعا قيل له ان سبب التطوع هو بعض سبب الفريضة وذلك أن الذى يدخل فى الصلاة ولا يرتد شيئا غير ذلك فافلة ولا فريضة يكون بذلك داخلاً فى نافلة واذا نوى الدخول فى الصلاة ونوى الفريضة كان بذلك داخلاً فى الفريضة فصار يكون ذلك داخلاً فى الفريضة بالسبب الذى دخل به فى النافلة وبسبب آخر فلما كان ذلك كذلك كان الذى يصلى تطوعاً وهو يأتم بمصل فريضة هو فى صلاة له فى كلها امام والذى يصلى فريضة ويأتم بمن يصلى تطوعاً هو فى صلاة له فى بعض سببها الذى به دخل فيها امام وليس له فى بقيته امام فلم يجز ذلك فان قال قائل فانا قد رأينا عن عمر رضى الله عنه أنه صلى بالناس جنباً فأعاد ولم قدل ذلك أن صلاتهم لم تكن مضمنة بصلاته فقال مخالفهم انما فعل ذلك لأنه لم يتيقن بالجنابة كانت مه قبل الصلاة فأخذ لنفسه بالحوطة فأعاد ولم يأمر غيره بالاعادة۔

(سنن طحاوی، باب الرجل یصلی الفریضة خلف من یصلی تطوعاً)

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کریں یا میرے ساتھ

نماز پڑھیں یا اپنی قوم کے ساتھ نماز پڑھیں اور ان دونوں کو جمع نہ کریں، کیونکہ آپ ﷺ فرمایا: "أما أن تصلي معي" یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ یعنی اپنی قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھ "وأما أن تخفف بقومك" یعنی میرے ساتھ نماز نہ پڑھ اور اپنی قوم کو ہلکی نماز پڑھاؤ، جب اس اثر اول میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد میں کوئی چیز نہیں ہے اور ہم نے جو روایت خود ذکر کی اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو کوئی بات پہلے نہیں کہی گئی تھی اور جہاں تک ہمارا علم ہے بعد میں بھی کوئی بات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نہیں فرمائی کہ جس سے ہمارے خلاف کچھ ثبوت ملتا ہو، اگر اس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی حکم ہوتا جیسا کہ پہلے قول والوں کا دعویٰ ہے تو اس میں یہ احتمال لازم ہے کہ یہ اس زمانے کی بات ہو جب فرض کو دو مرتبہ پڑھنا درست تھا، ابتداء اسلام میں ایسا تھا پھر آپ ﷺ نے اس کی ممانعت کر دی، جیسا کہ تفصیل کے ساتھ مستند روایات ہم "باب صلاۃ الخوف" میں ذکر کر آئے ہیں، پس حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل جس کا شروع باب میں ہم نے تذکرہ کیا اس میں اس بات کا احتمال پیدا ہو گیا کہ یہ ممانعت سے پہلے کا معاملہ ہو، پھر نہی نے آ کر اسے منسوخ کر دیا اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ اس کے بعد کا واقعہ ہو کسی فریق کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کو ایک وقت میں مقرر کر کے اپنی دلیل بنائے، بلکہ ہر دلیل بنانا برابر ہے، آثار کے پیش نظر تو اس باب کا یہی حکم ہے مگر اس کا نظر و فکر کے لحاظ سے جو حکم بنتا ہے وہ پیش خدمت ہے، یہ بات تو ہمارے سامنے ہے کہ مقتدیوں کی نماز تو اپنے امام کی نماز سے صحت و فساد کے لحاظ سے ملی ہوئی ہے، یہ صحیح فکر کو اس طرح لازم کرتی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب امام بھول جائے تو اس کا یہ بھولنا اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے پر اس چیز کو لازم کر دے گا جو خود امام پر لازم ہوتی ہے، حالانکہ مقتدیوں کو خود بھول تو نہیں ہوئی اور مقتدی بھول جائے تو اس پر اور اس کے امام پر کچھ لازم نہیں، پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ امام کے بھول جانے سے مقتدیوں پر سہو کا حکم لگ جاتا ہے اور بھول کا حکم امام سے اُٹھ جائے تو مقتدیوں پر بھی نہیں رہتا، اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مقتدیوں کو حکم ان کی اپنی نماز میں ان کے امام کا حکم ہے، گویا مقتدیوں کی نماز کا امام ضامن ہے، تو جب مقتدیوں کی

نماز امام کی نماز سے ملی ہوئی ہے تو پھر یہ درست نہ رہا کہ مقتدیوں کی نماز امام کی نماز کے مخالف ہو، پس اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز کے مخالف نہ ہونی چاہیے، اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ہم یہ بات اتفاقی طور پر پاتے ہیں کہ نفل نماز فرض پڑھنے والے کی اقتداء میں درست ہے، پس جس طرح نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ فرض پڑھنے والے کی اقتداء کرے تو اسی طرح فرض پڑھنے والے کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ نوافل پڑھنے والے کی اقتداء میں ادا کرے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ نفل کا سبب فرض کے سبب کا بعض حصہ ہے اور وہ اس طرح کہ جو شخص نماز میں داخل ہوا اور اس کی نیت نفل و فرض میں سے کسی کی نہ ہو تو اسے نفل پڑھنے والا شمار کیا جائے گا اور جب اس نے نماز میں داخل ہونے کی نیت کی اور فرض کی نیت کی تو اسے فرض میں داخل ہونے والا شمار کیا جائے گا تو گویا جس سبب سے نفل میں داخل ہوا اس سبب سے بھی وہ فرض میں داخل ہونے والا شمار ہوگا اور دوسرے سبب سے بھی، پس یہ بات اسی طرح ہی ہے کہ وہ شخص جو نفل پڑھ رہا ہو اور وہ فرض ادا کرنے والے کا مقتدی بن جائے تو وہ گویا ایسی نماز میں ہے جس کی تمام رکعت میں وہ مقتدی ہے اور وہ شخص جو فرض پڑھ رہا ہے وہ ایسے شخص کی اختیار کرے جو نفل پڑھ رہا ہے تو وہ ایسی نماز میں مشغول ہے کہ جس کے بعض سبب کو اس کا امام پانے والا ہے، اس صورت میں تو یہ اقتداء کرنے والا ہے اور جو سبب اس میں موجود نہیں اس میں یہ اس کا مقتدی نہیں، پس ایسی اقتدء جائز نہیں۔

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا أبو عاصم عن سفيان عن منصور عن ابراهيم فی الرجل يصلی بقوم هی له الظهر ولهم العصر قال يعيدون ولا يعيد.

(سنن طحاوی، باب الرجل يصلی الفريضة خلف من يصلی تطوعاً)

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو آدمی ایسے لوگوں کو نماز ظہر پڑھائے جو نماز عصر پڑھ رہے ہوں، ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے امام کی نماز درست ہے، مقتدیوں کی نماز فاسد ہے وہ لوٹائیں۔

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا سعيد بن عامر قال سمعت يونس بن عبيد يقول جاء

عیاد الی المسجد فی یوم مطیر فوجدھم یصلون العصر فصلی معھم وھو یظن أنھا الظھر ولم یکن صلی الظھر فلما فاذا ھی العصر فأتی الحسن فسأله عن ذلك فأمرہ أن یصلیھما جمیعاً۔ (سنن طحاوی، باب الرجل یصلی الفریضة خلف من یصلی تطوعاً)

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عباد رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں بارش کے دن آئے، ان کو نمازِ عصر پڑھتے پایا، اس نے ان کے ساتھ نمازِ ظہر کے گمان سے نماز پڑھ لی اور عباد رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت ظہر نہ پڑھی تھی، جب نماز پڑھ چکے تو (معلوم ہوا) وہ عصر تھی تو عباد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو فرمایا دونوں نمازیں دوبارہ پڑھو۔

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا سعید عن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنه قال یصلی الظھر ثم یصلی العصر۔

(سنن طحاوی، باب الرجل یصلی الفریضة خلف من یصلی تطوعاً)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا پہلے وہ آدمی ظہر پڑھے پھر عصر پڑھے۔

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا سعید بن عامر قال ثنا سعید بن أبی عروبة قال کان الحسن وابن سیرین یقولان یصلیھما جمیعاً۔

(سنن طحاوی، باب الرجل یصلی الفریضة خلف من یصلی تطوعاً)

حضرت سعید بن عروبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ ایسا ہی فتویٰ دیتے کہ ایسا کرنے والا دونوں دوبارہ نماز پڑھے۔

حدثنا أبو معشر عن ابراھیم النخعی قال یصلیھما جمیعاً۔

(سنن طحاوی، باب الرجل یصلی الفریضة خلف من یصلی تطوعاً)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسا شخص دونوں نمازیں دوبارہ پڑھے۔

عن مغیرة عن ابراھیم فی رجل صلی بقوم الظھر وھی له العصر قال تم صلاته ویعید من خلفه۔ (مصنف ابن أبی شیبه، باب فی الرجل یصلی بالقوم الظھر و العصر)

حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں جو لوگوں کو ظہر کی

نماز پڑھائے لیکن وہ اس کی عصر کی نماز ہو فرماتے ہیں کہ اس کی نماز ہو جائے گی لیکن مقتدی اپنی نماز کا اعادہ کریں گے۔

عن أبي قلابة قال لا تجزء صلاة واحدة عن قومين شئی۔

(مصنف ابن أبي شیبه، باب فی الرجل یصلی بالقوم الظهر و العصر)

حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت دو مختلف نمازوں سے نہیں ہو سکتی۔

عن عبادة بن منصور قال انتهيت الى المسجد الجامع وأنا أرى أنهم لم يصلوا الظهر فقمت أتطوع حتى أقيمت الصلاة فلما صلوا اذا هي العصر فقمت فصليت بهم الظهر ثم صليت العصر ثم أتيت الحسن فذكرت ذلك له مأمرني بمثل الذي صنعت۔ (مصنف ابن أبي شيبه، باب فی الرجل یصلی بالقوم الظهر و العصر)

حضرت عبادہ بن منصور رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں جامع مسجد حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ لوگوں نے ابھی ظہر کی نماز نہیں پڑھی ہے، میں ظہر کے انتظار میں نفل پڑھنے لگا، اتنے میں جماعت کھڑی ہو گئی، جب اُنہوں نے نماز پڑھ لی تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ عصر کی نماز تھی، چنانچہ میں نے پھر اپنی ظہر کی نماز ادا کی، پھر عصر کی نماز پڑھی، پھر میں حضرت حسن کے پاس آیا اور ان سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے مجھے اسی کا حکم دیا جو میں نے کیا تھا۔

عن محمد بن سيرين عن كثير بن أفلح قال انتهينا الى المسجد ولم أصل المغرب فأقيمت الصلاة فصليت معهم وأنا أرى انها المغرب فاذا هي العشاء فقمت فصليت المغرب ثم صليت العشاء ثم سألت فأمروني بالذي صنعت۔

(مصنف ابن أبي شيبه، باب فی الرجل یصلی بالقوم الظهر و العصر)

حضرت کثیر بن افلح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں پہنچا، میں نے ابھی تک مغرب کی نماز نہیں پڑھی تھی، اتنے میں جماعت کھڑی ہوگئی، میں نے مغرب کی نماز تصور کرتے ہوئے ان کے ساتھ نماز پڑھی، لیکن مجھے پتہ چلا کہ وہ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے، چنانچہ میں نے پہلے مغرب کی نماز پڑھی اور پھر عشاء کی نماز، پھر میں نے بزرگوں سے اس بارے میں سوال کیا تو اُنہوں نے مجھے اسی کا حکم دیا جو میں نے کیا تھا۔

عن الزهری فی رجل دخل مع قوم فی الظهر وهی لهم العصر؟ قال یبدأ بالذی بدأ الله به یصلی الظهر ثم یصلی العصر۔

(مصنف ابن أبی شیبه باب فی الرجل یصلی بالقوم الظهر و العصر)

امام زہری رحمہ اللہ اس شخص کے بارے میں جوظہر کی نماز سمجھ کر کسی جماعت میں شریک ہو لیکن وہ لوگ عصر کی نماز پڑھ رہے ہوں فرماتے ہیں کہ وہ پہلے وہ نماز پڑھے جسے اللہ نے پہلے رکھا ہے یعنی ظہر کی نماز، پھر عصر کی نماز پڑھے گا۔

عن سعید بن المسیب والحسن قالا فی رجل دخل مع قوم فی صلاة العصر وهو یحسبهم فی صلاة الظهر فاذا هم فی العصر قال یستقبل الصلاتین جمیعاً۔

(مصنف ابن أبی شیبه باب فی الرجل یصلی بالقوم الظهر و العصر)

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اس شخص کے بارے میں جوظہر کی نماز سمجھتے ہوئے کسی جماعت میں شریک ہوا اور لوگ عصر کی نماز پڑھ رہے ہوں، فرماتے کہ وہ دونوں نمازوں کو دوبارہ پڑھے گا۔

<u>خلاصہ کلام:</u> مذکورہ بالا تمام اَحادیث اور آثار سے واضح ہوگیا کہ اگر امام کسی اور نماز کی نیت کرے اور مقتدی کسی اور نماز کی تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی، یعنی امام اگر عصر کی نماز کی نیت کرے اور مقتدی ظہر کی نماز کی نیت کرے تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی، اسی طرح امام اگر نفل نماز کی نیت کرے اور مقتدی فرض نماز کی تب بھی مقتدی کی نماز نہ ہوگی، لہٰذا یہ بات دلائل سے ثابت ہوگئی کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی۔

ربنا تقبل منا انك أنت السمیع العلیم وصل وسلم علی نبینا محمد صلی الله علیه واله وسلم واله وصحبه أجمعین!

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں اُن کے دامن کیلئے
اب جس کا دل چاہے روشنی پالے
ہم نے دل جلا کر سرِ عام رکھ دیا ہے

{مأخذ و مراجع}

نام کتاب	مصنف	مطبوعہ
تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	مکتبہ حقانیہ پشاور
تفسیر طبری	أبی جعفر محمد بن جریر طبری ؒ	مکتبہ قاہرہ
تفسیر أبی سعود	أبی سعود محمد بن العمادی ؒ	داراحیاء التراث العربی
تفسیر مدارک	عبداللہ بن احمد محمود النفسی ؒ	پشاور
تفسیر السدی الکبیر	أبی محمد اسماعیل بن عبدالرحمن السدی ؒ	مکتبہ امام کلیۃ الطب
تفسیر مظہری	علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی ؒ	دارالاشاعت کراچی
تفسیر کشاف	أبی القاسم جاراللہ محمود بن عمر ؒ	دارالمعرفہ بیروت
تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم ؒ	دارالکتب العلمیہ
تفسیر الدر منثور	جلال الدین السیوطی ؒ	ضیاء القرآن
تفسیر عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی ؒ	دارالکتب العلمیہ
تفسیر ابن کثیر	عماد الدین ابن کثیر ؒ	مکتبہ دارالسلام ریاض
تفسیر الجصاص	احمد بن علی الرازی الجصاص ابوبکر ؒ	داراحیاء التراث العربی
تفسیر زاد المسیر	أبوالفرج علی بن محمد الجوزی ؒ	دارالکتاب العربی
تفسیر کبیر	محمد الرازی فخر الدین ؒ	کتب الاعلام الاسلامی
تفسیر بیضاوی	عمر بن محمد البیضاوی ؒ	مکتبہ قاہرہ
تفسیر روح المعانی	أبوالفضل محمود الالوسی ؒ	دارالکتب العلمیہ
صحیح بخاری	الامام ابومحمد بن اسماعیل البخاری ؒ	قدیمی کتب خانہ
صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری ؒ	ادارۃ اسلامیات
سنن ترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی ؒ	دارالاشاعت
سنن ابوداؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ؒ	مکتبۃ العلم
سنن نسائی	حافظ ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی ؒ	مکتبۃ العلم
سنن ابن ماجہ	حافظ ابوعبداللہ محمد ابن ماجہ ؒ	مکتبۃ العلم
مسند امام زید	زید بن علی بن حسین بن علی ؒ	دارالکتب العلمیہ
المدونۃ الکبری	مالک بن انس بن مالک بن أبی عامر ؒ	دارالکتب العلمیہ

مسند حمیدی	أبی بکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی رحمہ اللہ	دار السقاء دمشق
موطا امام مالک	مالک بن انس بن مالک بن أبی عامر رحمہ اللہ	دار احیاء التراث العربی
مصنف ابن أبی شیبہ	امام عبداللہ بن محمد ابوبکر بن أبی شیبہ رحمہ اللہ	مکتبہ دار الفکر بیروت
مصنف عبد الرزاق	ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی رحمہ اللہ	المکتب الاسلامی
مسند عبد بن حمید	ابو محمد بن نصر الکسی رحمہ اللہ	عالم الکتب
مسند ابو داؤد طیالسی	ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود رحمہ اللہ	دار المعرفہ
المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	الزہراء الحدیثہ عراق
المعجم الأوسط	سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	مکتبہ المعارف ریاض
أحکام القرآن الکریم	ابو جعفر احمد بن محمد سلامہ رحمہ اللہ	دار الکتب العلمیہ
سنن طحاوی	ابو جعفر احمد بن محمد سلامہ رحمہ اللہ	دار الکتب العلمیہ
مسند الشامیین	سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ	موسسۃ الرسالۃ
عمل الیوم واللیل	حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی رحمہ اللہ	موسسۃ الرسالۃ
سنن الکبری للنسائی	حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی رحمہ اللہ	موسسۃ الرسالۃ
الأصل	محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ	دار ابن حزم بیروت
کتاب الأثار	محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ	سعید اینڈ سنز کراچی
کتاب الأثار	یعقوب بن ابراہیم أبو یوسف رحمہ اللہ	دار الکتب العلمیہ
کتاب الحجہ	محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ	عالم الکتب بیروت
موطا امام محمد	محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ	میر محمد کتب خانہ
سنن دار قطنی	ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی رحمہ اللہ	دار المعرفہ بیروت
کتاب الام	ابو عبداللہ محمد بن ادریس رحمہ اللہ	دار الکتب العلمیہ
مسند الامام شافعی	ابو عبداللہ محمد بن ادریس رحمہ اللہ	دار الکتب العلمیہ
سنن دارمی	ابو محمد عبداللہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ	دار الکتاب العربی
مسند الامام أبی حنیفہ	صدر الدین موسیٰ بن زکریا حصکفی رحمہ اللہ	میر محمد کتب خانہ
صحیح ابن حبان	ابو حاتم محمد بن احمد بن حبان رحمہ اللہ	موسسۃ الرسالۃ
سنن ابن جارود	ابو محمد بن علی بن جارود نیشاپوری رحمہ اللہ	موسسۃ الرسالۃ
مسند ابو عوانہ	یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید رحمہ اللہ	دار المعرفہ
صحیح ابن خزیمہ	ابوبکر محمد بن اسحاق رحمہ اللہ	المکتب الاسلامی

مسند أبی حنیفۃ	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ	مکتبۃ الکوثر ریاض
کتاب القرأۃ	ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ
خلافیات	ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبۃ الرشد ریاض
معرفۃ السنن والآثار	ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	جامعۃ الدراسات الاسلامیہ
شعب الایمان	ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ
تاریخ بغداد	ابو بکر احمد بن علی بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ
کتاب الآثار	امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ	احیاء المعارف
کتاب الصلاۃ	ابن نعیم الفضل بن عمرو القرشی رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ
الأوسط فی السنن والاجماع	ابو بکر محمد بن ابراہیم المنذر النیسا پوری رحمۃ اللہ علیہ	دار الفکر
أخبار الفقہاء والمحدثین	امام قیروانی رحمۃ اللہ علیہ	موسسۃ الرسالۃ
مسند اسحاق بن راہویہ	ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم الحنظلی المروزی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبۃ الایمان مدینہ
قیام اللیل وکتاب الوتر	ابو عبد اللہ محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ	حدیث اکادمی
شمائل ترمذی	الامام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ	دار الاشاعت
مشکوٰۃ	ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمۃ اللہ علیہ	دار الاشاعت
المراسیل ابی داؤد	الامام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی رحمۃ اللہ علیہ	موسسۃ الرسالۃ
المخلیصات	عبد الرحمٰن بن زکریا البغدادی رحمۃ اللہ علیہ	قطر
السنۃ للمروزی	ابو عبد اللہ بن نصر بن الحجاج المروزی رحمۃ اللہ علیہ	موسسۃ الکتب الثقافیۃ
مختصر قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر	ابو عبد اللہ بن نصر بن الحجاج المروزی رحمۃ اللہ علیہ	حدیث اکادمی
الشریعۃ للآجری	ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجری رحمۃ اللہ علیہ	دار الوطن الریاض
الناسخ الحدیث ومنسوخہ	ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ
مسند ابو یعلی	عیسیٰ بن ہلال موصلی رحمۃ اللہ علیہ	دمشق
مسند احمد	ابو عبد اللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ	المکتب الاسلامی
مسند بزار	ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری رحمۃ اللہ علیہ	موسسۃ علوم القرآن
سنن الکبری	ابو بکر احمد بن حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبۃ دار الباز مکہ مکرمہ
شرح السنۃ	ابو محمد الحسین بن مسعود بن الفراء البغوی رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ
المحلی	ابو محمد علی بن احمد حزم الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ	دار الفکر

الاستذکار	ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ
الاحکام الکبریٰ	عبدالحق بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن الحسین رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ
المستدرک علی الصحیحین	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ
فتاوٰی ابن تیمیہ	احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام حرانی رحمہ اللہ	مکتبہ ابن تیمیہ
مسند ابن الجعد	ابوالحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی رحمہ اللہ	مؤسسۃ نادر بیروت
مسند الرویانی	ابوبکر محمد بن ہارون رحمہ اللہ	مؤسسۃ قرطبہ قاہرہ
شرح مشکل الآثار	ابوجعفر احمد بن محمد سلامہ رحمہ اللہ	مؤسسۃ الرسالۃ
تلخیص الحبیر	ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ	مدینہ منورہ
فتح الباری شرح بخاری	ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ
کنزالعمال (مترجم)	علاءالدین علی متقی رحمہ اللہ	دارالاشاعت
مصباح الزجاجۃ	احمد بن أبی بکر البوصیری رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ
مسند الفاروق	الحافظ عماد الدین الفداء ابن کثیر رحمہ اللہ	دارالوفاء المنصورہ
زادالمعاد	شمس الدین ابن القیم رحمہ اللہ	مکتبہ المنار الاسلامیہ
المغنی لابن قدامہ	علامہ ابومحمد عبداللہ بن احمد المقدسی رحمہ اللہ	مکتبہ قاہرہ
جامع المسانید	ابوالمؤید محمد بن محمود الخوارزمی رحمہ اللہ	بیروت
مجمع الزوائد	نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ	قاہرہ
بدایۃ المجتہد	ابوولید محمد بن احمد بن رشد القرطبی رحمہ اللہ	دارالفکر
التمہید لابن عبدالبر	ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ	وزارۃ عموم الاوقاف مراکش
تحفۃ الأحوذی	محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ
الکنی للامام بخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ	دارابن حزم بیروت
سیر أعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ
الجامع الصغیر	جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ
سبل السلام	محمد بن اسماعیل الأمیر صنعانی رحمہ اللہ	داراحیاء التراث العربی
حلیۃ الاولیاء	ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی رحمہ اللہ	مصر
تدریب الراوی	جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ	دارالکلم الطیب
سلسلۃ الأحادیث الصحیحہ	علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ	مکتبہ المعارف ریاض
عمدۃ القاری شرح بخاری	علامہ بدرالدین العینی رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ

الکامل لابن عدی	ابواحمد بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ	دارالکتب العلمیہ
فتح الباری	احمد بن رجب الحسن البغدادی رحمہ اللہ	المدینۃ المنورہ
مرقاۃ المفاتیح	محمد ابوالحسن نورالدین القاری رحمہ اللہ	دارالفکر
نماز مسنون (کلاں)	مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ	جامعہ نصرت العلوم
احسن الکلام	مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ	مکتبہ صفدریہ
نورالصباح فی ترک رفع الیدین	مولانا حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ	مکتبہ اہلسنت والجماعۃ
الحبل المتین فی صفۃ صلوٰۃ رحمۃ للعالمین	مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ	دارالنعیم
انوارالمصابیح فی صلوٰۃ التراویح	مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ	دارالنعیم
ایضاح المرام فی ترک القراءۃ خلف الامام	مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ	دارالنعیم
راحۃ العینین فی ترک رفع الیدین	مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ	دارالنعیم
الدرالثمین فی الاخفاء بآمین	مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ	دارالنعیم
اثمار الہدایہ علی الہدایہ	مولانا ثمیرالدین قاسمی حفظہ اللہ	زمزم پبلیشرز کراچی
مجموعہ رسائل	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ	مکتبہ فاروقیہ
السنۃ الغرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ	مولانا اعجاز احمد اشرفی حفظہ اللہ	دارالنعیم
رکعت تراویح ایک تحقیقی جائزہ	حافظ ظہور احمد الحسینی حفظہ اللہ	مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو
مسنون طریقہ نماز	مولانا صاحبزادہ قاری عبدالباسط حفظہ اللہ	دارالاشاعت کراچی
فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دُعا	مولانا محمد عبدالمعبود حفظہ اللہ	مکتبہ رحمانیہ
تحفۃ المناظر	مولانا مفتی ضیاء الرحمن ذاکر حفظہ اللہ	مکتبہ عمر فاروق
مرد وعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت	مفتی محمد رضوان حفظہ اللہ	ادارہ غفران راولپنڈی
نماز پیمبرا	الشیخ محمد الیاس فیصل حفظہ اللہ (مدینہ منورہ)	فرید بک ڈپو دہلی
نماز اہل سنت والجماعۃ	حضرت مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ	اہل سنت والجماعۃ
اظہار التحسین اخفاء التامین	مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ	مکتبہ الہادی
نماز تراویح کے فضائل واحکام	مفتی رضوان حفظہ اللہ	ادارہ غفران
نماز وتر	مفتی رضوان حفظہ اللہ	ادارہ غفران
ٹوپی کی شرعی حیثیت	مفتی رضوان حفظہ اللہ	ادارہ غفران
تسکین العینین	مولانا نیاز احمد اوکاڑوی حفظہ اللہ	الاعتدال اکیڈمی
رکعات نماز کا ثبوت	مفتی محمد ذوالفقار خان حفظہ اللہ	انڈیا
الفقہ الاسلامی وادلتہ	علامہ الدکتور وہبۃ الزحیلی رحمہ اللہ	دارالفکر
عورت کی نماز	مفتی محمد شعیب اللہ خان مفتاحی حفظہ اللہ	مکتبہ مسیح الامت بنگلور

نوٹ: بعض کتب کا ذکر ماخذ ومراجع میں نہیں ہے تو یاد رکھیے ان کتب کو مکتبہ شاملہ، مکتبہ توفیقیہ اور مکتبہ جبریل سے لیا گیا ہے۔